قادیانیت دستاویزی ثبوتوں کے حصار میں
پندرہ روزہ کورس برائے

ردِّ قادیانیت

قادیانی کُتُب کے حوالہ جات کا عکس
مُبلّغین اور مناظرین کے لئے لاجواب ہتھیار

افادات

سفیرِ ختمِ نبوّت، قاطعِ مرزائیت، مناظرِ اسلام
حضرت علامہ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ رحمہ اللہ

قادیانیت دستاویزی ثبوتوں کے حصار میں

پندرہ روزہ کورس برائے

ردِّ قادیانیت

قادیانی کتب کے حوالہ جات کا عکس،
مبلغین اور مناظرین کے لیے لاجواب تحفہ

سفیر ختم نبوت قاطع مرزائیت حضرت علامہ

مولانا منظور احمد چنیوٹی

جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

ناشر

کتاب گھر: السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

نام کتاب.........**ردِ قادیانیت**

افادات..........**مولانا منظور احمد چنیوٹی**

سن اشاعت بار اوّل..........اگست ۲۰۰۱ء

سن اشاعت بار دوم..........مع اضافات وضمیمہ مفیدہ جنوری ۲۰۰۴ء

کمپوزنگ واسکینگ..........مولوی محمد عمران دہلوی، مولوی محمد اشرف، جمال عبداللہ عثمانی

تصحیح وترتیب ....مولوی آصف محمود، مولوی مدثر الاسلام

ناشر..........کتاب گھر، السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

ہدیہ..........

تعداد..........۲۰۰۰

ملنے کے پتے

۱- کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر ۴ کراچی

فون: ۰۲۱-۶۶۸۳۳۰۱، ۰۲۱-۶۶۸۸۲۳۹

۲- شعبہ نشر اشاعت ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ

فون: ۰۴۶۶-۳۳۲۸۲۰، فیکس: ۰۴۶۶-۳۳۱۳۳۰

۳- ضرب مومن کے تمام دفاتر

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دو ملفوظ

ملفوظ نمبر ۱

مرض الموت میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی چارپائی اٹھوائی اور دارالعلوم دیوبند کی مسجد کے محراب کے پاس رکھوا کر آخری وصیت ارشاد فرمائی: ''اس اُمت کیلئے اب تک قادیانیت سے بڑھ کر فتنہ وجود میں نہیں آیا۔ مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنۂ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس میں صرف کر ڈالو۔ یہ ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے، میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں۔''

یہ روایت حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی، جسے نقل کر کے انکے تصدیقی دستخط کروالئے گئے، حضرت افغانی نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ روایت مجھے مولانا محمد صدیق صاحب جو حاضر مجلس تھے کی وساطت سے پہنچی تھی، انہوں نے فورٹ میں خط لکھا جس کا ایک جملہ یہ تھا:

''ذریں بارہ کلام بے اثر نمود کہ سنگ خارہ موم مے کرد''

ملفوظ نمبر ۲

''ہم پہ یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔''

(نقش دوام: از مولانا انظر شاہ کاشمیری، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ص ۱۹۱)

بخاطر حصول شفاعت

جامعۃ الرشید چونکہ علماء وطلبہ کی خدمت کے ساتھ عوام میں دینی شعور پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہا ہے اس لئے تعلیم بالغاں کے لئے ''فہم دین کورس'' کے ساتھ اس سال گرمیوں کی چھٹی میں اسکول وکالج کے طلبہ کے لئے چالیس روزہ ''دورۂ صیفیہ'' (سمر کیمپ) کا بھی انعقاد کیا گیا۔ اس میں ہر اتوار کو اکابر علماء کو دعوت دی جاتی تھی کہ وہ دورہ کے شرکاء اور دیگر حاضرین سے کسی موضوع پر بیان فرمائیں۔ اس سلسلے میں جب قادیانیت سے تعارف کے لئے سفیر ختم نبوت حضرت علامہ منظور احمد صاحب چنیوٹی دامت برکاتہم العالیہ کو زحمت دی گئی کہ وہ اپنی زندگی بھر کی محنت اور تجربات سے جامعۃ کے اساتذہ وطلبہ اور دورہ کے شرکاء کو استفادہ کا موقع دیں تو جامعہ کے اساتذہ اور درجہ تخصص وتکمیل کے طلبہ کی خواہش ہوئی کہ حضرت اگر انہیں مزید وقت دیں اور ردّ قادیانیت کے بنیادی اصولوں سے واقف کردیں تو یہ ان کے لئے بہت نافع اور مفید ہوگا۔ حضرت نے...... اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے...... یہ درخواست قبول فرمالی اور پندرہ روزہ دورہ کی تدریس کا اعلان کردیا گیا۔

اتفاق سے بندہ انہی دنوں قادیان اور اسرائیل کے درمیان خفیہ تعلقات کے دستاویزی ثبوتوں پر کام کررہا تھا۔ اس ''کھوج کھرّے'' کے پیچھے پھرتے پھرتے خبر لگی کہ فیصل آباد کے ایک نوجوان بھائی کامران کے پاس نقشوں اور تصویروں کا ایسا نایاب ذخیرہ ہے جس سے مطلب کی چیز ہاتھ لگ سکتی ہے۔ بندہ فیصل آباد جا پہنچا، وہاں سے چناب نگر کی سیر اور تصویریں لینے کا شوق چرایا تو حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں چنیوٹ حاضری دی۔ دورۂ صیفیہ کے دوران چونکہ جمعرات کے دن شرکاء کو تاریخ اسلام، سیرت نبوی اور جغرافیہ قرآنی کے متعلق نقشے، تصاویر اور خاکے پروجیکٹر پر دکھائے جاتے تھے اس لئے بندہ نے حضرت سے عرض کی کہ آپ اس دورہ میں خوب اہتمام فرمائیں، قادیانیوں سے متعلق تمام کتب ساتھ لے چلیں، حوالہ جات کے عکس سبق کے دوران پرجیکٹر پر دکھائے جائیں گے اور پھر ان کو کتاب کے آخر میں لگا دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ ''عکسی ضمیمہ'' جو آپ کے ہاتھ میں ہے اسی دورہ کے دوران تیار کیا گیا۔ اس کی ترتیب میں ہمارے ہاں کے تخصص کے طلبہ نے...... جن کے نام ضمیمہ کے سرورق پر لکھے گئے ہیں ..... نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ بندہ کی خواہش تھی کہ اس ضمیمہ کے ساتھ ''رد قادیانیت کے زریں اصول'' کا ضمیمہ بھی انہی پندرہ دنوں میں تیار ہوجانا چاہیے بعد میں حضرت دامت برکاتہم تشریف لے جائیں گے،

قادیانیوں کی کتابیں ہاتھ نہ لگیں گی، طلبہ بھی تمرین افتاء میں مشغول ہوجائیں گے پھر یہ کام کہیں ادھورا نہ رہ جائے، اس واسطے ان طلبہ نے دن رات محنت کی، تمام حوالہ جات کی اصل مآخذ ومصادر سے مراجعت وتطبیق کی، جو کتابیں موجود نہ تھیں ان کے حصول کے لئے رابطے کئے گئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور معجزہ ختم نبوت کی برکت سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا، کچھ حوالہ جات نہ مل سکے تھے ان کو بعد میں تلاش کرلیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علامہ صاحب دامت برکاتہم کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ جن طلبہ نے یہ محنت کی ہے ان کے علم، عمر اور خدمات میں برکت عطا فرمائے، انہیں اس طرح کے مزید مفید اور تحقیقی کاموں کے لئے موفّق فرمائے، جامعۃ الرشید کو...... جس نے اس کام کے لئے جملہ سہولتیں فراخدلی سے مہیا کیں...... اکابر کے قائم کردہ اداروں کی طرح قبولیت خاصہ اور نافعیت عامہ عطا فرمائے اور ختم نبوت کی اس حقیر خدمت کو ہم سب کی طرف سے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر روز قیامت جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور زیارت کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب الضعفاء والمساکین.

ابولبابہ غفرلہ

۱۴۲۴/۶/۷ھ

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ،والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ،

أما بعد:

دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یارسندھ سے فراغت کے بعد ملتان میں امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے قائم کردہ ختم نبوت مدرسہ میں ردقادیانیت کی تربیت حاصل کرنے کیلئے 1951ء میں بندہ ناچیز داخل ہوا، فاتح قادیان استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ سے تربیت حاصل کی، ہم کل چار یا پانچ ساتھی تھے۔1952ء کے اوائل میں فارغ ہوا اور اس کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودہا میں تدریس کی خدمت پر مامور ہوگیا، درسی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کو ردقادیانیت کی تربیت دینا بھی شروع کردی، وہاں سے 1954ء میں اپنے آبائی شہر چنیوٹ آکر جامعہ عربیہ کی بنیاد رکھی، اور حسب معمول طلبہ کی تربیت جاری رہی، پھر میرے مربی اور شفیق استاذ حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر شعبان کی تعطیلات میں کراچی میں ان کے جامعہ علوم الاسلامیہ میں مدت تک یہی خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرتا رہا، اسی طرح تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام ملتان میں بھی حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ اور حضرت علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ کے حکم پر دس یا پندرہ روزہ تربیتی کورس کراتا رہا۔اپنی کاپی جو راقم نے اپنے استاذ مرحوم فاتح قادیان سے دوران تربیت لکھی تھی، اس سے ضروری حوالہ جات طلباء کو لکھواتا تھا اور بندہ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں ایک نئی ترتیب دے دی، جس میں

استاذ محترم کی ترتیب کے برعکس پہلا موضوع بجائے ''حیات عیسٰی علیہ السلام'' کے ''مرزا قادیانی کے صدق و کذب'' کو اصل موضوع قرار دیا اور قادیانیوں سے موضوع گفتگو طے کرنے کیلئے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ اصل موضوع مدعی نبوت کی ذات اور کردار ہے۔ اگر وہ ایک سچا اور شریف النفس انسان بھی ثابت ہو جائے تو ہمیں دوسری بحثوں ''حیات مسیح علیہ السلام'' اور ''ختم نبوت'' کے موضوعات پر گفتگو کرنے اور فریقین کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، ہم بغیر کسی قسم کی بحث کئے اسے اپنے تمام دعاوی میں سچا مان لیں گے اور اگر وہ اپنی تحریرات سے شریف اور سچا انسان ہی ثابت نہ ہو، بلکہ پرلے درجہ کا کذاب، بدزبان، بدکردار، بداخلاق، شرابی، زانی اور انگریز کا ٹاؤٹ ثابت ہو رہا ہو تو پھر دوسری بحثوں میں پڑنا فریقین کا وقت ضائع کرنا ہے، جیسا کہ مرزا قادیانی اور اسکے دونوں جانشینوں نے خود اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے۔

اس لئے میری ترتیب میں پہلا عنوان ''تعیین موضوع'' ہے اور یہی اصل موضوع ہے جس پر راقم نے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں، اس موضوع کو طے کر لینے کے بعد حدیث رسول کریم ﷺ کے مطابق قادیانی کے کذاب و دجال ہونے پر چند دلائل دیے گئے ہیں، اس کے بعد ''حیات مسیح'' پھر ''ختم نبوت'' کا موضوع پیش کیا گیا ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور دفتر تنظیم اہلسنت ملتان میں تیاری کراتے ہوئے شریک درس طلبہ سے نوٹس تیار کرنے کیلئے کہا، ان نوٹس کی جانچ پڑتال کر کے ایک کاپی تیار کی۔ آئندہ ہر سال اسی کاپی کی فوٹو سٹیٹ اپنے طلبہ میں تقسیم

کردی جاتی۔اس طرح ان نوٹس سے طلباء کا وقت بھی بچا اور دوران تحریر وہ عجیب غریب غلطیوں سے بھی بچ گئے۔دوران کورس قادیانی کتب سے حوالہ جات دکھادئے جاتے تاکہ انہیں عین الیقین ہوجائے اور حوالہ جات کی مزید تشریح زبانی کردی جاتی۔

اسی کاپی کی مدد سے مسجد نبوی شریف میں کئی سال مغرب اور عشاء کے درمیان یونیورسٹی کے طلبہ کو عربی میں پڑھاتا رہا۔۱۹۸۵ء میں مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر نے شاہ فہد کی خصوصی اجازت سے سرکاری طور پر اس حقیر کو دعوت دی تو بندہ یونیورسٹی میں طلبہ کو عصر سے مغرب تک اسی کاپی کی مدد سے تیاری کراتا رہا۔ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی اور ہماری مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے منتظمین نے 1990ء میں دارالعلوم میں ایک تربیتی کیمپ کا انتظام کیا، پورے ہندوستان سے منتخب علماء کو جمع کیا گیا اور دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلبہ کی ایک کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی۔

بندہ نے ان نوٹس کی ایک کاپی وہاں ارسال کی کہ اس کی فوٹوسٹیٹ کروالیں تاکہ حاضرین کورس میں تقسیم کی جاسکے۔چونکہ حاضرین کی تعداد زیادہ تھی اس لئے انہوں نے دوہزار کے قریب اسی کاپی کو چھپوالیا۔

چونکہ قلمی کاپی کی نسبت پرنٹ کاپی کے صفحات کی تعداد کم تھی، نیز اکابر علماء دیوبند کی خواہش تھی کہ اس کاپی کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا جائے، اگرچہ راقم اس رائے سے کچھ زیادہ متفق نہیں تھا کیونکہ اس کا کامل فائدہ باضابطہ پڑھنے سے ہی ہوتا ہے، لیکن اکابر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے بندہ ناچیز نے اس کی اجازت دے دی۔چنانچہ میرے مشورہ اور رائے سے اس میں چند مفید اضافے کرکے اور کچھ ترتیب درست کرکے عزیز محترم مولانا سلمان منصور پوری اطال اللہ عمرہ، نائب مفتی

واستاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، نواسہ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اسے کتابی شکل میں ترتیب دے دیا۔ میری نظر ثانی اور چند ضروری اضافہ جات کے بعد اب یہی کتاب ''ردمرزائیت کے سنہری اصول'' کے عنوان سے کتابی شکل میں تقریباً اڑھائی سو صفحات پر مشتمل، دارالعلوم دیوبند کی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چھپ چکی ہے اور وہاں سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

بعد ازیں جب جولائی ۲۰۰۳ء میں الرشید ٹرسٹ کراچی کے زیر اہتمام جامعۃ الرشید، اور دارالافتاء والارشاد کی انتظامیہ کی خواہش پر کراچی کے مختلف جامعات کے علماء اور درجہ تخصص کے طلبہ کو یہ کورس کرانے کے لئے جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی حاضری ہوئی تو یہاں بھی اسی ''کاپی'' کی مدد سے پندرہ روزہ کورس کرایا۔

یہاں تو ماشاء اللہ جدید آلات اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ مشینری اور اعلیٰ سے اعلیٰ وسائل دستیاب ہوئے ہیں جن کے ذریعہ اسباق پڑھانا مزید آسان اور سمجھانا اور زیادہ سہل ہوگیا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے تو حوالہ جات کتابوں سے دکھا کر بات سمجھادی جاتی تھی مگر اب ان جدید وسائل کی دستیابی کے بعد جامعۃ الرشید والوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو حوالہ جات دکھانا درکار ہو تو اس صفحہ کو کمپوٹر پر اسکین کرکے جس ہال یا کمرہ میں سبق ہورہا ہو وہاں سامنے دیوار پر بڑے پروجیکٹر کے ذریعہ مطلوبہ صفحہ دکھایا جاتا جو دور بیٹھا شخص بھی باآسانی اس صفحہ کی عبارت کو خود دیکھ اور پڑھ سکتا ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو ''عین الیقین'' ہوجاتا ہے۔ اور ماشاء اللہ اگلا اقدام انہوں نے یہ کیا کہ ان تمام حوالہ جات کو ایک سی، ڈی (کومپیکٹ ڈسک) میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیا ہے اس سے دو بہت بڑے فائدے ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرا یہ زندگی

بھر کی محنت کا نچوڑ محفوظ ہو گیا ہے کہ اب میں بالکل مطمئن ہوں یہ اب بعد میں بھی ہمیشہ کام آتا رہے گا۔ اور دوسرا اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اب جہاں بھی دورہ پڑھانے کے لیئے جانا ہوگا تو پہلے کی طرح کتابوں کی پیٹیاں اور بھاری بھرکم بکسے اٹھا کر لے جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ صرف وہی ایک سی ڈی لے لی اور باقی کتابوں کے بغیر ہی سفر پر چلا گیا جیسا کہ گزشتہ دنوں لندن کے ابراہیم کمیونٹی کالج کے ڈائریکٹر مولانا حافظ محمد مشفق الدین کی دعوت پر گیا ہوں وہاں صرف یہی ایک سی ڈی ہی لے کر گیا تھا، جس کی مدد سے مکمل دورہ پڑھا کر آیا ہوں، حوالہ والی دیگر کتب کے بوجھ اٹھانے کی بالکل ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور بہت بڑا کام ہو گیا ہے جو پچاس سالوں میں اب تک نہیں ہوا تھا اس ساری محنت کا سہرا جامعۃ الرشید کراچی کی انتظامیہ کے سر ہے جنہوں نے دن رات ایک کر کے تمام وسائل بڑی خوشدلی سے اور فراخدلی سے استعمال میں لا کر یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے...... اس پر میں ان حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کیونکہ اس کام سے بندہ کو قلبی خوشی اور اطمینان حاصل ہوا ہے۔ جامعۃ الرشید والوں نے صرف اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ ایک اور حوصلہ افزاء اور خوش کن کام یہ کیا کہ میرے بعض ضروری ترامیم واضافہ کو جو اب میں نے کیئے ہیں ان کو شامل کرنے کے بعد اس کاپی میں مرزا قادیانی کی جن جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے ان تمام حوالہ جات کو آخر میں ایک ضمیمہ کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اس کے ٹائٹل والے صفحے کو بھی شروع میں لگا دیا ہے اور کاپی میں اس ضمیمے کا صفحہ نمبر حاشیہ پر دے دیا گیا ہے اب جو حوالہ کی اصل دیکھنا چاہے

وہ کتاب کے آخر میں لگے ضمیمہ سے دیکھ سکتا ہے۔ یوں گویا قادیانیوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھانے کے لئے انہیں کا آئینہ ان کے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے کہ اس آئینے میں اپنے پیشوا اور اپنے مذہب کو اپنی آنکھوں دیکھ لو اور پہچان لو کہ یہ تمہارے مذہب کی حقیقت ہے۔

میں سمجھتا کہ ان حضرات کا مجھ پر اور امت مسلمہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے اور پھر مزید یہ کہ اس کاپی کو اپنے زیر اہتمام ''کتاب گھر'' بالمقابل دارالافتاء والارشاد کراچی سے کی طرف سے شائع کرنے کا اہتمام بھی فرمادیا ہے اب یہ کاپی ''ضرب مومن'' کے تمام دفاتر سے اور ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ سے بیک وقت دستیاب ہے۔ اس پر جہاں میں ان حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں وہاں اگر میں اس کاپی کی تیاری میں ڈیزائنر جناب جمال عبداللہ عثمانی صاحب، مولانا محمد عمران دہلوی صاحب اور حوالہ جات کی درستگی اور تصحیح میں حصہ لینے والے مولانا آصف محمود، مولانا مدثر الاسلام صاحب اور حوالہ جات کو اسکین کر کے سی ڈی تیار کرنے والے مولانا محمد اشرف صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ ضرور ناانصافی ہوگی۔

اس لئے میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرماتے ہوئے ان کے لئے اسے صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائیں اور انہیں ہمیشہ دینی کاموں میں اسی طرح دلچسپی لیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ منتظمین کو اس کا بہترین بدلہ اور اجر جزیل نصیب فرمائیں۔

اس تمام وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ کوئی باضابطہ تصنیف نہیں ہے، بلکہ میرے ضروری نوٹس ہیں۔ اگرچہ ہر اردو پڑھا لکھا

عالم، غیر عالم اپنی استعداد کے مطابق اس سے استفادہ کرسکتا ہے مگر اس سے مکمل استفادہ وہی کرسکتا ہے جو شریک دورہ ہوکر باضابطہ طور پر پڑھے اور سمجھے، کیونکہ دوران تدریس ان حوالہ جات کی تشریح میں اور کئی مفید باتیں بھی آجاتی ہیں جو اس پندرہ روزہ کورس میں درج نہیں یا جو صرف دوران سبق ہی بتائی اور سمجھائی جاسکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ راقم الحروف کی اس کاوش اور محنت کو قبول فرمائیں اور گم گشتہ راہ قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔

آخر میں تمام حضرات سے درخواست ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشیں۔ آمین!

احقر

منظور احمد چنیوٹی عفا اللہ عنہ

صفحہ ضمیمہ

﴿باب اول﴾

مرزا غلام احمد قادیانی کا مختصر تعارف

خاندانی پس منظر:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی ''تاریخ رئیسان پنجاب'' میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چھٹیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں، مگر تین چھٹیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں، پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا، تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔''

(کتاب البریہ: روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۴ تا ۶)

۱۵۱،۱۵۲،۱۵۳

نام ونسب:

''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضی اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اَب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔'' (حاشیہ کتاب البریہ: ص۱۴۴، روحانی خزائن: ص۱۶۲، ۱۶۳، ج ۱۳، مثلہ سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص۱۱۶)

تاریخ ومقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی بھارت کے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: ''اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔'' (کتاب البریہ: ص۱۵۹، حاشیہ روحانی خزائن: ص۱۷۷، ج۱۳)

ابتدائی تعلیم:

مرزا قادیانی نے قادیان ہی میں رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جس کی تفصیل خود اس کی زبانی حسب ذیل ہے:

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور

چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استاذوں کے نام کا پہلا لفظ 'فضل' ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اِن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔" (حاشیہ کتاب البریہ: ١٦١ تا ١٦٣، روحانی خزائن: ج ١٣، ص ١٧٩ تا ١٨١) ١٢١،١٢٠،١٥٩

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے: "تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد یا اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔" (دیباچہ براہین احمدیہ: ص ٧، روحانی خزائن: ج ١، ص ١٦)

ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔'' (سیرۃ المہدی: حصہ اول ص۴۳، روایت نمبر ۴۹، مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی) ۲۶۷

واضح رہے کہ پنشن کی یہ رقم سات صد روپیہ تھی۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول ص۱۳۱، روایت نمبر ۱۳۲) ۲۰

منکوحات مرزا:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تین بیویاں تھیں، پہلی بیوی جس کو (پھجے کی ماں) کہا جاتا ہے اور اس کا نام حرمت بی بی تھا، اس سے ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں شادی ہوئی دوسری بیوی جس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے اس سے نکاح ۱۸۸۴ء میں ہوا۔ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی جس کے ساتھ بقول اسکے اس کا نکاح آسمانوں پر ہوا تھا، جس کا نام محمدی بیگم تھا، مگر اس کے ساتھ اس کی شادی ساری زندگی نہ ہو سکی، اس کا مفصل تذکرہ آئندہ پیش گوئی نمبر ۶ کے ذیل میں آئے گا۔

اولاد:

۱) مرزا سلطان احمد ۲) مرزا فضل احمد

یہ دونوں مرزا پر ایمان نہ لائے تھے، مرزا فضل احمد مرزا قادیانی کی زندگی

میں مر گیا لیکن مرزا نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ (روزنامہ الفضل: قادیان، ۷ جولائی ۱۹۴۳ء: ص ۳)

جبکہ مرزا سلطان احمد کو مرزا نے عاق کر دیا تھا۔

مرزا کی دوسری بیوی سے درج ذیل اولاد ہوئی:

لڑکے: مرزا محمود احمد۔ مرزا شوکت احمد۔ مرزا بشیر احمد اول۔ مرزا شریف احمد۔ مبارک احمد۔ بشیر احمد ایم اے۔

لڑکیاں: مبارکہ بیگم۔ امۃ النصیر۔ امۃ الحفیظ بیگم۔ عصمت۔

ان میں سے فضل احمد، بشیر اول، شوکت احمد، مبارک احمد، عصمت اور امۃ النصیر کا مرزا کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا جبکہ باقی اولاد (سلطان احمد، محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد، مبارک بیگم، امۃ الحفیظ بیگم) مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی زندہ رہی۔ (دیکھئے نسب نامہ مرزا، سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۱۱۶، روایت ۱۲۹)

خلاصہ کلام یہ کہ مرزا کے ہاں دونوں بیویوں سے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں مرزا کی زندگی میں انتقال کر گئیں جبکہ چار لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہیں۔

مرزا کے دعوے:

مرزا نے درجہ بدرجہ دعوے کیے تھے جس کا نقشہ حسب ذیل ہے:

ملہم من اللہ، مجدد، مسیح موعود، مہدی، ظلی بروزی نبوت، مستقل نبوت۔

ان دعووں پر چند حوالہ جات:

(۱) ''اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو

صفحہ ضمیمہ

خداتعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبردی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔''

(حاشیہ کتاب البریہ: ص۱۸۳، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۰۱)

(۲) ''میں خداتعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔''

(کتاب البریۃ: ص۱۸۴، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۰۲)

(۳) ''إني فضلتك على العالمين قل أرسلت إليكم جميعا.''

ترجمہ: میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی تو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

(تذکرہ: ص۱۲۹، طبع دوم، اربعین نمبر۲: ص۷، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۳۵۳)

(۴) ''خدا جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔''

(ازالہ اوہام: ص۱۹۰، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۹۲، تذکرہ: ص ۱۷۷، طبع دوم)

(۵) ''جعلناك المسيح ابن مريم.'' ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔

(ازالہ اوہام: ص۶۵۹، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۴۲، تذکرہ: ص ۱۹۰، ۲۱۹، ۲۲۳، طبع دوم)

(۶) ''بشرني وقال إن المسيح الموعود الذي يرقبونه والمهدي المسعود الذي ينتظرونه هو أنت.'' ترجمہ: خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا لوگ انتظار کرتے ہیں تو ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۲۷۵، نور الحق: حصہ دوم، ص ۲۳ تا ۲۵، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۲۱۵، ۲۱۶)

(۷) ''جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ: ص۸، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۱۲)

(۸) ''إنا أنزلناه قريباً من القاديان.'' ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ (حاشیہ براہین احمدیہ: حصہ چہارم، ص ۴۹۸، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۵۹۳، تذکرہ: ص ۶۳۷، طبع دوم)

(۹) ”سچا خداوہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء:ص ۱۱،روحانی خزائن: ج ۱۸،ص ۲۳۱)

(۱۰) ”وقل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعا أي مرسل من الله .“ترجمہ:اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ (تذکرہ:ص ۳۶۰)

(۱۱)” يٰس إنك لمن المرسلين على صراط مستقيم.“

اے سردار! تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔

(حقیقت الوحی:ص ۱۰۷،روحانی خزائن: ج ۲۲ص ۱۱۰،تذکرہ:ص ۶۵۸،۶۵۹)

(۱۲)” شریعت کی تعریف یہ ہے کہ جس میں امر اور نہی پایا جائے اور یہ دونوں میری وحی میں بھی پائے جاتے ہیں۔“

(خلاصہ عبارت اربعین نمبر۴:ص ۶،روحانی خزائن: ج ۱۷،ص ۴۳۵،۴۳۶)

(۱۳)”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے:”هوالذي أرسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله.“ (اعجاز احمدی:ص ۷،روحانی خزائن: ج ۱۹،ص ۱۱۳)

مرزا کے جانشین:

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل لاہور میں ہوئی اس کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین ہوا جو بھیرہ کا تھا یہ بڑا اجل طبیب تھا اور عالم تھا یہ کشمیر کے راجہ کے پاس رہتا تھا،راجہ کشمیر نے اسے انگریز کی جاسوسی کے الزام میں نکال دیا تھا،اس کا چونکہ مرزا قادیانی سے پہلے سے رابطہ اور تعلق تھا اس لئے دونوں اکٹھے

ہو گئے، پھر دونوں نے مل کر اس دھندے کو چلایا یہ اس کا دست راست تھا اور علم میں اس سے بہت اونچا تھا۔ حکیم نورالدین کی خلافت ۱۹۱۴ء تک رہی اس کے بعد خلافت کے دو امیدوار تھے:

(۱) مولوی محمد علی لاہوری　　　　(۲) مرزا محمود احمد

مولوی محمد علی لاہوری، مرزا کا بڑا قریبی مرید تھا اور بہت پڑھا لکھا آدمی تھا، قابلیت کے لحاظ سے واقعی وہ خلافت کا حقدار تھا، مگر مقابلہ میں چونکہ خود مرزا کا بیٹا تھا، اس لئے اس کو کامیابی نہ ہوئی اور چونکہ مرزا بشیر الدین کے حق میں اس کی والدہ کا ووٹ بھی تھا جس کو مرزائی ام المؤمنین کہتے ہیں، اس لئے مرزا بشیر الدین خلیفہ بن گیا۔ بوقت خلافت مرزا بشیر الدین کی عمر ۲۴ سال تھی اس کی شہزادوں کی سی زندگی تھی اور خوب عیاش تھا سنہ ۱۹۶۵ء تک یہ خلیفہ رہا اس نے اپنے والد کے سوانح پر کتاب بھی لکھی جس کا نام سیرت مسیح موعود ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس نے متعدد کتب لکھیں۔

مولوی محمد علی لاہوری سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک قادیان میں رہا اگرچہ جماعت کا کام کرتا رہا مگر اس نے بیعت نہ کی اور نہ اس کی پارٹی نے بیعت کی، ان کو ''غیر مبایعین'' کہا جاتا تھا، اس نے ۱۹۲۰ء میں باقاعدہ علیحدہ دکان بنانا چاہی، چنانچہ اس نے لاہور آکر ایک تنظیم بنائی جس کا نام ''انجمن اشاعت الاسلام احمدیہ'' رکھا اور خود اس جماعت کا پہلا امیر بنا۔ چونکہ مرکز ان کے پاس نہ تھا اس لئے اس کا کام زیادہ نہ چلا لیکن بڑا سمجھدار تھا، اپنی تنظیم کو خوب مضبوط کیا اور غیر ممالک میں پھیلایا اور غیر ممالک میں اس کی جماعت کو بڑی کامیابی ہوئی۔

یہ مرزا کو نبی نہیں مانتے بلکہ محض مصلح یا مجدد مانتے ہیں اور نبوت کو ختم مانتے

ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ محض ان کی منافقت ہے، اگر ان کا اختلاف حقیقی ہے تو لاہوری جماعت والوں کو چاہیے کہ وہ قادیانیوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک غیر نبی کو نبی مانتے ہیں اور سلسلہ نبوت جاری مانتے ہیں، اسی طرح قادیانیوں کو بھی چاہیے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک سچے نبی کی نبوت کے منکر ہیں۔

محمد علی لاہوری کے مرنے کے بعد جماعت کا امیر صدرالدین بنا اور اب ڈاکٹر نصیر احمد ہے۔ ان دو پارٹیوں کے علاوہ مرزائیوں کی چند اور پارٹیاں بھی ہیں مگر یہ دونوں پارٹیاں زیادہ مشہور ہیں، ان دو پارٹیوں کا مباحثہ چار نکات پر راولپنڈی میں ہوا تھا، جو کہ درج ذیل ہے:

۱) مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی متعلقہ مصلح موعود کا مصداق کون ہے؟

۲) مرزا قادیانی کی جانشین انجمن ہے یا خلیفہ؟

۳) مرزا نبی ہے یا مجدد؟ ۴) مرزا کا منکر کافر ہے یا نہیں؟

یہ مباحثہ بصورت رسالہ ''مباحثہ راولپنڈی'' کے نام سے شائع ہوا، یہ ایک نہایت اہم رسالہ ہے، اس میں دونوں پارٹیوں کے دلائل خود مرزا کی تحریرات سے موجود ہیں۔

مرزا بشیرالدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مرزا ناصر احمد خلیفہ بنا، یہ برابر ۱۹۸۲ء تک خلیفہ رہا۔ بروز بدھ مورخہ ۸ اور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب ہارٹ اٹیک سے ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا۔ اس کی موت کے بعد خلافت کے بارے میں جھگڑا ہوا، بعض کی رائے تھی کہ مرزا بشیرالدین کے بیٹے مرزا رفیع احمد کو خلیفہ بنایا جائے جبکہ بعض مرزا طاہر احمد کے حق میں تھے۔ بہرحال اسی کشمکش میں مرزا رفیع احمد کو اغوا

صفحہ ضمیمہ

کر لیا گیا اور یوں مرزا طاہر احمد جو مرزا ناصر احمد کا بھائی ہے خلیفہ بن گیا۔

﴿باب دوم﴾

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل

تعین موضوع:

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل تین ہیں:

۱) حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام۔

۲) اجرائے نبوت و ختم نبوت۔

۳) صدق و کذب مرزا یعنی سیرت و کردار مرزا۔

مرزائی عموماً کوشش کرتے ہیں کہ پہلے دو موضوعات پر بحث کی جائے، تیسرے موضوع پر بحث کرنا انہیں موت نظر آتی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات اس موضوع سے گھبراتے ہوئے وہ مناظرہ ہی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں، وہ عموماً حیات عیسیٰ یا اجرائے نبوت کے متعلق مناظرہ کرتے ہیں، مگر ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے انہیں مجبور کریں کہ وہ سیرت مرزا پر مناظرہ کریں کیونکہ اصل بحث کسی مدعی ماموریت کی سیرت و کردار پر ہی ہونی چاہیے، اگر اس کی سیرت و کردار بے داغ ہو تو پھر دوسرے مسائل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہر مدعی پہلے اپنی سیرت قوم کے سامنے پیش کرتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے سامنے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی چالیس سالہ زندگی پیش کی۔ قرآن مجید میں ہے:

"فقد لبثت فیکم عمراً من قبله أفلا تعقلون ."

اس لئے ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی زندگی اور کردار کو ان کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں دیکھیں، اگر وہ اپنی تحریروں کی رو سے ایک پاکیزہ سیرت، شریف، دیانتدار اور سچا انسان ثابت ہو جائے تو اسکے تمام مسائل دعاوی کو بلاحیل و حجت مان لیں گے اور دوسرے مسائل میں بحث کرنے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی اور اگر وہ کسی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو بقول خود مرزا کے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہے گا، چنانچہ مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت: دوسرا حصہ،ص۲۲۳، روحانی خزائن: ج۲۳،ص۲۳۱)

لہٰذا پہلے ہم مرزا صاحب کی سیرت و کردار دیکھتے ہیں۔

ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ کسی مرزائی کے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ مرزا کو اس کی اپنی تحریروں کی رو سے ایک سچا اور شریف انسان ثابت کر سکے۔ ہم آگے چل کر "مشت نمونہ از خروارے" اس کے کذاب ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے لیکن اس بحث سے قبل ہم اپنی تائید میں مرزا صاحب کے دونوں خلفاء کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر۱:

"جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب

صفحہ

ہو جاتا ہے...... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اسکے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت ضائع کرنا ہوتا ہے۔" (دعوۃ الامیر: مصنفہ بشیر الدین محمود، ص ۴۹، ۵۰) ۲۹۰،۲۹۱

حوالہ نمبر ۲:

"خاکسار (بشیر احمد ایم۔اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین) فرماتے تھے کہ..... ایک مخالف شخص..... میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔" (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۹۸، روایت نمبر ۱۰۹) ۲۹۹

ان دو حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اصل بحث صدق و کذب پر ہونی چاہیے، اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو پھر اس کے دعاوی وغیرہ پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اب ہم اس بات پر دلیل دیں گے کہ وفات وحیات مسیح پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

حوالہ نمبر ۱:

"اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کا کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا

پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں، جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔''

(ازالہ اوہام: ص ۱۴۰، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۷۱)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

۱) عقیدہ نزول مسیحؑ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔

۲) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔

۳) یہ ایک پیش گوئی ہے اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

۴) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

حوالہ ۲:

''کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں، باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ اور زکوۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا، یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور

صفحہ ضمیمہ

اہل اللہ کا یہی خیال تھا، اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔" (احمدی اور غیر احمدی میں فرق: از مرزا غلام احمد قادیان، ص۲)

۳۳۲

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

۱) حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

۲) کئی خواص، اولیاء، اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

۳) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

حوالہ نمبر۳:

"اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔"

۲۷۸ (حاشیہ حقیقت الوحی: ص ۳۰، روحانی خزائن: ج ۲۲ ص ۳۲)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے وہ یہ ہیں:

۱) نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

حوالہ نمبر۴:

"ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔" (ملفوظات احمدیہ: ج ۲ ص ۷۲ جدید)

۳۰۹

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:

۱) مرزائیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ وجھگڑے کریں۔

۲) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

سو ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا، جب یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا، جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے، جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا، جب اس کا عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے، جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں، جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت واہمیت باقی نہ رہی، لہٰذا ہم سب سے پہلے مرزا کی سیرت و کردار پر بحث کریں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

تعین موضوع نہایت اہم اور کٹھن معاملہ ہے، مسلمان مناظر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ سیرت مرزا کا موضوع طے کیا جائے اور مرزائی مناظر کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ حیات ووفات مسیح، اجرائے نبوت جیسے موضوعات میں وقت ضائع کیا جائے۔ اس لئے اس مرحلہ میں ہمارے مناظر کو انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے مناظر کے اندر اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ اپنا موضوع منوالے، اگر کسی صورت میں بھی مرزائی مناظر یہ موضوع نہ مانے تو پھر بے شک مناظرہ نہ کرو۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ

اگر ان کا ایک موضوع مانو، تو اپنا بھی ایک موضوع منوالو! اگر ان کے دو موضوع مانو، تو پھر اپنے بھی دو موضوع منوالو! یعنی:

سیرت مرزا غلام احمد قادیانی اور سیرت بشیر الدین محمود۔

مرزائی حربہ:

مرزائی مناظر موضوع طے ہونے سے قبل ہی ہمارے مناظر کے سامنے چالاکی سے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ابھی موضوع بحث طے نہیں ہو چکا ہوتا اور ہمارا مناظر ان کی دلیل کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے پرخچے اڑانا شروع کر دیتا ہے اور یوں خود بخود مرزائیوں کا من بھاتا موضوع وفات مسیح شروع ہو جاتا ہے، اس لیے ہمارے مناظر کو چاہیے کہ جب تک موضوع طے نہ ہو جب تک ہمارے مبلغین چپ رہیں اور مبلغین حضرات ان سے کرنا چاہیے کہ بات چیت کے دوران میں مرزا کا کوئی جھوٹ، کوئی بدمعاشی وغیرہ انتہائی رعب سے بیان کرنا چاہیے اور اس طرح دباؤ ڈالنا چاہیے کہ تمہارا نبی ایسا تھا، اگر ایسا نہ ہو تو گویا میں ہار گیا وغیرہ تو اس طرح کرنے سے مرزائی مناظر جب اس کا جواب دے گا تو خود بخود سیرت مرزا کا موضوع شروع ہو جائے گا اور میدان ان شاء اللہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

ایک اہم نکتہ:

اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تو مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے، معلوم ہوا اصل مدار مرزا کی ذات ہے اس لیے سب سے پہلے مرزا کی سیرت پر بحث ہونی چاہیے اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰ علیہ

السلام کی وفات مانے اور نبوت کو بھی جاری مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تب بھی وہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں، معلوم ہوا کہ اصل مدار مرزا کی ذات ہے اسی لئے سب سے پہلے مرزا کی ذات وسیرت پر بحث ہوگی، جیسا کہ بہائی فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی قائل ہے اور نبوت بھی جاری مانتا ہے مگر مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اصل محل نزاع مرزا کی ذات ہے اور اسی پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

باب سوم

بحث اول

صدق وکذب مرزا

مذکورہ بالا موضوع میں ہم مدعی ہوں گے، مرزائی صاحبان اول تو اس موضوع کو تسلیم ہی نہیں کرتے، اگر بامر مجبوری انہیں تسلیم کرنا پڑے تو وہ مدعی بن جاتے ہیں حالانکہ یہ اصول غلط ہے، جو فریق جو موضوع پیش کرے اصولاً اس کو اس کا مدعی ہونا چاہیے، مرزا صاحب کی سیرت وکردار کا موضوع چونکہ ہماری طرف سے پیش ہوا ہے، لہٰذا مدعی ہمیں ہونا چاہیے اور حیات ووفات کا موضوع عموماً مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور وہ اس پر مصر ہوتے ہیں لہذا وفات مسیح کے مسئلہ میں مدعی انہیں ہونا چاہیے۔

﴿پہلی دلیل﴾

کذبات مرزا:

کذبات مرزا بیان کرنے سے قبل ان آیات کو بار بار دہرانا چاہیے:

"لعنة الله على الكاذبين ، ومن أظلم ممن افترى على الله كذبا أو قال أوحي إليّ ولم يوح إليه شيء." وغیرہ

نیز جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے بھی بار بار بیان کرنے چاہئیں۔

جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے:

۱) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔"

(حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ: ص۱۳، روحانی خزائن: ج۱۷، ص۵۶) ٢٠٥

۲) "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی: ص۲۶، روحانی خزائن: ج۲۲، ص۴۵۹) ٢٩٢

۳) "تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ (پاخانہ) کھانا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم: ص۵۹، روحانی خزائن: ج۱۱، ص۳۴۳، حقیقت الوحی: ص۲۰۶، روحانی خزائن: ج۲۲، ص۲۱۵) ١٣٢/١ ٢٨٩/١

۴) "جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔"

(انجام آتھم: ص۴۰، مطبع قادیان، روحانی خزائن: ج۱۱، ص۴۳،) ١٣٢

۵) "ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ پر ہوئی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ: حصہ پنجم ص۱۲۶، روحانی خزائن: ج۲۱، ص۲۹۲) ٢٧٥

۶)''وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔''

(شحنہ حق:ص ۶۰، روحانی خزائن: ج ۲،ص ۳۸۶) ۱۹

۷)''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت: دوسرا حصہ،ص ۲۲۲، روحانی خزائن: ج ۲۳،ص ۲۳۱) ۲۰۴

اب ہم مرزا کے چند ایک جھوٹ پیش کرتے ہیں، اس کے کذبات کا کماحقہ احاطہ کرنا کارے دارد ہے۔ ہم نمونے کے طور پر چند اکاذیب مرزا بیان کریں گے۔

جھوٹ نمبر ۱:

''اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود۔ ناقل) چودہویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔''

(اربعین نمبر ۲:ص ۲۳ طبع چناب نگر (ربوہ)، روحانی خزائن: ج ۱۷،ص ۳۷۱) ۲۱۷

وضاحت: مطبع قادیان میں انبیاء کا لفظ ہے بعد کے ایک ایڈیشن میں یہ وضاحت کی گئی کہ یہ لفظ غلطی سے لکھا گیا اور اب نئے ایڈیشن میں یہ وضاحت بھی حذف کردی گئی ہے۔

اولیاء جمع کثرت ہے اور جمع کثرت دس سے اوپر ہوتی ہے، اس لئے کم از کم دس معتمد اولیاء کے نام پیش کرو جنہوں نے بذریعہ کشف مہر لگائی ہو اور ولی ایسا ہو جس کو دونوں فریق صحیح ولی مانیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا یہ سفید جھوٹ ہے کسی مسلمہ ولی نے اس بات کی تصریح نہیں کی کہ مہدی چودہویں صدی میں ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔ یہ تمام اولیاء کرام پر جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲:

''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس

شخص یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔''

۲۲۱ (اربعین نمبر ۴: ص ۱۳، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۴۴۲)

یہ بھی بالکل صاف جھوٹ ہے، کسی ایک پیغمبر سے یہ خواہش کرنا ثابت نہیں ہے۔

هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين .

جھوٹ نمبر ۳:

''یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔''

۲۲۵ (کشتی نوح: ص ۵، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۵)

۲۲۶ نیز اس عبارت کے متعلق اسی صفحہ پر حاشیہ لکھا ''مسیح موعود کے وقت میں

۲۲۷ طاعون کا پڑنا ان تمام نبیوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ (زکریا: باب ۱۴، آیت ۱۲، بائبل:

۲۲۸ ۱۹. انجیل متی: باب ۲۴، آیت ۸، مکاشفات: باب ۲۲، آیت ۸، عہد نامہ جدید: ص ۲۵۹)

۲۲۹ اس عبارت میں ایک جھوٹ نہیں، بلکہ خداتعالیٰ کی چار آسمانی کتابوں پر چار عدد جھوٹ ہیں۔ مذکورہ کتب کے مذکورہ صفحات پر ہرگز مسیح موعود کے وقت طاعون کے پڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

مرزائی عذر:

جب مرزائیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر کہاں ہے؟ تو مرزائی جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور یہ آیت پڑھتے ہیں:

" وإذا وقع القول عليهم أخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم ......الخ." (پ۲۰،سورۃ النمل، آیت ۸۲)

اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب نزول مسیح: ص ۳۸، ۳۹، ۴۰، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۴۱۵ تا ۴۱۸ میں اس "دابة الأرض" سے مراد طاعون لیا ہے اور مرزائی اس آیت کو طاعون پر اس طرح چسپاں کرتے ہیں کہ "دابة الأرض" سے مراد چوہا ہے جو زمین سے نکلے گا اور " تکلمهم " کا مطلب ہے کہ ان کو کاٹے گا۔

جواب اول:

کسی مفسر، کسی محدث، کسی مجدد نے یہاں "دابة" سے مراد طاعون اور طاعون کا چوہا نہیں لیا، یہ مرزا کا اپنا افتراء ہے، ہم بلا خوف تردید قادیانی امت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ تیرہ صدیوں کے کسی مجدد کا نام پیش کریں جس نے اس آیت میں" دابة الأرض '' سے مراد طاعون لیا ہو۔

جواب ثانی:

اگر بالفرض تمہاری یہ من گھڑت تفسیر مان بھی لی جائے تو اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ طاعون مسیح موعود کے وقت میں پڑے گا؟ تقریب تام نہیں ہے۔

جواب ثالث:

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کی متعدد تفسیریں بیان کی ہیں۔ اپنی "کتاب ازالہ اوہام" ج ۲، ص ۲۰۹، روحانی خزائن ص ۳۷۰، ج ۳ پر لکھتا ہے:

" وإذا وقع القول عليهم أخرجنا لهم دابةً من الأرض......الخ" (پ۲۰، النمل ۸۲)

یعنی جب ایسے دن آئیں گے جب کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقرر قریب آجائے تو ایک گروہ ''دابۃ الأرض'' کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں ید طولیٰ ہوگا۔''

اس عبارت میں خود مرزا نے ''دابۃ الأرض'' سے مراد متکلمین و علماء ظاہر لئے ہیں۔ معلوم ہوا دابۃ الأرض سے مراد طاعون و طاعون کا چوہا نہیں ہے۔

اسی طرح اپنی کتاب ''حمامۃ البشریٰ'' میں ''دابۃ الأرض'' سے مراد علماء سوء لیا ہے:

''إن المراد من دابة الأرض علماء السوء الذين يشهدون بأقوالهم أن الرسول حق والقرآن حق ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجال كأن وجودهم من الجزئين جزء مع الإسلام وجزء مع الكفر أقوالهم كأقوال المؤمنين وأفعالهم كأفعال الكافرين فأخبر رسول الله ﷺ عن أنهم يكثرون في آخر الزمان وسموا دابة الأرض لأنهم أخلدوا إلى الأرض وما أرادوا أن يرفعوا إلى السماء ......الخ.'' (حمامۃ البشریٰ ص۸۶، روحانی خزائن: ج۷، ص۳۰۸)

یہاں مرزا صاحب نے ''دابۃ الأرض'' سے مراد علماء سوء یعنی منافقین کو لیا ہے پھر اس سے مراد طاعون کا چوہا کیسے ہو گیا؟ کہاں علماء سوء، کہاں علماء متکلمین اور کہاں طاعون کا چوہا؟ اور یہ تین اقوال آپس میں متضاد ہیں۔ ایک ہی آیت کی تین تفسیریں مرزا صاحب کے کذاب اور منافق ہونے کی واضح دلیل ہیں اور مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ پاگل اور منافق کے کلام میں تضاد ہوتا ہے۔ (ست بچن: ص۳۱ ... حانی

خزائن: ج ١٠، ص ١٤٣) معلوم ہوا کہ خود مرزا صاحب پاگل اور منافق ہیں۔

مذکورۃ الصدر حمامة البشریٰ کی عبارت میں ایک اور جھوٹ بھی ہے کہ یہ ''فـأخبر رسول الله ﷺ'' سے شروع ہوتا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ کس حدیث میں خبر دی ہے؟ وہ حدیث پیش کریں، یہ حضور ﷺ پر صریح افتراء اور بہتان ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار.''

ترجمہ: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

لہٰذا یہ جھوٹ بول کر بھی مرزا جہنمی ہوا۔

جھوٹ نمبر ۴:

''ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا، مگر عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توراۃ پڑھی تھی، سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا، سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔'' (ایام الصلح: ص ۱۴۷، روحانی خزائن: ج ۱۴، ص ۳۹۴) ٢٧

یہ صریح جھوٹ ہے، حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام نے کون سے مکتبوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کی؟ یہ ان انبیاء پر صریح الزام ہے، قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت کرو کہ حضرت عیسیٰ نے کون سے یہودی عالم سے توراۃ پڑھی تھی۔ حالانکہ قرآن پاک

میں ہے" ویعلمهم الكتاب والحكمة والتوراة والإنجيل."
یعنی میں خود ان کو تعلیم دوں گا، اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

" وإذا علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والإنجيل."

ترجمہ: اور جب میں نے کتاب وحکمت اور توراۃ وانجیل سکھائی۔ (پ ۷، سورۃ المائدۃ، آیت ۱۱۰، ع ۱۰)

اس میں بھی تعلیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے، آگے جو اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میرا یہی حال ہے۔۔۔۔۔الخ

یہ بھی صاف جھوٹ ہے، ہم ثابت کرتے ہیں کہ مرزا کے متعدد اساتذہ تھے۔ کتاب البریہ: ص ۱۶۱ تا ۱۶۳، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۱۸۰، ۱۸۱ کے حاشیہ پر اس کے ۱۸۰، ۱۸۱ اپنے ہاتھوں سے اس کی تعلیم کا حال موجود ہے، جیسا کہ شروع میں گذر چکا ہے۔

مرزائی عذر:

مرزائی ان ہر دو حوالوں میں تاویل کر کے تطبیق کرتے ہیں کہ یہ سفید جھوٹ نہیں ہے، جو پڑھا ہے اس سے مراد قرآن کے ظاہری الفاظ ہیں اور جہاں لکھا کہ نہیں پڑھا اس سے مراد معارف ومعانی ہیں۔

جواب:

یہ تاویل متعدد وجوہ سے غلط ہے:

وجہ اول:

مرزا غلام احمد نے اپنے حال کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حال سے تشبیہ دی ہے، کیا حضور علیہ السلام نے بھی ظاہری الفاظ کسی استاد سے پڑھے تھے؟ یہ اس کا تشبیہ

دینا بتا رہا ہے کہ وہ خود یہاں ظاہری الفاظ و معانی وغیرہ کا فرق مراد نہیں لے رہا۔

وجہ ثانی:

اس سے معارف و معانی مراد لینا غلط ہے کیونکہ اس نے خود تین چیزیں بیان کیں:

(۱) قرآن (۲) حدیث (۳) تفسیر معارف و معانی تو تفسیر میں ہوتے ہیں یہ اس کا علیحدہ علیحدہ بیان کرنا یعنی ایک جگہ قرآن بولنا اور آگے تفسیر بولنا اس پر دال ہے کہ وہ ظاہری الفاظ و معارف دونوں کی نفی کر رہا ہے کہ دونوں میں میرا استاد کوئی نہیں۔

وجہ ثالث:

اس عبارت میں یہ تاویل کرنا کہ اس سے مراد معارف و معانی ہیں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس میں اس نے قسم اٹھائی ہے "سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں ...... الخ" اور قسم میں ظاہر معنی مراد ہوتا ہے وہاں تاویل استثناء وغیرہ نہیں چل سکتے۔ مرزا صاحب نے خود قسم کے متعلق اصول بیان کیا ہے، یہ بڑا اہم اصول ہے جو ہمیں "نزول مسیح" کی احادیث میں بھی کام دے گا۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا کر ایک مضمون بیان فرمایا ہے، اسی طرح یہاں بھی یہ اصول کام دے گا اور ایک جگہ مرزا کا ایک مرید مرزا کی صفت میں یہ شعر کہتا ہے:

خدا اسے تو خدا تجھ سے واللہ

تیرا رتبہ نہیں آتا بیان میں

مرزائی اس کی تاویل کرتے ہیں مگر چونکہ یہاں اس نے واللہ کے لفظ سے قسم اٹھادی اس لئے تاویل نہیں چل سکے گی اس طرح یہ اصول بے شمار مواقع میں کام دے گا اصول یہ ہے:

" والقسم يدل على أن الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء وإلا فأى فائدة كانت فى ذكر القسم. "

(حاشیہ حمامۃ البشریٰ: ص ۲۶، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۱۹۲) ۹۷

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ تمام انبیاء کا کوئی استاد اور اتالیق نہیں ہوتا: ''اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔''

(دیباچہ براہین احمدیہ: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱ ص ۱۶) ۲

جھوٹ نمبر ۵:

''احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودہویں صدی کا مجدد ہوگا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ص ۱۸۸، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۳۵۹) ۲۷

جبکہ حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۸۷، ۸۸، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۰۵، ۲۰۶ کی عبارت یہ ہے: ۱۹۵،۱۹۶

''بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے، مگر احادیث کی رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے۔''

احادیث جمع کثرت ہے، اس لئے کم ازکم دس احادیث صحیحہ متواترہ دکھاؤ، جن میں مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر آنے کے الفاظ وغیرہ موجود ہوں، مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی امت تا قیامت کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں دکھا سکتی۔

جھوٹ نمبر۶:

’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی:

’’ھذا خلیفة اللہ المھدی.‘‘

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘ (شہادۃ القرآن: ص۴۱، روحانی خزائن: ج۶ص ۳۳۷)

جھوٹ، بالکل جھوٹ، بخاری شریف میں اس قسم کی کوئی حدیث نہیں۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

قادیانی عذر:

(۱) اسکے متعلق قادیانی جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث کنز العمال میں موجود ہے، مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ بخاری شریف سے دکھاؤ؟ کیونکہ مرزا نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔

(۲) بعض دفعہ وہ ہمارے بعض علماء کے اس قسم کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ

انہوں نے بھی غلط حوالہ دیا، جواب یہ ہے کہ کیا ان کے غلط حوالہ دینے سے مرزا کی بات سچی بن جائیگی؟ ہرگز نہیں۔

(۳) ہمارے کسی عالم نے بطور استدلال اتنے زور سے غلط حوالہ نہیں دیا، عام حوالہ کا غلط ہو جانا اور بات ہے، مگر اتنی تحدی اور زور وشور سے حوالہ دینا اور پھر غلط دینا یہ دھوکہ اور فریب ہے۔

(۴) اگر وہ کہیں کہ نسیاناً لکھا گیا تو پھر اس کی معذرت ہونی چاہیے۔ مرزا صاحب سے اس کی معذرت دکھاؤ! اور کوئی سچا نبی نسیان پر قائم رہ نہیں سکتا۔ نسیان کا وقوع اور چیز ہے اس پر استقلال اور چیز ہے۔

(۵) اگر وہ چالاکی سے کہیں کہ مرزا صاحب کی غلطی نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے تو جواب یہ کہ آگے آئے الفاظ " أصح الكتب بعد كتاب الله. " وغیرہ اس کی تردید کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۷:

"تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔" (حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۷۷، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۴۰)

جھوٹ نمبر ۸:

" وقد سبوني بكل سب فمارددت عليهم جوابهم. "

ترجمہ: مجھ کو گالی دی گئی میں نے جواب نہیں دیا۔ (مواہب الرحمٰن: ص ۱۸، طبع اول، ص ۲۰، طبع دوم، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۲۳۶)

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے لوگوں کی گالیوں کا جواب نہیں دیا، بلکہ خود

مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے: ''میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی
مخالفوں کی طرف سے ہے۔'' (دیباچہ کتاب البریۃ: ص۱۱، روحانی خزائن: ج۱۳، ص۱۱) ۱۵۵

مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے

یعنی مرزا کی تہذیب وشرافت

مرزا کی گالیوں کے مطالعہ سے پہلے گالیوں سے متعلق اس کے اپنے چند فتاویٰ لکھے جاتے ہیں، جن میں اس نے گالی دینے کی سخت مذمت کی ہے:

۱) ''اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔'' (کشتی نوح: ص۱۱، روحانی خزائن: ج۱۹، ص۱۱) ۳۳۲

(۲) ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین نمبر۳: ص۳۶، روحانی خزائن: ج۱۷، ص۴۲۶) ۲۱۸

(۳) ''گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔''
(اربعین نمبر۴: ص۵، روحانی خزائن: ج۱۷، ص۴۷۱) ۲۲۲

۴) ''گالیاں سن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو، تم دکھاؤ انکسار''
(براہین احمدیہ: ج۵، ص۱۱۴، روحانی خزائن: ج۲۱، ص۱۴۴) ۲۷۰

اب مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمالیں۔

۱) '' تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي إلا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔ ''

ترجمہ: ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام: ص ۵۴۷، ۵۴۸، روحانی خزائن: ج ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸) ۴۳،۴۷

(۲) مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمائیں

ومن اللئام أرى رجيلا فاسقا غولا لعينا نطفة السفهاء

ترجمہ: اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے، سفیہوں کا نطفہ ہے۔

شكس خبيث مفسد ومزور
نحس يسمى السعد فى الجهلاء

ترجمہ: بد گو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے، جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

آذيتنى خبثا فلست بصادق إن لم تمت بالخزى يا ابن بغاء

ترجمہ: تو نے اپنی خباثت سے مجھے دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہوا ے نسل بدکاراں۔ (تتمہ حقیقت الوحی: ص ۱۴، ۱۵، روحانی خزائن: ج ۲۲ ص ۴۴۵، ۴۴۶، انجام آتھم: ص ۲۸۱، ۲۸۲، روحانی خزائن: ج ۱۱ ص ۲۸۱، ۲۸۲) ر ۲۹۳،۲۹۴ ر ۱۳۸،۱۳۹

وضاحت: بغایا، بغیہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے بدکار عورت جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''وما كانت أمك بغيا'' اور باغی جس کا معنی سرکش ہے اس کی جمع بغاۃ ہے۔

فائدہ: ذرية البغايا کا ترجمہ خود مرزا نے خراب عورتوں کی نسل، بازاری عورتیں

اور کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔ (نور الحق: حصہ اول، ص ۱۲۳، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۱۶۳، انجام آتھم: ص ۲۸۲، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۸۲، خطبہ الہامیہ: ص ۴۹، روحانی خزائن: ج ۱۶، ص ۴۹)

(۳) ''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے، اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔'' (حاشیہ انجام آتھم: ص ۱۹، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۱)

۴) ''مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھارہے ہیں۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۲۵، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۰۹)

(۵) ''بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۱۸، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۰۲)

(۶) إن العدا صاروا خنازير الفلا

ونسائهم من دونهن الأكلب

ترجمہ: دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ: ص ۵۳، روحانی خزائن: ج ۱۴، ص ۵۳) یعنی میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

☆ تنبیہ ☆

مرزائی اگر مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے جواب میں یہ کہیں کہ العیاذ باللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تین جھوٹ بولے تھے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے تو مرزا صاحب کے جھوٹ بھی اسی طرح کے ہیں تو اس کے دو جواب ہیں:

(۱) جو جھوٹ ہم نے مرزا قادیانی کے پیش کئے ہیں وہ واقعتاً جھوٹ ہیں، جبکہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کا کلام تو توریہ اور تعریض کے طور پر ہے، وہ حقیقت میں جھوٹ ہے ہی نہیں، سمجھنے والوں کی غلطی ہے ورنہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کلام کیا ہے وہ مبنی بر حقیقت ہے، جیسا کہ شراح حدیث نے اسکی وضاحت کردی۔

(۲) مرزا قادیانی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس راویت کی رو سے جھوٹ کا الزام لگانے والوں کو خبیث، شیطان، پلید مادہ والا کہا ہے، اس نے لکھا:

''حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام: ص۵۹۸، روحانی خزائن: ج۵، ص۵۹۸) ۷۷

دوسری دلیل

جھوٹی پیش گوئیاں

اس بحث سے قبل خود مرزا صاحب ہی کے قلم سے لکھے ہوئے چند ایک اصول ملاحظہ فرمائیں:

اصول نمبر ۱:

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام: ص۲۸۸، روحانی خزائن: ج۵، ص۲۸۸) ۷۸

اصول نمبر ۲:

علاوہ اس کے جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا

جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور بداہت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام: ص ۴۰۴، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۳۰۹) ۲۲

ان دو اصولوں کے بعد ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک پیش گوئی مرزا صاحب کی پیش کرو! جس کو دشمن کے سامنے بطور دعویٰ پیش کیا ہو اور پھر وہ پوری ہوئی ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ایک دعویٰ میں بھی سچا نہ ہوا اور بقول اپنے رسوا اور ذلیل ہوا، چنانچہ تریاق القلوب: ص ۱۰۷، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۳۸۲ پر لکھا ہے: ۲۳

''اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اس کی رسوائی کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی ایک پیش گوئی میں جھوٹا ثابت ہو جائے، بفرض محال اس کی کچھ پیش گوئیاں سچی بھی نکلیں تو وہ اس کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں، ایسے تو بہت سے منجموں کی پیش گوئیاں بھی سچی نکلتی رہتی ہیں، ہاں! کسی ایک پیش گوئی کا جھوٹا نکلنا اس کے کاذب ہونے کی صریح دلیل ہے۔

وضاحت:

مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئیاں بیان کرنے سے قبل قرآن مجید کی یہ آیت بار بار پڑھنی چاہیے:

'' فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ إن اللہ عزیز ذوانتقام.'' (ابراھیم: ۴۷)

ترجمہ: خدا تعالیٰ کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے والا گمان نہ کر، اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

پہلی جھوٹی پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق

''اور آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے ،تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ سے لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے، اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جو پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجا کھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے، اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے، سوالحمد للہ والمنۃ کہ اگر یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے...... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں ، مجھ کو ذلیل کیا جاوے ، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور

کرے گا، ضرور کرے گا، زمین آسمان ٹل جائیں، پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔'' (جنگ مقدس: ص ۲۰۹ تا ۲۱۱، روحانی خزائن: ج ۶، ص ۲۹۱ تا ۲۹۳) ۸۴،۸۵،۸۶

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی عبداللہ آتھم پادری کے متعلق ہے۔ مرزا نے اس سے ۱۸۹۳ء میں مناظرہ کیا۔ پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا، نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا شکست کھا گیا پھر گھر آ کر بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۳ء اس کے متعلق یہ پیش گوئی گھڑ دی کہ وہ جتنے دن مناظرہ ہوتا رہا اتنے ماہ کے اندر اندر ہلاک ہوگا، اگر ہلاک نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا۔ اس نے پندرہ ماہ خوب احتیاط سے گذارے، اپنا کھانا وغیرہ خود پکاتا تھا، آخرکار پندرہ ماہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو مکمل ہوئے مگر آتھم پادری نہ مرا۔

اس کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے مقام پر عبداللہ آتھم کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی پھر جلا کر دفن کیا۔

اب ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور پندرہ ماہ کے اندر عبداللہ آتھم ہلاک ہوا؟؟ ہرگز ایسا نہیں ہوا، اور مرزا اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح ذلیل و رسوا ہوا۔ واضح رہے کہ عبداللہ آتھم کا انتقال ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو ہوا جبکہ مرزا کی پیش گوئی کی مدت گذر چکی تھی۔

(نزول المسیح: ص ۱۶۸، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۵۴۶) ۴۳۱

مرزائی عذر:

عبداللہ آتھم نے اس مجلس میں ساٹھ ستر آدمیوں کے سامنے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دجال کہنے سے رجوع کرلیا تھا۔ (خلاصہ عبارت حاشیہ حقیقت الوحی: ص ۲۰۷، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۲۱۶)

جواب نمبر ۱:

اگر اسی وقت اس نے رجوع کرلیا تھا تو مرزا کو اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کرنا چاہیے تھا کہ چونکہ اس نے رجوع کرلیا ہے، لہٰذا میری پیش گوئی میں کوئی حرج نہیں آئے گا بلکہ میری پیش گوئی پوری ہوگئی، حالانکہ مرزا صاحب کو بعد میں بھی یقین نہیں تھا کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی یا نہیں۔ اسی لئے تو مرزا صاحب نے اس کی ہلاکت کیلئے وظائف و دعائیں کیں اور واویلا کیا وغیرذلک۔ چنانچہ دیکھئے سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۱۷۸، روایت نمبر ۱۶۰ حصہ دوم، ص ۱۲۱:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی، جیسے أَلَمْ تَرَ كَيْفَ......الخ۔ اور ہم نے یہ وظیفہ تقریباً ساری رات صرف کرکے ختم کیا تھا۔"

جواب نمبر ۲:

مرزا بشیر الدین محمود اس اعتراض کے جواب میں کہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئیں لکھتا ہے: "حضرت صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئی تھیں۔" چنانچہ دیکھئے الفضل: ۲۰ جولائی ۱۹۰۴ء: "آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم

سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب واضطراب سے دعائیں کی گئیں میں نے محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا، حضرت مسیح موعود ایک طرف دعا میں مشغول تھے......الخ۔“

مرزائی عذر نمبر۲:

فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم نہیں بلکہ تمام عیسائی ہیں، جیسا کہ مرزا نے انوار الاسلام: ص۲، روحانی خزائن: ج۹، ص۲ میں لکھا ہے۔

جواب:

مرزا صاحب نے خود مقدمہ میں تسلیم کیا ہے کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے، دیکھئے حاشیہ کتاب البریہ: ص۱۸۸، روحانی خزائن: ج۱۳، ص۲۰۶: ۱۲۲

”عبداللہ آتھم کی بابت ہم نے شرطیہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مرجائے گا، عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی، کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیش گوئی نہ تھی۔“

مرزائی عذر نمبر۳:

عبداللہ آتھم نے دل سے رجوع کرلیا تھا اس لیے ہلاک نہ ہوا اگر رجوع نہیں کیا تھا تو قسم اٹھائے۔ (کتاب البریہ: ص۱۷۸، روحانی خزائن: ج۱۳، ص۱۹۶) ۱۲۳

الجواب:

اگر عبداللہ آتھم نے رجوع کرلیا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رجوع پندرہ ماہ

کے اندر کیا تھا یا بعد میں؟ اگر مدت کے اندر کیا تھا تو مرزا صاحب نے اعلان کیوں نہیں کیا تھا، اگر پندرہ ماہ کے بعد رجوع کیا تھا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اسے تو پندرہ ماہ کے اندر مرنا تھا۔ نیز اگر رجوع کرلیا تھا تو چنے کے دانے کیوں پڑھائے، دعائیں کیوں کیں، اور عیسائیوں نے فتح کا اتنا بھرپور جشن کیوں منایا تھا۔ رہی بات قسم کا نہ اٹھانا تو وہ اس لئے قسم نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر قسم کی قسم
ناجائز ہے دیکھئے انجیل متی: باب ۵، ص ۸، آیت نمبر ۳۴، ۳۵: ۲۳۹

"پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسمیں نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کیلئے پوری کرنا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے، نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کرسکتا، بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے۔"

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب کو بھی اس حقیقت سے مفر نہیں کہ مذہب عیسائیت میں ہر قسم کی قسم کی ممانعت ہے، چنانچہ خود مرزا صاحب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھاؤ
بلکہ وہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے۔" (کشتی نوح: ص ۲۷، روحانی خزائن: ج ۱۹ ص ۲۹) ۲۳۸
معلوم ہوا عبداللہ آتھم کا قسم سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ جیسا کہ مرزا کا سؤر خوری
سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ (کتاب البریہ: ص ۱۷۸، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۱۹۶) ۱۲۲
مرزا نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں

ہوا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے، عبداللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا، کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے، تب ہم نے اس اشتہار حرف "Q" کو جاری کیا تھا کہ مرزا خنزیر کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے، کیونکہ اور مسلمان اس کو مسلمان نہیں مانتے، تب عبداللہ آتھم کا یہ کہنا اس کے برابر ہوگا۔

دوسری جھوٹی پیش گوئی

مرزا صاحب اپنی موت کے متعلق پیش گوئی کرتے ہیں: "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔" (البشریٰ: ص۱۵۵، تذکرہ جدید: ص۵۹۱، تذکرہ قدیم: ص۵۸۴) ہمارا دعویٰ ہے ۳۷۳
کہ مکہ میں مرنا تو درکنار، مرزا صاحب کو مکہ مدینہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور اس پیش گوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوا۔ ثبوت کیلئے دیکھو! سیرۃ المہدی: حصہ ۳، ص۱۱۹، روایت ۲۷
نمبر ۶۷۲ لکھا ہے:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔"

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو مکہ میں جانا نصیب نہ ہوا بلکہ اس کی وفات لاہور میں بمرض ہیضہ لیٹرین کی جگہ پر ہوئی۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص۱۱)

کہاں مکہ اور مدینہ اور کہاں جائے حاجت (لیٹرین)۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

صفحہ ضمیمہ

﴿تیسری جھوٹی پیش گوئی﴾

پیر منظور کے ہاں لڑکے کی پیدائش:

’’پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا، کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا۔‘‘

۷۷۲ (حاشیہ حقیقت الوحی: ص ۱۰۰، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۱۰۳، مثلہ تذکرہ: ص ۶۵۰، ۶۵۱)

یہ پیر منظور اس کا خاص مرید تھا، مرزا کو معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی حاملہ ہے، پیش گوئی گھڑ لی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ لڑکی پیدا ہوگئی۔ مرزا صاحب نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑا ہی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا، آئندہ بھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے، مگر ہوا یہ کہ وہ عورت ہی مرگئی اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ بھی صاف جھوٹ ثابت ہوئی نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ ہی زلزلہ آیا اور یوں مرزا صاحب ذلیل و رسوا ہوئے۔

﴿چوتھی جھوٹی پیش گوئی﴾

لیکھرام کے متعلق:

مرزا صاحب کی غلط اور جھوٹی پیش گوئیوں میں سے آپ مسلمانوں اور عیسائیوں کے متعلق پیش گوئیاں سن چکے ہیں، اب تیسری قوم ہندوؤں کے متعلق سنیے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان تینوں قوموں کے مقابلہ میں مرزا کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں اور ذلیل و رسوا ہوا۔ لیکھرام ایک پنڈت تھا جس سے مرزا کا اکثر مناظرہ رہتا تھا،

ایک مرتبہ اس سے تنگ آ کر مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو اس کے متعلق یہ پیش گوئی کی:

’’اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیف سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔‘‘ (ملحقہ آئینہ کمالات اسلام: ص ۳، روحانی خزائن[1]: ج ۵، ص ۶۵۰، ۶۵۱، تریاق القلوب: ص ۱۰۷، روحانی خزائن[2]: ج ۱۵، ص ۳۸۱) ۷۶،۷۸[1] ۱۸۹[2]

مرزائی عذر:

یہ پیش گوئی پوری ہوگئی کیونکہ لیکھ رام مقررہ مدت کے اندر چھری سے قتل کر دیا گیا تھا۔

الجواب:

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس پیش گوئی میں تصریح ہے کہ وہ ’’خارق عادت عذاب‘‘ سے ہلاک ہوگا اور خارق عادت عذاب وہ ہوتا ہے جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور اس طرح کی نظیریں تو سینکڑوں پائی جاتی ہیں، لہٰذا خارق عادت عذاب نہ ہوا اور مرزا صاحب کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔

مرزا نے خود خارق عادت کی تعریف اپنی کتاب حقیقت الوحی: ص ۱۹۶، روحانی ۲۸۸
خزائن: ج ۲۲، ص ۲۰۴ پر لکھی ہے: ’’خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔‘‘

اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ تعریف ضمیمہ براہین
احمدیہ: ج ۵، ص ۸۸، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۲۴۸ پر لکھی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا ۳۳۲

صفحہ ضمیمہ

قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹ نکلی۔ کیونکہ لیکھ رام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بذریعہ قتل فوت ہوا۔

مرزا صاحب کا دجل:

لیکھ رام کے قتل کے بعد مرزا نے دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے نزول مسیح میں چھری کا لفظ بھی اپنی پیش گوئی کو سچا بنانے کیلئے اپنے پاس سے اضافہ کر دیا جو اس کا صریح دجل وفریب ہے۔ یہ اضافہ دیکھئے نزول المسیح: ص ۱۷۵، روحانی خزائن: ۲۲۲ ج ۱۸، ص ۵۵۳ ورنہ چھری کا لفظ اس کی پیش گوئی کے الفاظ میں موجود نہیں ہے۔

لیکھ رام کی پیش گوئی:

مرزا صاحب نے جو لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی کی تھی وہ تو صاف جھوٹی نکلی۔ اس کے بالمقابل لیکھ رام نے بھی مرزا صاحب کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر ہیضہ کی موت مر جائے گا جو پوری ہوگئی۔

مرزائی عذر:

لیکھ رام کی پیش گوئی جھوٹی نکلی کیونکہ مرزا صاحب اگرچہ ہیضہ سے مرے ہیں، مگر اس کی مقررہ مدت کے بعد مرے ہیں، اس لئے اسکی پیش گوئی سچی نہ ہوئی۔

جواب:

لیکھ رام کی نفس پیش گوئی ہیضہ کے ساتھ مرنے کی تھی اور وہ پوری ہوئی، مرزا ۲۹۲ ج۱
صاحب ہیضہ سے ہی مرا (دیکھو سیرۃ مہدی: حصہ اول، ص ۱۱، حیات ناصر: ص ۱۴) رہی مدت کی بات ۲۸۷ ج۲
تو مدت کے بارے میں خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مدتوں میں استعارہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد داماد احمد بیگ کے متعلق پیش

گوئی کی تھی کہ وہ اڑھائی سال کے اندر مرے گا اور جب وہ اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب نے کہا: ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد خاوند محمدی بیگم) کی تقدیر مبرم ہے، اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کرے گا، جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہوتا ہے۔''

۱۸۱ (حاشیہ انجام آتھم: روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۱)

ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب نے خود تسلیم کرلیا کہ وقتوں میں کبھی استعارہ بھی ہوتا ہے، اسی طرح لیکھ رام کی پیش گوئی میں بھی استعارہ ہوگا اور یوں اس کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

﴿پانچویں پیش گوئی﴾

مرزا صاحب کی عمر کے متعلق:

''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیش گوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیش گوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہوں، جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیش گوئیاں کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا۔''

۱۸۲ (حاشیہ تریاق القلوب: ص ۲۴، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۱۵۲)

''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم .....اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ

کے متعلق ہیں تو وہ چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ بہرحال میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیش گوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی فرما رہا ہے ہیں کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے اور ان کو کہہ ۲۸۳ ر
دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ص ۹۷، روحانی خزائن: ۲۷۲،۲۷۳ ر
ج ۲۱ ص ۲۵۸، ۲۵۹، حقیقت الوحی: ص ۹۶، روحانی خزائن: ج ۲۲ ص ۱۰۰)

اب مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش معلوم کرنا ضروری ہے مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ (حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۵۹، روحانی ۱۵۸
خزائن: ج ۱۳، ص ۱۷۷)

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس کتاب میں آگے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

۱۸۵۷ء کی جنگ کے وقت میں سولہ یا سترہ سال کا تھا۔ (کتاب البریہ: ص ۱۵۹، روحانی خزائن ۱۵۸
: ج ۱۳، ص ۱۷۷) مرزا کے مرنے کے بعد مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی صاف جھوٹی ہوگئی اور یہ ''عظیم الشان نشان'' بھی مرزا کے کذب کا عظیم الشان اور زندہ جاوید ثبوت بن گیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد مرزائی سخت پریشان ہوئے کیونکہ اس حساب سے اس کی عمر ۶۸ سال یا ۶۹ سال بنتی ہے اور پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا کہ میری تحقیق میں مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۷ء میں ہوئی مگر پھر بھی عمر پیش گوئی کے موافق نہیں بنتی۔

پھر بشیر احمد ایم۔اے نے کہا کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۶ء میں ہوئی، مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی، مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی، اس لحاظ سے بھی پورے ۷۴ سال نہیں بنتے

پھر ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے مرزا کی سیرت پر کتاب لکھی، جس کا نام ''مجدد اعظم'' رکھا اس نے تحقیق کی کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۳ء میں ہوئی۔ ان کے ایک اور محقق نے بتایا کہ حضرت ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے، سوال یہ کہ اس کی تاریخ پیدائش میں مرنے کے بعد اس قدر اختلاف کیوں ہوا؟

یہی اس کے جھوٹے ہونے کی صریح دلیل ہے، ایک کا ابطال دوسرے کو لازم ہے، مرزائی خود فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا ان کے چیلے؟ مرزا صاحب کا اپنا بیان صحیح اور قوی ہے یا ان کے چیلوں کا؟ کیونکہ یہ اس کا عدالتی بیان ہے، اس عدالتی بیان کی رو سے اس کی عمر ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے۔

﴿چھٹی جھوٹی پیش گوئی﴾

محمدی بیگم کے متعلق:

اس پیش گوئی کے بارے میں دو باتیں پیش نظر رکھیں:

۱) محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے رشتہ داری:

(۱) محمدی بیگم کا والد ''احمد بیگ'' مرزا قادیانی کا ماموں زاد بھائی تھا اور اسکی والدہ مرزا کی چچازاد بہن تھی۔ (۲) مرزا کی پہلی بیوی (پھجے کی ماں) کے چچازاد بھائی کی بیٹی تھی (۳) مرزا کے لڑکے فضل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

۲) اس پیش گوئی کا پس منظر:

مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی

کے دستخط کی ضرورت پڑی، چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی، مرزا قادیانی نے اپنی مطلب براری کیلئے اس موقع کو غنیمت جانا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا، جب کچھ دن بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اس شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو۔

مرزا لکھتا ہے:"**وكانت بنته هذه المخطوبة جارية حديثة السن عذراء وكنت حينئذٍ جاوزت الخمسين.**"

ترجمہ: محمدی بیگم ابھی چھوکری ہے اور میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام: ص۵۷۴، روحانی خزائن: ج۵، ص۵۷۴) ۵۷

مرزا کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں: "پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا، چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے:

"كذبوا بآيتنا وكانوا بها يستهزؤن فسيكفيكهم الله ويردها إليك لا تبديل لكلمات الله إن ربك فعال لما يريد أنت معي وأنا معك عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً."

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور

صفحہ ضمیر

انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا، کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے، تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے......الخ۔''

(آئینہ کمالات اسلام: ص ۲۸۶، ۲۸۷، روحانی خزائن: ج ۵ ص ۲۸۹، ۲۸۷)

''میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں:

(اول) نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

(دوم) نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

(سوم) پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مر جانا، جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

(چہارم) اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔

(پنجم) اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

(ششم) پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں؟ اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ ایسی پیش گوئی سچ ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟'' (آئینہ کمالات اسلام: ص ۳۲۵، روحانی خزائن: ج ۵ ص ۳۲۵)

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں

تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔'' (حاشیہ انجام آتھم، روحانی خزائن: ج ١١ ص ٣١) ۱۳۵

اس پیش گوئی کے بارے میں چند اہم معلومات:

١) مرزا نے فروری ١٨٨٨ء میں محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی۔

٢) محمدی بیگم کا نکاح، سلطان احمد سے ٧/ اپریل ١٨٩٢ء کو ہوا۔

٣) احمد بیگ ٣٠ ستمبر ١٨٩٢ء کو فوت ہوا۔ (آئینہ کمالات الاسلام، روحانی خزائن: ج ٥ ص ٢٨٦) ۲۲

مرزا کا دجل وفریب:

مرزا کو اصل الہام یہ ہوا تھا: ''وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔'' (مجموعہ اشتہارات: ج ١ ص ٢١٩) ۲۱۵

جب محمدی بیگم کا نکاح سلطان بیگ سے ہوا تو مرزا نے پیش گوئی کے الفاظ بدل دیے، چنانچہ لکھتا ہے:

''١) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

٢) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

٣) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

٤) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

٥) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

٦) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔'' (شہادۃ القرآن: ص ٨٠، روحانی خزائن: ج ٦ ص ٣٧٦) ۹۱

محمدی بیگم کے متعلق چند مزید الہامات:

۲۶۹ ”إنا زوجنا کہا.“ (تذکرہ:ص۲۴۸) ترجمہ: ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا۔

۲۷۰ اور یہی عبارت مرزائیوں کے قرآن یعنی تذکرہ کے صفحہ ۲۸۳ پر بھی موجود ہے ان میں صاف آ گیا کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔

۲۶۸ ”إنا مهلكوا بعلها كما أهلكنا أباها ورادوها إليك“ (تذکرہ:ص۲۲۶) ترجمہ: ہم محمدی بیگم کے خاوند کو ہلاک کریں گے جس طرح اس کے باپ کو ہلاک کیا اور اس کو تیری طرف لوٹائیں گے۔

﴿تبصرہ﴾

مرزا قادیانی اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹا نکلا اور یہ پیش گوئی جس کو اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا وہ اس کے جھوٹے ہونے کا واضح اور کھلا نشان ثابت ہوا، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت اس میں ذلیل ورسوا ہو کر پریشانی کے عالم میں اس کی مختلف تاویلات کرتی ہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ان دعووں میں پورے طور پر جھوٹا ثابت ہوا، کوئی ایک دعویٰ بھی اس کا سچا ثابت نہیں ہوا اور مرزا سلطان محمد جس کو بمطابق پیش گوئی مرزا، اڑھائی سال میں مرنا تھا یا کم از کم مرزا کی زندگی میں مرنا تھا وہ بقید حیات رہا اور مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا، یعنی ۱۹۴۸ء میں فوت ہوا، اور محمدی بیگم جو مرزا قادیانی کے کذب کا کھلا نشان اور منہ بولتا ثبوت تھی، ۱۹۶۶ء میں بحالت اسلام ۱۹ نومبر بروز

ہفتہ بمقام لاہور فوت ہوئیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس پیش گوئی کی تائید میں وہ حدیث بھی پیش کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لانے کے بعد شادی بھی کریں گے اوران کی اولاد بھی ہوگی۔ " یتزوج ویولد لہ " کے الفاظ ہیں، مرزا قادیانی نے اس حدیث کو اپنے متعلق قرار دیتے ہوئے اس سے محمدی بیگم سے شادی ہونا مراد لی۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم:ص۵۳، روحانی خزائن:ج۱۱،ص۳۳۷)

خدا کو منظور ہی یہ تھا کہ اس دجال کو ذلیل ورسوا کیا جائے اور مرزا قادیانی باوجود اتنے دعووں اور اتنے زور وشور سے پراپیگنڈہ کرنے کے باوجود خائب وخاسر ہوا۔ **فالحمدللہ علی ذلک .**

وضاحت:

مرزا فضل احمد کی ساس یعنی مرزا صاحب کی سمدھن محمدی بیگم کی پھوپھی لگتی تھی یعنی احمد بیگ کی بھانجی لگتی تھی، اسکا نام عزت بی بی تھا۔ مرزا نے تریاق القلوب: مطبوعہ ۱۹۰۱ء ص۳۴، روحانی خزائن: ج۱۵، ص۲۸۷ پر لکھا ہے: "اس زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا:" بکر وثیب " یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔"

مرزا کو ۲۱ برس بعد یہ الہام یاد آیا اور امید تھی کہ محمدی بیگم اگر کنواری نہیں تو بیوہ ہو کر عقد میں آئے گی، مگر مرزا کی وفات تک وہ مرزا سلطان محمد کی سہاگن ہی رہی اور بھی عرصہ نہیں بلکہ مرزا کے بعد چالیس برس تک وہ سلطان محمد کے بستر راحت کی زینت رہی اور بہرحال مرزا کی اس نامراد عاشقی کے ایام مستعار میں نہ وہ بیوہ ہوئی اور

نہ ہی مرزا کا یہ الہام شرمندہ تعبیر ہو سکا۔

تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا) کے مصنف نے اس کی یہ تاویل کی ہے: ''یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے مرزا کی بیوی نصرت جہاں کی ذات میں ہی پورا ہوا جو کہ باکرہ آئی اور ثیبہ ہو کر رہ گئی۔'' (حاشیہ تذکرہ: ص ۳۹)

یہ تاویل قادیانی تاویلات کی ایک ادنیٰ سی جھلک اور نمونہ ہے کہ اگر مرزا کی بیوی بیوہ ہو گئی، تو گویا مرزا کا بیوہ سے نکاح ہو گیا اور یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہو گئی۔

مرزا کی اکثر پیش گوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور در حقیقت اسی طرح کی تاویلات سے قادیانیت کا قصر ارتداد کھڑا ہے، اگر ان تاویلات کا سہارا ہٹا دیا جائے تو ایک لحظہ میں قادیانی کا قصر ارتداد زمین بوس ہو جائے۔

﴿تیسری دلیل﴾

شاعری مرزا:

مرزا نے اپنی صداقت میں قصیدہ اعجازیہ پیش کیا، اس کے علاوہ مرزا کا اور بے شمار منظوم کلام بھی ہے جس کو ''درثمین'' عربی، اردو اور فارسی تین حصوں میں علیٰحدہ علیٰحدہ جمع کیا گیا ہے حالانکہ شعر نبی کے لائق نہیں بلکہ نبی کیلئے تہمت ہے اور کفار نابکار نے رسول اللہ ﷺ پر یہ تہمت لگائی:

'' أئنا لتار کوا اٰلھتنا لشاعر مجنون. '' (پ۲۳، سورۃ ۲۷، آیت ۳۶، ع۲)

اور خدا تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

'' وما علمناه الشعر وما ینبغی له. '' (پ۲۳، سورۃ یٰس، آیت ۶۹)

مرزا چونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ظل اور بروز ہونے کا مدعی ہے، لہٰذا اس کو بھی شعر کہنا زیب نہیں دیتا۔ مرزا کو کیا معلوم تھا کہ جس شاعری کو وہ اپنا کمال سمجھ رہا ہے وہی اس کے جھوٹے ہونے کا کھلا نشان بن جائے گا۔ باقی رسول اللہ ﷺ سے جو موزون کلام منقول ہے وہ شعر نہیں ہے وہ کلام اتفاقیہ موزون ہوگیا، جیسے:

”هل أنت إلا إصبع دميت ،وفي سبيل الله مالقيت.“

یا جیسے:

”اللهم لا عيش إلا عيش الأخرة، فاغفر الأنصار والمهاجرة.“

ان کو اصطلاحاً شعر کہنا مناسب نہیں ہے۔ شعر کی تعریف یہ ہے:

” هو كلام موزون يقصد به قال الشيخ السمعاني النظم هو الكلام المقفى الموزون قصداً.“

یعنی شعر میں قصد اور ارادہ شرط ہے جو بلا ارادہ و بلا قصد کلام موزون ہو جائے اس کو شعر نہیں کہتے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے اپنے اس قصیدے کو ”اعجازیہ“ کہا یعنی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر مولوی منت اللہ مونگیری نے اس قصیدے کا جواب لکھ کر اس کے اعجاز کو خاک میں ملا دیا تھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے بھی اس قصیدہ کی اغلاط اور چوریاں بیان کی تھیں لیکن اگر اس کا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکتا تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ وہ بجائے دلیل بننے کے خود مرزا صاحب کے کذاب ہونے کی کھلی نشانی تھی۔ جو چیز اصل (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) میں ہونا عیب ہو، وہ بروز (مرزا غلام احمد) میں ہونا کمال کیسے ہو سکتی ہے؟ فافهم و تدبر۔

﴿چوتھی دلیل﴾

مختلف زبانوں میں وحی

قرآنی اصول:

قرآن مجید میں ہے" وما أرسلنا من رسول إلا بلسان قومه."

(پ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت۴) ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول کو اس کی زبان کے اندر وحی کی۔

یہ اصول حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک قائم رہا۔

اب سوچئے! اگر مرزا خدا کا نبی تھا تو اس کی وحی بھی اس کی قوم کی زبان کے مطابق یعنی پنجابی یا اردو میں ہونی چاہیے تھی، مگر مرزائیوں کے قرآن (تذکرہ) کے اندر جو وحی مذکور ہے اس میں تقریباً دس زبانیں ہیں، یہ "تعدد السنة" ہی مرزا کے کذاب ہونے کی صریح دلیل ہے، علاوہ ازیں مرزا پر بعض ایسی زبانوں میں بھی وحی ہوئی جن کو وہ خود بھی نہ جانتا تھا اور اپنی وحیوں کے ترجمے دوسروں سے سمجھتا تھا، یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی صریح دلیل ہے۔

مرزائیو! کوئی نبی ایسا بتاؤ! جس کے اوپر دو تین زبانوں میں وحی آئی ہو اور کوئی نبی بتاؤ! جو اپنی وحی کا ترجمہ نہ جانتا ہو۔

مرزائی عذر نمبرا:

یہ متعدد زبانوں کے اندر وحی ہونا مرزا صاحب کے کمال کی دلیل ہے نہ کہ

ان سے جھوٹا ہونے کی۔ جتنی زیادہ زبانوں میں وحی ہوگی وہ اس نبی کا کمال ہوگا۔

جواب:

اول تو قرآن کی رو سے یہ کمال ہی نہیں، کمال یہی ہے کہ اس کی اپنی قومی زبان کے اندر وحی ہو، بفرض محال اگر کمال مانیں بھی تو اس وحی کو سمجھنا بھی کمال ہے اور مرزا اپنی بعض وحیوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا، بلکہ دوسرے لوگوں سے ترجمہ پوچھتا تھا اور پھر اگر یہ کمال ہے تو گویا مرزا تمام انبیاء سے اس کمال میں سبقت لے گیا کیونکہ دیگر نبیوں کو تو صرف ایک ہی زبان میں وحی ہوتی تھی۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب چونکہ انٹرنیشنل نبی تھے اس لیے ان کے اوپر متعدد زبانوں میں وحی آئی۔

جواب نمبر۱:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انٹرنیشنل نبی تھے ان کے اوپر کیوں نہ متعدد زبانوں میں وحی آئی اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں ان کا ظل اور بروز ہوں تو نبی ﷺ پر اتنی زبانوں میں کیوں نہ وحی آئی؟ عجب بات ہے کہ اصل سے ظل اور بروز بڑھ جائے۔

جواب نمبر۲:

اس وقت دنیا میں تقریباً ساڑھے چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں اگر مرزا انٹرنیشنل نبی تھا تو پھر اس کو ساڑھے چار ہزار زبانوں میں وحی ہونی چاہیے تھی۔ مزید لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب پر بعض وحی ایسی بھی آئی جو لفظاً ولغۃً ٹھیک نہ تھی، یہ

بھی اس کے جھوٹا ہونے دلیل ہے۔

﴿پانچویں دلیل﴾

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ:

اس کے بارے میں مکمل تفصیلات محمدیہ پاکٹ بک ،ص ۶۴۹، ۶۵۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ہم مرزا کے اشتہار کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

''بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب !السلام علی من اتبع الھدیٰ. مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں کذاب ودجال ،مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں..... میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں ،جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا..... اور اگر میں کذاب ومفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس ،اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی وحی یا الہام کی بناء پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے ...... اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری

موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین!

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود

مرقومہ: یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعہ اشتہارات: ج ۳، ص ۵۷۸) ۳۱

خدائی فیصلہ:

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چونکہ مرزا قادیانی کذاب و دجال اور جھوٹا تھا اس لیے اس دعاء کے پورے ایک سال، ایک ماہ، گیارہ دن بعد یعنی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا ہیضہ کی موت سے لاہور میں مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی جماعت اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد چالیس سال تک مولوی صاحب زندہ رہے اور ۱۹۴۸ء میں سرگودھا میں وفات پائی۔

☆مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا☆

حوالہ نمبر۱:

"والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی، لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو

آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کیلئے بیٹھ گئی ،تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ، میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا ،مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی ،مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔''

(سیرۃ المہدی: حصہ اول ،ص ۱۱،۱۲، روایت ۱۲)

اس حوالہ سے مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا روز روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ دست اور قے جب دونوں اکٹھے ہو جائیں اس کو ہیضہ کہتے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے پاخانہ پر مرا تھا۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب ہیضہ کی مرض سے نہیں مرے ،اگر وہ ہیضہ سے مرتے تو ریل گاڑی میں انکی میت لے جانے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی کیونکہ یہ قانوناً منع ہے حالانکہ مرزا کی لاش کو ریل گاڑی پر لاد کر قادیان لے جایا گیا۔

جواب نمبرا:

مرزا قادیانی بقول اپنے ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' تھا، اسلئے اس کی لاش کو ریل گاڑی پر لے جانا کچھ مشکل بات نہ تھی۔

جواب نمبر۲:

اس جواب کے دو مقدمے ہیں۔

(۱) ریل گاڑی مرزا قادیانی کے بقول دجال کا گدھا ہے۔ (ازالہ اوہام، رحانی خزائن ج۳،ص۴۹۳) ✗

(۲) مرزا نے ۱۹۰۸ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بالمقابل ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں کہا تھا کہ اگر میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرجاؤں تو میں کذاب ودجال ٹھہروں گا اور عملاً یہی ہوا کہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرزا کا مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں انتقال ہوگیا۔ جس سے مرزا کا اپنے قول کے مطابق دجال ہونا ثابت ہوا۔ اب ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا دجال اور ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے (بقول مرزا کے) تو قدرت الٰہی نے دجال کیلئے اس کے گدھے پر سوار ہونے کا انتظام کردیا اور انگریزی پولیس اپنی نگرانی میں اس کی لاش لاہور سے قادیان لے گئی۔

حوالہ نمبر۲:

مرزا قادیانی نے اپنے سسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا:

''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' (حیات ناصر:ص۱۴)

مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ ''مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے'' اب کسی تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں ہے، واضح ہو کہ مرزا صاحب نے طب کی کتب بھی پڑھی ہوئی تھیں، لہٰذا ان کا یہ کہنا قابل اعتبار ہوگا۔

مرزائیوں کا ایک اور عذر:

مرزا قادیانی نے اس آخری فیصلہ کے ذریعے مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کی

دعوت دی تھی کیونکہ مولوی ثناء اللہ بالمقابل مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوا، اس لئے مرزا صاحب کا اس کی زندگی میں مرنا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب:

یہ سراسر جھوٹ ہے، مرزا کے اس آخری فیصلہ میں کوئی مباہلہ کا لفظ نہیں ہے، نہ ہی اس میں یہ موجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ بھی اس قسم کی دعا کریں، یہ محض یک طرفہ دعا تھی جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگی، جس کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر فیصلہ کر دیا، اسی بات پر کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار محض یک طرفہ دعا ہے یا مباہلہ ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی قادیانی کا لدھیانہ میں ۱۹۱۲ء میں تحریری مناظرہ ہوا تھا، جس میں سردار بچن سنگھ وکیل کو سرپنچ مقرر کیا گیا تھا۔ اور دونوں حضرات نے تین تین صد روپیہ اس کے پاس جمع کرا دیا کہ جو اپنا دعویٰ ثابت کرے، اس کو یہ چھ صد روپیہ دے۔ بالآخر سردار بچن سنگھ نے فیصلہ مولوی ثناء اللہ کے حق میں کر دیا اور چھ صد روپیہ بھی انکے حوالے کر دیا، اس رقم سے مولوی صاحب نے اس مناظرہ کو ''فاتح قادیان'' کے نام سے شائع کیا جو کہ آج بھی سرگودہا سے دستیاب ہے۔

باب چہارم

بحث ثانی حیات و وفات مسیح علیہ السلام

تنقیح موضوع:

مرزائی عموماً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وفات و حیات کے عنوان پر بحث

کرتے ہیں حالانکہ یہ عنوان بالکل غلط ہے، قادیانیوں نے بڑی مکاری وعیاری سے کام لیتے ہوئے اس غلط عنوان کو موضوع بحث بنا رکھا ہے، موضوع بحث درحقیقت رفع اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان سے ہونا چاہیے، جس کے لئے درج ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

توجیہ:

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کے لئے بطور حکم آیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے :

" وما أنزلنا عليك الكتاب إلا لتبين لهم الذى اختلفوفيه وهدىً ورحمةً لقوم يؤمنون."

ترجمہ: اور ہم نے کتاب کو آپ پر صرف اسی لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ ان کیلئے وہ چیز بیان کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور اس قوم کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، ع ۸، آیت ۶۴)

چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے یہی استدلال کیا ہے: "ہم نے اس کو اس لئے تجھ پر اتارا ہے تاکہ امور متنازعہ فیہ کا اس سے فیصلہ کردیں۔"

(ازالہ اوہام: ۶۵۵، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۵۴)

جب ہم عیسائیوں کے عقائد کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں

(۱) تثلیث (۲) الوہیت مسیح (۳) ابنیت

(۴) صلیب اور کفارہ (۵) رفع جسمانی اور نزول جسمانی۔

اسی طرح یہود کے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند خیالات پائے جاتے ہیں، رفع اور نزول کے علاوہ باقی تمام غلط عقائد کی قرآن مجید نے بڑے صریح الفاظ میں تردید کی ہے، ملاحظہ ہو:

ردتثلیث:

"لقد کفر الذین قالوا إن الله ثالث ثلاثة ......الخ ."(سورۃ مائدہ ع ۱۰ آیت ۷۳)

ترجمہ: البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔

ردالوہیت:

" لقد کفر الذین قالوا إن الله هو المسیح ابن مریم ."

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، ع ۱۰، آیت ۷۲)

ترجمہ: البتہ تحقیق کہ وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ ہی عیسیٰ بن مریم ہیں۔

ردابنیت:

" وقالت النصاریٰ المسیح ابن الله. "(پارہ ۱۰، سورہ توبہ، ع ۵، آیت ۳۰)

ترجمہ: اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح، اللہ کا بیٹا ہے۔

ردصلیب وکفارہ:

" وماقتلوه وماصلبوه. "(پارہ ۶، سورۃ النساء، ع ۲۲، آیت ۱۵۷)

ترجمہ: اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہ سولی دیا اس کو۔

"ولا تزر وازرة وزر أخریٰ ."   (پارہ ۲۲، سورہ ۱۵، ع ۳، آیت ۱۸)

ترجمہ: نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔

اب رہا ان کا عقیدہ رفع ونزول، تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا فیصلہ قرآن حکیم نے کہاں کیا ہے؟ اگر یہ عقیدہ بھی دوسرے عقائد کی طرح غلط اور باطل تھا تو قرآن مجید کو صریح الفاظ میں، جیسے: '' ما رفع ، لم یرفع ، لا ینزل '' وغیرہ سے تردید کرنی چاہیے تھی، حالانکہ ہم بلاخوف تردید یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ تک نہیں پایا جاتا اور نہ حدیث کے ذخیرہ میں کوئی ایک حدیث اس مضمون کی ملتی ہے، بلکہ اس کے برعکس قرآن اور حدیث نے بڑے زوردار الفاظ میں ان کے اس عقیدہ کی تائید کی ہے، اگر قرآن مجید اس عقیدہ کی تائید نہ بھی کرتا بلکہ صرف سکوت اختیار کرتا تو بھی ان کا یہ عقیدہ درست اور صحیح ماننا پڑتا۔ مرزا نے خود اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ نہایت ادب واحترام سے فرماتے ہیں: ''اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی صلیب سے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے۔ اگر یہ خاموش ہے تو پتہ چلا کہ یہود ونصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔'' (ریویو آف ریلجنز: اپریل ۱۹۱۹ء، ج ۱۸، شمارہ نمبر ۶، ص ۱۴۹، ۱۵۰)

رفع ونزول کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ

حوالہ نمبر ۱:

''یہ کہ وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اسکے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یسوع جو تمہارے پاس سے

آسمان پر اٹھایا گیا ہے، اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔'' (رسولوں کے اعمال: باب ۱، آیت ۹، ۱۰، ۱۱، متی: ص ۲۸، آیت ۲۴ تا ۳۰)

حوالہ نمبر ۲:

''پس توبہ کرو! اور رجوع لاؤ! تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے، ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جبتک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں، چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اسکی سننا۔ اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا، وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔'' (رسولوں کے اعمال: باب ۳، آیت ۲۰ تا ۲۴)

حوالہ نمبر ۳:

''غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔'' (مرقس: باب ۱۶، آیت ۱۹، ۲۰)

حوالہ نمبر ۴:

''جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔'' (لوقا: باب ۲۴، آیت ۵۱)

حوالہ نمبر ۵:

''یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو، کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں

گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ
اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔'' (یوحنا: باب ۲۰، آیت ۱۷) ۲۹۳

حوالہ نمبر ۶:

''مگر یسوع خاموش ہی رہا، سردار کاہن نے اس سے کہا: میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی
طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔'' (متی: باب ۲۶، آیت ۶۳، ۶۴) ۲۹۴

حوالہ نمبر ۷:

''اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان
کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔'' (متی: باب ۲۴، آیت ۳۰) ۲۹۵

مرزا کا اعتراف:

(۱) ''آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن
مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔'' (ازالہ اوہام: ص ۶۱۹، روحانی خزائن: ج ۳ ص ۳۱۸، ۳۱۹) ۲۹۶

(۲)'' وإن عقيدة حياته قد جاء ت في المسلمين من الملة النصرانية.''

ترجمہ: اور یہ کہ اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی حیات کا عقیدہ ملت نصرانیہ سے مسلمانوں
میں آیا ہے۔ (الاستفتا ضمیمہ حقیقت الوحی: ص ۳۹، روحانی خزائن: ج ۲۲ ص ۶۶۰) ۲۹۷

مرزائی عذر نمبر ۱:

قرآن مجید نے جب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر دیا تو اس سے عیسائیوں

کے رفع اور نزول کا عقیدہ خود بخود باطل ہوگیا۔قرآن مجید میں تیس سے زائد آیات موت عیسیٰ کے بارے میں موجود ہیں۔(ازالہ اوہام: روحانی خزائن: ج ۳،ص ۴۲۳تا ۴۳۸، ۳۱۹)

الجواب:

تیس آیت نہیں، اگر تیس پارے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کردیں تو اس سے عیسائیوں کے رفع اور نزول کے عقیدہ کی تردید نہیں ہوگی کیونکہ عیسائی موت کے تو خود قائل ہیں، لیکن موت کے تین دن بعد زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بہ جسد عنصری نازل ہونے کے بھی قائل ہیں اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو ضرورت اس کی تردید کی ہے، موت سے اس عقیدہ کی تردید نہیں ہوگی۔

(عقیدہ موت کیلئے دیکھو! لوقا: باب ۲۳، آیت ۵۲تا ۵۶، باب ۲۴، آیت ۱تا ۱۲، ۲۴)

مرزائی عذر نمبر۲:

رفع اور نزول کا عقیدہ عیسائیوں کا متفقہ عقیدہ نہیں ہے کیونکہ متی اور یوحنا جو کہ صحابی ہیں انہوں نے اس عقیدہ کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔(خلاصہ ازالہ اوہام: ص ۴۱۹، ۴۲۰، روحانی خزائن: ج ۳،ص ۳۱۹)

جواب نمبر۱:

غلط، بالکل غلط، یہ مرزا کی یا تو صریح کذب بیانی ہے یا اس کی جہالت، کیونکہ ان دونوں کتابوں میں اس عقیدہ کا ذکر موجود ہے، اس کے حوالے ماقبل گذر چکے ہیں۔

جواب نمبر۲:

''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' کے مصداق مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب ''ازالہ اوہام'' ص ۲۴۸ روحانی خزائن: ج ۳،ص ۲۲۵ پر تحریر کر چکا ہے:

نصاریٰ کے تمام فرقے اور چاروں اناجیل اسی پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔'' اب مرزا خود تسلیم کر چکا ہے کہ تمام فرقے اور چاروں اناجیل اس عقیدہ پر متفق ہیں، لہذا اعتراض ہی ختم ہو گیا اور ہمارا سوال علیٰ حالہ قائم رہا، جس کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

مرزائی عذر نمبر۳:

ایلیا نبی کے متعلق یہودیوں کا موجودہ عقیدہ ہے کہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے اور پھر دوبارہ نازل ہوگا جسطرح عیسائیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ ہے، تو کیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو قرآن و حدیث سے اس کی تردید دکھائیں اور اگر تردید نہ پائی جاتی اور قرآن وحدیث خاموشی اختیار کریں تو تمہارے اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ یہودیوں کا ایلیا کے بارے میں یہ عقیدہ ٹھیک ہے، جیسا کہ تم ہمیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔

جواب نمبر۱:

یہ اصول صرف ہمارے نزدیک ہی مسلّم نہیں ہے بلکہ اسے خود مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے، جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے۔ (ریویو آف ریلجنز)

لہذا مرزا صاحب کے اس تسلیم شدہ اصول کے مطابق اگر قرآن مجید نے ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی کی تردید نہیں کی تو ثابت ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ درست ہے، بقول شخصے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں | لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جواب نمبر۲:

یہودیوں کے اس عقیدہ کی تردید کا مطالبہ قرآن وحدیث سے کرنا صریح حماقت اور جہالت ہے، اس لئے کہ ایلیا کا تذکرہ ایجابی اور سلبی رنگ میں قرآن وحدیث میں مذکور نہیں، لہٰذا اس کا محض بائبل میں ذکر ہونا کافی نہیں، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کا ذکر قرآن وحدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ ایلیا کا عیسیٰ علیہ السلام پر قیاس کرنا غلط ہے، یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

اعتراض:

یہودی ایلیا کے بجسدہ آنے کے منتظر تھے حالانکہ ایلیا سے مراد ان کا مثیل یوحنا نبی تھا اسی طرح عیسیٰ سے مراد بھی ان کا مثیل مراد ہے نہ کہ بعینہ عیسیٰ بن مریم۔

جواب:

اس ساری کہانی کا دارومدار بھی بائبل پر ہے جو عقلاً اور نقلاً محرف ہے.

(تریاق القلوب[1]: ص۸، روحانی خزائن[2]: ج۱۵، ص۱۴۲، ۱۴۳ مقدمہ دافع البلاء: ص۱۹، روحانی خزائن: ۱۸، ص۲۳۹، طبع جدید: ص۳۷، چشمہ معرفت: ۲۵۵ روحانی خزائن[3]: ج۲۳، ص۲۶۶)

قرآن وحدیث سے اس کی کوئی نظیر ہو تو پیش کیجئے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق قرآن وحدیث میں ہے۔

خلاصہ کلام:

کلام سابق سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہوگئی کہ اصل بحث رفع و نزول کی ہے نہ کہ موت وحیات کی جس کو مرزائیوں نے اپنی چالاکی اور عیاری سے موضوع بحث بنا رکھا ہے۔

ر۱: ۱۸۰،۱۸۱
ر۲: ۲۴۳
ر۳: ۳۰۳

وجہ اول:

اس لئے کہ موت وحیات، رفع ونزول کولازم ہے نہ کہ رفع ونزول، موت وحیات کو، لہٰذا اگر بحث کی جائے تو اس وقت تک تمام نہیں ہوگی جب تک حیاۃ کے بعد رفع کو ثابت نہ کیا جائے اور موت کے بعد عدم رفع ثابت نہ کیا جائے، تو معلوم ہوا کہ اصل بحث رفع ونزول کی ہے۔

وجہ دوم:

اس لئے کہ رفع ونزول عیسائیوں کا عقیدہ ہے اگر یہ بھی مثل دوسرے عقائد کے غلط ہے تو قرآن وحدیث کو اس کی تردید کرنی چاہیے تھی حالانکہ قرآن وحدیث نے اس کی تردید نہیں، بلکہ ان کے اس عقیدہ کی تائید اور تصدیق کی ہے جسے ہم بعون اللہ قرآن وحدیث واجماع امت اور اقوال مرزا سے ثابت کریں گے، اگر قرآن وحدیث اس عقیدے کی تائید میں کچھ بھی نہ کہے تو بھی مرزا کے مسلمہ اصول کے مطابق یہ عقیدہ صحیح ثابت ہوجاتا ہے۔

﴿اثبات رفع ونزول باقوال مرزا از روئے قرآن مجید﴾

حوالہ نمبر۱:

’’اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام: حصہ دوم، ص۶۷۵، روحانی خزائن: ج۳،ص۴۶۴)

حوالہ نمبر۲:

’’ھوالذی أرسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق.‘‘

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا۔ (پارہ۱۰، توبہ، ع۵، آیت۳۲: پارہ۲۶، فتح، ع۴، آیت۲۸: پارہ۲۸، صف، ع۱، آیت۹)

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا...... حضرت مسیح کی پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔'' (حاشیہ براہین احمدیہ: حصہ چہارم، ص۴۹۹، ۵۰۰ طبع قدیم، ص۴۵۸ جدید، روحانی خزائن: ج۱، ص۵۹۳، ۵۹۴، مثلہ چشمہ معرفت: ص۸۳، روحانی خزائن: ج۲۳، ص۹۱)

حوالہ نمبر۳:

''عسىٰ ربكم أن يرحمكم وإن عدتم عدنا.'' (پ۱۵، ع۱، آیت۸)

''یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا میں اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے۔''

(حاشیہ براہین احمدیہ: حصہ۴، ص۵۰۵، روحانی خزائن: ج۱، ص۶۰۱، ۶۰۲)

مرزائی عذر:

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے ان حوالوں میں عیسیٰ علیہ

السلام کی آمد ثانی کے عقیدہ کو صراحتاً تسلیم کیا ہے لیکن یہ محض رسمی طور پر لکھ دیا گیا ہے جیسا کہ مرزا نے اعجاز احمدی: ج ۱۹،ص ۷ پر اعتراف کیا ہے(روحانی خزائن: ج ۱۹،ص ۱۱۳)

جواب نمبر ۱:

یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا اس لئے کہ مرزا نے اس کے ثابت کرنے میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں لکھا بلکہ یہ قرآنی طور پر لکھا ہے۔

جواب نمبر ۲:

مرزا قادیانی نے جس کتاب میں یہ عقیدہ لکھا ہے وہ بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کی گئی ہے، مؤلف اس وقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور تھا اور اس کتاب پر دس ہزار کا اشتہار بھی دیا گیا ہے۔(تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات: ج ۱،ص ۱۸، روحانی خزائن: ج ۱،ص ۲۴ تا ۵۲، ملحقہ براہین احمدیہ: ص ۱۸، ۱۹ و ملحقہ آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ج ۵، ص ۶۵۷، و سرمہ چشم آریہ جدید: ص ۱۶۹، روحانی خزائن: ج ۲،ص ۳۱۹)

مجدد کی تعریف:

”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے، بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے

جاتے ہیں اور ان کی گفتار کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفیٰ کیے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے ہیں۔''

(حاشیہ فتح اسلام: ص۹، روحانی خزائن: ج۳، ص۷)

''وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ۔'' (ازالہ اوہام: ص۱۵۴، روحانی خزائن: ج۳، ص۱۷۹)

جواب نمبر۳:

یہ رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی اس لئے بھی نہیں ہوسکتی کہ یہ کتاب بقول مرزا صاحب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور اس کا نام ''قطبی'' بتایا گیا ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ (براہین احمدیہ قدیم ایڈیشن: ص۲۴۹، روحانی خزائن: ج۱، ص۲۷۵) تو اگر اس کے اس عقیدہ کو رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی کہہ کر غلط قرار دیا گیا تو یہ قطبی نہیں رہے گی اور اس کے دلائل مستحکم اور غیر متزلزل نہیں ہوں گے، خصوصاً جب کہ نبی اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں آچکی اور آپ کی مبارک نظر سے گذر چکی تو آپ نے ایسی فاش غلطی جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے وہ کس طرح نظر انداز کردیا۔

دیکھو! مرزا کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک عظیم ہے:

'' فمن سوء الأدب أن يقال إن عيسى ما مات إن هو إلا شرك عظيم ،يأكل الحسنات ويخالف الحصات بل هو توفى كمثل إخوانه ومات كمثل أهل زمانه وأن عقيدة حياته قد جاء ت في المسلمين من الملة النصرانيه.'' (الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی: ص۳۹، روحانی خزائن: ج۲۲، ص۶۶۰)

جواب نمبر۴:

یہ اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں بن سکتی کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی دعویٰ اور کوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی۔

(حاشیہ براہین احمدیہ: حصہ دوم،ص۹۹، روحانی خزائن: ج۱،ص۸۸)

اثبات رفع ونزول از روئے احادیث باقوال مرزا

حوالہ نمبر۱:

’’مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے......الخ۔‘‘ (ازالہ اوہام:ص۵۵۷، روحانی خزائن: ج۳،ص۴۰۰)

تواتر کی تعریف بھی مرزا صاحب کے زبانی سن لیجئے: ’’تواتر ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام:ص۵۵۶، روحانی خزائن: ج۳،ص۳۹۹)

حوالہ نمبر۲:

’’اب پہلے ہم صفائی بیان کیلئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے، وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں، ان دونوں نبیوں کی نسبت

عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ انہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔" (توضیح المرام: ص۳، روحانی خزائن[۱]: ج۳، ص۵۲، آئینہ کمالات اسلام: ص۲۶۸، روحانی خزائن[۲]: ج۵، ص۲۶۸، براہین احمدیہ: ج۴، ص۴۱۳، روحانی خزائن[۳]: ج۱، ص۴۳۱، حاشیہ شہادت القرآن: ص۹)

حوالہ نمبر۳:

"صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔" (ازالہ اوہام: ص۸۱، روحانی خزائن: ج۳، ص۱۴۲)

وضاحت:

یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ سنن ابی داؤد: ج۲، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال میں مذکور ہے۔ قادیانیوں کیلئے چونکہ مرزا قادیانی کی تحریرات حجت ہیں اس لئے الزامی طور پر مذکورہ حوالہ لکھا جاتا ہے۔

اثبات رفع ونزول مسیح از روئے اجماع امت

(۱)" حياة المسيح بجسمه إلى اليوم ونزوله من السماء بجسمه العنصرى مما أجمع عليه الأمة وتواتر به الأحاديث."

(تفسیر البحر المحیط: ج۲، ص۴۷۳)

(۲)"والإجماع على أنه حى فى السماء ينزل ويقتل الدجال ويؤيد الدين." (تفسیر جامع البیان: تحت آیت إنی متوفیک)

(۳)''الإجماع على أنه رفع ببدنه حياً قاله الحافظ ابن حجر فی تلخيص الحبير.''

(۴) فتح الباری میں بھی ذکر ادریس میں حضرت مسیح کے نزول پر اجماع منقول ہے۔

(۵) تفسیر ابن کثیر میں تواتر نزول کی صراحت کی گئی ہے۔

مرزائیوں کی شہادت کہ رفع ونزول عیسیٰ پر تمام مفسرین کا اجماع ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تلخیص الحبیر کے صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰ پر عام مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے۔ (عسل مصفّٰی: ص۱۶۴)

مرزائیوں کے نزدیک بھی حافظ ابن حجر عسقلانی آٹھویں صدی کے مجدد ہیں، یہ مجددین کی اس فہرست میں داخل ہیں جو کہ عسل مصفی کے صفحہ ۱۶۲ قدیم، ۱۱۷ جدید سے شروع ہوتی ہے اور کتاب ہذا مرزا کی مصدقہ ہے۔

ایک اہم اصول:

مرزائیوں کے ساتھ بحث کرنے سے پہلے یہ طے کر لینا چاہیے کہ فریقین اگر آیات قرآنیہ کی تفسیر وتشریح اپنی مرضی ورائے سے کریں گے تو بحث کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، تم اپنے معنی بیان کرو گے اور ہم اپنے، بحث کا حاصل کچھ نہ نکلے گا، اس لئے مناسب ہے کہ تیرہ صدیوں میں سے چند ایسے مفسرین ومجددین کا انتخاب کر لیں جن کی بات ہر دو فریق تسلیم کریں۔

چودھویں صدی کے مفسرین ومجددین کی بات بے شک نہ مانو، تیرہ صدیوں میں سے ایک مفسر ومجدد کا انتخاب کر لو، جس کا بیان کیا ہوا معنی اور تفسیر معتبر اور قول آخر مانی جائے گی اور مجددین میں سے ان مجددین کا انتخاب کرتے ہیں جو فریقین کے

نزدیک مسلّم ہیں اور مرزائیوں کے مسلّم مجددین کی فہرست کتاب ''عسل مصفی'' میں موجود ہے۔(واضح ہو کہ یہ کتاب عسل مصفی وہ کتاب ہے جو مرزا صاحب کے ایک مرید مرزا خدا بخش نے لکھی اور ہر روز جو لکھی جاتی وہ باقاعدہ مرزا صاحب کو سنائی جاتی اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا صاحب کو نہ سناتا تو مرزا صاحب بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتے کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا، غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا غلام احمد قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی، گویا یہ مرزا صاحب کی مصدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مجددین کی فہرست ہے وہ مرزا غلام احمد کے نزدیک بھی مسلّم مجددین ہیں) اب ہم کتاب ''عسل مصفی'' سے وہ فہرست نقل کرتے ہیں۔ (عسل مصفی: ص ۱۶۲، طبع قادیان ۱۹۹۴ء مصنفہ مرزا خدا بخش، ج ا، ص ۱۱۷)

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں:

(۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔

علاوہ ان کے اور بھی اس صدی کے مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں، جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہو کر کاروائی کرتے تھے، چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجمیع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ (نجم الثاقب: ج ۲، ص ۹، قرۃ العیون، مجالس الابرار)

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(۱) امام محمد بن ادریس ابوعبداللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن عون غطفانی (۴) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابوعمرو مالکی مصری (۶)

خلیفہ مامون رشید بن ہارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن ریحلہ الشافعی (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابوعبداللہ صوفی بغدادی (۱۱) اور بقول قاضی القضاۃ علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابوجعفر حنبلی بغدادی۔ (نجم الثاقب: ج۲ ص۱۴، قرۃ العیون، مجالس الابرار)

تیسری صدی کے مجددین:

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۲) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی (۳) ابوجعفر طحاوی ازدی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابوعبدالرحمٰن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبیداللہ بن حسین (۹) ابوالحسن کرخی وصوفی حنفی (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجددین:

(۱) امام ابوبکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابوحامد اسفرانی (۴) حافظ ابونعیم (۵) ابوبکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (۷) امام بیہقی (۸) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیاء سے ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابواسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ المحدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب:

(۱) محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی (۲) بقول عینی وکرمانی حضرت راعونی حنفی (۳) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (۴) عبداللہ محمد بن محمد انصاری ابواسماعیل ہروی

(۵) ابو طاہر سلفی (۶) محمد بن احمد ابو بکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجددین:

(۱) محمد بن عبداللہ فخر الدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین بن کثیر (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی (۷) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب:

(۱) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن دقیق العید (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی (۷) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجددین:

(۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شازلی بن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب:

(۱) عبدالرحمٰن کمال الدین شافعی معروف بہ امام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جونپوری مہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب یہ ہیں:

(۱) ملاعلی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی، محی الدین محی السنہ (۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بہ علی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجددین:

(۱) عالم گیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم صوفی (۳) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکیانی (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (۷) محمد حیات بن ملازیہ سندھی مدنی۔

تیرہویں صدی کے مجددین:

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے، ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں اطلاع نہ ملی ہو۔

مرزائی سوال:

مرزائی عموماً سوال کرتے ہیں کہ چودہویں صدی کا مجدد کون ہے، واضح ہو

کہ ان کے نزدیک آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی ہی چودھویں صدی کا مجدد ہے۔

جواب:

ہم جواب میں چودھویں صدی کے مجددین کے ضمن میں یہ نام پیش کرتے ہیں:
(۱) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند (۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (۳) مفسر قرآن حضرت مولانا حسین علی (۴) شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی (۵) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی بانی تبلیغ جماعت (۶) سید المحدثین حضرت مولانا سید علامہ انور شاہ کشمیری (۷) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (۸) حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری (۹) حضرت خلیفہ غلام محمد، دین پور شریف۔

نوٹ: مرزا خدابخش کی اس دی گئی فہرست میں تیرہ صدیوں کے مجددین کی تعداد اکیاسی بنتی ہے۔

کتاب عسل مصفّٰی کی تائید وتوثیق:

واضح ہو کہ مولوی خدابخش مصنف کتاب ''عسل مصفی'' اپنی اس کتاب کے صفحہ ۶، ۷ پر لکھتا ہے کہ میری اس کتاب کو حکیم نورالدین بھیروی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد احسن امروہی نے کو نہایت ہی پسند فرمایا۔ آگے لکھتا ہے: ''حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ العظیم) نے بھی اس ناچیز رسالے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔'' (عسل مصفّٰی: ج۱، ص۷)

دلائل اثبات رفع ونزول از روئے قرآن مجید

آیت نمبر۱:

" هوالذی أرسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله." (حاشیہ براہین احمدیہ: ج۴،ص۴۵۹، ایڈیشن قدیم: ص۴۹۹، روحانی خزائن: ج۱،ص۵۹۳) ؎

آیت نمبر۲:

" عسیٰ ربکم أن یرحمکم."

(حاشیہ براہین احمدیہ: ج۴، روحانی خزائن: ج۱،ص۶۰۱، قدیم ایڈیشن ص۵۰۵) ؎

آیت نمبر۳:

" ومکروا ومکرالله والله خیر الماکرین." (سورۃ آل عمران، ع۵، آیت۵۴)

ترجمہ: اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں بہتر تدبیر کرنیوالے ہیں۔

طرز استدلال:

یہود نامسعود کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی تھی اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی پوری کوشش کی جس کا اللہ تعالیٰ نے" ومکروا" میں ذکر فرمایا ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کا ذکر فرمایا اور اپنی تدبیر کو بہتر بتایا، ان کی تدبیر ناکام ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب ہوگئی، چنانچہ" یہوداء اسکریوطی" جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا، تیس روپے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانے والے کیلئے اس مکان میں داخل ہو، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت

عیسیٰ کی شکل میں تبدیل کر دیا اور عیسیٰ کو اپنی کمال قدرت سے آسمان پر اٹھالیا۔

مذکورہ بالا آیت کی تمام مفسرین نے یہی تفسیر بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس تدبیر کا ذکر کیا ہے کوئی ایک مفسر یا مجدد پیش نہیں کیا جا سکتا جس نے یہاں پر عیسائیوں اور مرزائیوں کی تدبیر بیان کی ہو۔

نکتہ:

''مکر'' کہتے ہیں لطیف خفیہ تدبیر کو۔ اگر اچھے مقصد کیلئے ہو تو اچھا ہے اور برائی کیلئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے '' ولا یحیق المکر السیئی إلا بأهله'' میں مکر کے ساتھ سیئی کی قید لگائی ہے اور یہاں خدا تعالیٰ کو خیر الماکرین کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں، حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے، تورات کو بدلنا چاہتا ہے، سب کو بد دین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا، ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف اور خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی، جس کا آگے ذکر آئے گا۔ بیشک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ (تفسیر عثمانی: از علامہ شبیر احمد عثمانی، ص ۷۱)

آیت نمبر ۴:

'' إذ قال الله یا عیسیٰ إنی متوفیك......الخ.'' (آل عمران: ع ٦، آیت ۵۵)

ترجمہ: اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

یہ آیت بھی عیسیٰ علیہ السلام کی حیاۃ اور رفع جسمانی کی صریح دلیل ہے، اس

میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تدبیر کے بالمقابل عیسیٰ کو تسلی دیتے ہوئے ان سے چار وعدے فرمائے ہیں:

۱) تجھے وفات دوں گا، یہودی قتل نہیں کرسکیں گے۔

۲) اس وقت تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔

۳) کفار یعنی یہود سے تجھے پاک کروں گا۔

۴) تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اس وقت کئے جب یہود نامسعود آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کرچکے تھے یہاں پر ''رافعک'' میں جو رفع کا وعدہ ہے وہ بالاتفاق تمام مجددین ومفسرین رفع جسمانی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے قبل جس قدر مجددین گذرے ہیں، کوئی ایک مجدد بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا رفع روحانی لیا ہو، البتہ ''متوفیک'' کے معنی میں علماء کرام کی دورائے ہیں۔ اکثر علماء نے اس کا معنی پورا پورا لینے کا کیا ہے یعنی جسد مع الروح کیونکہ یہی ''توفی'' کا حقیقی معنی ہے۔ بعض علماء نے متوفیک کا معنٰی ''ممیتک'' لیا ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے لیکن یہ بھی ہمیں مضر نہیں ہے، اس لئے کہ جن حضرات نے ''توفی'' کا معنی موت کا لیا ہے وہ اس میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں یعنی ''ممیتک عند انقضاء أجلک ورافعک الآن.'' میں تجھے ماروں گا جب تیری موت کا وقت مقرر ہوگا اور اب تجھے اٹھانے والا ہوں، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''متوفيك :مميتك.....قوله:مميتك

محمول علیٰ وفاة عیسیٰ علیه السلام فی آخر الزمان." (تفسیر ابن عباس)

ہمارا دعویٰ ہے کہ واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی، یہاں بھی واؤ ہے اور ترتیب ملحوظ نہیں ہے، اس کے برخلاف مرزا نے لکھا: "قرآن مجید کی ترتیب کو الٹنا یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ صحیح ترتیب سے کلام فرمادیتے۔ اے مسلمان مولویو! تمہیں اللہ تعالیٰ کے کلام میں تغیر وتبدل کرنے سے شرم نہیں آتی۔" (خلاصہ عبارت ازالہ اوہام: روحانی خزائن: ج۳، ص۳۴۵ تا ۶۱۱)

جواب نمبر۱:

تمام علماء نحو اس بات پر متفق ہیں کہ واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی بلکہ مطلق جمع کیلئے ہوتی ہے، بخلاف ثم اور فاء کے۔ شرح مائۃ عامل کا طالب علم بھی اس سے آگاہ ہے۔

جواب نمبر۲:

قرآن مجید میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ "واؤ" ہمیشہ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی، جیسا کہ حضرت مریم کو فرمایا:

"**واسجدی وارکعی**" ترجمہ: اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر۔ (پ۳، آل عمران ۴۳، ع۵)

"فأخذه الله نکال الآخرة والأولیٰ." ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑا۔ (پ۳۰، النازعات ۲۵، ع۱)

جواب نمبر۳:

اس پوری آیت میں مرزائیوں کے نزدیک بھی ترتیب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق آیت کا معنی یوں ہوگا:

"اے عیسیٰ! میں تجھے پہلے موت دینے والا ہوں اس کے بعد تیرا روحانی

رفع یا رفع درجات کروں گا، اس کے بعد تجھے کافروں سے پاک کروں گا اور اس کے بعد تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر غالب کروں گا۔''

اب مرزائیوں کے خیال کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے بعد واقعہ صلیب سے ستاسی سال بعد کشمیر میں ہوئی، تو اب ''مطهرك من الذين كفروا'' ترجمہ: میں تجھے کافروں سے پاک کروں گا، پہلے ہوگیا اور وفات اور رفع ستاسی برس بعد ہوا، جس سے معلوم ہوا کہ ترتیب مرزائیوں کے نزدیک بھی قائم نہ رہی، واقعہ کے طور پر تطہیر پہلے ہوئی اور اس کے بعد وفات پھر رفع اور پھر غلبہ۔

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

جواب نمبر۴:

کئی ایک مفسرین نے یہاں ترتیب کو الٹ کر تفسیر کی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔

جواب نمبر۵:

عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق افراط کا شکار ہوئے اور انہیں الٰہ تک بنادیا اور یہود تفریط کے قائل ہوئے تو درجہ نبوت سے بھی نیچے گرادیا۔ خدا تعالیٰ کو دونوں کی تردید کرنا مقصود تھی، عیسائیوں نے شرک کیا تھا اور یہود نے گستاخی رسول، چونکہ شرک بہرحال گستاخی رسول سے بڑا جرم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کی تردید کی لفظ

''متوفیک'' سے، کہ میں تجھے موت دوں گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس پر موت آتی ہے وہ الٰہ اور معبود نہیں ہوسکتا، اس کے بعد یہود کی تردید ''ورافعک إلیّ'' سے کی یعنی تم نے میرے رسول کی شان میں کمی کی میں نے تو ان کو اوپر اٹھالیا اور اوپر اٹھانے سے ان کی رفعت شان ظاہر ہوئی۔

بحث لفظ ''توفّی''

اس لفظ کا مادہ ''وفی'' ہے یعنی جب یہ مادہ باب تفعل میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''أتوفیت الثمن'' ہاں موت اور نیند کے معنی میں بھی مجازاً استعمال ہوتا ہے جبکہ وہاں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے ''هو الذی یتوفاکم باللیل'' (وہی ہے جو تمہیں رات کو موت دیتا ہے) (پارہ ۷، الانعام ۱۳، ع ۷) اسی طرح ''اللّٰه یتوفی الأنفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها.'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے نزدیک قبض کر لیتا ہے اور جو ابھی نہیں مرے ان کی جان نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ (پ ۲۴، الزمر ۴۲، ع ۵)

یہ آیات اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ ''توفی'' کا حقیقی معنی موت نہیں ہے، اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا تو موت اور توفی کا تقابل درست نہ تھا یہاں آیت میں توفی کے ساتھ موت اور عدم موت دونوں جمع ہو رہی ہیں۔

توفی کا معنی از کتب سلف:

۱۔ '' متوفیك ورافعك أی علی التقدیم والتاخیر وقد یکون

۳۲۷ الوفاة قبضا ليس بموت۔ “ (مجمع الابحر: ص ۴۵۴، ج ۲، منقول از عسل مصفی: ج ۱، ۱۷۵)

۲)” فلما توفيتنی ......الخ أخذا لشیء وافيا والموت نوع منه۔ “

۳۲۸ (تفسیر صافی: ج ۱، عسل مصفی: ج ۱، ص ۱۸۷)

۳)” يستعمل التوفی فی أخذ الشیء وافياأی کاملا والموت نوع منه۔ “

۳۲۸ (حاشیہ شیخ احمد صاوی مالکی علی جلالین: ص ۳۱۵ منقول از عسل مصفی: ص ۱۸۷)

توفّی کے معنی پر مرزا قادیانی کا چیلنج

حوالہ نمبر ۱:

”توفی باب تفعل ہو، اللّٰہ فاعل ہو، ذی روح مفعول ہو، ليل اور نــوم کا قرینہ بھی نہ ہوتو وہاں قبض روح بمعنی موت ہی ہوگا جو اس کے خلاف دکھلاوے اسکو مبلغ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔“ (تحفہ گولڑویہ: ص ۴۵، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۱۶۲ حاشیہ، مثلہ ایام الصلح: ص ۱۳۹، روحانی خزائن: ج ۱۴، ص ۳۸۴) (ازالہ اوہام: حصہ دوم ص ۹۱، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۰۳) ۱۶۵ تا ۲۰۹

جواب نمبر ۱:

یہ محض مرزا کا من گھڑت قاعدہ ہے، کسی امام لغت نے یہ قاعدہ تحریر نہیں کیا اگر کوئی قادیانی کسی امام لغت سے یہ قاعدہ دکھادے تو ہم اسے دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

جواب نمبر ۲:

مرزا کا یہ من گھڑت قاعدہ اس کی اپنی تحریر سے ٹوٹ رہا ہے۔ براہین احمدیہ حصہ ۴ ص ۵۲۰ میں متوفیک کا معنی لکھا ہے: ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔“

(حاشیہ براہین احمدیہ: ص ۵۲۰، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۶۲۰)

حوالہ نمبر۲:

براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یاعیسیٰ إنی متوفیك ......الخ.'' جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسوقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کو مصلوب کرنے کی کوشش کرر ہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود، ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔(حاشیہ سراج منیر: ص ۶۱، روحانی خزائن: ج ۱۲، ص ۲۳)

جواب: ☆انعامی حوالہ☆

''عن ابن عمر وإذا رمی الجمار لا یدری أحد ما له حتی یتوفاه الله یوم القیامة .'' (الترغیب والترہیب: ج ۲، ص ۱۰۳، طبع دار الفکر، باب الترغیب فی رمی الجمار، وما جاء فی رفعہا، رواہ البزار والطبرانی وابن حبان واللفظ لہ)

اس حدیث شریف میں مرزائیوں کی تمام شرائط موجود ہیں، مگر ''توفی'' کا معنی موت نہیں ہے۔

﴿ہمارا چیلنج﴾

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر توفی باب تفعل سے ہو، اللہ اس میں فاعل ہو اور ذی روح اس کا مفعول ہو جو بن باپ پیدا ہوا ہو وہاں پر توفّی کا معنی پورا پورا لینا اور اٹھانا ہوگا، موت کا معنی نہیں ہے، کوئی مرزائی ''مرد میدان'' ہے جو ہمارے اس قاعدے کو توڑ کر منہ مانگا انعام حاصل کرے، اگر مرزائی کہیں کہ آپ کا یہ قاعدہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ علم النحو کی جس کتاب میں مرزا کا قاعدہ لکھا ہوا ہے اسی کتاب میں ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے۔

آیت نمبر۵:

" وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله إليه و كان الله عزيزاً حكيماً."

(پارہ ۶ سورۃ النساء ۱۵۷، ۱۵۸، ع۲۲) ترجمہ: اور انہوں نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو نہیں مارا یقیناً، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

حکیم نورالدین نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے: " بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔" (حاشیہ فصل الخطاب: ص۳۱۴)

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور حیات کی صریح دلیل ہے۔

نکتہ: یہودیوں کی طرف سے قتل کا فعل واقع نہیں ہوا تھا بلکہ یہ محض ان کا ایک جھوٹا دعویٰ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ملعون ہونے کے من جملہ اسباب میں سے ان کے اس قول کو لعنتی ہونے کا سبب بتایا ہے نہ کہ فعل کو، اس لئے " وقتلهم " نہیں فرمایا بلکہ " وقولهم " فرمایا۔

مرزائی عذر:

اس آیت میں رفع سے مراد رفع روحانی اور رفع درجات ہے، کیونکہ یہودیوں کے نزدیک صلیب کی موت لعنتی شمار ہوتی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا کہ وہ ان کو ذلیل نہیں کر سکے بلکہ ہم نے ان کے درجات بلند کر دیئے۔

جواب نمبر۱:

یہ غلط، بالکل غلط ہے، ہم پورے دعویٰ سے کہتے ہیں بلکہ ہمارا امت مرزائیہ کو چیلنج ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کے مسلمہ بین الفریقین جس قدر مجدد

اور مفسر گذرے ہیں، ان میں سے کسی ایک نے بھی یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا روحانی رفع نہیں لیا، سب نے بالاتفاق یہاں رفع سے مراد اسی جسم عنصری سے آسمانوں پر اٹھایا جانا مراد لیا ہے۔ فأتوا برهانكم إن كنتم صادقين

جواب نمبر۲:

یہ تمہارا مفروضہ کہ صلیب کی موت لعنتی موت ہوتی ہے، سراسر غلط اور یہودیانہ نظریہ ہے۔ اول یہ ہے کہ اس کا دارومدار بائبل پر ہے جو محرف ہے۔ دوم اس لئے کہ انہوں نے اپنے رائج طریقہ سے کئی ایک انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" ویقتلون الأنبياء بغير حق." ترجمہ: اور وہ انبیاء کو ناحق مار ڈالتے تھے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ان انبیاء کو جنہیں وہ برحق نہیں مانتے تھے، اپنے رائج طریقہ یعنی صلیب کے ذریعہ ختم کرتے تھے یعنی قتل کرتے تھے، تو وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کا رفع کیوں نہیں بیان کیا بلکہ ان کے رفع کا ذکر تک بھی نہیں کیا جب کہ ان کا قتل وقوع میں آچکا ہے اور یہ قتل وقوع میں بھی نہیں آیا محض یہودیوں کا قتل کا قول ہے۔

جواب نمبر۳:

یہاں رفع روحانی اس لئے بھی نہیں ہوسکتا کہ یہاں پر چار جگہ واحد مذکر غائب کی ضمیر آئی ہے، جن میں تین ضمیروں کا مرجع بالاتفاق عیسیٰ بن مریم جسد مع الروح ہے، ان ضمیروں کا مرجع نہ صرف جسد ہے اور نہ صرف روح، کیونکہ قتل اور صلیب کا فعل تب ہی واقع ہوسکتا ہے جب جسد اور روح اکٹھے ہوں تو لامحالہ رفع کی ضمیر کا مرجع بھی جسد مع الروح ہی ہوگا نہ کہ فقط روح نیز یہاں پر "کان اللہ

عزیزاً حکیما۔" کا جملہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہاں رفع جسمانی ہی ہے ورنہ رفع روحانی کیلئے ان صفات کے لانے کی ضرورت نہیں تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں زائد جملہ ہو جائے گا۔

مرزائی عذر:

عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے جا سکتے ہیں؟ اول: تو اس میں کئی ناری کرتے ہیں، دوم: اس لئے کہ جب نبی اکرم ﷺ سے مشرکین نے کہا کہ آپ آسمانوں پر جائیں تب ہم آپ پر ایمان لائیں گے...... الخ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا ھل کنت إلا بشراً رسولاً (میں تو صرف بشر رسول ہوں) (پارہ۱۵ بنی اسرائیل:۹۳ع۱۰)

جواب:

عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح چلے گئے جیسے موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔

(بحوالہ نور الحق: ص۵۱، روحانی خزائن: ج۸، ص۶۹) ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ایٹم بم نمبر ۱☆

"ھذا ھو موسیٰ فتی اللّٰہ الذی أشار اللّٰہ فی کتابہ إلی حیاتہ وفرض علینا أن نؤمن بأنہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین۔" (نور الحق: ص۵۰، روحانی خزائن: ج۸، ص۶۸، ۶۹)

مرزائی اعتراض:

مرزائی عموماً اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہاں "حی فی السماء" سے مراد روحانی حیات ہے اور آگے "لم یمت" سے نفی روحانی موت کی ہو رہی ہے۔

جواب نمبرا:

کیا کوئی شخص ان کی روحانی موت کا قائل ہے کہ تم اس کو ثابت کر رہے ہو روحانی حیات تو کفار کو بھی حاصل ہے۔

جواب نمبر۲:

آگے اسی حوالہ میں مرزا نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کیا ہے کہ موسیٰ تو بے شک زندہ ہیں، مگر عیسیٰ کے بارے میں ہمیں آیات سے ثبوت ملتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، جس طرح کہ آگے حوالہ میں مذکور ہے " ولا تجد مثل هذه الآيات فى شأن عيسىٰ " تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس تقابل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ پر روحانی موت آگئی حالانکہ روحانی موت کسی پر بھی واقع نہیں ہوتی تقابل تب ہی درست بن سکتا ہے، جب موسیٰ کی جسمانی حیات مراد لی جائے۔

☆ ایٹم بم حوالہ نمبر۲ ☆

" بل حياة كليم الله ثابت بنص القرآن الكريم ألا تقرء فى القرآن ما قال الله تعالىٰ وعزو جل :" ولا تكن فى مرية من لقائه ' وأنت تعلم أن هذه الآية نزلت فى موسىٰ فهى دليل صريح على حياة موسىٰ عليه السلام لأنه لقى رسول الله ﷺ والأموات لايلاقون الأحياء ولاتجد مثل هذه الآيات فى شان عيسىٰ عليه السلام نعم جاء ذكر وفاته فى مقامات شتىٰ فتدبر

فإن الله يحب المتدبرين .'' (حمامۃ البشریٰ:ص۳۵، روحانی خزائن: ج۷، ص۲۲۱،۲۲۲)

جواب نمبر۲:

یہاں پر بحث جانے کی نہیں بلکہ لیجانے کی ہے ہم بھی مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو کیا کوئی نبی بھی آسمانوں پر نہیں جاسکتا، سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جناب نبی کریم ﷺ نے زیادہ سے زیادہ اس جواب میں اپنی بشریت کے اقرار میں خود جانے کی نفی کی ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لے جانے کی۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے لے جانے کا ذکر فرماتے ہیں: ''سبحان الذی أسریٰ بعبدہ ......الخ.'' یہاں بھی رفع میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔

مرزائی اعتراض:

آیت مذکورہ میں بل ابطالیہ مراد لینا بالکل غلط ہے؛ کیونکہ قرآن مجید کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں بل ابطالیہ نہیں آسکتا۔

جواب:

جن نحویوں نے یہ بات کہی ہے انہوں نے اس بات کی بھی تصریح کردی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کا قول نقل کریں تو ان کی تردید میں بل ابطالیہ آتا ہے جیسا کہ احمدیہ پاکٹ بک والے مرزائی نے خود ص۳۳۰ پر نقل کیا ہے: قرآن مجید میں کئی مقامات پر بل ابطالیہ استعمال کیا گیا ہے، مثلاً: ''وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه بل له ما في السموات والأرض كل له قانتون.'' (پارہ۱ آیت۱۱۶، ع۱۳) ترجمہ: اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد پکڑی، پاکی ہے اس

کو بلکہ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ اسی کے فرمانبردار ہیں۔

”وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مکرمون .“

(پارہ ۱۷ الأنبیاء: آیت ۲۹) ترجمہ: اور انہوں نے کہا کہ رحمن نے اولاد پکڑی وہ اولاد سے پاک ہے بلکہ جن کو تم اولاد بتاتے ہو، وہ مکرم بندے ہیں۔

”أم یقولون افتری بل هو الحق من ربک.“ ترجمہ: کیا وہ کہتے ہیں کہ جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ وہ تیرے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔

فائدہ:

بل ابطالیہ یا اضرابیہ جس کلام میں آتا ہے اس میں بل کے ماقبل اور مابعد والے مضمون میں منافات ہوتی ہے ورنہ بل ابطالیہ بے سود ہے، اب متنازعہ فیہ آیت میں اس کے مابعد سے اگر رفع درجات مراد لیا جائے تو اس کی ماقبل سے منافات نہیں ہاں! رفع حیا اور قتل میں منافات ہے۔

مرزائی اعتراض:

یہ ضروری نہیں کہ رفعہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد مع الروح ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے: ”ثم أماته فأقبره .“ یہاں دو ضمیریں آتی ہیں جو انسان کیطرف لوٹتی ہیں پہلی ضمیر جسد مع الروح کی طرف اور دوسری ضمیر صرف جسد یا روح کی طرف۔

جواب نمبر ۱:

اب مندرجہ بالا آیت میں موت واقع ہونے کے بعد جبکہ جسد اور روح میں انفصال ہو گیا تو لامحالہ دوسری ضمیر کا مرجع یا جسد ہو گا یا فقط روح، دونوں نہیں بن سکتے، بخلاف متنازعہ فیہ آیت کے کہ اس میں قتل اور صلیب یعنی موت کی نفی کے بعد رفع کے ساتھ ضمیر آرہی ہے تو لامحالہ یہاں رفع جسد مع الروح ہوگا نہ کہ فقط روح کا لہٰذا یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

جواب نمبر۲:

یہاں ''أقبرہ'' میں ضمیر جسد مع الروح انسان کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہاں پر انسان کے مختلف حالات ذکر ہو رہے ہیں۔

مرزائی اعتراض:

رفعہ میں ضمیر کا مرجع صنعت استخدام ہے۔

جواب:

یہ مرزائیوں کی جہالت اور کور علمی کا بین ثبوت ہے اگر انہیں صنعت استخدام کی تعریف معلوم ہوتی تو وہ اس قسم کی جہالت کا ثبوت نہ دیتے۔

صنعت استخدام اسے کہتے ہیں کہ ایک لفظ جس کے دو معنی ہوں، لفظ سے ایک معنی مراد لیا جائے اور جب اس لفظ کی طرف کوئی ضمیر لوٹائی جائے تو اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے یا ایک لفظ کے دو معنی ہوں اس کی طرف دو ضمیریں لوٹائی جائیں ایک ضمیر سے ایک معنی اور دوسری ضمیر سے دوسرا معنی مراد لیا جائے (دیکھو مختصر المعانی وغیرہ ص۱۸۷) یہاں پر عیسیٰ بن مریم کے دو معنی نہیں کہ صنعت استخدام بن سکے۔

مرزائی اعتراض:

إلیہ سے مراد آسمانوں پر لینا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فأینما تولوا فثم وجه الله'' یعنی پس جدھر کو منہ کرو اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے (پارہ۱، ع۱۴، البقرہ ۱۱۵) ''وهو الله فی السماء إله وفی الأرض إله.'' ترجمہ: اور اللہ ہی کی ذات ہے جو زمینوں میں بھی معبود ہے اور آسمانوں میں بھی معبود ہے۔ (پارہ ۲۵، ع۱۳، آیت ۸۴)

جواب نمبر۱:

إلیہ سے مراد إلی السماء ہے، جیسا کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں: ''ہر ایک نبی اپنے درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق رفع سے حصہ لیتا ہے اور انبیاء و اولیاء کی روح اگرچہ دنیوی حیات کے زمانہ میں زمین پر ہو مگر پھر بھی اس آسمان سے کا تعلق ہوتا ہے جو اس کی روح کیلئے حد رفع ٹھہرایا گیا ہے اور موت کے بعد وہ روح اس آسمان میں جا ٹھہرتی ہے جو اس کیلئے حد رفع مقرر کیا گیا ہے۔'' (ازالہ اوہام:۳، روحانی خزائن: ج۳، ص۴۷۶) ٤

اب اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ إلیہ سے مراد آسمان ہے لہٰذا حد رفع میں قادیانیوں اور ہمارا کوئی احتلاف نہ ہوا بلکہ اختلاف مرفوع شے میں ہے کہ اٹھائی کون سی چیز گئی ہے فقط روح یا جسد مع الروح۔ اس کا جواب بل ابطالیہ میں موجود ہے کیونکہ بل کے ماقبل اور مابعد میں ضدیت ہے اور ضدیت کیلئے وحدت زمانی ضروری ہے لہٰذا عدم موت اور رفع کا زمانہ بھی ایک ہونا چاہیے اور آپ کے نزدیک عدم موت اور رفع کے درمیان ۸۷ برس کا طویل فاصلہ ہے۔

جواب نمبر۲:

اصل بات یہ ہے کہ بلندی کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف کرتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند اور ارفع ہے جیسے فرمایا:" إلیہ یصعد الکلم الطیب " یہاں بھی اِلیہ سے مراد آسمان ہی ہے۔

جواب نمبر۳:

قرآن خود گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے " أء منتم من فی السماء أن یخسف بکم الأرض ......الخ. ترجمہ:" کیا تم نڈر ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے کہ تم سب کو زمین میں دھنسا دے۔(پارہ۲۹، الملک ۱۶)

جواب نمبر۴:

مرزا کا الہام ہے:

۱)" فرزند دل بند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کأن اللہ نزل من السماء ." (تذکرہ:ص۱۴۴،۱۸۴،طبع دوم،مثلہ ازالہ اوہام:ص۱۵۶، روحانی خزائن:ج۳،ص۱۸۰)

۲)" جری اللہ فی حلل الأنبیاء."(تذکرہ:ص ۸۱)

"کأن اللہ نزل من السماء."(تذکرہ:ص ۲۴۶،مجموعہ اشتہارات:ج ۱،ص ۱۰۱) اس الہام سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے۔

جواب نمبر۵:

خود مرزا کا قول ہے:" ألا یعلمون أن المسیح ینزل من

السماء بجميع علومه ولا يأخذ شيئا من الأرض مالهم لا يشعرون." (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن ج ۵ ص ۴۰۹)

مرزائی اعتراض:

"إذا تواضع العبد رفعه الله إلى السماء السابعة." دیکھئے! اس میں رفع جسمانی مراد نہیں بلکہ روحانی مراد ہے حالانکہ یہ حدیث بعینہ بل رفعه الله کی طرح ہے۔

جواب نمبر ا:

یہاں رفع سے پہلے تواضع کا قرینہ موجود ہے لہٰذا یہاں پر رفع درجات ہی مراد ہوگا نیز یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ آیت کے مشابہ نہیں کیونکہ آیت میں تو پہلے قتل کی نفی موجود ہے، قتل کی نفی کے بعد تو رفع جسمانی ہوگا بخلاف اس کے کہ یہاں نہ قتل کا ذکر ہے اور نہ بل ابطالیہ موجود ہے اسی طرح باقی تمام جگہوں میں سمجھیں جہاں جہاں رفع درجات مراد ہوگا وہاں کوئی نہ کوئی قرینہ ضرور موجود ہوگا۔

جواب نمبر ۲:

کسی مقام میں رفع سے رفع درجات یا رفع روحانی پائے جانے سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ متنازع فیہ آیات میں بھی رفع سے مراد روحانی رفع ہے، ہم بلا خوف تردید یہ کہہ چکے ہیں کہ اس آیت میں کسی ایک مسلّم مفسر یا مجدد نے رفع روحانی مراد نہیں لیا اگر ہمت ہے تو مرزا کے علاوہ اس سے قبل کسی مجدد کا نام پیش کرو۔

آیت نمبر ۶:

"وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ......الخ." اور اہل

کتاب میں سے ہر ایک اس (عیسیٰ پر یعنی آپ کے زندہ ہونے) پر ایمان لائے گا آپ (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اور آپ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔''

(پارہ ۶، النساء ۱۵۹، ع ۲۲)

آیت مذکورہ میں به اور موته دونوں ضمیروں کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور آیت کا مطلب ہے کہ آئندہ زمانہ میں جس قدر اہل کتاب موجود ہوں گے تمام کے تمام عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے قبل ان پر ایمان لائیں گے، یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تمام مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہی معنی بیان کیا ہے دیکھئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی :

''والذی نفسی بیده لیوشکن أن ینزل فیکم ......الخ.''

تو اس کے بعد فرمایا'' وإن شئتم فاقرؤا' وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به ......الخ.'' حضرت ابو ہریرہؓ صحابی رسول نے حدیث رسول بیان کرنے کے بعد یہ آیت بطور استشہاد پیش کی جس سے آیت کی تفسیر واضح ہوگئی، صحابی رسول ﷺ کی اس تفسیر کے بعد کسی انسان کی تفسیر جو اس کے خلاف ہو اس کی کوئی وقعت نہیں اور درحقیقت یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہؓ کی نہیں بلکہ یہ حضور ﷺ کی تفسیر ہے کیونکہ ایسے مقامات میں ابو ہریرہؓ اپنے قیاس سے کچھ نہیں کہہ سکتے، ان کی اکثر عادت شریفہ یہ تھی کہ کسی حدیث کے بیان کرنے کے بعد وہ استشہاد کے طور پر کبھی تو فرماتے ''قال رسول الله ﷺ وإن شئتم فاقرؤا'' اور کبھی ''قال رسول الله'' نہیں کہتے تھے صرف ''إن شئتم'' کہہ دیتے تھے۔ نیز دیکھئے اکابر سلف

نے نزول عیسیٰ علیہ السلام پر آیت مذکورہ کو ہی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

حوالہ نمبر۱:

" فإن قيل فما الدليل علىٰ نزول عيسىٰ عليه السلام من القرآن فالجواب الدليل علىٰ نزوله قوله تعالىٰ 'وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته." (الیواقیت والجواہر: للعلامہ شعرانی، ج ۲، ص ۵۶۷، مطبوعہ مصر) ۲۸۱

حوالہ نمبر۲:

" ونزول عيسىٰ من السماء كما قال الله تعالىٰ وأنه أي عيسىٰ لعلم للساعة أي علامة القيامة، وقال الله تعالىٰ: وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمننّ به قبل موته أي قبل موت عيسىٰ بعد نزوله عند قيام الساعة فيصير الملل ملة واحدة."(شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری: ص ۱۳۶) ۲۸۲

مرزائی اعتراض:

بعض مفسرین نے قبل موته کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے اور یہ قراءۃ شاذہ کے موافق بھی ہے۔ قراءۃ شاذہ " قبل موتهم " ہے۔

جواب نمبر۱:

حضرت ابو ہریرہؓ کی تفسیر کے بعد کسی اور تفسیر کی کوئی حاجت نہیں اور نہ کسی پر اعتماد ہے۔

جواب نمبر۲:

جن حضرات نے ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے وہ اس کے باوجود عیسیٰ

علیہ السلام کے رفع جسمانی اور آمد ثانی کے تمام امت کی طرح قائل ہیں لہٰذا ان کا اہل کتاب کو مرجع بنانا ہمیں مضر نہیں ہے۔

جواب نمبر۳:

حکیم نورالدین بھیروی نے متنازعہ فیہ آیت کا ترجمہ اپنی کتاب ”فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب“ حصہ دوم، ص۳۱۴ میں یوں کیا ہے: ”اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔“ ملاحظہ فرمایئے! ان دونوں جگہوں میں کس صراحت کے ساتھ مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا گیا ہے۔

کتاب فصل الخطاب کی تعریف وتوثیق:

اس کتاب کی تعریف وتوثیق مرزا صاحب کی زبانی مرزا صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام: ص۵۸۴، روحانی خزائن: ج۵ ص۵۱۴ میں ملاحظہ فرمائیں نیز کتاب فصل الخطاب کے مقدمہ ص۶ تا ۷ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر۷:

” وإنه لعلم للساعة فلا تمترن بها......الخ.“ اور بے شک وہ قیامت کی نشانی ہے پس اس میں شک مت کرو۔ (پارہ۲۵، الزخرف ۶۱، ع۶)

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت کے وقت نازل ہونے کی صریح دلیل ہے، جیسا کہ تمام مفسرین نے إنه کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ہے

اوراس طرح شاہ عبدالقادر صاحب نے جو مرزا کے نزدیک تیرہویں صدی کے مجدد ہیں، یہ ترجمہ کیا کہ حضرت عیسیٰ کا آنا نشان قیامت ہے اوراس طرح ملا علی قاری نے فقہ اکبر: ص ۱۴۶ پر اس آیت کو نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بطور دلیل پیش کیا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب ’’اعجاز احمدی‘‘ میں ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا ہے

(اعجاز احمدی بنام ضمیمہ نزول مسیح: ص ۲۱، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۱۳۰) ۲۵۲

آیت نمبر ۸:

’’ ویکلم الناس فی المھد و کھلا......الخ.‘‘ ترجمہ: اور وہ (عیسیٰ) لوگوں سے کلام کریں گے گود میں بھی اور بڑھاپے میں بھی۔ (سورہ مریم)

واقعہ رفع یا صلیب یا قتل بالاتفاق قبل الکہولت عالم جوانی میں ہوا ہے پس ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نازل ہوں تا کہ زمانہ کہولت کی گفتگو بھی صحیح ہو جائے اب مہد میں کلام کرنا خارق عادت ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ’’تریاق القلوب ص ۸۹ ، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۲۱۷، ۲۱۸‘‘ میں تسلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مہد میں کلام کی تو میرے بیٹے نے دو مرتبہ ماں کے پیٹ میں باتیں کیں تو مہد کی طرح زمانہ کہولت کی کلام بھی خارق عادت ہونی چاہیے اور وہ تب ہی ہوسکتا ہے جب ان کا دوبارہ نزول مانا جائے ورنہ زمانہ کہولت میں ہر ایک بات کرتا ہے تو پھر احسان کیسے ہوا۔ ’’ هو قول الحسين بن الفضل البجلي: أن المراد بقوله وكهلا أن يكون كهلا بعد أن ينزل من السماء في آخر الزمان ويكلم الناس ويقتل الدجال قال الحسين بن الفضل: وفي هذه الآية نص في أنه عليه السلام سينزل إلى الأرض۔‘‘

(التفسیر الکبیر: ج ۸، ص ۵۲، دار الکتب العلمیہ، خازن: ج ۱، ص ۲۹۳) ۴۲

کما قیل ؎

دندان تو جملہ در د ہانند
چشمان تو زیر آبرو ہا نند

یہ کلام کسی نے اپنے محبوب کی تعریف میں کہا تھا کہ تیرے سارے دانت منہ کے اندر ہیں اور تیری آنکھیں ابروؤں کے نیچے ہیں تو یہ کوئی خاص تعریف کی بات نہیں ہے اور جس طرح یہ کلام تعریف نہیں بن سکتا اسی طرح اگر ویکلم الناس فی المهد وکہلا کو خارق عادت نہ مانا جائے تو وہ بھی اسی طرح بے معنی ہو جائے گا کیونکہ کہولت اگر پہلے کی مراد لی جائے تو پھر تو ہر ایک کہولت کے زمانہ میں کلام کرتا ہے پھر یہ احسان خدا نے کاہے کو جتلایا احسان تب ہی بنتا ہے جبکہ اسے خارق عادت مانا جائے اور خارق عادت تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ دوبارہ نزول کے بعد کہولت کے زمانہ میں ان کا کلام مانا جائے جیسا کہ مفسرین نے صراحت کر دی ہے۔

آیت نمبر۹:

" إذ كففت بني اسرئيل عنك ......الخ" اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو تجھے (نقصان پہنچانے) سے روک دیا۔ (پارہ ۷، المائدہ ۱۱۰، ع ۱۵)

یہ بھی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احسانات گنواتے ہوئے فرمائیں گے اگر رفع اور نزول نہ مانا جائے تو کف نہیں ہو سکتا کیا کف ایسا ہوا کہ ان کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئے پسلی چھیدی گئی، کانٹوں کا تاج پہنایا گیا حتیٰ کہ سولی پر چڑھا دیا گیا لہذا ماننا پڑے گا کہ ان کو بالکل دشمنوں سے محفوظ رکھ کر آسمانوں پر اٹھا کر بنی اسرائیل سے بچا لیا۔

آیت نمبر۱۰:

" وإذ علمتك الكتاب والحكمة......الخ " اور جب (اے عیسیٰ) میں نے تجھے کتاب اور حکمت کی تعلیم دی۔ ﴿پارہ ۷، المائدہ ۱۱۰، ع ۱۵﴾

یہاں بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن احسان جتلاتے ہوئے یہ احسان یاد دلائیں گے کہ میں نے تجھے قرآن کریم اور سنت کی تعلیم دی بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کی والدہ کو بطور بشارت یہ بات فرمادی تھی کہ تیرے بیٹے کو قرآن کریم کی تعلیم دوں گا اگر انہوں نے دوبارہ اس وقت میں نہیں آنا تھا تو انہیں قرآن سکھانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا انبیاء سابقین میں سے کسی اور نبی کو بھی قرآن کی تعلیم دی گئی ہے؟ لہذا اس سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ اس امت محمدیہ میں تشریف لانا ہے اور حضور ﷺ کی شریعت کی تابعداری کرنی ہے اس لئے خصوصیت سے آپ کو قرآن کی تعلیم دی اور پھر قیامت کے روز بطور احسان کے ذکر فرمائیں گے بلکہ پیدا ہونے سے پہلے بھی اس احسان عظیم کو ان کی والدہ کے سامنے بطور پیش گوئی بیان فرمایا۔

فائدہ عظیمہ:

اس آیت سے قادیانیوں کے ایک وسوسہ اور شبہ کا ازالہ ہو گیا جو وہ کہا کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بقول تمہارے اس امت میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا وہ کسی مولوی کے پاس قرآن پڑھنے بیٹھیں گے یا ان کیلئے جبرائیل امین نازل ہوں گے کیونکہ انہوں نے زمین پر تو قرآن پڑھا نہیں تو یہ آیت مذکورہ میں اس شبہ کا ازالہ ہو

گیا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید کی تعلیم دیں گے جیسا کہ تورات وانجیل کی خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔ تلك عشرة كاملة

﴿رفع ونزول کا اثبات احادیث نبویہ سے﴾

حدیث نمبر۱:

"عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ: ینزل عیسیٰ ابن مریم إلى الأرض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا وأربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری۔" (باب نزول عیسیٰ، فصل ثالث مشکوٰۃ شریف: ص۴۸۰)

مرزا اس کی تائید میں لکھتا ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل کریں "تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام: حصہ دوم، ۴۷۰، روحانی خزائن: ص۳۵۲، ج۳) ۶

مرزا کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ قبر سے مراد یہاں پر روضہ ہے لہٰذا مرزائیوں کا اعتراض رفع ہو گیا دوسری بات یہ بھی واضح ہو گئی کہ مرزا نے اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا ہے۔

نیز دیکھو اس میں "فیتزوج ویولد له" کو صحیح تسلیم کر رہا ہے۔ "اس پیش گوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ فیتزوج ویولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہو گا۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص۵۳، روحانی خزائن: ج۱۱، ص۳۳۷) ۷

حدیث نمبر۲:

"إذا یبعث اللہ عیسى ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء

الشرقی دمشق بین مهز ودتین واضعا کفیه علی أجنحة ملکین ......فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله ۔"

(مشکوۃ: فصل اول، باب علامات بین یدی الساعۃ)

ترجمہ: اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے...... پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے، پھر اسے قتل کر دیں گے۔

(ازالہ اوہام: طبع اول: ص۲۰، طبع دوم: ص۹۱، طبع پنجم: ص۹۵، روحانی خزائن: ص۲۰۹، ج۳ حاشیہ والا صفحہ)

مرزائی "لد" کا مطلب لدھیانہ لیتے ہیں یہاں پر مرزا صاحب نے خود لد سے مراد بیت المقدس کے دیہات سے ایک گاؤں تسلیم کیا ہے۔

(بحوالہ حمامۃ البشریٰ: ص۲۴، ازالہ اوہام: ص۲۲۰ روحانی خزائن: ج۳، ص۲۰۹)

حدیث نمبر۳:

"عن جابر رضی اللہ عنه قال......فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول أمیرهم: تعال صل لنا فیقول: لا،إن بعضکم علیٰ بعض أمراء تکرمة اللہ هذه الأمة ۔" (مشکوٰۃ: باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر اُن سے کہیں گے کہ آیئے! نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اللہ کا اس امت کیلئے اعزاز ہے۔"

اس حدیث نے مرزائیوں کی تمام تاویلات واہیہ اور خیالات باطلہ کا بخوبی قلع قمع کر دیا اور روز روشن کی مانند واضح کر دیا کہ مسیح آنے والا وہی اسرائیلی نبی ہے نہ

کہ اس امت کا کوئی اور شخص نیز مہدی اور عیسیٰ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں نہ کہ ایک جس طرح قادیانی کہتے ہیں، مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کے نام ہیں جو مرزا ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں ''لا مہدی الا عیسیٰ'' اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے جو سند کے اعتبار سے بالکل ساقط اور غیر معتبر ہے۔

علاوہ ازیں خود مرزا نے لکھا ہے ''اس لیے ماننا پڑا ہے کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔'' (تحفہ گولڑویہ: ص ۴۷، روحانی خزائن: ۲۰
ص ۱۶۷، ج ۱۷) لفظ ''تینوں'' سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں اور سابقہ حدیث بذات خود اس بات کا علیحدہ ثبوت ہے کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

حدیث نمبر ۴:

'' وعن الحسن البصری قال قال رسول اللہ ﷺ للیهود: إن عیسیٰ لم یمت وإنه راجع إلیکم قبل یوم القیامة۔'' (درمنثور: ج ۲، ص ۲۲۵، طبع دار الفکر) ۲۵۹

ترجمہ: ''حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو فرمایا بے شک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور بے شک وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔''

یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدم موت اور مراجعت کا قطعی ثبوت ہے۔

اعتراض:

یہ حدیث حسن بصری سے مروی ہے اور درمیان میں کسی صحابی کا واسطہ نہیں ہے لہذا مرسل ہے اس لئے اس درجہ کی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

جواب نمبر۱:

حضرت حسن بصری کی مرسلات حجت ہیں اور حکم مرفوع متصل میں ہیں ان کے استاد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب نمبر۲:

تم اس کے مخالف کوئی مرفوع حدیث دکھادو جس میں ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو إن عیسیٰ مات بلکہ ضعیف ہی دکھادو جس میں موت کی تصریح موجود ہو۔

حدیث نمبر۵:

" ألستم تعلمون أن ربنا حي لا یموت وأن عیسیٰ یأتی علیه الفناء۔" (صحیح مسلم: جلد۱،ص۸۷،طبری: ج۳،ص۲۸۹)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے، نہیں مرے گا اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے یا آئے گی۔

یہ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا جبکہ عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ ہوا آپ نے فرمایا کہ تم عیسیٰ کو کس طرح الوہیت کا درجہ دیتے ہو جبکہ ان پر فنا آئے گی اس میں آپ نے مضارع کا صیغہ استعمال فرمایا جو استقبال پر دال ہے اگر واقعی فوت ہو چکے ہوتے تو حضور ﷺ فرماتے " أتیٰ علیه الفناء"۔

حدیث نمبر۶:

" یحدث أبو هریرة عن النبی ﷺ قال: والذی نفسی بیده لیهلن

ابن مریم بفج روحاء حاجاًأو معتمراً أو یثنیھما۔"

(صحیح مسلم:ج۱ص......)

ترجمہ: اس میں حضور علیہ نے قسم کھا کر یہ مسئلہ بیان فرمایااور قسم کے متعلق مرزا صاحب کا حوالہ گذار چکا ہے کہ اس میں تاویل نہیں چل سکتی اور ظاہر پر محمول ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۷:

"أنا أولی الناس بعیسیٰ ابن مریم فی الأولی والآخرہ، الأنبیاء إخوۃ من العلات وأمھا تھم شتیٰ ودینھم واحد ولیس بیننا نبی. فی روایۃ لأنہ لم یکن بینی و بینہ نبی وأنہ نازل وإذا رأیتموہ فاعرفوہ ......الخ "(حقیقت نبوۃ: مصنفہ مرزا محمود،ص ۱۸۸، سنن ابی داؤد: ج۲،ص ۲۳۸)

ترجمہ: دنیا اور آخرت میں میرے سب سے زیادہ قریب عیسیٰ علیہ السلام ہیں تمام انبیاء باپ شریک بھائی ہیں اور ان کی مائیں جدا جدا ہیں، اور ان کا دین ایک ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور بے شک وہ نازل ہونے والے ہیں اور جب تم ان کو دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

☆ہمارا چیلنج☆

مذکورہ بالا حدیث سے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بڑی صراحت سے یہ چند الفاظ ثابت ہوتے ہیں: 'ینزل، یموت، یدفن، یأتی علیہ الفناء' یہ تمام مضارع کے صیغے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی اور عدم موت پر صریح دلیل ہیں اگر یہ درست نہیں تو ہم روئے زمین کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان

۳۴۲

الفاظ کے برعکس ان کی نفی اور ضد ثابت کریں، جیسے ینزل کے بجائے لا ینزل، یموت کے بجائے مات، یدفن کی جگہ دفن، یأتی علیه الفناء کی جگہ أتی علیه الفناء، لم یمت کی جگہ مات، رفعه کی جگہ ما رفعه یالم یرفع، ان الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ بھی حضور ﷺ کی صحیح حدیث سے کوئی مرزائی ثابت کرے اور منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عیسیٰ ہی نازل ہوں گے یعنی ابن مریم ہی نازل ہوں گے جبکہ مرزا تو ابن چراغ بی بی ہے کیونکہ یہ حدیث قسم سے بیان ہورہی ہے اور مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہوسکتی۔ (حمامۃ البشریٰ: ص ۲۶، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۱۹۲)

تردید دلائل وفات مسیح علیہ السلام

آیت نمبر۱:

" فلما توفیتنی کنت أنت الرقیب علیهم وأنت علی کل شیء شهید " پس جب تو نے مجھے قبض کیا (میری جان قبض کی) تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور ہر چیز پر گواہ ہے۔ (پارہ ۷، المائدہ ۱۱۷)

مرزائی استدلال:

یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اگر ہم فوت شدہ تسلیم نہ کریں تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ اب جو عیسائی بگڑے ہوئے ہیں ان کے وہ ذمہ دار ہیں کیونکہ فرماتے ہیں کہ جب تک کہ میں ان میں زندہ

تھا میں ذمہ دار تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دی تو میں ذمہ دار نہیں رہا، اس جواب سے معلوم ہوا کہ وہ اب فوت ہو چکے ہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ موجودہ بگڑے ہوئے تمام عیسائیوں کے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ توفی سے پہلے کی زندگی کا میں ذمہ دار ہوں اور توفی کے بعد کا ذمہ دار نہیں۔ نیز جب بقول تمہارے عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اپنی بگڑی ہوئی امت میں آئیں گے اور ان کو دیکھیں گے بگڑے ہوئے تو قیامت کے روز اللہ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کر سکیں گے یہ تو نعوذ باللہ جھوٹ بنتا ہے۔

جواب نمبر۱:

آیت مذکورہ میں توفیتنی کا معنی وفات اور موت نہیں بلکہ رفعتنی و قبضتنی کے معنی ہیں اور تمام مفسرین نے آیت مذکور کے یہی معنی کئے ہیں، کوئی ایک مفسر یا مجدد بھی ایسا نہیں ملتا جس نے اس آیت سے وفات مسیح ثابت کی ہو۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

جواب نمبر۲:

آیت مذکورہ میں تقابل موت و حیات نہیں بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی کا ہے جس پر ''مادمت فیھم'' کے الفاظ صریح دلیل ہیں کہ ''مادمت حیا'' نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے زمانہ موجودگی کے ذمہ دار ہیں اور عدم موجودگی کے ذمہ دار نہیں بلکہ یہ الفاظ اس بات کے مشعر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں کوئی زمانہ ایسا بھی ہونا چاہیے کہ جس میں آپ ان کے اندر موجود نہ ہوں اور زندہ ہوں۔

صفحہ ضمیمہ

جواب نمبر ۳:

یہ بات غلط ہے کہ بگاڑ میں حد فاصل موت ہے جیسا کہ مرزائی بتاتے ہیں بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی ہے جیسا کہ مرزائی تحریرات اس پر شاہد ہیں کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہجرت الیٰ کشمیر کے زمانہ میں جبکہ وہ ان کے اندر موجود نہ تھے بگڑ گئے تھے لہذا معلوم ہوا کہ بگاڑ اور عدم بگاڑ میں حد فاصل موجودگی اور عدم موجودگی ہے نہ موت وحیات۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہود کا مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خدا ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں (چشمہ معرفت: حصہ ۲، ص ۲۵۴، روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۲۶۶)

مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی عیسیٰ علیہ السلام خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرا دیا گیا کہ ان کے مصلوب ہونے پر خدا کے بیٹے ہونے پر لایا جائے۔

اب اس عبارت میں صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بگاڑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا کیونکہ واقعہ صلیب تینتیس برس کی عمر میں ہوا ہے، جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(تحفہ گولڑویہ: ص ۱۲۷، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۳۱۱) ''لیکن ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعہ صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا تھا جبکہ آپ کی عمر ۳۳ برس اور چھ ماہ تھی۔'' واقعہ صلیب کے بعد انجیل کا نازل ہونا کہیں بھی ثابت نہیں، تو ان دونوں حوالوں کے

ملانے سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تریسٹھ سال کی عمر میں ہی عیسائی بگڑ گئے تھے اور بقول مرزا آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تقریباً ستاون سال کے طویل عرصہ آپ کی زندگی ہی میں عیسائی بگڑتے رہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بگاڑ میں حد فاصل موت نہ رہی بلکہ آپ کی زندگی ہی میں ان کی عدم موجودگی کے زمانہ میں عیسائی بگڑ گئے تھے۔ فھو المقصود

مرزائی اعتراض:

بقول آپ کے جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں اپنی بگڑی ہوئی قوم کے اندر تشریف لائیں گے اور انکی زبوں حالی ملاحظہ فرمائیں گے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کرسکیں گے، یہ تو غلط بیانی اور صریح جھوٹ ہوگا جو ان کی شان رفیع سے مستبعد ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ فوت ہوچکے ہیں اور انہیں اپنی بگڑی ہوئی امت کا کوئی علم نہیں ہوگا۔

جواب نمبر۱:

عیسیٰ علیہ السلام سے سوال علم یا لاعلمی کا نہیں ہوگا بلکہ کہنے یا نہ کہنے کا ہوگا، یہ مرزائیوں کا صریح دھوکہ اور غلط بیانی ہے، ذرا قرآن مجید ملاحظہ فرمائیں:

’’ء أنت قلت للناس اتخذونی وأمی إلٰهین من دون الله قال سبحانك ما یكون لی أن أقول ما لیس لی بحق......الخ.‘‘ (پارہ ۷، المائدہ ۱۱۶، ع۶) ترجمہ: کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو؟ کہے گا پاک ہے تو، میرے لائق نہیں کہ میں وہ چیز کہوں جو میرے لئے

حق نہیں۔

دیکھئے! یہاں پر کیسی تصریح موجود ہے کہ سوال کہنے کے متعلق ہے جواب میں بھی کہنے کی نفی ہے، نہ یہاں علم کا سوال ہے اور نہ علم کی نفی ہے، ہاں! نفی یہاں مافی نفسک کے علم کی ہے نہ کہ ان کے بگاڑ کے علم کی نفی۔

جواب نمبر۲:

اگر عیسیٰ علیہ السلام کے جواب میں علم کی نفی پائی جائے تو بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، آپ ذرا اس مکالمے سے پہلے ذرا اس مکالمے کو ملاحظہ فرمائیں جو تمام انبیاء سے ہو رہا ہے جبکہ تمام نبی اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں، حالانکہ تمام نبی اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا أجبتم قالوا لا علم لنا إنك أنت علام الغیوب." ترجمہ: جس دن اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو اکٹھا فرمائیں گے، پس فرمائیں گے، تم کیا جواب دیے گئے تھے؟ عرض کریں گے کہ ہمیں علم نہیں، بے شک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔ (پارہ۷، المائدہ۱۰۹، ع۵)

جواب نمبر۳:

مرزا صاحب خود تسلیم کر رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت سے قبل ہی اپنی امت کے بگاڑ کا علم ہو جائے گا، لہذا اب آپ بتائیں جب انہیں قیامت سے قبل علم ہو چکا تو ان کا نفی علم کا جواب کیسے درست ہوگا؟ فما هو جوابکم فهو جوابنا

حوالہ نمبر۱:

''میرے پر یہ کشفاً ظاہر کیا گیا کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم میں پھیل گئی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی۔''

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ج۵،ص۲۵۴)

حوالہ نمبر۲:

''خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمانوں پر اس کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔'' (حاشیہ آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ج۵،ص۲۶۸)

مرزائی اعتراض:

یہاں ''توفیتنی'' کا معنی موت ہی ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے جب چند لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو آپ نے فرمایا میں اس وقت کہوں گا جیسا کہ عبد صالح نے کہا تھا أقول کما قال العبد الصالح جب حضور ﷺ توفیتنی کا لفظ بولیں گے تو یہاں بالاتفاق مراد موت ہے اسی سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مقولہ میں بھی اس سے مراد موت ہے۔

جواب نمبر۱:

یہاں بھی مرزائیوں نے اپنی روایتی بے ایمانی، دجل یا اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے، یہاں عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ دونوں غیر غیر ہیں جس پر ''کما'' کا لفظ

تشبیہ دلالت کررہا ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مغایرت ضروری ہے اگر حضور ﷺ کا مقولہ بھی وہی مقولہ ہوتا تو آپ کما کی بجائے ما کا لفظ استعمال فرماتے، حضور ﷺ نے جو حدیث میں فلما توفیتنی پڑھا ہے وہ آپ کا مقولہ نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ کما کا لفظ تغایر چاہتا ہے ورنہ کما کا مفہوم باطل ہو جاتا ہے، جیسے: ''کما ارسلنا الی فرعون رسولا ......الخ۔''

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے فرعون کیطرف رسول بھیجا (تحفہ گولڑویہ: ص۱۲۳، روحانی خزائن: ص۳۰۵، ج۱۷) ۲۱۲

جواب نمبر۲:

اگر عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی اکرم ﷺ کا مقولہ ایک مان بھی لیا جائے تب بھی تشبیہ کی وجہ سے ان کے معنی میں مغایرت پیدا کرنی پڑے گی، لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام جب بولیں گے تو معنی رفع ہوگا اور حضور ﷺ بولیں گے تو معنی موت ہوگا۔ مرزا بھی یہ قاعدہ مانتا ہے کہ: ''مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغایرت ضروری ہے''

(تحفہ گولڑویہ: ص۶۳، روحانی خزائن: ص۱۹۳، ج۱۷) ۲۱۱

جواب نمبر۳:

کیا یہ ضروری ہے کہ جب ایک لفظ دو مختلف شخصیتوں پر بولا گیا ہو تو اس کا معنی ایک ہی لیا جائے؟ کیوں نہ دونوں شخصیتوں کیلئے علیٰحدہ علیٰحدہ ان کے مناسب معنی لیا جائے، ایک ہی لفظ جب دو مختلف اشخاص پر بولا جائے تو حسب حیثیت و شخصیت اسکے جدا جدا معنی ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں نفس کا لفظ بولتے ہیں اور خدا کیلئے بھی '' تعلم ما فی نفسی ولا أعلم ما فی نفسک '' تو کیا خدا اور مسیح کا نفس ایک طرح کا ہے؟ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح

کی توفی ، أخذالشیء وافیاً ہے کیونکہ اگر موت مراد لی جائے تو نصوص صریحہ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر ہے ان کے خلاف ہوگا۔

جواب نمبر۴:

ہم پیچھے ''براہین احمدیہ'' اور ''سراج منیر'' کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں ''توفی '' کا معنی موت نہیں بلکہ پوری نعمت دینے یا ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچانے کے ہیں، تو مرزا کے اس معنی کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ''اے اللہ جب تو نے مجھے اپنی غالب تدبیر سے ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچالیا اور انکی تدبیروں کو خاک میں ملادیا یعنی مجھے آسمانوں پر اٹھالیا تو پھر اس کے بعد تو نگران ہے اور میں تو اس وقت تک نگران اور ذمہ دار ہوں جب تک ان میں موجود رہا۔''

دلیل از مرزا قادیانی برنزول عیسیٰ علیہ السلام

'' إن المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه ولا یأخذ شیئا من الأرض مالهم لا یشعرون .'' (آئینہ کمالات اسلام: ص۴۰۹، روحانی خزائن: ص۴۰۹، ج۵) ۴۷

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے ہی شریعت محمدیہ اور تمام علوم اسلامیہ حاصل کر کے آئیں گے اور زمین میں کسی کے شاگرد نہیں ہوں گے، دیکھو! مرزا کہتا ہے: '' ما أنا إلا کالقرآن '' (تذکرہ: ص۶۶۸) ۳۸۰

'' وما ینطق عن الهویٰ إن هو إلا وحی یوحیٰ.'' (تذکرہ: ص۳۸۸) ۳۷۴

آیت نمبر۲:

'' ما المسیح ابن مریم إلا رسول قد خلت من قبله الرسل '' (پارہ۶، ع۱۴)

ترجمہ: مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں اور آپ سے پہلے رسول گذر چکے۔

آیت نمبر۳:

" وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل "(پارہ۴، آیت۱۴۴، ع۶)

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے پہلے بھی تمام رسول فوت ہو چکے ہیں، جس سے نتیجہ نکلا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر۱:

کسی مفسر یا مجدد نے یہ معنی مراد نہیں لئے کہ حضور ﷺ سے پہلے تمام نبی فوت ہو چکے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں، اگر ہمت ہے تو کسی ایک مجدد کا نام پیش کرو! جس نے اس آیت کا مطلب یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر۲:

یہاں ''خلت'' کے معنی ''مضت'' ہیں، جیسا کہ تمام مفسرین نے اس کے یہی معنی کئے ہیں۔ قرآن میں اس کے نظائر موجود ہیں جن میں معنی موت کے نہیں، مثلاً: '' وإذا خلوا عضوا عليكم الأنامل من الغيظ قل موتوا بغيظكم ''(پارہ۴، آل عمران، ع۱۲)

ترجمہ: اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو اپنی انگلیاں غصے سے کاٹتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اپنے غصے میں مرجاؤ۔ ''كذلك أرسلناك في أمة قد خلت من قبلها أمم.''(آیت۱۱۹) حالانکہ اس وقت بھی بگڑی ہوئی امتیں موجود تھیں۔

اعتراض:

ہم مانتے ہیں کہ ''خلت'' کا معنی ''مضت'' ہے لیکن قرآن مجید نے خود اس کی تصریح کردی ہے، فرمایا: ''فإن مات أو قتل'' اس میں موت اور قتل میں حصر کیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے قبل بھی تمام انبیاء علیہم السلام کا ان دو افراد ہی میں حصر ہے یعنی وہ قتل ہوئے ہیں یا مر گئے ہیں، نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے موقع پر خطبہ پڑھ کر متعین فرمادیا کہ یہاں ''خلت'' کا معنی موت ہے۔ فرمایا: ''من کان منکم بعد محمداً فإن محمدا قد مات ومن کان منکم بعبداللہ فهو حي لا يموت.''

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ معنی بحال ہے کیونکہ جو خطبہ اس وقت پڑھا گیا ہے اس میں تو رفع مسیح کا ذکر ہے، مرزا لکھتا ہے:

''الملل والنحل: لعلامه شهر ستاني، ج ۳، ص ۵ میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے: ''قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: من قال: إن محمداً مات فقتلته بسيفي هذا وإنما رفع إلى السماء كما رفع عيسىٰ ابن مريم عليه السلام .'' (تحفہ غزنویہ: ص ۴۸، روحانی خزائن: ص ۵۸۰ تا ۵۸۱، ج ۱۵) ۱۹۳،۱۹۲

طریق استدلال:

حضرت عمر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو مقیس علیہ بنایا ہے جو کہ مسلم تھا اور حضور ﷺ کے رفع کو مقیس بنایا، اب جواب میں حضرت ابوبکر صدیق نے

تر دید صرف مقیس کی کی ہے، حالانکہ اگر مقیس علیہ غلط ہوتا تو پہلے اس کی تر دید کرتے، مقیس کی خود بخود تر دید ہو جاتی ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقیس علیہ کی تر دید نہ کرنا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر سکوت کرنا اس سے رفع عیسیٰ پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔ نیز یہاں پر اختلاف بھی رفع جسمانی میں تھا کیونکہ حضور ﷺ کا روحانی رفع تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مانتے تھے کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حضور ﷺ کی وفات کے ہی منکر تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع پر قیاس کر رہے تھے ،تو معلوم ہوا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بھی منکر تھے تو وفات کے انکار سے رفع جسمانی ہوا نہ کہ روحانی ، باقی رہا یہ اعتراض کہ جسد اطہر کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کیوں کہی۔ (تحفہ غزنویہ: ص ۵۵، روحانی خزائن: ص ۵۸۸، ج ۱۵)

جواب نمبر ۳:

مرزا نے ”خلت“ کا معنی یہاں موت نہیں کیا یعنی مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ (جنگ مقدس: ص ۷، روحانی خزائن: ص ۸۹، ج ۶)

جواب نمبر ۴:

اگر ”خلت“ کے عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں تو مرزائی صاحبان بتائیں ”ولقد أرسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا أزواجاً وذرية ......الخ.“ کیا اس آیت کے مطابق جبکہ تمام رسولوں کیلئے ان کی بیویاں اور اولاد ثابت ہو رہے ہیں کیا اس عموم میں عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں؟ اور ان کیلئے بھی اولاد ہے؟ اگر وہ اس عموم سے خارج ہیں تو اسی طرح آیت متنازعہ فیہ میں بھی سمجھ

ہیں۔ اسی طرح ہر انسان کیلئے کہا گیا کہ اس کو جوڑے سے ہم نے پیدا کیا اور نطفے سے پیدا کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان ہیں اور وہ اس عموم سے خارج ہیں، اسی طرح متنازعہ فیہ آیت میں سمجھ لیں۔

جواب نمبر ۵:

اگر اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ ہیں؟؟ ماهو جوابکم فهو جوابنا.

آیت نمبر ۴:

" کانا یأکلان الطعام " ترجمہ: اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

(پارہ ۶، المائدہ، ۷۵)

جب حضرت مریم علیہا السلام کا طعام موت سے بند ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی موت سے بند ہے، اگر زندہ ہیں تو بتلایا جائے کہ وہ کیا کھاتے ہیں یا پیتے ہیں؟؟

جواب نمبر ۱:

جو کھانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

جواب نمبر ۲:

اس ظاہری کھانے کے علاوہ بھی اللہ کے نیک بندے زندہ رہ سکتے ہیں جن کا طعام یاد الٰہی ہوتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں: "اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا

ہے جس کے کھانے پراس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اسکی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہوتا ہے۔''

۱۷۲ (براہین احمدیہ حصہ۵:ص۵۷، روحانی خزائن:ص۲۱۶، ج۲۱)

جواب نمبر۳:

" قال العلامة الشعراني في اليواقيت والجواهر :" فإن قيل فما الجواب عن استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه فإن الله تعالىٰ قال: وما جعلنا هم جسداً لايأكلون الطعام فالجواب أن الطعام إنما جعل قوتاً لمن يعيش في الأرض لأنه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فينحل بدنه فإذا انحل عوّضه الله تعالىٰ بالغذاء إجراءً ؛ لعادته في هذه الخطة الغبراء وأما من رفعه الله إلى السماء فإنه يلطفه بقدرته و يغنيه عن الطعام والشراب كما أغنى الملائكة عنهما فيكون حينئذٍ طعامه التسبيح وشرابه التهليل كما قاله رسول الله ﷺ إني أبيت عند ربي يطعمني ويسقيني ." (اليواقيت والجواهر:ج۲،ص۵۶۸)

جواب نمبر۴:

جوخوراک آدم علیہ السلام کی تھی وہی عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ:" إن مثل عيسىٰ عنداللّٰه كمثل آدم."ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال کی طرح ہے۔ (پارہ۳، آل عمران، آیت۵۹)

جواب نمبر۵:

اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی الوہیت توڑنے کیلئے بطور دلیل پیش کی گئی ہے کہ جو کہ کھانے پینے کا محتاج ہو وہ الٰہ کیسے بن سکتا ہے، تو الوہیت کی تردید کیلئے ایک دو دفعہ کا کھانا بھی کافی ہے، اگر ہم کہیں کہ مرزا صاحب اور اسکی بیوی اکٹھے کھانا کھایا کرتے تھے تو کیا اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس کی بیوی بھی مر گئی ہے؟ حالانکہ وہ اس کے بعد بڑی مدت تک زندہ رہی۔

آیت نمبر۵:

" وأوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا " (پارہ۱۶، مریم، آیت۳۱)

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اگر وہ زندہ ہیں تو بتائیے! کہ وہ زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں؟ اور نماز کس طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں؟

جواب نمبر۱:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے ہیں تو ساتھ ساتھ عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھ لیتے ہیں اور جن غریبوں اور مسکینوں کو زکوٰۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیتے ہوں گے انہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی دیتے ہوں گے۔

جواب نمبر۲:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے نصاب آپ ثابت کر دیں! غرباء فقراء ہم بتائیں گے۔ نیز یہ بتائیے کہ بچپن میں وہ کیسے نماز پڑھتے تھے اور کن لوگوں کو زکوٰۃ

دیتے تھے؟ کیونکہ وہ تو بچپن سے کہہ رہے ہیں ’’وأوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ.‘‘

جواب نمبر۳:

اصل بات یہ ہے کہ نماز کی فرضیت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ جب تک وہ شرائط نہ پائی جائیں تب تک نماز اور زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ کیا ہر مسلمان پر ہر وقت نماز اور زکوٰۃ فرض ہے؟ نماز فرض ہوتی ہے، جب وقت ہو، جب انسان عاقل بالغ ہو، اور زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، جب صاحب نصاب ہو۔ حولان حول ہو۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے یہاں دنیا میں رہتے ہوئے کبھی زکوٰۃ دی تھی؟ انہوں نے نہایت غربت اور عاجزی کی زندگی گذاری ہے، ان کے پاس اتنا مال ہی جمع نہیں ہوتا تھا کہ وہ زکوٰۃ دیں۔

تردید دلائل وفات عیسیٰ علیہ السلام از احادیث

حدیث نمبر۱:

مرزائی عموماً وفات مسیح علیہ السلام پر یہ دلیل بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں کہ ’’عن عائشۃ رضی اللہ عنہا :أن عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ‘‘ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

جواب نمبر۱:

یہ حدیث شریف قابل استشہاد نہیں ہے کیونکہ اس میں ابن لہیعہ ایک راوی ہے جو بالاتفاق ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

جواب نمبر۲:

یہ حدیث عقلاً روایتاً اور درایۃً محال ہے کیونکہ اس حدیث کے شروع میں یہ مضمون ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی سے آدھی عمر پاتا ہے، اب اگر عیسیٰ سے دس بیس انبیاء اوپر شمار کئے جائیں تو ان کی عمر لاکھوں کروڑوں سال تک پہنچ جائے گی اگر آدم علیہ السلام تک چلیں تو آدم علیہ السلام کی عمر اس حساب سے اتنی بنے گی کہ موجودہ دور میں حساب کرنے والے تمام کمپیوٹر اور کیلکولیٹر سب فیل ہو جائیں گے۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اوپر بیسویں نبی کی عمر ۶ کروڑ ۲۹ لاکھ ۱۴ ہزار ۵ سو ۶۰ سال بنتی ہے، جو عقلاً اور نقلاً محال ہے۔

جواب نمبر۳:

اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس حدیث کا معنی اور مفہوم ایسا لینا ہوگا جو دوسری احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف نہ ہو، چنانچہ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کی دوسری احادیث صحیحہ سے یوں تطبیق دی ہے کہ آپ کی نبوت سے قبل کی عمر چالیس سال ،نبوت کی عمر تینتیس سال ،دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کے بعد پینتالیس سال، اس اعتبار سے مجموعی عمر ۱۱۸ سال ہوئی اور کسر والے سال ملا کر ۱۲۰ سال بن جائے گی اور جس روایت میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سات سال زندہ رہیں گے اس سے مراد دجال کے قتل کے بعد سات سال ہیں۔

جواب نمبر۴:

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو مرزا قادیانی جھوٹا ہے،اس حدیث کی روشنی میں اس

کی عمر ۳۱/۳۲ سال ہونی چاہیے جبکہ اس کی عمر ۷۰ سال کے قریب بنتی ہے۔

حدیث نمبر۲:

"لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھا إلا اتباعی"

جواب نمبر۱:

یہ حدیث درست ہے تو آپ کے بھی خلاف ہوئی کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور مرزا قادیانی موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا قائل ہے۔ (حوالہ گذر چکا ہے)

جواب نمبر۲:

اس حدیث کی کوئی سند نہیں، یہ ایک بے سند مردود قول ہے، اگر کچھ طاقت ہے تو اس کی سند پیش کریں۔

جواب نمبر۳:

صحیح روایت جو سند کے اعتبار سے مشکوٰۃ میں موجود ہے اس میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے "لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ إلا اتباعی" (مشکوٰۃ، ص ۳۰)

حدیث نمبر۳:

شرح فقہ اکبر کی روایت پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آتا ہے "لو کان عیسیٰ حیالما وسعہ إلا اتباعی"

جواب:

یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہندوستانی نسخوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ موسیٰ علیہ

اسلام کا نام ہے، اس غلطی پر فقہ اکبر کی اندرونی شہادتیں موجود ہیں، خاص کر مصنف شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حیات مسیح کے قائل ہیں۔ (شرح شفاء اور تذکرۃ الموضوعات)

تین جواب:

(۱) ؎ غیرت کی جا ہے موسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا

(۲) ؎ مصطفیٰ زیر زمین عیسیٰ نہاں بر آسماں
زیر دریا در شور بالا حباب ناتواں

(۳) ؎ ام تری البحر یعلوا فوقہ حبب
وتستقر باقصی قعرہ الدرر

مرزائیوں کی حالت زار:

مرزائی عموماً ایک معمولی سی بات لے کر اس میں رکیک تاویلیں کر کے اپنا الو سیدھا کرنیکی کوشش کرتے ہیں، کسی نے سچ کہا: ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا''۔ مرزائیوں کی اس حالت زار پر یہ رباعی بالکل فٹ ہے جو اخبار جنگ ۲۱/ مارچ ۱۹۶۵ء سے ماخوذ ہے:

یہ سب آثار ہیں جہل و جنوں کے
یہ سب اطوار ہیں زار و زبوں کے
یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسوں کے
اگر، لیکن، چنانچہ اور چونکہ

باب پنجم

بحث ثالث

مسئلہ ختم نبوت واجرائے نبوت

تنقیح موضوع:

جب کوئی مرزائی اجرائے نبوت کے موضوع پر گفتگو کرے، بحث شروع کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ پہلے موضوع اور دعویٰ کو منقح کرلیں، جب تک دعویٰ واضح نہ ہوجائے کسی قسم کی بحث کرنا بالکل بے سود ہے۔

واضح ہو کہ مرزائی مطلق اجرائے نبوت کے قائل نہیں بلکہ ایک خاص قسم کی نبوت کے حضور ﷺ کے بعد جاری ہونے کے قائل ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے اس خاص قسم کو واضح کیا جائے جو ان کے نزدیک جاری ہے پھر اس خاص دعویٰ کے مطابق اس قسم کی خاص دلیل کا مطالبہ کیا جائے کیونکہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے ورنہ یہ کھلی بددیانتی ہے کہ دعوی خاص اور دلیل اس کیلئے کوئی عام پیش کی جائے، ہم بلاخوف تردید دعویٰ کرتے ہیں کہ قادیانی اپنے خاص دعویٰ کے مطابق قرآن وحدیث سے ایک بھی صحیح دلیل پیش نہیں کرسکتے۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام

حوالہ نمبر۱:

’’میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ایک جو شریعت لانے والے ہوں، دوسرا جو

شریعت نہیں لائے لیکن ان کو نبوت بلا واسطہ ملتی ہے اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں جیسے سلیمان وزکریا اور یحیٰ علیہم السلام اور ایک جو نہ شریعت لائے اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔''

۳۴۷ (قول فیصل: ص۱۴، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

حوالہ نمبر۲:

''اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے:

(۱) تشریعی نبوت: ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔

(۲) وہ نبوت جس کیلئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں، ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔

(۳) ظلی اور امتی نبی: حضور ﷺ سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔'' (مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت: ص۳۱، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

حوالہ نمبر۳:

''انبیائے کرام علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) براہ راست نبوت پانے والے۔ (۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے۔ آنحضرت ﷺ کے پیشتر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔''

۲۳۷ (مباحثہ راولپنڈی: ص۱۷۵)

تبصرہ:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے قادیانیوں کا دعویٰ واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک

نبوت کی تین قسمیں ہیں، جن میں سے دو بند ہیں اور ایک خاص قسم (ظلی بروزی) جو کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے، وہ جاری ہے۔ لہذا اب خاص دعویٰ کے مطابق ان سے خاص دلیل کا مطالبہ ہونا چاہیے اسی طرح ان حوالہ جات سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہ خاص قسم حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی ہے، لہذا دلیل ایسی ہو جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ حضور ﷺ کے بعد یہ خاص قسم جاری ہوئی ہے، نیز اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نبوت وہبی نہیں ہوگی بلکہ کسبی ہوگی، کیونکہ جب یہ اتباع سے حاصل ہوگی تو یہ کسبی ہو جائے گی نہ کہ وہبی۔ اب ان تنقیحات ثلاثہ کے بعد جب کوئی قادیانی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرے تو دیکھو! کہ کیا یہ دعویٰ کے مطابق ہے؟ یعنی کیا اس سے ظلی بروزی خاص قسم کی نبوت جاری ہوتی ہے یا عام؟ اور کیا اس میں حضور ﷺ کے بعد اس نبوت کا ذکر ہے یا مطلق؟ اور کیا اس سے نبوت وہبی ثابت ہوتی ہے یا کسبی؟ ہم بلا خوف تردید دعویٰ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان تنقیحات ثلاثہ کے مطابق وہ اپنے دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔

ایک ضروری تنبیہ:

قادیانیوں کی سب سے بڑی عیاری یہ ہے کہ دعویٰ تو اس خاص قسم کی نبوت کا ہے لیکن وہ عام موضوع اجرائے نبوت رکھ کر بحث شروع کر دیتے ہیں اور ایسے عام دلائل پیش کرتے ہیں جو ان کے خاص دعویٰ کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ وہ دلائل ان کے اپنے مسلمات کے خلاف ہوتے ہیں۔

نوٹ:

اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں یہاں امکان نہ

بحث نہیں ہے وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درج ذیل عبارت پیش کریں:

''مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ (پاخانہ) اٹھاتے ہیں اب خدا کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ نبی اور رسول بھی بن جائے اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اسے جہنم میں ڈالے گا، لیکن باوجود اس امکان کے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔'' (تریاق القلوب: ص ۶۷، روحانی خزائن: ص ۲۷۹، ۲۸۰، ج ۱۵) ۱۷۷،۱۷۸

جب یہ عبارت پڑھیں، تو ساری پڑھ دیں، کیونکہ عموماً تھوڑی سی عبارت پڑھنے کے بعد مرزائی کہتے ہیں کہ آگے پڑھو! اور مجمع پر برا اثر ڈالتے ہیں۔ یہاں پر یہ واقعہ بھی ملحوظ خاطر رہے جب حضرت ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں تجارتی سفر پر روم گئے تھے اور قیصر روم نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر سوال پوچھے تھے، جن میں سے

ایک سوال حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں بھی تھا جس کا انہوں نے جواب دیا تھا کہ وہ ایک بلند مرتبہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور قیصر روم کا اس پر تبصرہ یہ تھا کہ انبیاء عالی نسب قوموں سے ہی مبعوث کیے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری: ج ا ص ۴)

اجرائے نبوت پر مرزائیوں کے دلائل

آیت نمبرا:

(ا)" یا بنی آدم إما یأتینکم رسل منکم یقصون ......الخ ."

ترجمہ: اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں بیان کریں......الخ

(پارہ ۸، اعراف، آیت ۳۵)

جواب نمبرا:

آپ کی دلیل دعوے کے مطابق نہیں کیونکہ رسول کا لفظ عام ہے۔ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ: "رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ص ۳۲۲، ج ۵)

جواب نمبر۲:

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس میں تینوں قسمیں جاری ثابت ہو جائیں گی حالانکہ تم خود دو قسمیں بند مان چکے ہو، لہذا یہ آیت تمہارے بھی اسی طرح خلاف ہے جس طرح ہمارے خلاف ہے۔ ما ھو جوابکم فھو جوابنا

جواب نمبر۳:

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے ثابت ہو گا کہ عیسائی، ہندو، سکھ حتی کہ کوئی بھی مذہب، فرقہ یا قوم کا نبی ہو سکتا ہے کیونکہ بنی آدم میں سب شمار ہیں۔

صفحہ ضمیمہ

جواب نمبر۴:

اگر یہ آیت اجرائے نبوت کیلئے دلیل مان بھی لی جائے تو مرزا صاحب پھر بھی نبی نہیں بن سکتے کیونکہ بقول اپنے آدم کی اولاد ہی نہیں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ص۹۷، روحانی خزائن: ج۲۱، ص۱۲۷، ج۲۱)

اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ظاہر ہے تو پھر اس نے یہ جھوٹ بولا اور جھوٹ بولنے والا بھی نبی نہیں ہوسکتا۔ رہی کسر نفسی والی تاویل، تو وہ بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسی کسر نفسی کسی عقل مند انسان نے آج تک نہیں کی، باقی اس کی کسر نفسی کی حقیقت اس کے دیگر دعاوی اور تعلیمات سے واضح ہے، سنئے! مرزا صاحب کی تعلیمات:

(۱)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء: ص۲۰، روحانی خزائن: ص۲۴۰، ج۱۸)

استاد محترم مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بدتر غلام احمد ہے

(۲)

روضۂ آدم کہ جو تھا نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ: روحانی خزائن: ص۱۴۴، ج۲۱)

(۳)

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(۴)

آدمم نیز احمد مختار
در برم جامہ ہمہ ابرار

(۵)

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام مرا بتمام

(نزول مسیح:ص۹۶، روحانی خزائن:ص۴۷۷،ج۱۸) ۱۲

(٦)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے

(نزول مسیح:ص۹۹، روحانی خزائن:ص۴۷۷،ج۱۸) ۱۲

جواب نمبر۵:

یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو مرزا صاحب کو پیش کرنی چاہیے، حالانکہ مرزا نے کسی کتاب میں بھی اس آیت کو پیش نہیں کیا۔ کوئی مرزائی اگر مرزا کی کتاب سے یہ دلیل ثابت کردے تو منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جواب نمبر٦:

اصل تحقیقی جواب یہ کہ عبارت کا سیاق وسباق دیکھنے سے یہ بات روز روشن

سے زیادہ واضح ہوگئی ہے کہ یہاں پر حکایت ماضی کی ہے، چنانچہ یہاں سے دو رکوع قبل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر ہے، تمام واقعہ بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں اور اس ضمن میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مع ان کے رفقاء کے زمین پر اتار دیا تو ان کو یہ خطاب کیا گیا۔

اس صورت میں چار جگہوں پر بنی آدم سے خطاب کیا گیا ہے:

(۱) " یابنی آدم قد أنزلنا علیکم لباساً......الخ"

ترجمہ: اے بنی آدم! تحقیق ہم نے تم پر لباس نازل کیا۔" (پارہ ۸، اعراف، آیت ۲۶)

(۲) " یابنی آدم لا یفتننکم الشیطان ......الخ"

ترجمہ: اے بنی آدم! تمہیں شیطان نہ بہکاوے۔ (پارہ ۸، اعراف، آیت ۳۱)

(۳) '' یابنی آدم إما یاتینکم ......الخ"

ترجمہ: اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں۔ (پارہ ۸، اعراف، آیت ۵۵)

۴) " یابنی آدم خذو زینتکم عند کل مسجد."

ترجمہ: اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت حاصل کرو۔ (پارہ ۸، اعراف، آیت ۳۱)

ان چار جگہوں پر اس وقت اولاد آدم کو خطاب کیا گیا ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ماضی کی حکایت کی گئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کی امت کو خطاب نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ کی امت کو " یا أیھا الناس " سے خطاب کیا جاتا ہے۔ ''یا بنی آدم'' سے اس امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ ہاں! اگر پہلے حکم کا نسخ نہ ہو اور اس حکم میں یہ امت بھی شامل ہو جائے تو یہ علیحدہ بات ہے، چنانچہ اس کے بعد اس وعدہ کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ تفصیلاً بیان کیا ہے، جیسے:

"ولقد أرسلنا نوحاً" وغیرہ اس سلسلہ کو بیان کرتے کرتے آگے چل کر فرمایا: "ثم بعثنا من بعدهم موسیٰ" پھر دور تک موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ چلا گیا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک اس سلسلہ کو پہنچا دیا اور پھر نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یوں فرمایا: "قل یاأیھاالناس إنی رسول اللہ إلیکم جمیعاً." اے نبی ﷺ! فرما دیجئے میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (پارہ ۹، اعراف، آیت ۱۵۸) اور اسی طرح مختلف مقامات میں اعلان کروائے "وما أرسلنك إلا کافةً للناس."

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے۔ (پارہ ۲۲، سورہ سباء، آیت ۲۸)

"وماأرسلناك إلا رحمة للعالمین، ماکان محمدأبا أحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین."

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور انہی آیات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی." تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نازل کرنے کے بعد رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا اور پھر اس کے بعد اپنے وعدے کے مطابق جن رسولوں کو بھیجا ان کی ایک مختصر تاریخ بیان کی حتی کہ اس رسالت کو حضور ﷺ تک پہنچا کر آپ پر نبوت و رسالت کے سلسلہ کو ختم فرمایا۔

جواب نمبر ۷:

اگر اس آیت سے نبوت جاری ثابت ہوتی ہے تو اس قسم کی یہ آیت بھی موجود ہے: "إما یأتینکم منی هدیً فمن تبع هدای فلا خوف علیهم

الخ ۔۔۔ اس آیت میں بھی وہی ''یأتینکم'' ہے اور اس کا سیاق وسباق بھی وہی ہے اگر اس آیت سے نبوت ورسالت جاری ہوتی ہے تو اس آیت سے شریعت جاری ہورہی ہے، حالانکہ وہ تمہارے نزدیک بھی بند ہے۔ **ما هو جوابكم فهو جوابنا**

مرزائی اعتراض:

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت سے شریعت کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن ''الیوم أکملت لکم دینکم ...... الخ.'' اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ دین اور شریعت مکمل ہوچکی ہے لہذا اب کسی قسم کی نئی شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔

الجواب:

جیسے اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ شریعت مکمل ہوگئی مزید شریعت کی ضرورت نہیں رہی، اسی طرح آیت خاتم النبیین سے یہ ثابت ہوگیا کہ سلسلہ نبوت ورسالت بھی ختم ہوگیا۔

آیت نمبر۲:

'' اللہ یصطفی من الملائکتہ رسلاً ومن الناس '' ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغام پہچانے والوں کو چن لیتا ہے۔''

(پارہ ۱۷، الحج، ع ۱۰، آیت ۷۵)

طرز استدلال:

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہورہا ہے کہ نبوت اور رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔ ''یصطفی'' مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال پر دلالت کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں سے رسول چنتا رہے گا لہذا

ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

جواب نمبر۱:

یہ دلیل بھی دعویٰ کے مطابق نہیں، مطابقت ثابت کیجئے! دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے، کیونکہ رسول کا لفظ مرزا صاحب کے نزدیک عام ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام: ص۳۲۲، روحانی خزائن: ص۳۲۲، ج۵، ایام الصلح: ص۱۷۱، ۱۷۸، روحانی خزائن: ص۴۱۹، ج۱۴)

یہاں عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے، مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں: ''ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔'' (نورالقرآن: ص۶۹، ج۲، روحانی خزائن: ص۴۴۴، ج۹)

جواب نمبر۲:

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ''یصطفی'' فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چنے گا، حالانکہ تم جس نبوت کے اجراء کے قائل ہو وہ اللہ تعالیٰ کی اصطفاء سے نہیں بلکہ اطاعت سے (کسبی) ہوگی۔

جواب نمبر۳:

آپ کا دعویٰ حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہونے کا ہے، اس میں حضور کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے لہذا اس اعتبار سے دعویٰ آپ کی دلیل کے مطابق نہیں رہا۔

آیت نمبر۳:

''من یطع اللہ والرسول فأولئك مع الذین أنعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهدآء والصالحین ''(پارہ۵، النساء، ع۸، آیت۶۵)

ترجمہ: جوکوئی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی فرمانبرداری کرے پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کی پیغمبروں اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔

طرز استدلال:

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی امت کوآپ کی اطاعت سے نبوت حاصل ہوتی ہے جس طرح آپ کی اطاعت سے امت میں صالح شہید اور صدیق ہوتے ہیں اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی ہوتے ہیں اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی اطاعت والی نبوت جاری ہے لہٰذا ہمارے دعویٰ کیلئے یہ صریح دلیل ہے کیونکہ بالاتفاق حضور ﷺ کی اطاعت سے تین درجے ہوتے ہیں۔اس لئے آیت کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہوگا کہ اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان چار قسم کے لوگوں کے ساتھ ہونگے اورانہیں ان کی رفاقت حاصل ہوگی بلکہ جب تین درجہ اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں تو چوتھا درجہ بھی اطاعت سے حاصل ہوگا وہ نبوت کا درجہ ہے اور یہاں پر ''مع'' کا معنی وہی ہے جو''توفنا مع الابرار ''میں ہے۔

جواب نمبر۱:

کسی ایک مجدد یا مفسر سے اپنے معنی کی توثیق پیش کریں۔

جواب نمبر۲:

دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ ''النبیین '' کا لفظ نبیوں کی تمام اقسام کو شامل ہے اگر اطاعت سے نبوت حاصل ہورہی ہے تو وہ ہر قسم کی ہوگی اور یہ تمہارے اپنے عقیدے اور دعویٰ کے خلاف ہے۔

جواب نمبر۳:

آیت کے شان نزول سے آیت کا مطلب بخوبی واضح ہو رہا ہے، شان نزول یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ایک غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے روز آپ بہت بلند مقام پر ہوں گے اور ہم خدا جانے کہاں ہوں گے، کیا ہماری آپ سے ملاقات ہو سکے گی؟ اور ہم اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار سے ٹھنڈا کرسکیں گے دنیا میں تو جب تھوڑی دیر بھی ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں تو آپ کی جدائی قابل برداشت نہیں ہوتی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو ان نیک لوگوں کی رفاقت حاصل ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا ذکر نہیں ہے بلکہ محض رفاقت کا ذکر ہے۔

جواب نمبر۴:

بخاری اور مسلم میں ایک حدیث ہے جو بعینہ اس آیت کی طرح ہے فرمایا:

"التاجر الصدوق مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین."

تو کیا یہاں پر یہ مطلب ہوگا کہ سچا تاجر بھی نبی اور صدیق بن جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ سچے تاجروں کو ان لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔

مرزائی اعتراض:

اگر آیت میں درجات کا ذکر نہیں اور محض رفاقت کا ذکر ہے تو آپ نے تین درجے صدیق، شہید اور صالح سے نکال لیے کیونکہ بقول آپ کے اس آیت کا معنی

یوں ہوگا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبیوں کے ساتھ ہوگا وہ خود نبی نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ صدیقوں کے ساتھ ہوگا خود صدیق نہیں بنے گا حالانکہ اس طرح تمہارے نزدیک بھی نہیں۔

جواب نمبر۱:

اس آیت میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ کوئی شخص اطاعت کر کے نبی یا صدیق یا شہید ہوگا یا نہیں بلکہ یہاں مقصود صرف اطاعت کا نتیجہ بیان کرنا ہے کہ جو اطاعت کرے گا اس کو ان حضرات کے ساتھ رفاقت فی المکان حاصل ہوگی۔

جواب نمبر۲:

ہم جو یہ سمجھتے ہیں کہ اطاعت کرنے سے نبی نہیں ہوگا یہ مقدمہ اس آیت سے نہیں بلکہ دوسری آیتوں کی بناء پر ہے، جیسے خاتم النبیین والی آیت، کیونکہ خاتم الصدیقین اور خاتم الشہداء اور خاتم الصالحین کی کوئی آیت نہیں ہے، اگر اس طرح خاتم النبیین کی آیت بھی نہ ہوتی تو ہم نبوت بھی مان لیتے، لیکن نبوت کا درجہ ماننے سے یہ آیت اور اس جیسی اور نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ مانع ہیں۔

جواب نمبر۳:

اطاعت سے تین درجے جو ہم مانتے ہیں، وہ اس آیت سے نہیں مانتے کیونکہ اس آیت میں درجات کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری آیتوں سے مانتے ہیں جن میں درجات کا ذکر ہے اور جن آیات میں درجات بیان کئے گئے ہیں وہاں نبوت کا درجہ نہیں دیکھتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''والذین آمنوا باللّٰہ ورسلہ أولئك هم

الصدیقون والشهداء عند ربهم. " اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے یہ لوگ ہیں صدیق اور شہداء اپنے رب کے نزدیک (پارہ ۲۷، الحدید ع ۲، آیت ۱۹) دیکھئے! یہاں درجوں کا ذکر ہو رہا ہے رفاقت اور معیت کا ذکر نہیں ہے تو یہاں "أولئك هم النبيون "نہیں فرمایا بلکہ صدیقون اور شہداء فرمایا۔

جواب نمبر ۴:

اگر بقول آپ کے اطاعت سے یہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ درجات کیسے ہیں؟ کیا حقیقی یا ظلی یا بروزی؟ اگر اطاعت سے نبی ظلی اور بروزی بنتے ہیں تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی اور بروزی ہونے چاہئیں اور اگر وہ تین درجے حقیقی ہیں تو نبی بھی حقیقی ہونا چاہیے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب اطاعت کرنے سے یہ چار درجے حاصل ہوتے ہیں ان میں سے تین تو حقیقی ہوں اور ایک ظلی ربروزی ہو، یا چاروں حقیقی مانو یا چاروں ظلی وبروزی۔ اور اگر کہو کہ ظلی وبروزی، صدیق وشہید نہیں ہوتے، اول تو یہ مسلّم نہیں، اگر مان بھی لیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ ظلی بروزی نبی بھی کوئی نہیں یہ بھی تمہاری جدید اصطلاح ہے۔ اور اگر کہو کہ ظلی شہید ہوتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کیا ظلی حقیقی اور شہید کا حکم ایک ہے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ حکم ایک نہیں کیونکہ مبطون اور غریق وغیرہ شہداء کو غسل دیا جاتا ہے حالانکہ حقیقی شہید کو غسل نہیں دیا جاتا، معلوم ہوا کہ حکم ایک نہیں اور تمہارے نزدیک ظلی نبی کے احکام وہی ہیں جو حقیقی نبی کے ہیں کیونکہ تمہارے نزدیک ظلی نبی کا منکر کافر ہے۔

(حقیقت الوحی: ص ۱۶۷، روحانی خزائن: ص ۱۶۷، ج ۲۲ آئینہ کمالات اسلام: ص ۳۵، روحانی خزائن: ص ۳۵، ج ۵)

مرزائی اعتراض:

یہاں مع بمعنی من ہے۔

جواب نمبرا:

اول تو ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ مع بمعنی من کے ہوتا ہے کیونکہ کلام عرب میں مع ، من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا ، اگر یہ من کے معنی میں ہوتا تو مع پر من داخل نہ ہوسکتا حالانکہ کلام عرب میں اس کا ثبوت ملتا ہے ، دیکھو! لغت کی مشہور کتاب " المصباح المنیر :ودخول من علیه نحو جئت(مِن معهِ)" یعنی عرب "جئت من مع القوم "بولتے ہیں پس مع پر من کا داخل ہونا اس بات کا مشعر ہے کہ مع کبھی من کے معنی میں نہیں آتا۔ باقی رہی وہ آیات جو قادیانیوں نے مغالطہ دیتے ہوئے پیش کی ہیں ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع ، من کے معنوں میں نہیں ہے۔ دیکھئے! "وتوفنا مع الأبرار" کی تفسیر میں مشہور مفسر امام رازی کیا معنی کرتے ہیں:

"وفاتهم معهم هی أن تموتوا علی مثل أعمالهم حتیٰ یکونوا فی درجاتهم یوم القیامة قد یقول الرجل أنا مع الشافعی فی هذه المسئلة ویرید به کونه مساویاً له فی ذلك الاعتقاد. "

(تفسیر کبیر: ج۹، ص۱۴۶، طبع دار الکتب العلمیه طهران)

جواب نمبر۲:

اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ مع ، من کے معنی میں بھی کسی جگہ استعمال ہوتا

ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ اس آیت میں بھی مع، من کے معنی میں ہے یہاں پر کسی ایک مفسر نے بھی یہ معنی نہیں لئے۔

جواب نمبر۳:

جب کوئی لفظ دو معنوں میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ حقیقت کس میں ہے اور مجاز کس میں جب تک حقیقت متعذر نہ ہو تو مجاز کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا مع معیت اور رفاقت کے معنی میں حقیقت ہے اور یہاں حقیقت متعذر نہیں ہے، بلکہ ''وحسن أولٓئک رفیقاً'' کا جملہ صاف اور صریح دلالت کرر ہا ہے کہ یہاں معیت کے معنی میں ہے ورنہ یہ جملہ کلام الٰہی میں بالکل بے فائدہ اور زائد ہوگا کیونکہ جب اطاعت کرنے سے وہ لوگ خود نبی اور صدیق بن گئے تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورتی ہے کہ ان لوگوں کی رفاقت اچھی ہوگی۔

جواب نمبر۴:

اگر مع کا معنی من لیا جائے تو درج ذیل آیات کا کیا معنی ہوگا:

'' محمد رسول اللّٰہ والذین معہ...... الخ.'' اور '' إن اللّٰہ مع الصابرین.''

جواب نمبر۵:

مشہور مفسر امام رازی جو مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں انہوں نے تمہارے معنی کی صریح اور واضح تردید کی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

'' ومعلوم أنہ لیس المراد من کون ھؤلآء معھم ھو

أنهم يكونون في عين تلك الدرجات لأن هذا ممتنع .“

(تفسیر کبیر: ج۱۰،ص۱۷۱،طبع دارالکتب العلمیہ طہران)

جواب نمبر۶:

مرزا نے خود اقرار کیا کہ اطاعت کرنے سے اور فنا فی الرسول ہو جانے سے نبوت نہیں ملتی بلکہ زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہوسکتا ہے اس سے نہیں بڑھ سکتا۔

حوالہ نمبر۱:

”جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل مذکور ہو چکی ہے) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ اشارہ فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے، اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا اور اسی قوت

اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں ''المحدث نبی'' جیسا کہ کہہ سکتے ہیں:

العنب خمر نظراً علی القوۃ والاستعداد ومثل ھذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذلک کما لایخفیٰ علی کل ذکی عالم مطلع علی کتب الأدب. ''

(ریویو آف ریلیجنز: اپریل ۱۹۰۴ بعنوان اسلام کی برکات ، آئینہ کمالات اسلام: ص۲۳۷، ۲۳۸، روحانی خزائن: ج۵،ص۲۳۷، ۲۳۸)

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے اور ظلی نبی جو کامل اتباع سے بنتا ہے وہ حقیقت میں محدث ہے لہذا قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اتباع اور اطاعت سے نبوت حاصل ہو جاتی ہے غلط ٹھہرا۔ یہاں پر مرزا محدث کا حمل جو نبی پر کر رہے ہیں اور ''المحدث نبی'' کہہ رہے ہیں وہ محض اس کی قوۃ اور استعداد کے لحاظ سے ہے۔

جیسا کہ عنب کا حمل قوت اور استعداد کے لحاظ سے خمر پر ہوتا ہے، تو اب ظاہر ہے کہ یہ حمل اگر چہ جائز ہے لیکن ان کے احکام مختلف ہیں، جیسا کہ عنب اور خمر کے احکام مختلف ہیں اسی طرح محدث جس کو بالقوۃ ہم نبی کہہ رہے ہیں اس کے احکام نبی سے مختلف ہونے چاہئیں۔ لہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ اطاعت کرنے سے مرزا کے نزدیک جو نبوت حاصل ہوتی ہے وہ محدثیت ہی ہے جس کا انکار کفر نہیں اور اطاعت سے اس مقام کے حاصل ہونے میں کوئی نزاع نہیں ہے۔

حوالہ نمبر۲:

''حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔''

سوء ضمیمہ

(ایام الصلح: ص ۳۵، روحانی خزائن: ص ۲۶۵، ج ۱۴)

حوالہ نمبر ۳:

''صدہا لوگ ایسے گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام: ج ۵، ص ۳۴۶، روحانی خزائن: ص ۳۴۶، ج ۵)

نتیجہ:

مذکورہ بالا حوالوں سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ اتباع اور اطاعت سے نبی نہیں ہو سکتے جبکہ بقول ان کے صدہا شخص ایسے گذر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد تھا اور حضرت عمر کا وجود بھی ظلی طور پر حضور کا ہی وجود تھا۔ تو کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا؟ اور کوئی اپنی علیحدہ جماعت یا امت بنائی؟ یا اپنے منکرین کو کافر یا جہنمی کہا؟ فعلیکم البیان بالبرهان.

جواب نمبر ۷:

امت میں سے سب سے اونچا مقام صدیقیت کا ہے شہید اور صالح اس سے نیچے کے مقام ہیں اطاعت کرنے سے یہ امت والے ہی مراتب حاصل ہو سکتے ہیں نہ کہ وہ خود نبی بن جائے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی جماعت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری متبع اور مطیع ہے جن کو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے راضی ہو کر جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرما دیے اور ایسی اتباع کا نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک امت میں اس کی نظیر نہیں پائی جا سکتی اور بقول مرزا ان میں حقیقت محمدیہ متحقق ہو چکی تھی اور حضور بھی ان کے متعلق ارشاد فرما رہے ہیں: ''لو کان بعدی نبی لکان عمر'' اور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ’’أبوبکر خیر الناس بعدی إلا إن یکون نبی.‘‘ لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام میں سے کوئی بھی نبوت کے مقام پر فائز نہ ہوا اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا بلکہ حضرت ابوبکر جیسے صدیق رہے اور عمر جیسے شہید اور محدث بنے نبی تو کوئی بھی نہ بن سکا اب امت میں کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر اتباع کی ہے اور نبوت کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

جواب نمبر ۸:

اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کیوں نہیں ملی کیا وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہونگے کہ اے اللہ تو نے اطاعت سے نبوت عطا کرنی تھی تو ہم نے جبکہ تیرے رسول پر اپنی جانیں، مال اور اولاد ہر چیز قربان کر دی تھی، پھر ہم نے کیا قصور کیا تھا کہ نبوت کے بلند اور اعلیٰ ترین منصب پر ہمیں سرفراز نہ فرمایا؟ کیا تیرے انصاف کا یہی تقاضا تھا کہ ایک انسان جس کا ایمان بھی محل نزاع میں ہے اور انگریزوں کا جاسوس اور ایجنٹ بھی تھا اور بجائے حضور ﷺ کی اطاعت کے انگریز کی اطاعت کو فرض سمجھتا تھا اس کو یہ مقام عطا کر دیا؟

؎ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

مرزا صاحب اور اطاعت انگریز:

’’سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے

دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔'' (شہادۃ القرآن: ص۸۴، روحانی خزائن: ص۳۸۰، ج۶)

مرزائی اعتراض:

ہم نے جو معنی کیا ہے امام راغب ہمارے معنی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں:'' قال الراغب ممن أنعم عليهم من الفرق الأربع في المنزلة والثواب النبي بالنبي والصديق بالصديق والشهيد بالشهيد والصالح بالصالح وأجاز الراغب أن يتعلق من النبيين لقوله ومن يطع الله والرسول أي من النبيين ومن بعدهم. ''

(البحر المحیط: ج۳، ص۲۸۷)

دیکھئے! اس عبارت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ'' من النبيين '' کو'' من يطع الله '' کے متعلق کریں گے، تو معنی یہ ہوگا کہ نبیوں میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ایسا ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسول کی اطاعت کرنے والے ہوں، اگر نبوت کا دروازہ بند ہے تو اس آیت کے مطابق وہ کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا۔

جواب نمبر۱:

یہ عبارت امام راغب کی کسی کتاب میں نہیں ہے، اگر ہمت ہے تو امام راغب کی وہ کتاب پیش کرو جس میں یہ عبارت درج ہے۔

جواب نمبر۲:

یہ قادیانیوں کا صریح دجل ہے اور اس حوالہ کے پیش کرنے میں بھی تبول

نے اپنے روایتی دجل وفریب سے کام لیا ہے، حوالہ ہذا تفسیر بحرمحیط علامہ اندلسی کی کتاب سے پیش کیا ہے، حالانکہ علامہ اندلسی نے یہ قول نقل کر کے اس کی سخت ترین الفاظ میں تردید فرمائی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"وهذا الوجه الذي هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنىٰ أو من جهة النحو." (البحرالمحیط: ج۳،ص۲۸۷)

یعنی نحوی غلطی یہ ہے کہ "من النبیین" جزاء کا جزء ہے اور یہاں اسے شرط کا جزء قرار دیا جارہا ہے اور معنوی غلطی یہ ہے کہ یہ عبارت ختم نبوت کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ علامہ راغب جیسا فاضل شخص یہ غلطی نہیں کرسکتا، یہ عبارت ان کی طرف غلط منسوب ہے۔

جواب نمبر۳:

امام راغب کے قول کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی ہمارے مخالف نہیں ہے کیونکہ تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور متبع ہیں، دیکھئے! شب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اتباع اور اقتداء کی اور بیت المقدس میں آپ کی امامت میں نماز ادا کی، اس کے علاوہ انبیاء سابقین اور بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی رو سے قیامت سے قبل اس امت میں تشریف لائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی اتباع اور اطاعت کریں گے۔ لہٰذا انبیاء میں سے ایک فرد کامل ایسا مل گیا جو آپ کی اتباع اور اقتداء کرے گا۔

ہمارا سوال:

کیا نبوت وہبی ہے یا کسبی؟ اگر کہو کہ نبوت وہبی ہے تو تمہارا استدلال ختم

کیونکہ تم جس نبوت کے قائل ہو (یعنی کہ وہ اطاعت سے حاصل ہوتی ہے) وہ تو کسبی ہے اور اگر ہو کہ ہے تو وہبی لیکن کسب کو دخل ہے جیسا کہ ''یھب لمن یشاء إناثاً.''

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو جب اس میں کسب کا دخل ہے، تو وہ کسبی بھی ہوگئی، صرف وہبی نہیں اور کسبی نبوت غلط ہے جیسا کہ آئندہ واضح کیا جاتا ہے۔ باقی جو آیت آپ نے پیش کی ہے، اول تو وہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ کہاں اولاد کا پیدا ہونا اور کہاں نبوت کا عطا ہونا۔ دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ یہاں کسب کو دخل ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہاں کسب کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محض ہبہ ہے کیونکہ اگر وہ نہ چاہتے تو زوجین ساری عمر کسب کرتے رہیں اور ان کو کوئی چیز نہ دے اور اگر چاہے تو جہاں مطلقاً کسب نہ ہو وہاں دیدے، جیسا کہ حوا علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام۔

جواب نمبر۲:

اگر نبوت کسبی مانی جائے تو عصمت باقی نہیں رہتی۔

جواب نمبر۳:

حوالہ نمبر۱:

علامہ شعرانی فرماتے ہیں: '' فإن قلت :فهل النبوة مكتسبة أو موهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل إليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقى (كالقاديانية) وقد أفتى المالكيه وغيرهم بكفر من قال :إن النبوة مكتسبة ''

(الیواقیت والجواہر: ج۱ص ۲۹۵،۲۹۶، طبع مکتبہ لاحیاء التراث العربی)

۲۶۸،۲۶۹

حوالہ نمبر۲:

" من ادّعی نبوة أحد مع نبینا ﷺ أو بعده ...... أو من ادّعی النبوة لنفسه أو جوّز اکتسابها و البلوغ بصفاء القلب إلی مرتبتها و کذلك من ادّعی منهم أنه یوحیٰ إلیه وإن لم یدّع النبوة فهٰؤلآء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ لأنه أخبر ﷺ أنه خاتم النبیین لانبی بعده ." (شرح شفاء: للقاضی عیاض، ج ۲، ص ۵۱۵، ۵۱۶، طبع بیروت)

امام رازیؒ کی تفسیر:

" ومعلوم أنه لیس المراد من کون هؤلآء و معهم هو أنهم یکونون فی عین تلك الدرجات لأن هذا ممتنع ." (تفسیر کبیر: ص ۲۶۳)

امام رازیؒ مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے ایک مشہور اور مسلّم مجدد ہیں۔ دیکھئے کس صراحت سے انہوں نے مرزائیوں کی تفسیر کی تردید کی ہے کہ "فأولٓئک مع الذین" سے مراد یہ نہیں کہ اطاعت کرنے سے ان کو وہ درجات حاصل ہوں گے کیونکہ یہ ممتنع ہے بلکہ اس سے مراد صرف ان کی صحبت ہے، جیسا کہ ہم کہتے ہیں۔

جواب نمبر۴:

" أن رسول الله ﷺ کان یدعو قرب وفاته ،اللهم بالرفیق الأعلیٰ مع الذین أنعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین هل المراد منه أن یصیر من النبیین الخ وهو نبی ورسول عظیم من قبل ،بل معناه أن الرسول کان

يطلب عن ربه الرؤف الرحيم أن ينقله من دارالدنيا إلى جوار ه حيث يحصل له رفقه الأنبياء والصديقين .''

جواب نمبر۵:

اس آیت میں'' من يطع الله ورسوله ''میں'' من'' عام ہے جو کہ مذکر مؤنث دونوں کوشامل ہے اس آیت سے کوئی عورت بھی نبی ہونے پر استدلال کرسکتی ہے، حالانکہ قادیانی بھی اس کے قائل نہیں۔ ما هو جوابكم فهو جوابنا

نبوت کے کسبی نہ ہونے کے بارے میں مرزا کا اعتراف:

حوالہ نمبر۱:

''اوراس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی ہے کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔'' (ترجمہ حمامۃ البشریٰ :ص۸۲، روحانی خزائن :ص۳۰۱، ج۷) ۳۰۱

حوالہ نمبر۲:

''صراط الذين أنعمت عليهم ''اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔''

(چشمہ مسیحی :ص۴۲، روحانی خزائن :ص ۳۶۵، ج۲۰) ۳۶۵

فائدہ:

یہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ مرزا اپنے ہی مسلمات کے خلاف لکھ گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ'' جادووہ جوسر چڑھ کر بولے''

لفظ خاتم کا معنی:

قادیانی حضرات لفظ خاتم کے مختلف معنی کرتے ہیں ،کبھی تو اس کا معنی'' مہر

لگانے'' کا اور کبھی ''خاتم المحدثین والشعراء'' کی طرح ''افضل النبیین'' معنی کرتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ مرزا نے یہی خاتم کا لفظ اپنی متعدد کتابوں میں استعمال کیا ہے اور تمام جگہوں میں اس کا معنی آخری ہی لیا ہے، مثلاً:

(۱) ''خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں، من جملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔'' (حاشیہ چشمہ معرفت: ص۳۱۸، روحانی خزائن: ج ۲۳،ص۳۳۳)

(۲) ''میں اس رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں، اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔'' (حاشیہ چشمہ معرفت: ص۳۲۴، روحانی خزائن: ج ۲۳،ص۳۴۰)

(۳) ''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔'' (ازالہ اوہام: ص۱۳۷، روحانی خزائن: ج ۳،ص۱۷۰)

(۴) ''وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ: ص۲۵، روحانی خزائن: ج ۱۷،ص۱۲۷)

مرزا صاحب نے مذکورہ بالا تمام جگہوں میں خاتم کا معنی آخری لیا ہے جو واضح طور پر ہماری تائید کرتا ہے۔

(۵) مرزا صاحب اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اور میری بہن جنت اکٹھے پیدا ہوئے تھے پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے پھر میں نکلا تھا اور ''میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد تھا میرے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں پیدا ہوا۔'' (تریاق القلوب: ص۱۵۷ قدیم، ص۳۰۰ جدید، روحانی خزائن: ج ۱۵،ص۴۷۹، ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ص۸۶، روحانی خزائن: ص۱۱۲، ج ۲۱)

(۶) ''اور نیز یہ راز بھی کہ آخیر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے۔'' (خاتمہ ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، روحانی خزائن: ج ۲۱ ص ۴۱۲)

یہاں بھی مرزا نے خاتم الاولاد اور خاتم الانبیاء سے مراد آخری کے لئے ہیں اور خاتم الاولاد کا معنی یہ کیا ہے کہ میرے بعد میرے ماں باپ کے ہاں اور کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوا، جس کا صاف معنی یہ ہے کہ یہ اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا ہے اسی طرح خاتم النبیین میں بھی یہی معنی ہوگا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جیسا کہ مرزا صاحب کی پیدائش کے بعد مرزا کے والدین کے ہاں کوئی لڑکا لڑکی نہیں ہوا اس سے ان کے ایک اور شبہ کا ازالہ بھی ہوگیا۔

شبہ:

اگر حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے؟ جب وہ آئیں گے تو آخری نبی وہ بن جائیں گے، اس سے ثابت ہوا کہ یا تو عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یا حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی نہیں ہیں۔

جواب:

مذکورہ بالا حوالہ سے قادیانیوں کا یہ شبہ بھی ھباءً منثوراً ہوگیا کہ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اگر وہ فوت نہیں ہوئے تو حضور ﷺ آخری نبی نہیں، دیکھئے! مرزا صاحب خاتم الاولاد ہیں اور اس کا بڑا بھائی غلام قادر زندہ موجود تھا، مرزا غلام احمد اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا بھی ہے اور اس کا بڑا بھائی زندہ موجود بھی ہے، نہ تو اس کے آخری ہونے

سے یہ لازم آیا کہ اس کا بڑا بھائی ضرور مر ہی چکا ہے اور نہ بڑے بھائی کے زندہ ہونے سے مرزا کے آخری ہونے میں کوئی فرق پڑا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھ لیجئے ان کے زندہ رہنے سے حضور ﷺ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کسی والد کے چار بیٹے یا کسی استاد کے کئی شاگرد یا کسی پیر کے کئی مرید ہوں، ان کا پہلا بیٹا زندہ ہو اور آخری مر جائے تو اس کے زندہ رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آخری مر جانے والا بیٹا آخری نہ ہو۔

نہایت ضروری حوالہ:

متنازع فیہ آیت کا ترجمہ مرزا نے ''نبیوں کا ختم کرنے والا'' کیا ہے نہ کہ مہر یا افضل ''یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔''

(ازالہ اوہام: حصہ دوم، ص ۶۱۴، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۳۱)

۵

لا نبی بعدی پر اعتراضات مع اجوبہ

اعتراض نمبر ۱:

لا نبی بعدی سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا جیسا کہ اکثر علماء کی تصریحات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوسکتا نبی کریم ﷺ کی مراد بھی یہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بتلائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ لا میں عام نفی مراد نہیں ہے۔

جواب نمبرا:

یہاں پر ’’لا‘‘ نفی جنس کا ہے اور نفی عام ہے جیسا کہ مرزا نے خود تسلیم کیا ہے :’’ألا تعلم أن الرب الرحيم المتفضل سمى نبينا ﷺ خاتم النبيين بغير استثناء وفسره نبينا ﷺ فى قوله لا نبى بعدى ببيان واضح للطالبين ولو جوزنا ظهور نبى بعد نبينا ﷺ لجوزنا انفتاح باب وحى النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا يخفى علىٰ المسلمين و كيف يجئ نبى بعد رسولنا ﷺ وقد انقطع الوحى بعد وفاته وختم الله به النبيين ۔‘‘

(حمامۃ البشریٰ:ص۲۰،مطبوعہ۱۸۹۴،روحانی خزائن:ج ۷،ص۲۰۰)

جواب نمبر۲:

مرزا صاحب نے کس صراحت کے ساتھ ’’خاتم النبيين‘‘ اور’’لا نبی بعدی‘‘ کا وہی ترجمہ اور مفہوم لیا ہے جو ہم لیتے ہیں، باقی رہا عیسیٰ علیہ السلام والا اعتراض تو اس کا جواب گزر چکا ہے،ان کی آمد سے کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کے دوبارہ آنے سے انبیاء کی فہرست میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوگا۔

جواب نمبر۳:

جیسے ’’لا إلـــه إلا الله‘‘ میں اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا اس کوئی ظلی بروزی خدا نہیں اسی طرح ’’لا نبی بعدی‘‘ میں بھی یہی مفہوم ہوگا۔

اعتراض:

یہاں پر متکلم کی مراد دیکھنی چاہیے،مراد متکلم یہی ہے کہ آپ کے بعد صاحب

شریعت نبی کوئی نہیں ہوگا، ہر کلام میں متکلم کی مراد کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ متکلم کی مراد بھی وہی ہے جو ہم بیان کرتے ہیں اور نزاع صرف لفظی ہے، جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب چشمہ معرفت: ص ۱۸۰، روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۱۸۹ پر تحریر کیا ہے (واضح ہو کہ یہ کتاب مرزا کی موت سے چھ دن قبل ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو چھپی): ''اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو، اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے، مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئی ہے، صرف مبشرات یعنی پیش گوئیاں باقی ہیں۔'' (چشمہ معرفت: حصہ دوم، ص ۱۸۰، روحانی خزائن: ج ۲۳ ص ۱۸۹)

اعتراض:

''لانبی بعدی'' کا یہ مطلب ہے کہ میرے مدمقابل اور مخالف ہو کر کوئی نبی نہیں آسکتا، جیسا کہ حدیث ''فأولتها كذّابين يخرجان بعدى'' سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب نمبر۱:

''بعدی '' سے مراد ''میری بعثت کے بعد'' ہے خواہ زندگی میں ہو یا زندگی کے بعد، جیسا کہ قرآن مجید میں اسی لفظ کا استعمال ہوا ہے اور وہاں موت مراد نہیں بلکہ زندگی کے متعلق استعمال ہوا ہے، جیسے: ''بئس ما خلفتمونی من بعدی ''اور آیت ''وقفینا من بعدہ الرسل'' سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں کئی نبی موجود تھے، نیز ''بعدی'' کا معنی خود مرزا نے ''زمانہ'' کا کیا ہے ''مقابلہ'' کا نہیں کیا۔

۱۲۸،۱۲۷ (کتاب البریہ: روحانی خزائن: ج۱۳،ص۲۱۷، ۲۱۸)

''کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لاوے۔''

۱۳۲ ر ۹۸ ر (انجام آتھم: ص۲۷، ۲۸ روحانی خزائن: ج۱۱ص۲۷، حمامۃ البشریٰ ص۲۰، روحانی خزائن: ج۷، ص۲۰۰)

جواب نمبر۲:

لفظ ''بعدی'' کا مخالفت یا مقابلہ کے معنی میں استعمال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں بھی یہی معنی مراد ہوں، اگر آپ میں ہمت ہو تو کسی قرینہ سے ثابت کریں کہ یہاں یہی معنی ہے یا کسی مسلّم مجدد نے یہ معنی کئے ہوں۔

اقوال بزرگان براجرائے نبوت وجوابات آں

(۱) مرزائی جس قدر بزرگوں کے اقوال اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، ان میں اکثر و بیشتر میں دجل و تلبیس سے کام لیا جاتا ہے، انہی بزرگوں کی ختم نبوت کے متعلق تصریحات موجود ہیں۔

(۲) جو عبارتیں مرزائی پیش کرتے ہیں، جن سے وہ نبوت جاری ثابت کرتے

ہیں ان تمام سے مقصد یہ ہے کہ ان کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی چونکہ یقینی ہے اور وہ حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے، اس لئے وہ یوں کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے بلکہ آپ کا تابع ہو کر آسکتا ہے اس سے مراد ان کی صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوتے ہیں نہ یہ کہ کوئی قاعدے کے طور پر وہ پیش کرتے ہیں۔ تفصیل کیلئے علامہ خالد محمود کی کتاب ''عقیدۃ الأمۃ فی معنی ختم النبوۃ'' اور مولانا محمد نافع کا رسالہ '' ختم نبوت اور سلف صالحین '' ملاحظہ ہو۔

(۳) سلف صالحین کی جس قدر عبارتیں پیش کی جاتی ہیں ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ حضور کے بعد نبوت جاری ہے، بلکہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ سلف صالحین محدثیت اور مجددیت کے قائل ہیں۔ مرزا نے اپنے مرنے سے ایک دن قبل ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بوقت ظہر ایک سرحدی پٹھان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا :

''میں کسی نئی نبوت کا قائل نہیں، بلکہ جس قسم کی نبوت کے قائل شیخ ابن العربی وغیرہ ہیں میں بھی اسی قسم کی نبوت کا قائل ہوں اور اس کی ضرورت ہے۔''

اور یہ بالکل واضح ہے کہ یہ حضرات مجددیت اور محدثیت کے قائل تھے، اگر یہ نبوت کے قائل ہوتے تو یہ لوگ اپنے پر ایمان لانے کی دعوت دیتے اور اپنے منکرین کو کافر کہتے، حالانکہ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے۔

☆......☆......☆

باب ششم

صداقت مرزا پر ادلہ اور ان کے جوابات

دلیل اول:

’’فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ.‘‘ مرزائی کہتے ہیں کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت سے قبل کی زندگی جو کفار میں گزاری تھی کو بطور دلیل پیش کیا اسی طرح مرزا صاحب کی بھی نبوت سے قبل کی زندگی بے داغ ہے، بعد کی زندگی پر الزامات لگائے گئے، مگر چونکہ اس وقت مخالفت تھی اس لئے الزامات لگائے گئے، تو مرزا کی پہلی زندگی دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بے داغ ہے اور مرزا صاحب خدا کے سچے نبی ہیں۔

جواب نمبر۱:

نبی کی ساری زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے، بعد کی زندگی سے بحث سے فرار اختیار کرنا اس پر دال ہے کہ اس کی زندگی میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔

جواب نمبر۲:

مرزا نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر وراثت حاصل کی، حالانکہ نبی کسی کا وارث نہیں ہوسکتا۔ ’’نحن معشر الأنبیاء لانرث ولانورث‘‘

جواب نمبر۳:

آپ کا یہ صغریٰ اور کبریٰ ہی مسلم نہیں، یہ تو بالکل صحیح ہے کہ نبی کی نبوت سے

پہلے کی زندگی بھی پاک وصاف اور بے داغ ہوتی ہے اور دعوائے نبوت سے بعد کی زندگی بھی پاک وصاف ہوتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک وصاف اور بے عیب ہو وہ نبی بھی ہو جائے، جس طرح نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ شاعر نہ ہو، وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھے، جو جھوٹ نہ بولتا ہو لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو شاعر نہ ہو یا لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو یا جھوٹ نہ بولتا ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔

جواب نمبر۴:

مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں اور نہ میں معصوم ہوں، ملاحظہ ہو: ’’لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔‘‘

۹۵ (کرامات الصادقین: ص۵، روحانی خزائن: ج۷، ص۴۷)

جواب نمبر۵:

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے بہت عرصہ گم نامی کا گزارا ہے، کہتا ہے: ’’یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام ’’براہین احمدیہ‘‘ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب ۲۶ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف، کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک أحد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا...... بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں

۲۹۵،۲۹۴ صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی: ص۲۷، ۲۸، روحانی خزائن: ج۲۲، ص۴۵۹ تا ۴۶۱)

جب مرزا قادیانی بقول اپنے ایسا گمنام تھا کہ اس کا نہ کوئی مخالف تھا نہ موافق بلکہ وہ ایک مردے کی طرح تھا جو صدہا سال سے قبر میں مدفون ہو، تو اب ایسی زندگی کا بطور صفائی و دعویٰ پیش کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

جواب نمبر۶: (ماں کی نافرمانی)

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو، حضرت نے کہا کہ میں یہ نہیں لیتا انہوں نے کوئی اور چیز بتائی، حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو، حضرت روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔''

(سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۲۴۵، روایت ۲۴۵)

ہر عقل مند بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا کی ماں کا مقصود ہرگز یہ نہیں تھا کہ تم سچ مچ راکھ ہی سے روٹی کھاؤ، بلکہ بطور زجر کہا گیا تھا اور جہاں اس حوالہ سے مرزا صاحب کی بے وقوفی ثابت ہورہی ہے وہاں مرزا صاحب کی ماں کی نافرمانی بھی ثابت ہورہی ہے۔ اب بتایئے کوئی نبی اپنی ماں کی نافرمانی کرسکتا ہے؟ اور وہ بھی معروف کام میں

جواب نمبر۷:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام دین چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور

دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے ......الخ۔" (سیرۃ المھدی: حصہ اول، ص۴۳، روایت نمبر ۴۹) ۲۹۷

واضح ہو کہ مرزا کی عمر اس وقت ۲۴/۲۵ سال تھی کیونکہ پیدائش (کتاب البریہ: ۱۵۸
ص ۱۵۹، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۷۷) ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے اور تاریخ ملازمت (سیرۃ المھدی: ۲۰۳
ص ۱۵۴) ۱۸۶۴ء ہے۔ نیز واضح ہو کہ یہ پنشن کی رقم معمولی رقم نہ تھی بلکہ سات صد روپیہ تھی جو آجکل کے ساتھ لاکھ کے برابر ہو سکتی ہے۔

اب مرزا صاحب کی عمر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھتے ہوئے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں کہ آخر اتنی رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟ کیا حضرت صاحب اس وقت بچے تھے کہ امام دین آپ کو بہلا پھسلا کر اور دھوکہ دے کر کہیں اور لے گیا اور ادھر اُدھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ اگر مرزا صاحب اتنے بھولے اور چھوٹے تھے تو گھر والوں نے اتنی بڑی رقم لینے کیلئے انہیں کیوں بھیجا؟ ذرا غور فرمائیں! کہ یہ لفظ کہاں کہاں کی غمازی کرتا ہے؟ پھر سوچیں! کہ یہ روپیہ کوئی نیک کام میں خرچ نہیں ہوا بلکہ "اڑایا گیا" اور اڑانا وہاں ہی بولا جاتا ہے جہاں کار خیر نہ ہو۔

ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ آپ اس سات صد روپے کا حساب دیں کہ کہاں خرچ ہوا؟ بصورت دیگر آپ کے نبی کی عصمت باقی نہیں رہتی اور آپ کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی۔

جواب نمبر ۸:

نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمیوں کو بلا کر ان کے

سامنے اپنی صفائی کا اعلان کیا انہوں نے یک زبان ہو کر اعلان کیا کہ " جربنا ك مرارا فما وجدنا فيك إلا صدقاً. " یعنی ہم نے آپ کو بار بار آزمایا پس ہم نے تجھ میں سچائی کے سوا کچھ نہیں پایا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی اپنی صفائی میں مولوی محمد حسین پیش کرتا ہے جو کہ کچھ تھوڑا عرصہ اس کے ساتھ رہا تھا، حالانکہ وہ مرزا قادیانی کے شہر کا رہنے والا بھی نہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی صفائی تو آپکے قبیلے کے سردار ابوسفیان نے ہرقل بادشاہ کے سامنے اس وقت پیش کی تھی جبکہ ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی رفیقہ حیات تھیں ،انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی ، جبکہ آپ کی طرف پہلی دفعہ جبرائیل امین آئے تھے اور آپ ﷺ کی آخری زندگی کی صفائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیش کر رہی ہیں فرماتی ہیں " كان خلقه القرآن " آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

اب مرزا قادیانی کی بیویوں کی گواہی و حالت سنیں ، مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی فضل احمد اور سلطان احمد کی ماں المعروف "پھجے دی ماں" سے فضل احمد کی پیدائش کے بعد تقریباً ۳۳ سال عملاً مجرد رہا، نہ اسے طلاق دی اور نہ ہی اسے بیوی کی طرح بسایا بلکہ عملاً مجرد رہ کر آیت کریمہ " ولا تذروها كالمعلقة " کی صریح مخالفت کی اس طرح " عاشروهن بالمعروف ولا تميلوا كل الميل " کی بھی صریح مخالفت ہوئی۔

حوالہ نمبر ۱:

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حافظ نور محمد صاحب متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے

صحیفہ

گھر سے کوئی تعلق نہیں رہا۔" (سیرۃ المہدی: حصہ۲،ص۶۳، روایت۳۸۲) ۳۹۴

حوالہ نمبر۲:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اوران کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی۔" (سیرۃ المہدی: حصہ اول،ص۳۳،۳۴، روایت ۴۱) ۳۹۵،۳۹۶

اس حوالہ کی چند سطور کے بعد لکھا ہے "حتی کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے (مرزا کی دوسری بیوی) ان سے قطع تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں، تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔" (سیرۃ المہدی: حصہ اول،ص۳۴، روایت ۴۱) ۳۹۶

نوٹ:

مرزا نے دوسری شادی نصرت جہاں بیگم سے ۱۸۸۴ء میں کی تھی اور پھجے کی ماں کو ۱۸۹۲ء میں طلاق دی تھی اور ۱۸۹۲ء میں محمدی بیگم کا نکاح سلطان احمد سے ہوا۔

دلیل ثانی:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:" ولو تقوّل علینا بعض الأقاویل لأخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین ." ترجمہ: اگر محمد مصطفی ﷺ مجھ پر کوئی جھوٹا افتراء باندھیں، میں ان کی شہ رگ کاٹ کر ہلاک کر دیتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کرتا تھا تو اسے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اسکی شہ رگ کاٹ دی جاتی کیونکہ نبی اکرم ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک بقید حیات رہے۔

جواب نمبر ۱:

اس آیت کا سیاق و سباق دیکھیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے اور صرف حضور ﷺ کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا:

''میں ان کیلئے ان ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اسے حکم دوں گا، وہی ان سے کہے گا اور جو کوئی میری باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب ان سے لوں گا، لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔''

(کتاب استثناء: ۱۸ تا ۲۰)

جواب نمبر ۲:

اگر مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی نعوذ باللہ جھوٹے بن جائیں گے اور کئی جھوٹے نبی سچے ہو جائیں گے۔

حضرت یحییٰ اور ان کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں یعنی ۲۳ سال کی مدت کے اندر اندر شہید کر دیے گئے۔ مرزا کے اصول کے مطابق یحییٰ

علیہ السلام اور دیگر انبیاء جو ۲۳ سال کے اندر شہید ہوئے وہ جھوٹے بن جائیں گے نعوذ باللہ اور کئی جھوٹے نبی سچے ہو جائیں گے، جیسے بہاؤاللہ ایرانی جو دعویٰ نبوت کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا، مرزا قادیانی کے اس اصول کے مطابق بہاؤاللہ جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا، سچا ثابت ہو رہا ہے حالانکہ مرزائی اس کو جھوٹا مانتے ہیں۔ بہاؤاللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۲۶۹ھ میں کیا تھا اور ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہا تو اس کی بعد از دعویٰ نبوت زندگی چالیس سال بنتی ہے۔

(بہائیوں کی کتاب، کتاب الفرائد: ص ۲۵، ۲۶، الحکم: ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء ص ۴)

جواب نمبر ۳:

مرزا قادیانی اپنی دلیل کی رو سے بھی جھوٹا ثابت ہوتا ہے، اس کا دعویٰ نبوت اگرچہ محل نزاع ہے، کیونکہ اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں، لاہوری گروپ اس کو نبی نہیں تسلیم کرتا اور نہ اس کا دعویٰ نبوت مانتا ہے، اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی مانتا ہے لیکن ان کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا ہے اور مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنی دلیل کے مطابق بھی جھوٹا ہے کیونکہ وہ ۲۳ سال کی مدت کے اندر ہیضے سے ہلاک ہوا۔

جواب نمبر ۴:

بالفرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کر لیا جائے تو سچے نبیوں کے متعلق ہوگا، جھوٹے نبیوں کو مہلت مل سکتی ہے، فرعون و نمرود جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ان کو بھی مہلت ملی اور جب مرزا کا دیگر دلائل سے جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو ان پر یہ قانون نہ

لگے گا، پہلے مرزا کے سچا نبی ہونے کا ثبوت پیش کرو۔

مرزائی عذر:

مرزا پر جب علماء نے اعتراض کیا کہ بعض ایسے مفتری بھی ہیں جو ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک نہ ہوئے، جیسے اکبر بادشاہ اور روشن دین جالندھری وغیرہ۔ اگر ۲۳ سال کے اندر ہلاک ہونا ضروری ہے تو یہ حضرات جنہوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے تھے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کیوں نہ ہوئے؟

تو مرزا قادیانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ جن جھوٹوں کے آپ نام پیش کرتے ہیں آپ ثابت کریں کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہو اور اپنے پر وحی نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہو پھر وہ ۲۳ سال تک زندہ رہے ہوں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے (مطلق دعوے میں نہیں۔ ناقل)۔

(ضمیمہ اربعین ۳، ۴: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۴۷۷، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ: ص ۴ تا ۶، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۴۲)

''اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے، بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے اور ۲۳ برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ

پیش کرنے چاہئیں، کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔''

الجواب:

یہ عبارت ہمارے حق میں ہے کیوں کہ اگر تمام بحث وحی نبوت میں مانی جائے تو مرزا نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں مرگیا اور اپنی تحریر سے اس کے کذب پر مہر لگ گئی۔

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دلیل ثالث:

پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان المبارک کے مہینہ میں چاند اور سورج گرہن ہوگا یہ نشان مرزا قادیانی پر پورا ہوتا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حدیث نبوی کے مطابق سچا مہدی ہے۔
(حقیقۃ الوحی: ص۱۹۴، روحانی خزائن: ج۲۲،ص۲۰۲)

جواب نمبر۱:

قادیانی جس روایت کو حدیث نبوی بنا کر پیش کرتے ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے، پیغمبر خدا پر بہتان عظیم ہے اور صریح دھوکہ ہے۔ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

جواب نمبر۲:

امام محمد باقر کا یہ قول سند کے لحاظ سے انتہائی ساقط اور مردود ہے یہ قول بمع سند، یوں ہے:'' عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال:

إن لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والأرض تنكسف القمر لأول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فی النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السموات والأرض. "

(دار قطنی: ج ۱، الجزء الثانی ص ۶۵، طبع دار الفکر) ۱۸۲

اس عبارت میں پہلا راوی عمرو بن شمر ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے:" لیس بشیء زائغ ، کذاب، رافضی ،یشتم الصحابة ویروی الموضوعات عن الثقات ، منکر الحدیث ،لا یکتب حدیثه ، متروك الحدیث."

(میزان الا عتدال: ج ۳، ص ۲۶۸، ۲۶۹، دار المعرفه)

علامہ شمس الدین ذہبی جو فن رجال کے امام ہیں وہ اس راوی کی مذمت میں نو جملے لکھتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اس راوی کی روایت ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

دوسرا راوی ہے جابر، اس نام کے بہت سے راوی ہیں جن میں ایک جابر جعفی ہے جس کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جس قدر جھوٹے لوگ ملے ہیں، جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ملا۔

تیسرا راوی محمد بن علی ہے، اس نام کے بہت سے راوی گذرے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس محمد بن علی سے مراد محمد باقر ہی ہوں۔ کیونکہ عمرو بن شمر کی عادت تھی "یروی الموضوعات عن الثقات" کہ وہ موضوع روایت ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر کے روایت کیا کرتا تھا۔ جس روایت کی سند کا یہ حال ہو وہ کیسے قابل حجت ہو سکتی ہے۔

جواب نمبر۳:

بفرض محال اگر اسے امام محمد باقر کا صحیح قول مان لیا جائے تو مرزا قادیانی پھر بھی جھوٹا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ اس قول کے مطابق مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس زمانہ میں چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن پندرہ تاریخ کو لگے گا۔

مرزائی عذر:

قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہ، چودہ، پندرہ چاند کی تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں لگتا ہے اور سورج گرہن چاند کی ستائیس، اٹھائیس اور انتیس میں سی کسی ایک تاریخ کو لگتا ہے۔ آج تک چاند کی پہلی تاریخ میں چاند گرہن اور پندرہ تاریخ میں سورج گرہن نہیں لگا۔ لہذا امام محمد باقرؒ کے قول میں ''لأول لیلۃ من رمضان'' سے مراد گرہن کی ان راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں کی رات مراد ہے اور'' فی النصف منہ'' سے مراد سورج گرہن کی تین تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس مراد ہے اور مرزا صاحب کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ کو چاند گرہن اور اٹھائیس کو سورج گرہن لگا تو یہ گرہن امام محمد باقرؒ کے قول کے مطابق ہو گیا۔

جواب نمبر۱:

روایت کے الفاظ اس بے ہودہ تاویل کے ہرگز متحمل نہیں ہو سکتے۔ آپ

نے فرمایا ”لأول لیلۃ من رمضان“ نہ کہ ” اول لیلۃ من لیالی الکسوف“ ۔ تیرہ رمضان کو کوئی احمق بھی اول رمضان نہیں کہتا اور نہ ہی ”فی النصف منہ“ سے اٹھائیس تاریخ مراد لی جاسکتی ہے۔ اٹھائیس تاریخ ،ستائیس، اٹھائیس، انتیس تاریخوں میں درمیانی کہلاسکتی ہے، ان تاریخوں کی نصف نہیں ہوسکتی، اور نہ ہی کوئی احمق اٹھائیس تاریخ کو نصف رمضان کہہ سکتا ہے۔

جواب نمبر۲:

مرزا قادیانی کی یہ تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ اس قول میں دو مرتبہ یہ جملہ آیا ہے:” لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والأرض.“ یعنی ہمارے مہدی کے یہ دو نشان ایسے ہوں گے کہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں تب سے ایسے نشان ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔

یہ قول اسی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، اول ”لیلۃ“ سے یکم رمضان اور ”نصف منہ“ سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادیانی سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا سے قبل ۴۵ سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں گرہن لگ چکا ہے۔ مسٹر کیتھ کی کتاب ”ویوز آف دی گلوبز“ اور ”حدائق النجوم“ میں اٹھارہ سو ایک سے لے کر ۱۹۰۰ء تک ایک صدی کے گرہنوں کی فہرست دی گئی ہے جس میں سے ۴۵ سالوں کی فہرست اس کتاب یعنی ”شہادت آسمانی“ مولفہ مولانا سید ابو احمد رحمانی میں صفحہ ۱۵ سے ۲۲ تک

درج ہے۔

ایک اہم قاعدہ:

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی ۲۷ ویں جلد میں گرہن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو تریسٹھ برس پہلے سے ۱۹۰۱ء تک کا تجربہ لکھا ہے جس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ہر ثابت شدہ یا مانا ہوا گہن ۲۲۳ برس قبل اور بعد اس قسم کا گہن ہوتا ہے یعنی وہ مانا ہوا گہن جس وقت اور جس مہینہ میں جس طور کا ہوگا ۲۲۳ برس سے قبل اور بعد بھی ان ہی خصوصیات کے ساتھ ویسا ہی دوسرا گہن ہوگا۔ اب اس حساب کی روشنی میں آپ غور کریں! جب ۱۲۶۷ھ سے ۱۳۱۲ھ تک چھیالیس برس میں تین مرتبہ گرہنوں کا اجتماع رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس کو ہوا، اس قاعدے کو جاری کر کے دیکھا جائے کہ کس وقت میں گرہنوں کا اجتماع رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس کو ہوا ہے۔ ذیل میں اس کا حساب پیش کر کے چند مدعیوں کے نام جو میرے علم میں ہیں پیش کئے جاتے ہیں، اس واقع میں کتنے ہوئے ہیں اس سے زیادہ ماہرین تاریخ جان سکتے ہیں۔

(۱) ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۶ء رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخوں کو گرہن لگا اور اس وقت ظریف نامی بادشاہ مدعی موجود تھا، یہ صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا، ۱۲۶ھ میں مرا تو اس کا بیٹا صالح بادشاہ ہوا۔

(۲) ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۹ء رمضان کی انہی تاریخوں میں گرہن لگا، اس وقت ابو منصور عیسیٰ مدعی نبوت موجود تھا، تفصیل کے لئے کتاب ''دوسری شہادت آسمانی: ص ۸۳،۸۴'' ملاحظہ فرمائیں۔ دوسرے نقشے کے مطابق پہلا گرہن ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۹ء رمضان کی انہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدعی نبوت موجود تھا اور اس

۵۰۱،۵۰۲

صالح کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی طرح دو مرتبہ رمضان کی ان تاریخوں میں گرہن لگا ہے یعنی ۱۶۱ھ اور ۱۶۲ھ کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا بلکہ امریکہ میں ہوا، اس وقت ''مسٹر ڈوئی'' وہاں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا مدعی تھا۔

(۳) اس کے بعد ایک گرہن ۱۶۲ھ مطابق ۷۸۰ء میں لگا جس میں صالح مدعی تھا اور دوسرا گرہن ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں لگا جس میں مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

اس نقشہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ۴۵ سال میں سورج گرہن اور چاند گرہن تین مرتبہ رمضان المبارک میں اکٹھے لگے، تاریخیں حسب ذیل ہیں:

پہلا اجتماع:

پہلا چاند گرہن ۱۳ رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۸۵۱ء اور سورج گرہن ۲۸ جولائی ۱۸۵۱ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۲۶۷ھ کو لگا۔

دوسرا اجتماع:

چاند گرہن ۲۱ مارچ ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۱۱ھ، سورج گرہن ۶ اپریل ۱۸۹۴ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۱۱ھ

تیسرا اجتماع:

چاند گرہن ۱۱ مارچ ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۱۲ھ اور سورج گرہن ۲۶ مارچ ۱۸۹۵ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ۔

واضح رہے کہ ان ۴۵ سالوں میں صرف مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ اور بھی مسیح یا نبی ہونے کے مدعی موجود تھے جس کی تفصیل کتاب ''دوسری شہادت آسمانی'' میں

دیکھی جا سکتی ہے۔

﴿خلاصہ بحث﴾

ہر ایک ذی علم سمجھتا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائے گا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دو نشانوں کی پیش گوئی کی گئی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کہا ہے۔ اس لئے اگر ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو گہن ہونا نشان ہے تو حدیث کے بموجب ہر ایک گہن کو نشان ہونا چاہیے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہیے، مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ ۹۰ برس کے عرصہ میں چاند گرہن رمضان کی ۱۳ تاریخ کو پانچ مرتبہ یعنی ۱۲۶۳ھ، ۱۲۶۷ھ، ۱۲۹۱ھ، ۱۳۱۰ھ، ۱۳۱۱ھ، ۱۳۱۲ھ ہوا ہے۔ اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو ۴۶ برس میں چھ مرتبہ ہوا ہے، اور ان دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا۔ پھر کیا ایسے ہی گہن نشان و معجزہ ہو سکتے ہیں؟ ذرا ہوش کر کے جواب دو! (دوسری شہادت آسمانی: ص۱۴، حاشیہ ۲)

پینتالیس برس کی قلیل مدت میں گہنوں کا نقشہ

نمبر شمار	چاند یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	انگریزی مہینہ	انگریزی تاریخ	عربی مہینہ	عربی تاریخ	وقت گہن	
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	ابتدائی رات	یہ گہن ہندوستان میں مرزا قادیانی کے دعویٰ سے قبل ہوا جبکہ اس کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی۔
	سورج		〃	〃	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	دوپہر سے پہلے	
۲	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۲	ابتدائی رات	یہ گہن ہندوستان میں ہوا ہی نہیں بلکہ امریکا میں ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی مدعیٔ مسیحیت وہاں موجود تھا۔
	سورج		〃	〃		۶	رمضان	۲۸	دوپہر سے پہلے	
۳	چاند	کُلّی	۱۸۹۵	۱۳۱۲	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	ابتدائی رات	یہ گہن ہندوستان میں ہوا لیکن اس حدیث کا مصداق نہیں کیونکہ اس سے قبل ایک ہی صدی میں اس گہن کی نظیر موجود ہے
	سورج		〃	〃	〃	۲۶	رمضان	۲۸		

﴿متفرقات﴾

(۱) بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا، ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ، گھر سے میٹھا لاؤ، میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا (چینی) اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۲۴۴، روایت نمبر ۲۴۴)

(۲) براہین احمدیہ کی ابتدا میں مرزا کے ایک مرید معراج الدین عمر مرزائی نے مرزا صاحب کے حالات لکھے ہیں، لکھتا ہے: ''اگر کبھی اتفاق سے ان سے (مرزا کے والد سے) کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہے تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جا کر سقاوہ کی ٹونٹی میں تلاش کرو اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا، مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی نا امید ہو کر لوٹ مت آنا، کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اسکو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا، کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کرے گا۔ آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے، اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہدِ ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یارِ ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس

کے باعث سے اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔"

۲۵۳ (حالات مرزا از معراج الدین، ملحقہ براہین احمدیہ: ص ۶۷، طبع قدیم)

(۳) "ایک دفعہ کوئی شخص آپ کیلئے گرگابی لے آیا اور آپ نے پہن لی مگر اسکے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں چلتا تھا، کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے...... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیے

۲۹۸ تھے مگر باوجود اسکے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔" (سیرۃ المہدی: ص ۶۷، حصہ اول، روایت ۸۳)

(۴) بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے گئے دیکھے گئے۔

۳۱۲ (سیرۃ المہدی: حصہ دوم، ص ۱۲۶، روایت ۴۴۴)

(۵) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اسکی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں، چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا۔

۲۰۹ (سیرۃ المہدی: حصہ دوم، ص ۵۸، روایت ۳۷۵)

(۶) بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا

اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی اگر جراب کہیں سے پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے..... جوتی اگر تنگ ہوتی تو ایڑی بٹھا لیتے۔ (سیرۃ المہدی: حصہ دوم، ص ۱۲۷، ۱۲۸ روایت ۴۴۴)

۲۱۵،۲۱۴

مرزائی عذر:

مرزائی ان روایات کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ ان کی سادگی پر دلالت کرتی ہیں، اب ذرا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں! کہ وہ کس قدر ماہر تھا۔

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں، آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کردی جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آکر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں، چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا، پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا، اس کے بعد میاں ظفر صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ! کون سی لڑکی پسند ہے وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے، اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی، میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا، پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے، **پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ** لمبا ہوتا ہو وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے لیکن گول

۷۲ چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۲۵۹، روایت نمبر ۲۶۸)

غیر محرم عورتیں اور مرزا قادیانی

تصویر کا ایک رخ

(۱) ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفی ﷺ کا تقویٰ دیکھئے! کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرلینے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر تلقین توبہ کرتے تھے۔

۱۲۵ (نور القرآن: ج ۲، ص ۴۷، روحانی خزائن: ج ۹، ص ۴۴۹)

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے، وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے آپ کو عذر کردینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔

۱۱۳ (سیرۃ المہدی: حصہ دوم، ص ۷۶، روایت ۴۰۱)

(۳) ''عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔''

۷۱۷ (تبلیغ رسالت: ج ۱، ص ۴۰، مجموعہ اشتہارات: ج ۱، ص ۶۹)

(۴) ''یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا

کرنہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔‘‘
(نورالقرآن نمبر۲،ص۱۲، مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ چناب نگر(ربوہ)،روحانی خزائن:ج۹ص۴۴۷) ۱۲۲

﴿تصویر کا دوسرا رخ﴾

(۱) اس سلسلہ میں اس سے قبل ایک حوالہ گذر چکا ہے گول منہ والی اور لمبے منہ والی لڑکی

(۲) ’’مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبد الرحمان صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں مَیں اور اہلیہ بابوشاہ دین رات کا پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دیا کرو! ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگا دیا اس وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابوشاہ دین ہوتی تھیں۔‘‘ (سیرۃ المہدی: حصہ سوم،ص۲۱۳، روایت ۷۸۶) ۲۱۹

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی، مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد

صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گذارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا

۴۴۱،۴۴۰ پڑتا ہے۔ (سیرۃ المہدی: حصہ سوم، ص ۲۷۲، ۲۷۳، روایت نمبر ۹۱۰)

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم: ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی، چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: بھانو! آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی: ''ہاں جی! تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں'' یعنی جی ہاں! جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح

۴۱۸ سخت ہو رہی ہیں۔ (سیرۃ المہدی: حصہ سوم، ص ۲۱۰، روایت ۷۸۰)

(۵) حضور کو مرحومہ کی خدمت (پاؤں دبانے کی) بہت پسند تھی۔ حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو خوش ہو کر فرمایا: اللہ تجھے اولاد دے۔ حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے

۴۴۰،۴۳۹،۴۳۸ ہوئے، ایک لڑکی اور پانچ لڑکے پیدا ہوئے۔ (الفضل: ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

نوٹ:

مرحومہ عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی، جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی، تقریباً دو سال مرزا صاحب کی خدمت میں رہی اور ان کے پاؤں دبایا کرتی تھی، بعد میں مرزا صاحب نے اس کی شادی کر دی لیکن یہ شرط لگا دی کہ اسے قادیان سے باہر نہ لے جایا جائے۔

ضمیمہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار کافر کیوں؟

(محمد خالد قریشی)

سابق متعلم درجہ تخصص فی رد القادیانیہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے پیروکاروں کے کفر میں کسی مسلمان کو شک نہیں رہا۔ پاکستان سمیت دنیا کے تقریباً جمیع مسلم ممالک نے مرزائیوں کے کفر کے احکامات جاری کردیے ہیں اور مسلمان علماء، فقہاء تو مرزا کے دور سے مرزائیوں کے کفر کی قلعی کھولتے آرہے ہیں۔

قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے نام پر اپنے باطل اور کفریہ عقائد کی تبلیغ اور اشاعت اور امت مسلمہ کے مفادات سے غداری کرتے ہیں اور عالم اسلام میں استعمار اور اسرائیل کی ایجنٹی کا کام سرانجام دیتے ہیں، انکی انہی ناپاک سازشوں اور اسلام دشمنی کی بناء پر مکہ مکرمہ میں ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو پورے عالم اسلام کی ایک سو چار (۱۰۴) تنظیموں کا اجتماع ہوا جس میں دس اپریل ۱۹۷۴ء کو ان تمام تنظیموں کے اجتماع میں ایک مشترکہ قرارداد پاس کی گئی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

چنانچہ حکومت پاکستان نے بھی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء قومی اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔ ذیل میں مختصراً قادیانیوں کے کفر کی چند وجوہات درج کی جاتی ہیں۔

(۱) مرزا کا دعویٰ نبوت:

امت مسلمہ کا اس بات پر عہد صحابہ سے آج تک اجماع چلا آ رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری (م ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں ص ۲۰۲ پر لکھتے ہیں " دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالإجماع " یعنی اس بات پر امت کا کامل اجماع ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ اور مرزا نے جس وقت تک دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا اس وقت وہ بھی مدعی نبوت کو کافر سمجھتا تھا چنانچہ اپنی کتاب حمامة البشریٰ: ص ۷۹، روحانی خزائن: ص ۲۹۷، ج ۷، پر لکھتا ہے:

" وما كان لي أن أدعي النبوة وأخرج من الإسلام وألحق بقوم كافرين. "

ترجمہ: میرا کیا حق ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کفار سے جا ملوں۔

مگر جب مرزا کو اس مقام پر فائز ہونے کا شوق ہوا تو اس وقت نہ اس نے اسلام اور اہل اسلام کا فتویٰ دیکھا اور نہ اپنے ہی گریبان میں جھانک کر دیکھا بلکہ فوراً کہہ اٹھا:

(۱) "میں رسول اور نبی ہوں۔" (نزول مسیح: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۳۸۱) ۲۳۵

(۲) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان مین اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۳۱) ۲۴۰

(۳) محمد رسول الله والذين معه اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا

ہے اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ: ص۳، روحانی خزائن: ج۱۸، ص۲۰۷)

(۴) ’’اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی: ص۶۸، روحانی خزائن: ج۲۲، ص۵۰۳)

۲) توہین انبیاء کرام:

انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کفر ہے اور یہ کفر ایک بدیہی بات ہے کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ مرزا قادیانی ہی کی زبانی سنیے:...

(۱) ’’اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت: ص۱۸، روحانی خزائن: ج۲۳، ص۳۹۰)

(۲) وہ شخص بڑا ہی خبیث اور مطعون اور بد ذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ (البلاغ المبین: ص۱۹)

اب مرزا کی طرف سے توہین انبیاء مختصراً ملاحظہ فرماویں:

(۱) ’’شیطانی کلمہ کا دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی پایا جاتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام: حصہ۲، ص۶۲۸، روحانی خزائن: ج۳، ص۴۳۹)

(۲) چار سو انبیاء کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ (ازالہ اوہام: ص۶۲۹، روحانی خزائن: ج۳، ص۴۳۹)

(۳) چوہڑہ، بھنگی اور حرام زادہ بھی نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔

(تریاق القلوب: ۶۷، روحانی خزائن: ج۱۵، ص۲۷۹)

(۴) سورۃ روم کی پیش گوئی صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے اپنے اجتہاد سے پیش گوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔

(ازالہ اوہام: حصہ۲، ص۶۸۹، روحانی خزائن: ج۳، ص۴۷۲)

(۵) ’خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو

نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔"
(حاشیہ تحفہ گولڑویہ: ص ۷۰، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۲۰۵)

(۶) "حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا...... مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں۔" (چشمہ مسیحی: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۲۰، ص ۳۴۶)

(۷) یسوع (یعنی حضرت عیسیٰ) اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن کا ہے۔
(حاشیہ ست بچن: ص ۱۷۲، روحانی خزائن: ج ۱۰، ص ۲۹۶)

(۸) "حضرت عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" (کشتی نوح: ص ۶۶ جدید، ص ۶۵ قدیم، حاشیہ روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۷۱)

(۹) "آپ (حضرت عیسیٰ) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۵، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۸۹)

(۱۰) "آپ (حضرت عیسیٰ) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۹۱)

(۱۱) "لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان

عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔''

(دافع البلاء: ص۴، روحانی خزائن: ج۱۸، ص۲۲۰)

۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار:

امت مسلمہ کا چودہ سو برس سے اجماعی عقیدہ ہے کہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھالیا ہے اور قرب قیامت میں ان کا نزول ہوگا اور وہ دجال کو قتل کریں گے اور دین اسلام کی تائید کریں گے، چنانچہ تفسیر البحر المحیط: ج۲، ص۴۷۳ پر مذکور ہے:'' حياة المسيح بجسمه إلى اليوم و نزوله من السماء بجسمه العنصرى مما أجمع عليه الأمة وتواتر به الأحاديث.''

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس وقت تک زندہ ہونے اور اسی جسم عنصری کے ساتھ نازل ہونے کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۲ء تک مرزا کا یہی عقیدہ تھا بلکہ اس نے آیات قرآنیہ سے استدلال کر کے اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے مگر جب خود مسیح ابن مریم بننے کا شوق ہوا تو اس عقیدہ سے منحرف ہو کر یوں گویا ہوا:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور ان کی حیات کا عقیدہ عیسائیوں کی عبارت آرائی اور ان کی اختراع پردازی ہے اور مسلمانوں میں سے جو لوگ حضرت عیسیٰ کے اترنے کا گمان کرتے ہیں لاریب انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔

(۲) یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرے سوء ادبی اور شرک عظیم ہے جو عقل ورائے کے خلاف ہے اور نیکیوں کو کھا جانے والی چیز ہے بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح وفات پا گیا ہے اور اپنے اہل زمان کی طرح ہو گیا اور اسکی حیات کا عقیدہ عیسائیوں سے آیا ہوا ہے

۲۹۷ (ملخص از ضمیمہ حقیقت الوحی: باب الاستفتاء، ص ۳۹، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۶۶۰)

(۳) ''حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔''

۲۲۶ (ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ ۵، ص ۲۳۰ قدیم، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۴۰۶)

(۴) ''مگر یہ بات (رفع ونزول عیسیٰ بجسد عنصری، ناقل) یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا۔'' (حاشیہ کتاب البریہ: ص ۲۳۹، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۷۲)

۱۲۹

۴) حرمت جہاد:

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: ''الجهاد ماض إلى يوم القيامة.'' ترجمہ: جہاد (قرب) یوم قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی جس وقت تک دنیا میں طاغوتی طاقتیں موجود ہیں اس وقت تک جہاد جاری رہے گا اور جب عیسیٰ کے نزول کے بعد باطل اور طاغوتی قوتیں ختم ہو جائیں گی تو پھر جہاد بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاد ہوتا ہے کفار اور اہل باطل سے جبکہ اس وقت کفار اور اہل باطل کا خاتمہ ہو جائے گا۔

انگریزوں نے جب ہندوستان پر اپنا طاغوتی قدم رکھا تو مسلم مجاہدین نے ان کا بھرپور مقابلہ کیا، جس کے باعث اس کا مستقبل ہندوستان میں خطرے میں پڑ گیا، چنانچہ مسلمانوں کے ازلی غدار مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں

٦٤ گھوڑے اور ٦٤ شہسوار بھیج کر مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی مدد کی اور پھر بھی جب کچھ نہ بنا اور مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم نہ ہوا تو اس خاندان کے ایک ''چشم و چراغ'' نے اسلام اور مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آقاؤں کے مستقبل کو پر امید اور خالی از خطرات بنانے کے لئے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا، مگر الحمدللہ پھر بھی نہ تو وہ انگریز ہی یہاں قرار پا سکا اور نہ اس کا خود کاشتہ پودا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد خود رقمطراز ہے:

(١) ''آج سے دین کیلئے لڑنا حرام کیا گیا اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔''

١٩٨ (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ب، ت، ضمیمہ خطبہ الہامیہ: روحانی خزائن: ج ١٦، ص ١٧)

(٢) ''میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ، ناقل) سے ہرگز جہاد درست نہیں۔''

٣٦٧ (تبلیغ رسالت: ج ٦، ص ٦٥، مجموعہ اشتہارات: ج ٢، ص ٣٦٦)

(٣) ''ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اسکو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔''

٢٠٢ (ضمیمہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد: ص ٦، روحانی خزائن: ج ١٧، ص ٢٨)

(٤)
اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

٢٠٦، ٢٠٧ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ: ص ٢٦، ٢٧، روحانی خزائن: ج ١٧، ص ٧٧، ٧٨)

۵)انکار معجزات:

اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو ان کی تصدیق کیلئے خاص نشان عطا فرماتے ہیں، اگر انبیاء کو یہ نشانات دیے جائیں تو معجزات کہلاتے ہیں اور اگر امت میں سے کسی نیک شخص سے یہ نشانات ظاہر ہوں تو کرامات کہلاتے ہیں ۔ مرزا غلام احمد قادیانی انبیاء کرام کے معجزات کو بھی تسلیم نہیں کرتا ہے، خصوصاً حضرت عیسیٰ کے معجزات کا منکر ہے جن کی بابت ارشاد ربانی ہے:" إنی قد جئتکم باٰیة من ربکم أنی أخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فأنفخ فیه فیکون طیراً بإذن الله وأبری الأکمه والأبرص وأحی الموتٰی بإذن الله وأنبئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم إن فی ذلك لاٰیة لکم إن کنتم مؤمنین ." (پارہ ۳، آل عمران، آیت ۴۹)

ترجمہ: میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لایا ہوں کہ میں تمہارے لیے مٹی کے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑتا ہوا جانور ہو جاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اگر تم مومن ہو تو یقیناً اس میں تمہارے لیے نشانی موجود ہے۔

اب معجزات مسیح اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بے ایمانی واضح ہو:

(۱)"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ

سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۶، روحانی خزائن: ج ۱۱ ص ۲۹۰)

(۲) "مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۳۲۱، روحانی خزائن: ج ۳ ص ۲۶۳)

(۳) "یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں، بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۳۲۲، روحانی خزائن: ج ۳ ص ۲۶۳)

(۴) "ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔" (حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۳۰۵، روحانی خزائن: ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۶)

(۵) "مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل (عمل الترب) ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" (حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۳۰۹، روحانی خزائن: ج ۳ ص ۲۵۷، ۲۵۸)

(۶) "اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لیے ان آیات کے

روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا، گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی: جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص۳۰۴، روحانی خزائن: ج۳، ص۲۵۵)

(۷) "سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص۳۰۳، روحانی خزائن: ج۳، ص۲۵۴)

(۸) "یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہرحال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا، ناقل) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص۳۲۲، روحانی خزائن: ج۳، ص۲۶۳)

کیا عجیب ہے قادیانی عقل و دانش کہ اگر روح القدس کی تاثیر تالاب میں ہو تو عین توحید ہے، اس سے شرک کا واہمہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہی خارق عادت فعل معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہو تو شرک ہو جاتا ہے" بئس للظالمین بدلا " معجزہ کو کھیل سمجھنا صرف اسی کا کام ہو سکتا ہے جس کی عقل و دانش اس سے روٹھ گئی ہو اور وہ ارتداد کی تپتے صحرا میں بھٹک رہا ہو کیونکہ ان معجزات

کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے اور منکر قرآن مرتد، زندیق اور کافر ہے۔

۶) عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے سے انکار:

آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے متولد ہوئے، چنانچہ جب آپ کی والدہ کو جبرئیل نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو وہ قرآن کے الفاظ میں یوں فرمانے لگیں:

"قالت رب أنّٰى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق ما يشاء." ترجمہ: یعنی انہوں نے کہا اے میرے پروردگار، مجھے بچہ کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بھی بشر نے نہیں چھوا ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا کام ایسا ہی ہوتا ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

مگر قادیانی ہیں کہ نہ تو قرآن کو دیکھا اور نہ احادیث نبویہ کو اور نہ اجماع امت نے پیدا ہونے دی۔ کافر بننے کے شوق میں ان سب باتوں کو بھلا کر حضرت عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا (اور وہ بھی ناجائز حمل سے) نعوذ باللہ قرار دیا۔ مختصراً ملاحظہ ہو:

(۱) "وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح، میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں، نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔" (کشتی نوح: ص۱۶، روحانی خزائن: ج۱۹، ص۱۸) ۲۴۷

(۲) "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔" (حاشیہ ازالہ اوہام: ص۳۰۳، روحانی خزائن: ج۳، ص۲۵۴، ۲۵۵) ۲۶،۲۵

(۳) یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔"

(حاشیہ کشتی نوح: ص۱۶، روحانی خزائن: ج۱۹، ص۱۸)

(۴) "آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم: ص۶، روحانی خزائن: ج۱۱، ص۲۹۰)

۷) مسلمانانِ عالم قادیانیوں کی چشم کور میں:

دجال قادیان نے جہاں پر سکھوں اور ہندوؤں کو گالیاں دی ہیں وہاں علمائے اسلام، صوفیائے کرام، صحابہ کرام اور انبیائے کرام کو بھی فحش گالیاں دی ہیں اور طرفہ یہ کہ مرزا کی ان فحش گالیوں سے پورے عالم میں کوئی مسلمان بھی نہ بچ سکا ہے۔

مزید برآں یہ کہ اس نے اور اسکے پیروکاروں نے مسلمانوں کو کافر کہہ کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق اپنے کفر کی تاکیدی مہر ثبت کردی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۱) "تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع عن معارفها و يقبلني ويصدق دعوتي إلا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون."

ترجمہ: یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت اور دوستی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کتابوں میں، مَیں نے جو معرفت کی باتیں لکھی ہیں ان سے نفع اٹھاتا ہے مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، مگر کنجریوں کی اولاد کہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور وہ نہیں مانتے۔ (آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ج۵، ص۵۴۷)

(۲) ”اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“

(انجام آتھم: ص۶۲، روحانی خزائن: ج۱۱، ص۶۲)

(۳) (مجھے خدا کا الہام ہے): ”جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(اشتہار معیار الاخیار: از مرزا قادیانی، ص۸، مجموعہ اشتہارات: ج۳، ص۲۷۵)

(۴) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(مرزا قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان: تذکرہ، طبع دوم، ص۶۰۰)

(۵) ”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“ (انوار خلافت: از مرزا محمود احمد قادیانی، ص۹۰)

(۶) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔“ (آئینہ صداقت: از مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، ص۳۵)

(۷) ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے، مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے، مگر مسیح موعود (دجال قادیان) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل: مرزا بشیر احمد ایم اے پسر مرزا قادیانی، ص۱۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں کے کفر کی صرف چند وجوہات اور وہ بھی مختصراً تحریر کی ہیں اللہ تعالیٰ قفس ارتداد کے ان اسیروں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے اور اس مختصر سی محنت کو ان کیلئے ذریعہ ہدایت اور راقم کیلئے ذریعہ نجات بنائے!!

واللہ المستعان و علیہ التکلان

﴿مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دس عقلی دلائل﴾

یوں تو بے شمار دلائل عقلیہ مرزا کے جھوٹا ہونے پر شاہد ہیں مگر صرف دس عقلی دلائل کذب مرزا پر پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) نبی کا دینی علوم میں کوئی بشر استاد نہیں ہوتا ہے جبکہ مرزا کے کئی استاد ہیں جن میں سے فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ خاص طور پر قابل ذکر ہین جن سے قرآن مجید
۱۵۹،۱۶۰،۱۶۱ و دیگر علوم پڑھے۔ (حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۶۱ اقدیم ص ۱۷۷ اجدید، روحانی خزائن: ج ۱۳ ص ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱)

۲) جس ملک اور شہر میں نبی ہوتا ہے اس میں عذاب الٰہی نہیں نازل ہوتا" ما کان اللہ لیعذبہم وأنت فیہم" جبکہ مرزا کی زندگی میں قادیان مین سخت زلزلہ آیا اور طاعون جیسی موذی مرض نے قادیان والوں کو آ پکڑا۔

۲۸۲ (حقیقت الوحی: ص ۲۴۴، روحانی خزائن: ج ۲۲ ص ۸۷)

(۳) نبی کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جبکہ مرزا نے وعدہ خلافی کی وہ مثالیں قائم کیں کہ إذا وعد أخلف کا عظیم مصداق ٹھہرا ہے مثلاً براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کی قیمت وصول کر کے صرف پانچ جلدیں لکھیں اور یہ کہنے لگا کہ اول پچاس جلدیں لکھنے کا ارادہ تھا مگر اب صرف پانچ پر اکتفا کیا ہے کیونکہ پچاس اور پانچ میں صرف صفر کا فرق ہے،

(۴) نبی کسی پر لعنت نہیں کرتا۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے " إني لم أبعث لعاناً ولكن بعثت داعياً ورحمةً اللهم اهد قومي فإنهم لا يعلمون. "
جبکہ مرزا لعنتوں کی مشین گن تھا اور کئی شخصیات پر اس نے اپنی لعنتی مشین گن سے
۱۰۸ تا ۱۱۲ عنتوں کی بوچھاڑ کی ہے مثلاً اس نے اپنی کتاب نور الحق: ص ۱۵۸ تا ۱۶۲، روحانی خزائن: ج ۸، ۱۵۸ تا ۱۶۲ میں ایک ہزار مرتبہ گن کر لعنت کا لفظ لکھا ہے (ممکن ہے یہ مرزائیوں کا درود ہزاری ہو)۔

(۵) مرزا کہتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور آنحضرت کی عمر آپ کی عمر کے تقریباً نصف یعنی ۶۳ سال ہوئی اب اس قانون کے تحت مرزا قادیانی کی عمر آنحضرت ﷺ کی عمر کے نصف یعنی ۳۲ سال ہونی چاہیے مگر اسکی عمر ۶۹ برس ہوئی

(۶) "ہجرت بھی انبیاءِ کرام کی سنت ہے۔"

۲۰۲ (سیرۃ المہدی ج ص ۱۳۹، حصہ اول، روایت ۱۳۵)

مگر مرزا نے کبھی ہجرت نہیں کی بلکہ اپنے وقت کے کافر ظالم انگریز حکمران کے قصیدے لکھتا رہا ہے۔

(۷) نبی امی ہوتا ہے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ کتابیں تصنیف نہیں کرتا بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کتابیں نازل ہوتی ہیں، مرزا قادیانی پڑھتا لکھتا رہا ہے اس کی چوراسی تصنیفات ہیں جن پر قادیانی اپنی جہالت سے فخر کرتے ہیں، الٹی مت ماری گئی۔

(۸) نبی شاعر نہیں ہوتا، جبکہ مرزا قادیانی نے سینکڑوں شعر لکھے اور کہے ہیں، بطور نمونہ اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین: ص ۹۴، براہین احمدیہ: حصہ پنجم، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۱۲۷) ۲۶۹

(۹) نبی اپنے ارادہ اور وعدہ میں کبھی ناکام نہیں ہوتا کیونکہ نصرت ایزدی اس کے ساتھ ہوتی ہے مگر مرزا اپنے سینکڑوں ارادوں اور وعدوں میں ناکام ونامراد ہوا۔ بطور مثال محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کا ارادہ بزعم مرزا خدائی وعدہ آسمانوں پر نکاح یاد رکھنے کے قابل ہے۔

(۱۰) نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسے اسی مقام میں دفن کیا جاتا ہے۔

" فإذا توفىٰ الله عزو وجل نبياً قط إلا دفن حيث يقبض روحه. " (کنز العمال: ج ۶ جزء ۱۱، ص ۲۱۵ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت) ۲۷۲

" ما قبض الله تعالىٰ نبياً إلا في الموضع الذي يحب أن يدفن فيه" (ایضاً)

مگر مرزا کے ساتھ اسکے الٹ ہوا کہ لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بمرض ہیضہ فوت ہوا اور پھر مال گاڑی میں (جس میں گدھے، کتے اور خنزیر، پتھر، اور کوئلہ وغیرہ لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں) لاد کر قادیان میں دفن کیا گیا۔ بالآخر

؎ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

چند کتب جن کا حاصل کرنا ضروری ہے

۱) شہادۃ القرآن	از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی
۲) توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا نظام الدین کوہاٹی
۳) کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ	از مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۴) سیف چشتیائی	از پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی
۵) عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری
۶) العبرۃ الناظر فی نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرہ	از علامہ زاہد کوثری (حنفی مصری)
۷) نزول عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی
۸) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح	از حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری
۹) ختم نبوت کامل	از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
۱۰) النبی الخاتم	از مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی
۱۱) ختم نبوت عقل کی روشنی میں	از مولانا محمد اسحاق سندھیلوی
۱۲) عقیدت الامت فی معنی ختم نبوت	از علامہ خالد محمود صاحب
۱۳) تاریخ محاسبہ قادیانیت	از پروفیسر خالد شبیر احمد
۱۴) عقیدہ ختم نبوت اور سلف صالحین	از مولانا محمد نافع صاحب
۱۵) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	از پروفیسر محمد الیاس برنی
۱۶) قادیانی قول وفعل	از پروفیسر محمد الیاس برنی
۱۷) رئیس قادیان	از مولانا محمد رفیق صاحب دلاوری
۱۸) نکاویۃ علی الغاویۃ	از مولانا محمد عالم صاحب عاصی
۱۹) حرف مجرمانہ	از پروفیسر غلام جیلانی برق

۲۰) قادیانیت — ازمولانا سید ابوالحسن علی الندوی

۲۱) اسلام اور مرزائیت — ازعلامہ احسان الٰہی ظہیر

۲۲) محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک — ازمولانا محمد عبداللہ معمار

۲۳) اسلام اور قادیانیت — ازمولانا عبدالغنی صاحب پٹیالوی

۲۴) فاتح قادیان — ازمولانا ثناءاللہ امرتسری

۲۵) چراغ ہدایت — ازمولانا محمد چراغ صاحب

۲۶) حرف اقبال ازلطیف شیروانی

۲۷) روئیداد مقدمہ بہاولپور (تین جلد)

۲۸) قادیانی نبوت — ازمولانا عتیق الرحمٰن تائب

۲۹) قادیانی فتنہ — ازمولانا عتیق الرحمٰن تائب

۳۰) اسلام اور قادیانیت — ازمولانا مشتاق احمد

۳۱) آئینہ قادیانیت — ازمولانا مشتاق احمد

۳۲) تحفہ قادیانیت (چار جلدیں) — ازمولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

۳۳) ردقادیانیت کے زریں اصول — ازمولانا منظور احمد چنیوٹی

۳۴) احتساب قادیانیت (جلد اول) ازمولانا لال حسین اختر

۳۵) احتساب قادیانیت (جلد دوم) ازمولانا محمد ادریس کاندھلوی

۳۶) احتساب قادیانیت (جلد سوم) ازمولانا حبیب اللہ کلرک امرتسری

۳۷) احتساب قادیانیت (جلد چہارم) ازعلامہ کشمیری، مولانا تھانوی اور مولانا بدرعالم میرٹھی

۳۸) احتساب قادیانیت (جلد پنجم، ششم) ازمولانا منت اللہ رحمانی

۳۹) تحریک ختم نبوت ازآغا شورش کاشمیری

۴۰) پارلیمنٹ میں قادیانی شکست مولانا اللہ وسایا

مرزا قادیانی کی کتب کا اجمالی تعارف

نام کتاب	سن اشاعت	نام کتاب	سن اشاعت
براہین احمدیہ جلد اول و دوم	۱۸۸۰	کرامات الصادقین	۱۸۹۳
براہین احمدیہ جلد سوم	۱۸۸۲	حمامة البشریٰ	۱۸۹۳
براہین احمدیہ جلد چہارم	۱۸۸۴	نور الحق جلد اول	۱۸۹۳
پرانی تحریریں	۱۸۷۹،۱۸۸۹	نور الحق جلد ثانی	۱۸۹۴
سرمہ چشم آریہ	۱۸۸۶	اتمام الحجہ	۱۸۹۴
شحنۂ حق	۱۹۲۳	سر الخلافہ	۱۸۹۴
سبز اشتہار	۱۸۸۸	انوار الاسلام	۱۸۹۴
فتح الاسلام	۱۸۹۱	منن الرحمٰن	۱۸۹۵
توضیح مرام	۱۸۹۰،۱۸۹۱	ضیاء الحق	۱۸۹۵
ازالہ اوہام جلد اول و دوم	۱۸۹۱	نور القرآن نمبر۱	۱۸۹۵
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۸۹۱	نور القرآن نمبر۲	۱۸۹۵
الحق مباحثہ دہلی	۱۸۹۱	معیار المذاہب	۱۸۹۵
آسمانی فیصلہ	۱۸۹۱	آریہ دھرم	۱۸۹۵
نشان آسمانی	۱۸۹۱،۱۸۹۲	ست بچن	۱۸۹۵
آئینہ کمالات اسلام	۱۸۹۳	اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۸۹۶
برکات الدعا	۱۸۹۳	انجام آتھم	۱۸۹۶
حجة الاسلام	۱۸۹۳	سراج منیر	۱۸۹۷
جنگ مقدس	۱۸۹۳	حجة اللہ	۱۸۹۷
شہادة القرآن	۱۸۹۳	تحفہ قیصریہ	۱۸۹۷
تحفہ بغداد	۱۸۹۳	محمود کی آمین	۱۸۹۷
نزول مسیح	۱۹۰۲	کتاب البریہ	۱۸۹۸

تحفۃ الندویٰ	۱۹۰۲	البلاغ رفریاد درود	۱۸۹۸
اعجاز احمدی	۱۹۰۲	ضرورت الامام	۱۸۹۸
حکم ربانی کا ریویو	۱۹۰۲	نجم الہدیٰ	۱۸۹۸
مواہب الرحمٰن	۱۹۰۳	راز حقیقت	۱۸۹۸
نسیم دعوت	۱۹۰۳	کشف الغطا	۱۸۹۸
سناتن دھرم	۱۹۰۳	ایام الصلح	۱۸۹۸
تذکرۃ الشہادتین	۱۹۰۳	حقیقت الوحی	۱۸۹۹
سیرت الابدال	۱۹۰۳	مسیح ہندوستان میں	۱۸۹۹
لیکچر لاہور	۱۹۰۴	ستارہ قیصرہ	۱۸۹۹
لیکچر سیالکوٹ	۱۹۰۴/۱۹۰۳	تریاق القلوب	۱۹۰۲/۱۸۹۹
لیکچر لدھیانہ	۱۹۰۵	تحفہ غزنویہ	۱۹۰۰
براہین احمدیہ جلد پنجم	۱۹۰۵	روئیداد جلسہ دعا	۱۹۰۰
الوصیت	۱۹۰۵	خطبہ الہامیہ	۱۹۰۱/۱۹۰۰
احمدی اور غیر احمدی میں فرق	۱۹۰۵	لجۃ النور	۱۹۰۰
ضمیمہ الوصیت	۱۹۰۶	رسالہ جہاد	۱۹۰۰
چشمہ مسیحی	۱۹۰۶	تحفہ گولڑویہ	۱۹۰۲/۱۹۰۰
تجلیات الٰہیہ	۱۹۰۶	اربعین	۱۹۰۰
قادیان کے آریہ اور ہم	۱۹۰۷	اعجاز المسیح	۱۹۰۱
حقیقت الوحی	۱۹۰۷	ایک غلطی کا ازالہ	۱۹۰۱
چشمہ معرفت	۱۹۰۸	دافع البلاء	۱۹۰۲
پیغام صلح	۱۹۰۸	الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ	۱۹۰۲
سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب			۱۸۹۷

منقول از مطبوعہ اشتہار اجمالی تعارف ۴ دار الفضل چناب نگر (ربوہ)

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد کی مطبوعات

نمبر شمار	نام کتاب
۱)	چودہ میزائل از مولانا منظور احمد چنیوٹی
۲)	فتویٰ حیات مسیح ایضاً
۳)	معرکہ حق و باطل (قادیانیت کے خلاف ہائیکورٹ ر سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے۔
۴)	القادیانی و معتقداتہ (عربی) از مولانا منظور احمد چنیوٹی
۵)	قادیانی اوران کے عقائد ایضاً
۶)	انگریزی نبی ایضاً
۷)	تصویر کے دورخ ایضاً
۸)	دورہ یورپ وافریقہ ایضاً
۹)	حرف ناقدانہ بجواب اک حرف ناصحانہ ایضاً
۱۰)	ابن مریم زندہ ہیں حق کی قسم از مولانا محمد ابراہیم
۱۱)	الحق الصریح فی حیاۃ المسیح ایضاً
۱۲)	مناظرہ ناروے از مولانا منظور احمد چنیوٹی
۱۳)	لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ایضاً
۱۴)	ملت اسلامیہ کے خلاف قادیانی سازشیں ایضاً
۱۵)	ردقادیانیت کے زریں اصول ایضاً
۱۶)	QADIANI AND HIS FAITH ایضاً
۱۷)	THE DOUBLE DEALER ایضاً
۱۸)	مرزا طاہر کی لاکھوں، کروڑوں بیعتیں ایضاً
۱۹)	ربوہ سے چناب نگر تک از مولانا محمد الیاس چنیوٹی
۲۰)	جب پنجاب اسمبلی نے ربوہ کا نام چناب نگر رکھا از مولانا منظور احمد چنیوٹی

ردِ قادیانیت کے زریں اصول

مولانا منظور احمد چنیوٹی

دوسرا ایڈیشن مع اسکین شدہ حوالہ جات وضمیمہ مفیدہ

تحفظ ختم نبوت کے محاذ کے ایک بہتر سالہ بوڑھے جرنیل کی زندگی کا حاصل ہے ..... جس نے ربوہ کے پڑوس..... چنیوٹ میں بیٹھ کر..... دماغ کی وسعتوں سے قادیانیت کا مشاہدہ کیا..... دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اسے محسوس کیا..... نصف صدی سے زائد عرصہ تک جھوٹی نبوت سے ایک زبردست جنگ لڑی..... جو تاریخ تحفظ ختم نبوت کا ایک درخشاں باب ہے..... قوت عشق سے پرواز کر کے..... دنیا بھر میں جعلی نبوت کا تعاقب کیا..... اسے خائب و خاسر کیا..... اور دہر میں "**لا نبی بعدی**" سے چراغاں کیا..... !!!

یہ کتاب ردِ فتنہ قادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا اور مرزا قادیانی کا شناختی کارڈ ہے۔

اس کتاب میں..... حقانیت عقیدہ ختم نبوت پر قرآن وحدیث کے فولادی دلائل

اس کتاب میں..... حیات ونزول مسیح علیہ السلام پر آفتاب سے روشن براہین کا انبار

اس کتاب میں..... قادیانی دجل وتلبیس اور ان کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا علمی ریمانڈ

اس کتاب

کا ہر ہر لفظ قادیانیت کی جھوٹی زبان پر دہکتا ہوا انگارہ

کی ہر ہر سطر قادیانیت کے سینے کو پھاڑتا ہوا تیر

کا ہر ہر صفحہ فتنہ قادیانیت کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا نقیب

اس کتاب میں

قادیانیت ہر سمت سے بے نقاب..... مرزا قادیانی ہر پہلو سے بے حجاب

مجرم اور آئینہ روبرو..... فرنگیت اور قادیانیت دو.

یہ کتاب انقلاب آفریں..... مجاہد ساز..... اور قادیانیت سوز ثابت ہوگی (ان شاء اللہ)

ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت..... ہر مجاہد ختم نبوت کی احتیاج

پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کیلئے آگے بڑھیے

کتاب گھر: السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر ۴ کراچی

عکسی ضمیمہ

کتاب میں دیے گئے تمام حوالہ جات کا عکس

قادیانیت دستاویزی ثبوتوں کے حصار میں

مرتبین:

۱۔ احمد

۲۔ آصف محمود

۳۔ عبدالقہار

۴۔ فیصل احمد

۵۔ مدثر الاسلام

۶۔ مشتاق احمد

زیر نگرانی:

مفتی ابولبابہ شاہ منصور

زید مجدہم

یہ تمام طلبہ درجہ تخصص سال ۱۴۲۴ھ کے شرکاء تھے۔

ب

اشاریہ

۱۔ ایک کتاب سے متعلق تمام حوالہ جات اکھٹے ہیں۔ مطلوبہ صفحے کو اسی کتاب کے سرورق کے بعد تلاش فرمایئے۔

۲۔ کتاب میں موجود ہر حوالے کے ساتھ سطروں کے باہر لکھا گیا صفحہ نمبر اس ضمیمہ کا ہے، اس کے ذریعے متعلقہ صفحہ پر آپ کو متعلقہ حوالہ خط کشیدہ مل جائے گا۔

۳۔ چونکہ اصل مقصد قادیانی مآخذ کا ثبوت پیش کرنا تھا، اہل سنت کی کتب ضمن میں آ گئی ہیں، اس لئے قادیانی کتب کے حوالہ جات پہلے دیے گئے ہیں اور اہل سنت والجماعت کی کتب کے عکس بعد میں۔

۴۔ قادیانی مآخذ کی ترتیب پہلے مرزا صاحب کی تالیفات کے مجموعے ''روحانی خزائن'' کی ترتیب پر رکھی گئی تھی بعد ازاں دیگر کتب کی شمولیت کی وجہ سے انہیں حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق کر دیا گیا۔ اور اہل سنت کی کتب کی ترتیب مضامین کے اعتبار سے ہے یعنی پہلے تفسیر پھر حدیث پھر فقہ......الخ

فہرست ٹائٹل ضمیمہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	روحانی خزائن جلد ا	۱
۲	براہین احمدیہ حصہ اول	۲
۳	براہین احمدیہ حصہ دوم	۴
۴	براہین احمدیہ حصہ سوم	۶
۵	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۹
۶	روحانی خزائن جلد ۲	۱۷
۷	شحنۂ حق	۱۸
۸	روحانی خزائن جلد ۳	۲۰
۹	فتح اسلام	۲۱
۱۰	توضیح المرام	۲۳
۱۱	ازالہ اوہام حصہ اول	۲۵
۱۲	ازالہ اوہام حصہ دوم	۴۵
۱۳	روحانی خزائن جلد ۵	۴۹
۱۴	آئینہ کمالات اسلام	۶۰
۱۵	روحانی خزائن جلد ۶	۸۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۶	جنگ مقدس	۸۲
۱۷	شہادت القرآن	۸۷
۱۸	روحانی خزائن جلد ۷	۹۳
۱۹	کرامات الصادقین	۹۴
۲۰	حمامۃ البشریٰ	۹۶
۲۱	روحانی خزائن جلد ۸	۱۰۴
۲۲	نور الحق حصہ اول	۱۰۵
۲۳	نور الحق حصہ دوم	۱۱۴
۲۴	اتمام الحجۃ	۱۱۷
۲۵	روحانی خزائن جلد ۹	۱۱۹
۲۶	انوار الاسلام	۱۲۰
۲۷	نور القرآن حصہ دوم	۱۲۲
۲۸	روحانی خزائن جلد ۱۰	۱۲۶
۲۹	ست بچن	۱۲۷
۳۰	روحانی خزائن جلد ۱۱	۱۳۰
۳۱	انجام آتھم	۱۳۱
۳۲	روحانی خزائن جلد ۱۲	۱۴۷
۳۳	سراج منیر	۱۴۸
۳۴	روحانی خزائن جلد ۱۳	۱۵۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۵	کتاب البریہ	۱۵۱
۳۶	روحانی خزائن جلد ۱۴	۱۷۰
۳۷	نجم الہدیٰ	۱۷۱
۳۸	ایام الصلح	۱۷۳
۳۹	روحانی خزائن جلد ۱۵	۱۷۸
۴۰	تریاق القلوب	۱۷۹
۴۱	تحفہ غزنویہ	۱۹۲
۴۲	روحانی خزائن جلد ۱۶	۱۹۶
۴۳	خطبہ الہامیہ	۱۹۷
۴۴	روحانی خزائن جلد ۱۷	۲۰۰
۴۵	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد	۲۰۱
۴۶	تحفہ گولڑویہ	۲۰۳
۴۷	اربعین مکمل چار حصے	۲۱۵
۴۸	روحانی خزائن جلد ۱۸	۲۲۴
۴۹	ایک غلطی کا ازالہ	۲۲۵
۵۰	دافع البلاء	۲۲۸
۵۱	نزول المسیح	۲۳۴
۵۲	روحانی خزائن جلد ۱۹	۲۴۳
۵۳	کشتی نوح	۲۴۴

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۲۵۰	اعجاز احمدی	۵۴
۲۶۰	مواہب الرحمٰن	۵۵
۲۶۲	روحانی خزائن جلد۲۰	۵۶
۲۶۳	چشمۂ مسیحی	۵۷
۲۶۶	روحانی خزائن جلد۲۱	۵۸
۲۶۷	براہین احمدیہ حصہ پنجم	۵۹
۲۷۹	روحانی خزائن جلد۲۲	۶۰
۲۸۰	حقیقت الوحی	۶۱
۲۹۸	روحانی خزائن جلد۲۳	۶۲
۲۹۹	چشمۂ معرفت حصہ اول، دوم	۶۳
۳۰۸	ملفوظات جلد۲	۶۴
۳۱۰	مجموعہ اشتہارات جلد۱	۶۵
۳۱۶	مجموعہ اشتہارات جلد۲	۶۶
۳۱۹	مجموعہ اشتہارات جلد۳	۶۷
۳۲۳	احمدی اور غیر احمدی میں فرق	۶۸
۳۲۵	احمدیہ پاکٹ بک	۶۹
۳۲۷	اربعین (طبع قدیم)	۷۰
۳۲۹	اسلامی قربانی	۷۱
۳۳۱	البلاغ المبین	۷۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۷۳	الفضل	۳۳۳
۷۴	القول الفیصل	۳۴۸
۷۵	انوار خلافت	۳۵۰
۷۶	آئینہ صداقت	۳۵۱
۷۷	براہین احمدیہ (قدیم)	۳۵۳
۷۸	تذکرہ	۳۵۵
۷۹	حقیقت النبوۃ	۳۸۴
۸۰	حیات ناصر	۳۸۶
۸۱	خطوط امام بنام غلام	۳۸۸
۸۲	دعوۃ الامیر	۳۹۰
۸۳	سیرت المہدی (حصہ اول)	۳۹۳
۸۴	سیرت المہدی (حصہ دوم)	۴۰۹
۸۵	سیرت المہدی (حصہ سوم)	۴۱۷
۸۶	عسل مصفّٰی	۴۲۳
۸۷	فصل الخطاب	۴۳۰
۸۸	کلمۃ الفصل	۴۳۴
۸۹	مباحثہ راولپنڈی	۴۳۸
۹۰	انجیل	۴۴۰
۹۱	تفسیر ابن عباس	۴۵۴

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۹۲	تفسیر البحر المحیط	۴۵۷
۹۳	تفسیر الدر المنثور	۴۵۹
۹۴	تفسیر کبیر جلد ۸	۴۶۱
۹۵	تفسیر کبیر جلد ۹	۴۶۳
۹۶	تفسیر کبیر جلد ۱۰	۴۶۵
۹۷	تفسیر جامع البیان جلد ۳	۴۶۷
۹۸	الترغیب والترہیب جلد ۲	۴۶۹
۹۹	سنن الدار قطنی	۴۷۱
۱۰۰	کنز العمال جلد ۱۱	۴۷۳
۱۰۱	میزان الاعتدال جلد ۳	۴۷۵
۱۰۲	الیواقیت والجواہر حصہ اول	۴۷۸
۱۰۳	الیواقیت والجواہر حصہ دوم	۴۸۱
۱۰۴	شرح الشفاء حصہ دوم	۴۸۴
۱۰۵	شرح فقہ اکبر	۴۸۷
۱۰۶	المصباح المنیر حصہ دوم	۴۸۹
۱۰۷	دوسری شہادت آسمانی	۴۹۱
۱۰۸	محمدیہ پاکٹ بک	۵۰۳

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱

براہین احمدیہ

چہار حصص

(ٹائیٹل طبع اوّل، حصّہ اوّل)

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمت عمیم رہنمائے گمگشتگان کتاب لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقّب بہ

البراھین الاحمدیہ علٰی حقیت کتاب اللّٰہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جس کو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرینِ اسلام پر حجّتِ اسلام پوری کرنے کیلئے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیرِ ہند پریس میں در ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

خلق جمیعہ پناہ و سایۂ کس — واں پناہ ہمہ تو ہستی و بس
ہست یادت کلیدِ ہر کارے — خاطرے بے تو خاطر آزارے
ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز — بختِ گم کردہ را بیابد باز
لطف تو ترکِ طالباں نکند — کس بکارِ رہت زیاں نکند
ہر کہ باذاتِ تو سرے دارد — پشت بر روئے دیگرے دارد
زینکہ چوں کار بر تو بگذارد — رو بہ اغیار از چہ رو آرد
ذات پاکت بس ست یار یکے — دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ پوشیدہ باتو در سازد — رحمتت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور — از در و بامِ او ببارد نور
ہر کہ راحت گرفت کارش شد — صد اُمیدے بروزگارش شد
ہر کہ راہِ تو جُست یافتہ است — تافت آں رو کہ سر نتافتہ است
وانکہ از ظلِ قُربت تو رمید — بر درِ ہر کہ رفت ذلّت دید
اے خداوندِ من گناہم بخش — سوئے درگاہِ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم — پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کُن — بہ نگاہے گرہ کشائی کُن
در دو عالم مرا عزیز توئی — وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

حمد بیحد اور تعریف اس قادرِ مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری مخلوق اجسام بغیر کسی مادّہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرتِ عظیم کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوسِ قدسیہ انبیا کو بغیر کسی اُستاد اور تلقین کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سبحان اللہ کیا رحمٰن اور منّان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے

ٹائٹل پیج بار اول

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بفضلِ عظیم حضرت ہادی عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتاب لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیت کتاب اللّٰہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جس کو فخر اہلِ اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیاں ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کیلئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شایع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس در ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

۱۲۹۶

امیر علی دولہ پرنٹر

میں یہ بات غیر ممکن ہو جاتی ہے جو ناظرین اس کتاب کے کہ جن کے پاس فریق ثانی کی کتاب موجود نہیں کسی بات کو صحیح طور پر سمجھ سکیں یا کسی رائے کے ظاہر کرنے کا موقعہ پاویں۔ پس چونکہ یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ جس میں بہ نیّت اتمامِ حجّت کے پورا پورا جواب دینے والے کو انعام کثیر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ تو ایسی کتاب کے مقابلہ پر فریب اور تلبیس کو استعمال میں لانا ایک بے جا اور بے سود چالاکی ہے۔ لہذا بکمال تاکید لکھا جاتا ہے کہ ۳
منصفی اسی میں ہے اور صرف اسی حالت میں کوئی ردّ لکھنے والا شرائط اشتہار سے استفادہ اُٹھا سکتا ہے کہ جو تقریر ہمارے مُنہ سے نکلی ہے اور جو طرز عبارت ہماری کتاب میں مندرج ہے وہ سب کامل طور پر بترتیبہ و بالفاظہ بیان کرے۔

سوم ہر یک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اس کتاب میں جس قدر دلائل حقیت قرآن مجید و براہین صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہیں یا جو کچھ فضائل و محاسن قرآن شریف کے اور آیاتِ بیّنات منجانب اللہ ہونے اس کتاب کے تحریر کئے ہیں یا جس طور کا اس کی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے۔ وہ سب دلائل وغیرہ اسی مقدس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہیں یعنے دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے۔ اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اسی پاک کتاب نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ جا بجا سب آیات کہ جن سے ہماری دلائل اور دعاوی ماخوذ ہیں۔ درج کر دی گئی ہیں۔ پس جو صاحب بمقابلہ ہماری دلائل کے کچھ اپنی کتاب کے متعلق لکھنا چاہیں۔ تو ان پر بھی لازم ہے جو پابندی اسی طریق معہود ہمارے کے مستحق ... دعویٰ اور وہی دلیل نفس کتاب اور اصول کتاب کے اثبات کی ... کتاب میں مندرج ہو ... مگر یہ بھی یاد رکھیں کہ دلیل سے ... معقولی ... اپنے مطالب کے اثبات میں پیش کیا کرتے

ٹائیٹل طبع اوّل حصّہ سوم

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتاب لاجواب حصہ سوم

براھینِ احمدیہ

ملقب بہ

البراھین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن و النبوۃ المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرینِ اسلام پر حجت اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیرِ ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۲ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

یونانی ، لاطینی ، انگریزی ، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

بن کر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور بجد صبر ۲۴۹
اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاءاللہ اپنے
مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ ۲۴۹
بعض کوتہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی
رہی ہیں۔ تو اس پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا
نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا
جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ
میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔
خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب
کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے
جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ
۲۴۹ کتاب مجھ سے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ
مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر
بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر
اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ
جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا
اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا
ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح
کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

نکال کر پیش کریں یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الٰہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

سب سے زیادہ انہیں پر مصیبتیں پڑتیں۔ لیکن یہ وسوسہ بالکل بے اصل ہے جو سراسر کم توجہی سے پیدا ہوتا ہے۔ الہامی خبروں کا قادرانہ طور پر بیان ہونا شے دیگر ہے اور انبیاء کی مصیبتیں ایک دوسرا امر ہے کہ جو انواع اقسام کی حکمتوں پر مشتمل ہے۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہونے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ مصیبتیں اصل میں مصیبتیں نہیں۔ بلکہ بڑی بڑی نعمتیں ہیں کہ جو انہیں کو دی جاتی ہیں جن پر خدا کا فضل اور کرم ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں نبیوں اور تمام دنیا کو فائدہ ہے۔ اس جگہ تحقیق کلام یہ ہے کہ انبیاء ۲۵۰

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا۔ اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہوگئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہیں دنوں میں سنائی گئی تھی جن میں سے پچاس یا کم و بیش ہندو بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں براہین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام و نشان نہ تھا اور نہ یہ مرکوز خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہوگئیں۔ اور جس قطعیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا۔ اسی قطعیت کو اب مخالفوں کے مقابلے پر بوعدہ انعام کثیر پیش کر کے حجت اسلام ان پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزا اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیئے کہ آسمانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔ ۲۵۱

جلد چہارم

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ؕ

[illegible]

براہینِ احمدیہ

[illegible]

۱۲۹۶

ملقب بہ

اَلْبَرَاهِيْنُ الْاَحْمَدِيَّه عَلٰى حَقِّيَّةِ كِتَابِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنِ وَالنُّبُوَّةِ الْمُحَمَّدِيَّه

جسکو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام فیوضہ

نے کمالِ تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرینِ اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے

بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا۔

مطبع ریاض ہند امرتسر میں باہتمام کمترین محمد حسین مراد آبادی ۱۸۸۴ء میں طبع ہوئی

حقّہ بھی پائی جائے۔ ابتدا میں جب خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ اُس وقت
بذریعہ الہام بولیوں کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا۔ کہ جس میں دونوں طور

دِلی عاجزی کے ساتھ امدادِ الٰہی چاہتا ہے۔ اور نہ اس کی روحانی حالت درست ہوتی ہے۔ ۳۶۱
بلکہ اس کے ہونٹوں میں دُعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریاء ہوتی ہے۔ یا کبھی ایسا
بھی ہوتا ہے کہ خدا اس کی دُعا کو سُن تو لیتا ہے۔ اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمتِ کاملہ
کے رُو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان
الطافِ خفیہ کو شناخت نہیں کرتا۔ اور بباعث اپنے جہل اور بے خبری کے شکوہ اور شکایت
شروع کر دیتا ہے۔ اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ عَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا
وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ[1]۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو
اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے بُری ہو۔ اور
خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اب ہماری اِس تمام تقریر
سے واضح ہے کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کس قدر عالی شان صداقت ہے جس میں حقیقی توحید
اور عبودیت اور خلوص میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جس کی نظیر کسی
اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو
معہ تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکال کر پیش کرے۔
اس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللّٰہ کی بلاغت
پر کیا ہے۔ ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں۔ جس نے
اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے۔ دوسرے صاحب باوا

نہیں کر سکتے۔ مگر میرے بعد ایک دوسرا آنیوالا ہے وہ سب باتیں کھول دیگا اور علمِ دین کو
بمرتبۂ کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر
جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہی اور پھر اسی نبی معصوم

[1] البقرۃ : ۲۱۷

کی شرائط موجود تھی۔ اوّل ذاتی قابلیت پہلے انسان میں جیسا کہ چاہیئے الہام ۲۶۲

نرائن سنگھ نام وکیل امرتسری ہیں۔ جنہوں نے پادری کے اعتراض کو سچ سمجھ کر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وُہی پوچ اعتراض اپنے رسالہ ودّیا پرکاشک میں درج کردیا ہے۔ سو ہم اُس اعتراض کو معہ جواب اسکے کے لکھنا مناسب سمجھتے ہیں تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچادیا ہے۔ کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے۔ وہ اُن کو تاریکی دکھائی دیتی ہے۔ اور جو اعلیٰ درجہ کی ۲۶۲ خوشبو ہے۔ وہ اُس کو بدبو تصور کرتے ہیں۔ سو اب جاننا چاہیئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ الرحمٰن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں۔ اگر رحیم الرحمٰن ہوتا۔ تو یہ فصیح اور صحیح طرز تھی۔ کیونکہ رحمٰن کا صیغہ معنی یہ ہیں اُس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا صیغہ بہ نسبت۔ معنی کے اس رحمت کے لئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے۔ اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو۔ نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف۔ یہ اعتراض ہے کہ جن دونوں صاحبوں نے یونہی آنکھیں بند کرکے اِس کلام پر کیا ہے۔ جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جن میں بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کرچکے ہیں۔ بلکہ بڑے بڑے معاند اس کلام کی شان عظیم سے نہایت درجہ تعجب میں پڑ گئے۔ اور اکثر اُن میں سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاقِ سخن سے عارف اور با انصاف تھے۔ وہ طرزِ قرآنی کو طاقتِ انسانی سے باہر دیکھ کر ایک معجزۂ عظیم یقین کرکے ایمان لے آئے جن کی شہادتیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

۲۶۲ کی پیشین گوئی کے بموجب قرآن شریف کو خدا نے نازل کیا اور ایسی جامع شریعت عطا فرمائی جس میں نہ توریت کی طرح خواہ نخواہ ہر جگہ اور ہر محل میں دانت کے عوض دانت نکالنا ضروری لکھا اور نہ انجیل کی طرح یہ حکم دیا کہ ہمیشہ اور ہر حالت میں دست درازلوگوں کے طمانچے کھانے چاہیئے۔ بلکہ وہ کامل کلام عارضی خیالات سے ہٹا کر حقیقی نیکی کی طرف

12

ص ۴۹۹ **تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اُس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور**

حاشیہ نمبر ۱۱

ص ۴۹۹ کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرّہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہیں ہوسکتا۔ اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اُس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بدرجہ یقین کامل پہنچکر پھر منکر رہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرۂ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدائے تعالیٰ اپنے کلامِ مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اِس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ [1]۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے

ص ۴۹۹ ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرتِ مسیح علیہ السلام دوبارہ اِس دُنیا میں تشریف لائیںگے تو اُن کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدّی اتحاد ہے کہ نظرِ کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

[1] الصّف : ۱۰

ظاہر ہے کیونکہ جب کسی امر کا ظاہر ہونا کسی شخص اور کسی خاص کتاب کی متابعت

اُن سب بلاؤں میں مبتلاء ہے۔ کیا انسان جس کی رُوحانی ترقیات کے لئے اِس قدر حالات منتظرہ ہیں جن کا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا۔ وہ اُس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اس کا عین ہو سکتا ہے جس کے لئے کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہیں؟ کیا جس کی

بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادمِ دین تھا۔ اور اُس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔ اور یہ عاجز بھی اُس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سیّد الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے۔ اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرتِ مسیح سے مشابہتِ تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرتِ مسیح پیشگوئی متذکرہ

بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز رُوحانی اور معقولی طور پر اُس کا محل اور مورد ہے یعنے رُوحانی طور پر دینِ اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اسکی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اور اگرچہ دینِ اسلام اپنے دلائلِ حقّہ کے رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتداء سے اِسکے مخالف رُسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اِس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بباعث کُھل جانے راہوں کے تمام دُنیا کو ممالکِ متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو۔ اور تمام اسبابِ اشاعتِ تعلیم اور تمام وسائل اشاعتِ دین کے بتمامتر سہولت و آسانی پیش کرتا ہو۔ اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیمِ حقّانی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہو۔ سو اب وہی زمانہ ہے کیونکہ بباعث کُھل جانے راستوں اور مطلع ہونے ایک قوم کے دُوسری قوم سے اور ایک مُلک کے دُوسرے مُلک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسّر آگیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک و ریل و تار و جہاز و وسائل متفرقہ اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیاں ہو گئی ہیں۔ غرض

نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسمِ دوم کے کہ اُس میں انفکاک جائز ہے اور جبتک ولایت کسی ولی کی قسمِ سوم تک
ص۵۰۵ نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جبتک انسان کی سرشت میں خدا
کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہیں تب تک کچھ رگ و ریشہ ظلم کا اُسمیں باقی ہے کیونکہ اُس نے حقِ ربوبیت کو

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ
جری اللہ نبیوں کے حُلّوں میں۔ اِس فقرۂ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصبِ ارشاد و
ہدایت اور موردِ وحیٔ الٰہی ہونے کا دراصل حُلّہ انبیاء ہے اور اُن کے غیر کو بطور مستعار
ملتا ہے اور یہ حُلّہ انبیاء اُمّتِ محمدیّہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ
کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد
کیا جاتا ہے۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا۔ اور تھے تم ایک
گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنے خلاصی کا سامان عطا فرمایا

ص۵۰۵ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَھَنَّمَ
لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر
رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی
طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنّم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اِس
مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریقِ رفق اور
نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حقِ محض جو دلائلِ واضحہ اور آیاتِ بیّنہ
سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب
خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدّت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائیگا اور
حضرت مسیح علیہ السّلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ واری

جیسا کہ چاہیئے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبتِ الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں ہوگیا

سرکش کو خس و خاشاک سے صاف کردیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا۔ اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کردے گا۔ اور یہ عاجز اس [illegible] جیسے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اسوقت جلالی طور پر خداتعالیٰ اتمام حجت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔ تُوبُوْا وَ اَصْلِحُوْا وَ اِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوْا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُسپر توکل کرو اور صبر اور صلوٰة کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰی لَكَ يَا اَحْمَدِیْ۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ غَرَسْتُ كَرَامَتَكَ بِيَدِیْ۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔ مؤمنین کو کہدے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمور سے بچاویں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر یک مؤمن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

چشم و گوش و دیدہ بند اے حق گزین ۔۔۔ یاد کُن فرمانِ قل للمؤمنین

اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔[1] الجزو نمبر ۴ سورۃ آل عمران۔ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَھُمْ
مُّصِیْبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَ نَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔[2] وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ
النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ ضـ۵۲

آیت میں تعلیم کی گئی ہے۔ جو فرمایا ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ ضـ۵۲
یہ وہ مرتبہ ہے جس میں انسان کو خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت
سرشت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور بطرق طبعیت اُس میں قیام پکڑتی ہے۔

ہرگز نہیں مانینگے جبتک خدا کو بچشمِ خود دیکھ نہ لیں۔ سفینہ بجز ضربہ ہلاکت کے کسی چیز کو باور نہیں کرتا
میرا اور تیرا دشمن ہے۔ کہہ خدا کا امر آیا ہے سو تم جلدی مت کرو۔ جب خدا کی مدد آئیگی تو کہا جائیگا
کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں۔ کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ
کَانَ اللّٰہُ بِکُمْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ
یَحْزَنُوْنَ۔ تَمُوْتُ وَاَنَا رَاضٍ مِّنْکَ فَادْخُلُوا الْجَنَّۃَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ۔
سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا اٰمِنِیْنَ۔ سَلٰمٌ عَلَیْکَ جُعِلْتَ مُبَارَکًا۔
سَمِعَ اللّٰہُ اِنَّہٗ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ اَنْتَ مُبَارَکٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اَمْرَاضُ
النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ
عَلَیْکَ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ
اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ مَنَّ رَبُّکُمْ
عَلَیْکُمْ وَاَحْسَنَ اِلٰٓی اَحْبَابِکُمْ وَعَلَّمَکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور جو
لوگ تیری متابعت اختیار کریں۔ یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین میں داخل
ہو جائیں۔ اُن کو اُن کے مخالفوں پر کہ جو انکاری ہیں۔ قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنے

[1] آل عمران: ۱۰۴ [2] القصص: ۴۸

17

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۲

پرانی تحریریں ۔ سرمہ چشم آریہ
شحنۂ حق ۔ سبز اشتہار

18

لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا

قرآن شریف الجزو پنجم

یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو ملزم کرنے کے لئے راہ پاسکیں۔

کتاب لاجواب

شحنۂ حق

اس کا دوسرا نام یہ ہے

آریوں کی کسی قدر خدمت

اور

اُن کے ویدوں اور نکتہ چینیوں کی کچھ ماہیت

یہ رسالہ جو تالیفات مرزا غلام احمد صاحب مؤلف براہین احمدیہ میں سے ہے اُس پُر افترا رسالہ کا جواب ہے جو چند قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے بامداد و اعانت لیکھرام پشاوری چشمہ نور امرتسر میں چھپا تھا عام فائدہ کے لئے مرزا صاحب موصوف کی طرف سے

مطبع ریاض ہند امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

عجیب قدرت دکھلاتا ہے کہ جب امام مذکور بحالت زار نزار گھر واپس آیا تو اثر الہام برعکس پایا یعنے لڑکے کے آثار رو بصحت دیکھے غرض کہ مونہہ منحوس سے یہ کلمہ نکلنا ہی تھا کہ دم بدم لڑکے کو آرام ہونے لگا۔ جب لوگوں نے مجیب الدعوات صاحب ا ریہ وہی لفظ ہنارو کی لیاقت کا ہے اکی ہنسی اڑائی تو جواب دیا کہ الہام غلط نہیں ہو سکتا۔ دایم یہ بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمام ہوا قصہ پر افترا آریہ کا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی جس قوم میں اس جنس کے شریف و امین لوگ ہیں وہ کیا کچھ ترقیاں نہیں کریں گے۔ اب اس نیک ذات آریہ پر فرض ہے کہ ایک جلسہ کر کے ہمارے روبرو اس بہتان کی تصدیق کراوے تا اصل راوی کو حلف سے پوچھا جاوے اور اس بے اصل بہتان کے لئے نہ صرف ہم اس راوی کو حلف دیں گے بلکہ آپ بھی حلف اٹھائیں گے فریقین کے حلف کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر سچ سچ اپنے حافظہ کی پوری یادداشت سے بلا ذرہ کم و بیش میں نے بیان نہیں کیا تو اے خدائے قادر مطلق اس پر بیشتر سر بشکنی مان ایک سال تک اپنے قہر عظیم سے ایسی میری بیخ کنی کر اور ایسا ہیبت ناک عذاب نازل فرما کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو اور پھر اگر ایک سال تک آسمانی عذاب سے اصل راوی محفوظ رہا تو ہم اپنے جھوٹا ہونے کا خود اشتہار دیدیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خداتعالیٰ ایسے بہتان صریح کو بے فیصلہ نہیں چھوڑے گا۔ یہ تو ہمارے لئے اور ایک ملہم من اللہ کے لئے ممکن بلکہ کثیر الوقوع ہے جو کوئی خواب یا الہام مشتبہ طور پر معلوم ہو جس کی احتمالی طور پر کئی معنے کئے جائیں مگر یہ افترا کہ قطعی طور پر ہمیں الہام ہو گیا کہ دین محمد جان محمد کا لڑکا اب مرے گا اس کی قبر کھود دو

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۳

فتح اسلام ۔ توضیح مرام

ازالہ اوہام

ٹائٹل پیج طبع اول

الحمد للہ والمنتہ کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان مرزا غلام احمد

رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی جسکی تاریخ ملت کے خطاب نے بتلادیا ٭ بطور طریق تخمینی قمری خطاب ٭ بعض کو بھی تحریر سمجھادیا الہامی

فتح اسلام

اور خدا تعالیٰ کے تجلّی خاص کی بشارت

اور اُسکی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے

طریقوں کی طرف دعوت

جمادی الاوّل ۱۳۰۸ ہجری میں

بااہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند میں طبع ہو کر ہدایت عام

و تبلیغ پیام اور اتمام حجت کی غرض سے بامر و اذن الٰہی شائع کیا گیا۔

بلکہ ہزار ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا۔ اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات ص۹
بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں

* مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ بوضع الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلّف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو مجددیت سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالےٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھکر نہیں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ [۱] اور
ص۹ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ [۲]۔ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھلاویگا اور مجذوم دوسروں کے بدنوں کو کیا صاف کریگا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو۔ پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور انکی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت
ص۱۰ روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ کلّی مصفّا کئے گئے اور بتمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔ منہ

[۱] الصف : ۳-۴ [۲] المائدۃ : ۱۰۶

23

۴۹

ٹائٹل پیج طبع اوّل

حصہ دوم رسالہ فتح اسلام از تالیفات مجدّد دوران
و مسیح الزمان مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان جس کا نام نامی ہے

الہامی

الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم

الہامی

قل ھذا فضل ربی وانی اجرد نفسی من ضروب الخطاب

توضیح مرام

در مطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع کے طبع ہوا

چاہیں گے پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جانا اُن کے لئے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی شہود کردہ رائے سے رجوع کرنا اُن کے لئے مشکل بلکہ محال ہو گا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رؤس الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُسکو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اُسکو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہٰذا میں نے ترحماً للہ یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آکر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی اُنکو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور طالب حق کی تسلی کیلئے کافی ہو۔ اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شاید ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غایت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہیں اور لا یمسہ کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔ ص۳۰

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائیبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کیطرف اُٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس کی نسبت جو بائیبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے ان کا آسمان سے اترنا وقوع میں آگیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ "یوحنا جو آنیوالا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو" سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے یعنی یوحنا کا مقدمہ

دیکھو متی ۱۱ باب ۱۴ آیت، ۱۷ ، ۱۲ ، ۱۳

ملک

ملک ہو الیاس پڑھا جائے۔ شمس

حالانکہ وہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ اُن کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر تھی۔
افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت
یہودیوں کی طرح اُن کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم اُنہیں سچ مچ آسمان سے اُترتے
دیکھیں گے اور یہ اعجوبہ ہم بچشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے
آسمان سے اُترتے چلے آتے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے اُن کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ
اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میلہ کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے اُن کو دیکھ رہے ہیں اور

فیہ اختلافًا کثیرا۔ قل لو اتبع اللّٰہ اھواءکم لفسدت السمٰوات والارض
ومن فیھنّ ولبطلت حکمتہ وکان اللّٰہ عزیزا حکیمًا۔ قل لو کان البحر
مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ
مددًا۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ وکان اللّٰہ غفورا
رحیمًا۔ پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ
میں ان کے چولہے ہیں میری پرستش کی جگہ میں اُن کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور
چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان
میں سکوریاں کہتے ہیں عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے
بھرے ہوئے ہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا
ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے
قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ
انا انزلناہ قریبًا من القادیان. تو میں نے سُن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف
میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود
ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا
کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا

26

نقل ٹائیٹل بار اول

حصہ اول

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

اِزالۂ اوہام

فِیہِ بَاسٌ شَدِیدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاس

الحمد والمنت کہ بماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ کتاب

جامع معارف قرآنی و شارح اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام و سعی شیخ نور احمد مالک مطبع طبع گردید

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد عہ

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پیچ میں پھنس گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا انہیں پیش آگیا ہے کہ اب اُن سے بآسانی نکلنا ان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ اُنہیں قبول نہیں کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دے کر معبّرین کے مذاق اور تجارب کے موافق اسکی تعبیر کرنا چاہیں

ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اُس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور اُن کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلّی دور فرما کر جواہرات علوم و حقائق و معارف اُن کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے تھک جائیں گے اور اُن میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حقہ کے موتیوں سے اُن کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے اُن کو دئے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کریگا اور دجّال یک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی وہ فی الفور مر جائیگا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آکر صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا اور اُن لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی اور خوکوں کی بے شرمی اور نجاست خوری ہے اُن پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کریگا اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلّی ندارد۔ بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے انکو دینی حجتوں کی سیف قاطعہ سے ملزم کر کے اُن کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے یک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دینِ محمدیؐ کو بنظر استحقار دیکھتا ہے مسیحی دلائل کے جلالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ تمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا
جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا ١٣٥
خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسلؐ کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ غرض ہمارا ان تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام محدثات اور
بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانے والی راہ یقین رکھتے ہیں مگر افسوس ١٣٦
کہ ہماری قوم میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بعض حقائق اور معارف قرآنیہ اور دقائق اسرار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف و الہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں محدثات اور بدعات میں ہی داخل کر لیتے ہیں حالانکہ معارف مخفیہ قرآن و حدیث ہمیشہ اہل کشف پر کھلتے رہے ہیں

اور علماء وقت اُن کو قبول کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات سربستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو بنظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکابر محدثین کشوف والہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔

ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برخلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں اُن کی بڑی غلطی ہے۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیویں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سیّد و مولیٰ آپ اس بات کا اقرار کرتے ہوں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور اُن کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ کو فرض کے طور پر ساری اُمت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں

بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پاکر **مجدّد** ہونے کا
دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ
وہ **مجدّد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ و آیاتِ**
سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے
اس چودھویں صدی کے سر پر مجدّد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا
کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز
کھڑا ہوا۔ **تفکروا وتندموا واتقوا اللہ ولا تغلوا** اور اگر یہ
عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ
مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اُتر آوے کیونکہ میں
تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں اور میرے
دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصوّر ہے کہ اب وہ آسمان سے اُتر ہی آوے۔ ۱۵۵
تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان
سے اُترتے دکھائی دیں اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دُعا قبول ہو جائے گی کیونکہ اہل حق کی دُعا
مبطلین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دُعا ہرگز قبول
نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اُس کو شناخت نہیں کیا اب یہ
امید موہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی یہ زمانہ گذر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح
کو اُترتے نہیں دیکھے گا۔

حالانکہ تیرھویں صدی کے اکثر علماء چودھویں صدی میں اُس کا ظہور معیّن کر گئے
ہیں اور بعض تو چودھویں صدی والوں کو بطور وصیت یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اگر اُن کا زمانہ
پاؤ تو ہمارا السلام علیکم اُنہیں کہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رئیس المحدثین بھی انہیں میں سے ہیں۔
بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی

مسیح کا مثیل بنکر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا۔ فرزند دلبند گرامی و ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدائے تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

جائیکہ از مسیح و نزولش سخن رود	گویم سخن اگرچہ ندارند باورم
کاندر دلم دمید خداوند کردگار	کاں برگزیدہ راز رہ صدق مظہرم
موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم	حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بیّن است	زانساں کہ آمد است در اخبار سرورم
ایں مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس	سیّد جدا کند ز مسیحائے احمرم
از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار	چوں خود ز مشرق است تجلّی نیّرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

ص ۱۹۰

علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

ص ۱۹۰

اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر **براھین احمدیہ** کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذّاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور
ص ۱۹۱ اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے وارد ہو چکی ہے۔ تعجب کہ **مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی** اپنے رسالہ **اشاعۃ السنّۃ** نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے ان تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر پھر بھی سنا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی اور لوگوں کا شور اور غوغا دیکھ کر

سو وہ شخص زندہ ہو کر ایک روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ اس کے سامنے آجائیگا اور اس کی الوہیت سے انکار کرے گا سو دجّال اسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہوگا کہ ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کی مشرقی طرف اُترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں اُترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اتریگا جہاں حضرت مہدی ہونگے۔ ۲۱۹

اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اُترے گا اُس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی۔ یعنی زرد رنگ کے دو کپڑے اُس نے پہنے ہوئے ہوں گے (یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی) اور دونوں ہتھیلی اُس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ مگر بخاری کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کو بجائے دو فرشتوں کے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر طواف کرتے دیکھا۔ پس اس حدیث سے نہایت صفائی سے یہ بات کھلتی ہے کہ دمشقی حدیث میں جو دو فرشتے لکھے ہیں وہ در اصل وہی دو آدمی ہیں کہ دوسری حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اور اُن کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ مسیح کے مددگار اور انصار ہو جائیں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سر جھکائے گا تو اُس کے پسینہ کے قطرات مترشح ہوں گے اور جب اوپر کو اُٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینہ کے چاندی کے دانوں کی طرح گریں گے جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ اُن کے دم کی ہوا پا کر جیتا رہے بلکہ فی الفور مر جائے گا اور دم اُن کا اُن کی حدِ نظر تک پہنچیگا۔ پھر حضرت ابن مریم ۲۲۰
دجّال کی تلاش میں لگیں گے اور لُدّ کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ تمت ترجمۃ الحدیث۔

یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین

کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ناظرین پر واضح ہو گا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں اُن کے حق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے۔

۲۴۸ پھر اسی معالم میں لکھا ہے کہ وہب سے یہ روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ تین گھنٹہ کے لئے مر گئے تھے اور محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ سات گھنٹہ تک مرے رہے مگر مؤلف رسالہ ہذا کو تعجب ہے کہ محمد بن اسحاق نے سات گھنٹہ تک مرنے کی نصاریٰ کی کن کتابوں سے روایت لی ہے کیونکہ تمام فرقے نصاریٰ کے اسی قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عیسیٰ انجیلوں میں اپنی تین دن کی موت کا اقرار بھی کرتے ہیں بہر حال موت اُن کی ثابت ہے اور ماسوا ان دلائل متذکرہ کے یہود و نصاریٰ کا بالاتفاق اُن کی موت پر اجماع ہے اور تاریخی ثبوت بتواتر اُن کے مرنے پر شاہد ہے اور پہلی کتابوں میں بھی بطور پیشگوئی اُن کے مرنے کی خبر دی گئی تھی۔

اب یہ گمان کہ مرنے کے بعد پھر اُن کی روح اُسی جسم خاکی میں داخل ہو گئی اور وہ جسم زندہ ہو کر آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ یہ سراسر غلط گمان ہے یہ بات باتفاق جمیع کتب
۲۴۹ الٰہیہ ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء مرنیکے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں یعنی ایک قسم کی زندگی انہیں عطا کی جاتی ہے جو دوسروں کو نہیں عطا کی جاتی۔ اسی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ مجھے قبر میں میّت رہنے
۲۵۰ نہیں دے گا* اور زندہ کر کے اپنی طرف اُٹھالے گا اور زبور نمبر ۱۶ میں بھی حضرت

* حاشیہ۔ اصل ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ میری عزت خدا تعالےٰ کی جناب میں اس سے زیادہ ہے کہ مجھے چالیس دن تک قبر میں رکھے یعنی میں اس مدت کے اندر اندر زندہ ہو کر آسمان کی طرف اٹھایا جاؤں گا۔ اب دیکھنا چاہیئے

۲۰۱ اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنے کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں الحاد ہے

جیسے مولوی عبد الرحمٰن صاحبزادہ مولوی محمد لکھوکے والہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا

ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنے نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ کرام اور

۲۰۲ تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہو۔ اکثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، دجّال معہود کا

فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہوا۔ قرآن شریف میں تیس کے

قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت بیّن کر رہی ہیں۔ غرض یہ

۲۰۳ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُترے گا نہایت لغو

حصہ میں ... اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے

لئے اُس کو دکھایا تھا (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے

ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ہے جس کو

دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ

کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے

ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے

وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور

کئی قسم کے جانور طیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں

عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ

لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے

حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے

یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو

پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

ص۳۰۴ بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا
چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی
کا نام اجماع رکھنا سخت بد دیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر
قرآن کریم کے معانی کو بزمانہ گذشتہ محدود و مقید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو
جاوے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ہو بھی تو شاید ان عربیوں
کے لئے لغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔

ص۳۰۵ چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن

کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے
اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوے موجود ہوں
موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی
ص۳۰۴ دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے۔ سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ
جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے
سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید
نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی
اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے
بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں
ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے
ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان
جن کو حضرت عیسٰی نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ
پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔

ص۳۰۵ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق

ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا
صفحہ ۳۰۶ امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و
حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں
اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں اگر
صفحہ ۳۰۷ قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہ
ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ
ناخواندہ کو معلوم ہو جائے کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف

سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں
ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیز پر ڈال کر
ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے
کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔ تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر
ہونی ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔ راقم رسالہ ہذا نے اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے
صفحہ ۳۰۸ کہ انہوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیوانی روح سے اسے گرم کیا کہ اس نے چار پایوں کی طرح
حرکت کرنا شروع کر دیا اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اس پر سوار ہوئے اور اسکی تیزی اور حرکت
میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق رکھتا ہو اور
مٹی کا ایک پرندہ بنا کر اس کو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں
کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہا ہے۔ اور جبکہ ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے
ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانداروں کی طرح چلنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں
پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا
صفحہ ۳۰۹ جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جاوے وہ درحقیقت زندہ
نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کے روح کی گرمی بارود کی طرح اس کو
جنبش میں لاتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے

صفحہ ۳۰۸ ...قدر رکھتا ہے جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علمِ قرآن سے سخت بے نصیب
...من لم یؤمن بذالک الاعجاز فواللّٰہ ما قدر القراٰن حق قدرہ
صفحہ ۳۰۹ ...عرف اللّٰہ حق معرفتہ وما وقّر الرسول حق توقیرہ۔
اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا
...اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی
صفحہ ۳۱۰ ...کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے
...پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص

ہرگز ثابت نہیں ہوتا مگر ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی پایۂ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہو جانا
ثابت ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ سلبِ امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت
یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں۔ ہر یک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی
عمل کے ذریعہ سے سلبِ امراض کرتے رہے ہیں اور مفلوج، مبروص، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے
صفحہ ۳۰۸ ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کے معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض
فقراء نقشبندی و سہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشّاق
گذرے ہیں کہ صدہا بیماروں کو اپنے یمین و یسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن
عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اور اہلِ سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت
بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان شغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور اب یہ بات قطعی اور یقینی
صفحہ ۳۰۹ طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال
رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی
ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔
یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ
کے مناسبِ حال بطور خاص مصلحت کے تھیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ

برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں
قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوسکتے
جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہوچکے
در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول
میں مطابقت ثابت ہو۔ اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات
الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں اُن کا نام و نشان
پایا جاتا مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقتِ آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ
توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ
پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی
کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا
مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص
اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا
اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف
ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے
کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید
استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم
قریب قریب ناکام کے رہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف
فرمائی اور تمام زور اپنی روح کا دلوں میں ہدایت پیدا ہونے کیلئے ڈالا اسی وجہ سے تکمیل نفوس میں
بڑھ کر رہے اور ہزارہا بندگانِ خدا کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا اور اصلاح خلق اور اندرونی تبدیلی
میں وہ ید بیضا دکھلایا کہ جس کی ابتدائے دنیا سے آج تک نظیر نہیں پائی جاتی۔ حضرت مسیح کے عمل
سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جاتے تھے وہ

40

اُن کے بعض مکتوبات اس عاجز کے پاس موجود ہیں انشاء اللہ بوقت ضرورت شائع کئے جائیں گے۔

اب مولوی عبد الرحمٰن صاحب براہ مہربانی فرماویں کہ جبکہ سلف صالح کے برخلاف قرآن شریف کے معنے کرنے سے انسان ملحد ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ عاجز بھی اُن کی نظر میں ملحد ہے کہ خدا تعالیٰ کے الہام سے بعض آیات کے معانی مخفی ظاہر کرتا ہے تو پھر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی کی نسبت جو اُنکے مرشد ہیں کیا فتویٰ ہے؟

ماسوا اس کے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا چنانچہ جس نے کبھی اپنی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بہ یقین تمام تصدیق کریگا اور قرآن شریف کی آیات بھی باواز بلند یہی پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اسکو طاقت بخشی گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر یک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اسی زمانہ میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اُسوقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا۔

غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اُن میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر فانہ نکتۃ جلیلۃ ما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم۔ منہ

ان کے بعض مکتوبات اس عاجز کے پاس موجود ہیں انشاء اللہ بوقت ضرورت شائع کئے جائیں گے۔

اب مولوی عبدالرحمٰن صاحب براہ مہربانی فرماویں کہ جبکہ سلف صالح کے برخلاف قرآن شریف کے معنے کرنے سے انسان ملحد ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ عاجز بھی اُن کی نظر میں ملحد ہے کہ خدا تعالیٰ کے الہام سے بعض آیات کے معانی مخفی ظاہر کرتا ہے تو پھر مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی کی نسبت جو اُنکے مرشد ہیں کیا فتویٰ ہے؟

ماسوا اس کے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا چنانچہ جس نے کبھی اپنی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بالیقین تمام تصدیق کریگا اور قرآن شریف کی آیات بھی باواز بلند یہی پکار رہی ہیں کہ مسیح کو ایسے عجائب کاموں میں اسکو طاقت بخشی گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر یک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اسی زمانہ میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اُس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا

غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اُن میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر فانہ نکتۃ جلیلۃ ما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم۔ منہ

بلند تر ہے اور اُن کی رُوح مسیح کی روح کی طرح دوسرے آسمان میں نہیں اور نہ حضرت
موسیٰ کی روح کی طرح چھٹے آسمان میں بلکہ سب سے بلند تر ہے اور اسی کی طرف معراج کی
حدیث بتصریح دلالت کر رہی ہے بلکہ معالم النبوۃ میں بصفحہ ۷۱۵ یہ حدیث لکھی ہے
کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں چھٹے آسمان سے آگے گذر گئے تو
حضرت موسیٰ نے کہا رب لم اظن ان یرفع علیّ احد یعنی اے میرے خداوند ۳۴۵
مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ کوئی نبی مجھ سے اوپر اُٹھایا جائے گا اور اپنے رفع میں مجھ سے
آگے بڑھ جائے گا۔ اب دیکھو کہ رفع کا لفظ محض تحقق درجات کے لئے استعمال ہوا
ہے اور آیت موصوفہ بالا کے احادیث نبویہ کی رو سے یہ معنے کھلے کہ ہر یک جسم اپنے
درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق
رفع سے حصہ لیتا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی روح اگرچہ دنیوی حیات کے زمانہ میں
زمین پر ہو مگر پھر بھی اُس آسمان سے اُس کا تعلق ہوتا ہے جو اس کی روح کے لئے حد
ٹھہرایا گیا ہے اور موت کے بعد وہ روح اُس آسمان میں جا ٹھہرتی ہے جو اس کے
حد رفع مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث جس میں عام طور پر موت کے بعد روح
کے اُٹھائے جانے کا ذکر ہے اس بیان کی مؤید ہے اور چونکہ یہ بحث نہایت صریح
صاف ہے اور کسی قدر ہم پہلے لکھ بھی چکے ہیں اس لئے کچھ ضرورت نہیں کہ اس کو
زیادہ طول دیا جائے۔

اس مقام میں یہ بھی بیان کرنے کے لائق ہے کہ بعض مفسروں نے جب دیکھا کہ ۳۴۶
درحقیقت انّی متوفیک میں توفّی کے معنے وفات دینے کے ہیں اور بعد اس کے
جو رافعک الیّ واقع ہے وہ بقرینہ صریحہ وفات کے روح کے رفع پر دلالت کرتا
ہے تو انہیں فکر پڑی کہ یہ صریح ہماری رائے کے مخالف ہے اس لئے انہوں نے گویا
اپنے تئیں نظم فرقانی کا مصلح قرار دے کر یا اپنے لئے استادی کا منصب تجویز کر کے یعنی

42

ملل ہے تو لائق اعتبار نہ رہیں اور اس لائق نہ رہیں کہ نبی کی صدقِ نبوت پر بطور دلیل اور شاہد ناطق کے تصور کی جائیں یا کسی مخالف منکر کے سامنے پیش کی جائیں تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ یہ بات کہ پیشگوئیاں کبھی اپنے ظاہر پر ہی پوری ہو جاتی ہیں اور کبھی باطنی طور پر اُن کا ظہور ہوتا ہے۔ اس سے ربانی پیشگوئیوں کی عظمت میں کچھ بھی فرق نہیں آتا بلکہ باریک بینوں کی نظر میں اور بھی عظمت کھلتی ہے۔ کیا اگر فلاسفر کا قول کوئی موٹی عقل کا آدمی اُلٹے طور پر سمجھ لیوے اور پھر اس کے معقول معنے جو نہایت مدلل اور ثابت شدہ ہیں کھل جائیں تو اس غلطی سے ان صحیح معنوں کو کچھ حرج پہنچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

ماسوا اس کے پیشگوئیوں میں ایک قدرِ مشترک بہرحال ایسا باقی رہتا ہے کہ خواہ وہ حقیقت پر محمول سمجھی جائیں اور یا بالآخر کوئی مجازی معنے نکل آویں وہ قدرِ مشترک بدیہی طور پر ظاہر کر دیتا ہے کہ یہ پیشگوئی درحقیقت سچی اور انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔

علاوہ اس کے جن پیشگوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور بداہت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے اُن کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں مگر معمولی طور پر بہت کچھ چھپے ہوئے گوشے پیشگوئیوں کے ہوتے ہیں۔ اور یہ سراسر نادانی کی ضد ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ خواہ نخواہ پیشگوئی حقیقت پر محمول ہوا کرتی ہے۔ جس نے یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کو دیکھا ہوگا وہ اس بات کو خوب جانتا ہوگا کہ کس قدر پیشگوئیوں میں استعارات اُن کی کتابوں نے استعمال کئے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مواضع میں دن ذکر کر کے اُس سے برس مراد لیا ہے۔ درحقیقت پیشگوئیاں از قبیل مکاشفات ہوتی ہیں اور اس چشمہ سے نکلتی ہیں جو استعارات کے رنگ سے بھرا ہوا ہے ہی خوابوں کو دیکھو کیا کوئی سیدھے طور پر بھی خواب آتی ہے۔ مگر شاذ و نادر۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے مکاشفات کو استعارات کے خلعت سے آراستہ کر کے اپنے نبیوں کی معرفت

کرسکتا ہے جو ایک مامور من اللہ کی نسبت جن جن فتوحات اور امور عظیمہ کا تذکرہ پیشگوئی کے لباس میں ہوتا ہے اس میں یہ ہرگز ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ وہ سب کچھ اُسی کے ذریعہ سے پورا بھی ہو جائے بلکہ اُس کے خالص متبعین اس کے ہاتھوں اور پیروں کی طرح سمجھے جاتے ہیں اور ان کی تمام کارروائیاں اُسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ جیسے ایک سپہ سالار کسی معرکہ جنگ میں عمدہ عمدہ سپاہیوں اور مدبروں کی مدد سے کسی دشمن کو گرفتار کرتا ہے یا قتل کر دیتا ہے تو وہ تمام کارروائی اُسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور بلا تکلّف کہا جاتا ہے کہ اُس نے گرفتار کیا یا قتل کیا۔ پس جبکہ یہ محاورہ شائع متعارف ہے تو اس بات میں کونسا تکلّف ہے کہ اگر فرض کے طور پر بھی تسلیم کریں کہ بعض پیشگوئیوں کا اپنی ظاہری صورت پر بھی پورا ہونا ضروری ہے تو ساتھ اس کے یہ بھی تسلیم کر لینا چاہئیے کہ وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور ایسے لوگوں کے ہاتھ سے اُن کی تکمیل کرائی جائے گی کہ جو پورے طور پر پیروی کی راہوں میں فانی ہونے کی وجہ سے اور نیز آسمانی روح کے پلنے کے باعث سے اس عاجز کے وجود کے ہی حکم میں ہوں گے اور ایک پیشگوئی بھی جو براہین میں درج ہو چکی ہے اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اور وہ الہام یہ ہے یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ۔ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔ ۳۱۹

(۸) **سوال** :- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے پس اگر یہ عقیدہ صحیح نہیں تھا تو کیوں خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس کی تکذیب نہ کی بلکہ حدیثوں میں ابن مریم کے آنے کا وعدہ دیا گیا۔

اما الجواب - پس واضح ہو کہ خدائے تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں اس عقیدہ کی تکذیب کردی جبکہ بیان کر دیا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور پھر مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کا کہیں ذکر نہیں۔ کیا اور حدیثوں میں بھی اس مدعا کے بارہ میں کہیں قرآن شریف کی مخالفت نہیں کی گئی۔ ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملے گی جو مسیح ابن مریم کا زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اُٹھائے جانا بیان کرتی ہو۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس عقیدہ کی تکذیب کرنے میں کچھ فرق نہیں رکھا۔ آنے والے مسیح کو اُمتی ٹھہرایا۔ حلیہ اوّل و آخر میں اختلاف ڈال دیا اور مسیح کا فوت ہو جانا بیان کر دیا۔ سو اس قدر بیان کافی تھا اور چونکہ پیشگوئیوں میں خلق اللہ کے ابتلاء کے لئے یہ بھی منظور ہوتا ہے کہ کچھ کیفیت اُن کی پوشیدہ بھی رکھی جائے اس لئے کسی قدر پوشیدہ بھی رکھا گیا تا وقت پر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان ہو جائے۔ اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا متفق علیہ یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح دنیا میں پھر آئیں گے کیونکہ بعض فرقے اُن کے حضرت مسیح کے فوت ہو جانے کے قائل ہیں۔ اور حواریوں کی دونوں انجیلوں نے یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ مسیح درحقیقت آسمان پر اٹھایا گیا۔ ہاں مرقس اور لوقا کی انجیل میں لکھا ہے مگر وہ حواری نہیں ہیں اور نہ کسی حواری کی روایت سے انہوں نے لکھا۔

(۹) سوال - لیلۃ القدر کے اور معنی کر کے نیچریت اور باطنیت کا دروازہ کھول دیا ہے۔

اما الجواب - معترض صاحب نے اس اعتراض سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے اس جگہ اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ پہلے معنے لیلۃ القدر کے جو علماء کرتے ہیں وہ بھی مسلّم اور بجا ہیں اور ساتھ اُن کے یہ بھی معنے ہیں اور ان دونوں میں کچھ منافات نہیں۔ قرآن شریف ظہر بھی رکھتا ہے اور بطن بھی اور صدہا معارف اس کے اندر پوشیدہ ہیں۔ پس اگر اس عاجز نے تفہیم الٰہی سے لیلۃ القدر

خطا نمبر

صفحہ ۲۲

نقل ٹائیٹل بار اوّل

حصہ دوم

نقل مطابق اصل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

اِزالۂ اوہام

فیہِ بَاسٌ شَدِیۡدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاس

الحمد والمنت کہ بماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ کتاب جامع معارف قرآنی وشارح اسرار کلام ربانی از تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام و سعی شیخ نور احمد مالک مطبع طبع گردید

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد عہ

نصوص بینہ کے مخالف صریح پڑی ہوئی ہے صحیح بھی مان لیں اور اس کے معنے کو ظاہر پر ہی حمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔ کیونکہ اس حدیث کی رو سے کہ جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہے مثیلوں کی کمی نہیں اور ایسا ہی یہ آیت کریمہ بھی مثیلوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم[1] اور نیز قرائن قویہ کی وجہ سے بفرض صحت اس کو ایک استعارہ تسلیم کر کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک اشارہ معیت اور اتحاد کی طرف ہے۔ مثلاً جو دشمن ہو اس کے لئے انسان کہتا ہے کہ اس کی قبر بھی میرے نزدیک نہ ہو لیکن دوست کے لئے قبر کا بھی ساتھ چاہتا ہے اور مکاشفات میں اکثر ایسے امور دیکھے جاتے ہیں۔ ایک مدت کی بات ہے جو اس عاجز نے خواب میں دیکھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ پر میں کھڑا ہوں اور کئی لوگ مر گئے ہیں یا مقتول ہیں ان کو لوگ دفن کرنا چاہتے ہیں۔ اسی عرصہ میں روضہ کے اندر سے ایک آدمی نکلا اور اس کے ہاتھ میں سرکنڈہ تھا اور وہ اس سرکنڈہ کو زمین پر مارتا تھا اور ہر ایک کو کہتا تھا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔ تب وہ یہی کام کرتا کرتا میرے نزدیک آیا اور مجھ کو دکھلا کر اور میرے سامنے کھڑا ہو کر روضہ شریفہ کے پاس کی زمین پر اس نے اپنا سرکنڈہ ملا اور کہا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔ تب آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ معیت معادی کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جو شخص فوت ہونے کے بعد روحانی طور پر کسی مقدس کے قریب ہو جائے تو گویا اس کی قبر اس مقدس کی قبر کے قریب ہو گئی۔ واللّٰہ اعلم وعلمہ احکم ؂

[1] الفاتحۃ: ۶-۷

مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے لیکن زمینی علوم وفنون کے ذریعے سے منکرین اسلام کو لاجواب کرتے ہیں اور اپنا علم کلام اور طریق مناظرہ تائید دین کی راہ میں خرچ کرکے بجان و دل خدمت شریعت غرّا بجالاتے ہیں۔ سو وہ چونکہ درحقیقت زمینی ہیں آسمانی نہیں۔ اور آسمانی روح کامل طور پر اپنے اندر نہیں رکھتے اس لئے دابۃ الارض کہلاتے ہیں اور ۵۰۳
چونکہ کامل تزکیہ نہیں رکھتے اور نہ کامل وفاداری۔ اس لئے چہرہ اُن کا انسانوں کا ہے مگر بعض اعضاء اُن کے بعض دوسرے حیوانات سے مشابہ ہیں۔ اسی طرف اللہ جلّشانہ اشارہ فرماتا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ[1]۔ یعنی جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا۔ یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں یدطولیٰ ہوگا۔ وہ جابجا اسلام کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں گے اور اسلام کی سچائیوں کو استدلالی طور پر مشارق مغارب میں پھیلائیں گے اور اس جگہ اخرجنا کا لفظ اس وجہ سے اختیار کیا کہ آخری زمانہ میں اُن کا خروج ہوگا نہ حدوث یعنی تخمی طور پر یا کم مقدار کے طور پر تو پہلے ہی سے تھوڑے بہت ہریک زمانہ میں وہ پائے جائیں گے لیکن آخری زمانہ میں بکثرت اور نیز اپنے کمال لائق کے ساتھ
پیدا ہوں گے اور حمایت اسلام میں جابجا واعظین کے منصب پر کھڑے ہو جائیں گے ۵۰۴
اور شمار میں بہت بڑھ جائیں گے۔

واضح ہو کہ یہ خروج کا لفظ قرآن شریف میں دوسرے پیرایہ میں یاجوج ماجوج کیلئے بھی آیا ہے اور دخان کے لئے بھی قرآن شریف میں ایسا ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنوں کا ماحصل خروج ہی ہے اور دجّال کے لئے بھی حدیثوں میں یہی خروج کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ سو اس لفظ کے استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے تا اس بات کی طرف

[1] النمل: ۸۳

شامل حال ہو گئی۔ ایسا ہی نصرت الٰہی ایک رنگ میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
شامل ہو گئی اور درحقیقت وہی نصرت ہے جو اپنے اپنے محل پر رنگا رنگ کے معجزات کے
نام [۵۵۵] سے موسوم ہوتی ہے۔ سو میں خوب جانتا ہوں کہ جیسا کہ نصرت الٰہی حضرت مسیح کے شامل ۵۵۵
حال ہوئی تھی میں بھی اس نصرت سے بے نصیب نہیں رہوں گا۔ لیکن یہ ضرور نہیں کہ وہ نصرت
جسمانی بیماروں کے اچھا کرنے سے ظاہر ہو۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک الہام میں میرے
پر ظاہر فرمایا کہ خلق اللہ کی روحانی بیماریوں اور شکوک اور شبہات کو وہ نصرت دور
کرے گی۔ جیسا کہ میں پہلے اس سے لکھ چکا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ مستعد دلوں پر اثر
پڑتا جاتا ہے اور پرانی بیماریاں دور ہوتی جاتی ہیں اور نصرت الٰہی اندر ہی اندر کام کر رہی
ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص کلام سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ نبی ناصری
کے نمونہ پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ روحانی بیماریوں کو بہت صاف کر رہا ہے
اس سے زیادہ کہ کبھی جسمانی بیماریوں کو صاف کیا گیا ہو۔

حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں
رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود
ہیں یہ تمام خبریں [۵۵۶] ہی غلط ہیں۔ شاید اُن کا ایسی باتوں سے مطلب یہ ہے کہ تا اس عاجز کے ۵۵۶
اس دعوے کی تحقیر کر کے کسی طرح اس کو باطل ٹھہرایا جاوے لیکن وہ اس قدر متواترات
سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی
چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کے رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول
کرنا ہی پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں راجچندر اور کرشن وغیرہ کا وجود تواتر
کے ذریعہ سے ہی ہم نے قبول کیا ہے۔ گو تحقیق و تفتیش تاریخی واقعات میں ہندو لوگ بہت
کچے ہیں مگر باوجود اس تواتر کے جو اُن کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان
نہیں ہو سکتا کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن یہ سب فرضی ہی نام ہیں۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ گو اجمالی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے اور اگر احادیث کو ہم بکلی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان ذوالنورینؓ اور جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور امیر المومنین تھے اور وجود رکھتے تھے صرف فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغایر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیاں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلمات میں سمجھی گئی تھیں بمد موضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں۔

بنا کر تمہاری طرف بھیجوں گا اور جب تم اشد سرکشیوں کی وجہ سے سیاست کے لائق ٹھہر جاؤ گے تو محمد ابن عبداللہ ظہور کرے گا جو مہدی ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں وعدے کہ محمد بن عبداللہ آئے گا یا عیسیٰ ابن مریم آئے گا در اصل اپنی مراد و مطلب میں ہمشکل ہیں۔ محمد بن عبداللہ کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت میں ہو جائے گی جو اپنی درستی کیلئے سیاست کی محتاج ہوگی تو اُس وقت کوئی شخص مثیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو کر ظاہر ہوگا اور یہ ضرور نہیں کہ در حقیقت اس کا نام محمد ابن عبداللہ ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ کے نزدیک اس کا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مثیل بن کر آئے گا۔ اسی طرح عیسیٰ بن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب عقل کی بد استعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہو جائیں گے اور روحانیت اور حقیقت کو چھوڑ دیں گے اور خدا پرستی اور محبت الٰہی دلوں سے اُٹھ جائے گی تو اُس وقت وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہوں گے جو روح اور حقیقت اور حقیقی نیکی کی طرف ان کو توجہ دلا دے اور جنگ اور لڑائیوں سے کچھ واسطہ نہ رکھے اور یہ صفت مسیح ابن مریم کے لئے مسلّم ہے کیونکہ وہ خاص ایسے کام کے لئے آیا تھا اور یہ ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام در حقیقت عیسیٰ ابن مریم ہی ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسیٰ بن مریم ہے۔ جیسے یہودیوں کے نام خدا تعالےٰ نے بندر اور سوّر رکھے اور فرمایا وجعل منھم القردة والخنازیر[1] ایسا ہی اُس نے اِس اُمت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرمادیا جعلناک المسیح ابن مریم۔

پھر مولوی صدیق حسن صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم جب نازل ہوگا تو قرآن کریم کے تمام احکام حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے اُن پر کھولے جائیں گے یعنی وحی اُن پر نازل ہوا کرے گی۔ مگر وہ حدیث کی طرف رجوع نہیں کریگا کیونکہ وحی کے

[1] المائدۃ: ۶۱

51

ص۵۹۵

قرآن شریف کی وہ تیس ۳۰ آیتیں

جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) پہلی آیت۔ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ؔ۱ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنیوالا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

(۲) دوسری آیت جو مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے بل رفعہ اللہ الیہؔ۲ یعنی مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہوکر مردود اور ملعون لوگوں کی موت

ص۵۹۶

سے نہیں مرا۔ جیسا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا خیال ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ جاننا چاہیئے کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے ورفعنٰہ مکانا علیاؔ۳ یہ آیت حضرت ادریس کے حق میں ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ ہم نے ادریس کو موت دے کر مکان بلند میں پہنچا دیا۔ کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے آسمان پر چڑھ گئے تو پھر بوجہ ضرورت موت جو ایک انسان کے لئے ایک لازمی امر ہے یہ تجویز کرنا پڑے گا کہ یا تو وہ کسی وقت اوپر ہی فوت ہو جائیں اور یا زمین پر آکر فوت ہوں۔ مگر یہ دونوں شق ممتنع ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جسم خاکی موت کے بعد پھر خاک ہی میں داخل کیا جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف عود کرتا ہے۔ اور خاک ہی سے اس کا حشر ہوگا۔ اور ادریس کا پھر زمین پر آنا اور دوبارہ آسمان سے

ؔ۱ [illegible] ؔ۲ نساء: ۱۵۹ ؔ۳ مریم: ۵۸

(۱۹) انیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون
الطعام ویمشون فی الاسواق (الجزو نمبر ۱۸ سورۃ الفرقان) یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس
قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور
۶۱۳ پہلے ہم بہ نص قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ دنیوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے
سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت
ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کلمہ حصر مسیح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم
یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴)
یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا
نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مر چکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے
کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے مسیح اور ان سب
انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے
اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ مسیح
۶۱۴ ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں
قرآن کریم کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھہر
نہ جانا کیا ایمانداروں کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر
وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے
کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے
بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ

الفرقان: ۲۱ ۔ النحل: ۲۱، ۲۲ ۔ احزاب: ۴۱

کہ یہ شخص ایسا ملحد اور کافر ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جس کا فرکا
مآل کار کفر ہی ہو وہ بھی جہنمی ہی ہوتا ہے۔ غرض ان دونوں صاحبوں نے کہ خدا انہیں
ہدایت نصیب کرے اس عاجز کی نسبت جہنم اور کفر کا فتوے دے دیا اور بڑے زور
سے اپنے الہامات کو شائع کر دیا۔ ہم اس جگہ ان صاحبوں کے الہامات کی نسبت کچھ
زیادہ لکھنا ضروری نہیں سمجھتے۔ صرف اس قدر تحریر کرنا کافی ہے کہ الہام رحمانی بھی ہوتا
ہے اور شیطانی بھی۔ اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے
استکشاف کے لئے بطور استخارہ یا استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت
میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی
برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اُس وقت اُس کی آرزو میں دخل
دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا
۳۲۹ ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلاتوقف نکالا
جاتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہٗ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلك
من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی القی الشیطان فی امنیته الخ ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے
کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آجاتا ہے دیکھو
خط دوم قرنتھیاں باب ۱۱ آیت ۱۴۔ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس
آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے
بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان
میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری
فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ اب خیال
کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رُو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان
ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت اور انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر

فیہا کتب قیمۃ[1]۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ[2]۔ ھذا ۲۵۵
بصائر للناس وھدی ورحمۃ لقوم یوقنون[3]۔ فبای حدیث بعد اللہ و
ایٰتہ یومنون[4]۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر
مما یجمعون[5]۔ یعنی یہ قرآن اس راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے جو نہایت سیدھی ہے
اس میں ان لوگوں کے لئے جو پرستار ہیں حقیقی پرستش کی تعلیم ہے اور یہ ان کیلئے
جو متقی ہیں کمالات تقویٰ کے یاد دلانے والا ہے یہ حکمت ہے جو کمال کو پہنچی ہوئی ہے
اور یہ یقینی سچائی ہے اور اس میں ہر یک چیز کا بیان ہے یہ نور علیٰ نور اور سینوں کو
شفا بخشنے والا ہے رحمٰن نے قرآن کو سکھلایا۔ ایسی کتاب نازل کی جو اپنی ذات میں
حق ہے اور حق کے وزن کرنے کے لئے ایک ترازو ہے وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے
اور اجمالی ہدایتوں کی اس میں تشریح ہے اور وہ اپنے دلائل کے ساتھ حق اور باطل
میں فرق کرتا ہے اور وہ قول فصل ہے اور شک و شبہ سے خالی ہے ہم نے اس کو اس
لئے تجھ پر اتارا ہے کہ تا امور متنازعہ فیہ کا اس سے فیصلہ کردیں اور مومنوں کیلئے ہدایت ۲۵۸
اور رحمت کا سامان طیار کردیں۔ اس میں وہ تمام صداقتیں موجود ہیں جو پہلی کتابوں ۲۵۹
میں متفرق اور پراگندہ طور پر موجود تھیں ایک ذرہ باطل کا اس میں دخل نہیں نہ آگے
سے اور نہ پیچھے سے۔ یہ لوگوں کے لئے روشن دلیلیں ہیں اور جو یقین لانے والے
ہوں ان کے لئے ہدایت و رحمت ہے سو ایسی کونسی حدیث ہے جس پر تم اللہ اور اس کی
آیات کو چھوڑ کر ایمان لاؤ گے یعنی اگر کوئی حدیث قرآن کریم سے مخالف ہو تو ہرگز
نہیں ماننی چاہیئے بلکہ رد کر دینی چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی حدیث بذریعہ تاویل قرآن کریم کے
بیان سے مطابق آسکے مان لینا چاہیئے۔ پھر بعد اس کے ترجمہ بقیہ آیات کا یہ ہے کہ
ان کو کہہ دے کہ خدائے تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے یہ قرآن ایک بیش قیمت مال ہے
سو اس کو تم خوشی سے قبول کرو۔ یہ ان مالوں سے اچھا ہے جو تم جمع کرتے ہو یہاں تک

۱؎ بینہ ۴ ۲؎ حم سجدہ: ۴۳ ۳؎ اعراف: ۲۰۴ ۴؎ جاثیہ: ۷ ۵؎ یونس ۵۹

جس کا محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تولد ہوتا۔ جس کا آسمان پر ابن مریم نام ہے تو کیوں خدا تعالیٰ کی قدرتیت اس ابن مریم کے پیدا کرنے سے مجبور رہ سکتی۔ سو اس نے محض اپنے فضل سے بغیر وسیلہ کسی زمینی والد کے اس ابن مریم کو روحانی پیدائش اور روحانی زندگی بخشی جیسا کہ اس نے خود اس کو اپنے الہام میں فرمایا ثم احییناك بعد ما اھلکنا القرون الاولٰی وجعلناك المسیح ابن مریم۔ یعنی پھر ہم نے تجھے زندہ کیا بعد اس کے جو پہلے قرنوں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تجھے ہم نے مسیح ابن مریم بنایا یعنی بعد اس کے جو عام طور پر مشائخ اور علماء میں موت روحانی پھیل گئی۔ انجیل میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح ستاروں کے گرنے کے بعد آئے گا۔

اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی ۱۴۰۰ سو برس تک مدت ٹھہرائی ہے۔ بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیت وانا علٰی ذھاب بہ لقادرون[1] جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے چاند کے نکلنے کی اشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے اور یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ[2] درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے کیونکہ تمام ادیان پر روحانی غلبہ بجز اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا وجہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزارہا قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور انواع اقسام کے عقلی حملے اسلام پر کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم[3] یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر بقدر معلوم اور بقدر ضرورت ہم ان کو اُتارتے ہیں۔ سو جس قدر معارف و حقائق بطون قرآن میں ۲۶۶

[1] مومنون: ۱۹ [2] صف: ۱۰ [3] حجر: ۲۲

کہ یہ حرکت تو خلاف منشاء پیشگوئی ہے۔ اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہیں کھلی تھی اور آنحضرتؐ کا اوّل اوّل یہی خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے مگر آخر میں رائے بدل گئی تھی۔ ایسا ہی سورہ روم کی پیشگوئی کے متعلق جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط لگائی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب میں ۹ برس تک اطلاق پاتا ہے اور مجھ کو مطلع نہیں کیا گیا کہ نو برس کی حد کے اندر کس سال یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ ایسا ہی وہ حدیث جس کے یہ الفاظ ہیں فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب۔ صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔ اور حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کا سب سے عجیب تر حال ہے۔ بارہا انہوں نے کسی پیشگوئی کے معنے کچھ سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور میں آیا یہودا اسکریوطی کو ایک پیشگوئی میں بہشت کا بارھواں تخت دیا لیکن وہ بکلّی بہشت سے محروم رہا۔ اور پطرس کو کبھی بہشت کی کنجیاں دیں اور کبھی اس کو شیطان بنایا۔ اسی طرح انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا مکاشفہ کچھ بہت صاف نہیں تھا اور کئی پیشگوئیاں ان کی بسبب غلطی فہمی کے پوری نہیں ہو سکیں مگر اپنے اصلی معنوں پر پوری ہو گئیں۔ بہر حال ان تمام باتوں سے یقینی طور پر یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کی تاویل اور تعبیر میں انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہیں۔ جس قدر الفاظ وحی کے ہوتے ہیں وہ تو بلاشبہ اول درجہ کے سچے ہوتے ہیں مگر نبیوں کی عادت ہوتی ہے کہ کبھی اجتہادی طور پر بھی اپنی طرف سے اُن کی کسی قدر تفصیل کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ انسان ہیں اس لئے تفسیر میں کبھی احتمال خطا کا ہوتا ہے لیکن امور دینیہ ایمانیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ انکی تبلیغ میں منجانب اللہ بڑا اہتمام ہوتا ہے اور وہ نبیوں کو عملی طور پر بھی سکھلائی جاتی ہیں چنانچہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بہشت اور دوزخ بھی دکھایا گیا اور آیات متواترہ محکمہ بیّنہ کر

ط۶۹ (margin, beside line 10)
ط۶۹ (margin, beside line 22)

کہ جب دجّال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔

(۱۰) دجّال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہو گا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ مسلم ۔

اِن دسوں علامتوں میں سے ایک بھاری علامت دجال معہود کی یہ لکھی ہے کہ اُس کا فتنہ تمام اُن فتنوں سے بڑھ کر ہو گا کہ جو زبانی دین کے مٹانے کے لئے ابتدا سے لوگ کرتے آئے ہیں اور ہم اسی رسالہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ علامت عیسائی مشنوں میں بخوبی ظاہر وہویدا ہے۔

ازانجملہ ایک بڑی بھاری علامت دجّال کی اُس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستّر باع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام و مقتدا یہی دجالی گروہ ہے اس لئے ان گاڑیوں کو دجّال کا گدھا قرار دیا گیا۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا کہ علامات خاصہ دجّال کے انہیں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے مکروں اور فریبوں کا اپنے وجود پر خاتمہ کر دیا ہے اور دین اسلام کو وہ ضرر پہنچایا ہے جس کی نظیر دنیا کے ابتدا سے نہیں پائی جاتی اور انہیں لوگوں کے متبعین کے پاس وہ گدھا بھی ہے جو دخان کے زور سے چلتا ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے۔ اور انہیں لوگوں کے متبعین زمین کو

بقیہ حاشیہ: کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہو گا جیسا کہ فرمایا ہے لو کان الایمان معلقا عند الثریا لنالہ رجل من فارس ۔ یہ حدیث درحقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت انا علٰی ذھاب بہٖ لقادرون میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے ۔ منہ

پورا لینا ہے یعنی یہ کہ روح کے ساتھ جسم کو بھی لے لینا۔ مگر ایسے معنے کرنا اُن کا سراسر افترا ہے قرآن کریم کا عموماً التزام کے ساتھ اس لفظ کے بارے میں یہ محاورہ ہے کہ وہ لفظ قبض روح اور وفات دے دینے کے معنوں پر ہر ایک جگہ اس کو استعمال کرتا ہے۔ یہی محاورہ تمام حدیثوں اور جمیع اقوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا ہے۔ جب سے دنیا میں عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے اور زبان عربی جاری ہوئی ہے کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا کہ توفّی کا لفظ کبھی قبض جسم کی نسبت استعمال کیا گیا ہو بلکہ جہاں کہیں توفّی کے لفظ کو خدا تعالیٰ کا فعل ٹھہرا کر انسان کی نسبت استعمال کیا گیا ہے وہ صرف وفات دینے اور قبض روح کے معنی پر آیا ہے نہ قبض جسم کے معنوں میں۔ کوئی کتاب لغت کی اس کے مخالف نہیں۔ کوئی مثل اور قول اہل زبان کا اس کے مغائر نہیں۔ غرض ایک ذرہ احتمال

صفحہ ۹۱۹ مخالف کے گنجائش نہیں۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفّی کا لفظ خدا تعالےٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ ایسا ہی اگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا ان کا کوئی ہمخیال یہ ثابت کر دیوے کہ الدجّال کا لفظ جو بخاری اور مسلم میں آیا ہے بجز دجّال معہود کے کسی اور دجّال کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں ایسے شخص کو بھی جس طرح ممکن ہو ہزار روپیہ نقد بطور تاوان دوں گا۔ چاہیں تو مجھ سے رجسٹری کرا لیں یا تمسک لکھا لیں۔ اس اشتہار کے مخاطب خاص طور پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۵

آئینہ کمالاتِ اسلام

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمدللہ والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات آں ذاتِ جلیل و عظیم و کبیر حصّہ اولیٰ کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالاتِ اسلام

جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ھند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

کرلیتا ہے۔ اور اگر وہ ہاون حوادث میں پیسا بھی جائے اور غبار سا کیا جائے تب بھی بجز اِنّی مع اللہ کے اور کوئی آواز اُس کے اندر سے نہیں آتی۔ جب کسی کی حالت اِس نوبت تک پہنچ جائے تو اِس کا معاملہ اِس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور اُن تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلّی طور پر پالیتا ہے جو اُس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رُسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اِس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔ اِس میں محفوظیّت کے نام سے پُکاری جاتی ہے۔ اور وُہی حقیقت جو انبیاء میں نبوّت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اِس میں محدثیّت کے پیرایہ میں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

طاقت اور انسان کی فطرت سے بالا تر ہیں تو پھر آپکا یہ اُصول ٹوٹتا ہے کہ وحی اور کچھ چیز نہیں صرف ملکہ فطرت ہے کیونکہ انسان کی فطرت خدائی کی طاقتیں اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتی۔ ہر یک انسان کی فطرت اُسی قدر ملکہ رکھتی ہے جو اُسکی بشریت کے مناسب حال ہے اور چونکہ آپکا یہی مذہب ہے کہ وحی کی حقیقت ملکہ فطرت سے زیادہ نہیں تو وُہی اعتراض جس کا ابھی مَیں نے ذکر کیا ہے وارد ہوگا۔ ہر ایک اہل حال جو وحی کی حقیقت کو بطور واردات کے جانتا ہے وہ آپکی اِس قیاسی بات پر ہنسے گا جو وحی صرف ملکہ فطرت ہے اگرچہ اسقدر تو سچ ہے کہ وحی الٰہی کے انوار قبول کرنے کے لئے فطرتِ قابلہ شرط ہے جس میں وہ انوار منعکس ہو سکیں جو خدائے تعالیٰ کسی وقت اپنے خاص ارادہ سے نازل کرے مگر یہ سراسر جھوٹ ہے کہ وہ انوار انسانی فطرت میں ہی جمع ہیں اور مبدء فیض سے اُس کے ارادہ کے ساتھ کچھ نازل نہیں ہوتا جو اپنے اندر خدائی طاقتوں کی رنگ و بُو رکھتا ہو۔ عزیز سیّد جن خیالات کی آپ اِس مسئلہ میں پیروی کرتے ہیں وہ درحقیقت اسلام کی تعلیم

ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدّت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں اِسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدّث نبی بالقوّہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوّت مسدود نہ ہوتا تو ہر یک محدّث اپنے وجود میں قوّت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی قوّت اور استعداد کے لحاظ سے محدّث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنے کہہ سکتے ہیں کہ المحدّث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں کہ العنب خمر نظرًا علی القوۃ والاستعداد ومثل ھذا الحمل شایع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علٰی ذالک کما لا یخفی علٰی کلّ ذکیّ عالم مطلع علٰی کتب الادب والکلام والتصوّف اور اسی حمل کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلّشانہ نے اِس قراءت کو جو

حاشیہ ۱ در حاشیہ ۴

نہیں ہے بلکہ اُن کور باطن فلسفیوں کی رائیں ہیں جو حضرت باری تعالٰی عزّ اسمہٗ کو مدبّر بالارادہ نہیں سمجھتے بلکہ آفتاب اور ماہتاب کی طرح بعض اُمور کے صدور کے لئے علّت موجبہ خیال کرتے ہیں جب آپ خدائے تعالٰی کو مدبّر بالارادہ اور اپنی مرضی کے ساتھ منزّل وحی یقین کریں گے اور وحی کو ایسی چیز سمجھیں گے جو اُسی سے نکلتی ہے اور اسی کے اُتارنے سے الٰہی قوّت کے ساتھ دلوں پر اُترتی ہے تو اس صورت میں آپ اس کو ملکہ فطرت نہیں کہہ سکتے اور نہ اس کا نام فطرتی قوت رکھ سکتے ہیں بلکہ ایک نُور اللہ قرار دیں گے جو خدائے تعالٰی کے ہاتھ سے اور اُس کے ارادہ سے اُسی وقت اُترتا ہے جب وہ چاہتا ہے۔ ہاں وہ نور جو اُترتا ہے وہ فطرت قابلہ پر ہی اپنی روشنی ڈالتا ہے اور اپنا آثار اُس کو جتلا دیتا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ہم اس طرح پر وحی کو مان نہیں سکتے کیونکہ وہ عقل انسانی کے مافوق ہے۔ سو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل انسانی اگر ایک ثابت شدہ صداقت کو اپنے فہم اور ادراک سے

وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ ولا نبیٍّ ولا محدّث سے مختصر کر کے قراءت ثانی میں صرف یہ الفاظ کافی قرار دیئے کہ وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ ولا نبیٍّ ط۔

اور اس سوال کا جواب کہ جس شخص کو شرف مکالمہ الٰہیّہ کا نصیب ہو وہ کب اور کن حالات میں افاضہ کلام الٰہی کا زیادہ تر مستحق ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ اکثر شدائد اور مصائب کے نزول کے وقت اولیاء اللہ پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے تا اُنکی تسلّی اور تقویت کا موجب ہو جب وہ نزولِ آفات اور حوادث فوق الطاقت سے نہایت شکستہ اور دردمند اور کوفتہ ہو جاتے ہیں اور حزن اور قلق انتہا کو پہنچ جاتا ہے تب خدا تعالیٰ کی صفت کلام اُن کے دل پر متجلّی ہوتی ہے اور کلماتِ طیبہ الٰہیّہ سے اُن کو سکینت اور تشفّی بخشی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملہم کی انکساری حالت الہامی آگ کے افروختہ

ہو اور سمجھے تو وہ صداقت صرف اس وجہ سے رد کرنے کے لائق نہیں ٹھہرے گی کہ عقل اسکی حقیقت تک نہیں پہنچتی۔ دنیا میں بہتیرے ایسے خواص نباتات و جمادات و حیوانات میں پائے جاتے ہیں کہ وہ تجارب صحیحہ کے ذریعہ سے ثابت ہیں مگر عقل انسان کے مافوق ہیں۔ یعنی عقل اُنکی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتی اور اُنکی حقیقت بتلا نہیں سکتی۔ پس ایسا ہی وہ وحی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی اور پاک دِلوں تک وہ علوم پہنچاتی ہے جو بشری طاقتوں سے بلند تر ہیں پھر جبکہ یہ حال ہے کہ عقل بجائے خود کوئی چیز نہیں بلکہ ثابت شدہ صداقتوں کے ذریعہ سے قدر و منزلت پیدا کرتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وحی سماوی ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو اپنے اندر اعجازی قوّت رکھتی ہے۔ اور علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے اور ہم اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ پھر آزمائش کے لئے متوجہ نہ ہونا کیا اُن لوگوں کا شیوہ ہو سکتا ہے جو حقیقی صداقتوں کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔

نہیں تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنے کرو جو ہو سکتے ہیں۔ واقعاتِ موجودہ کو نظر انداز مت کرو تا تمہیں کُھل جائے کہ یہ عام ضلالت وہی سخت دجالیت ہے جس سے ہر یک نبی ڈراتا آیا ہے جسکی بنیاد اِس دُنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کیلئے ضرور تھا کہ مجدّدِ وقت مسیح کے نام پر آوے کیونکہ بنیادِ فساد مسیح کی ہی اُمّت ہے اور میرے پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دُنیا میں پھیل گئی حضرت عیسٰی کو اسکی خبر دی گئی۔ تب اُن کی رُوح رُوحانی نزول کیلئے حرکت میں آئی اور اُس نے جوش میں آکر اور اپنی اُمّت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پاکر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہہ چاہا جو اُس کا ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وُہی ہو۔ سو اُس کو خدائے تعالیٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہہ عطا کی اور اُس میں مسیح کی ہمّت اور سیرت

حاشیہ

پرہیز مجاہدات سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈھتے ہیں ظاہر ہو جاتا ہے۔ غرض جو بات مومنوں کی سمجھ سے برتر ہے اُس کے دریافت کرنے کی یہ راہ نہیں ہے کہ وہ فرقہ ضالہ فلاسفروں کے دستِ نگر ہو کر گم گشتہ سے راہ پوچھیں بلکہ اُن کے لئے صدق اور صبر سے عرفان کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے جس مرتبہ پر پہنچ کر تمام عقدے اُن کے حل ہو جاتے ہیں۔

حاشیہ

اِس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اُسکو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اِس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی رُوحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اِس لڑائی میں بھی دشمن ذلّت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائیگا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کیلئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے

جگہ دیتا ہے۔ اور میرے فضل سے نومید مت ہو۔ یوسف کو دیکھ اور اُس کے اقبال کو۔ فتح کا وقت آرہا ہے اور فتح قریب ہے۔ مخالف یعنے جن کے لئے توبہ مقدر ہے اپنی سجدہ گاہوں میں گرینگے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخش دیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ایک اپنا خلیفہ زمین پر مقرر کروں تو میں نے آدم کو پیدا کیا جو نجی الاسرار ہے ہم نے ایسے دن اُس کو پیدا کیا جو وعدہ کا دن تھا۔ یعنے جو پہلے سے پاک نبیؐ کے واسطہ سے ظاہر کر دیا گیا تھا کہ وہ فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا اور جسوقت پیدا ہوگا فلاں قوم دنیا میں اپنی سلطنت اور طاقت میں غالب ہوگی اور فلاں قسم کی مخلوق پرستی رُوئے زمین پر پھیلی ہوئی ہوگی۔ اُسی زمانہ میں وہ موعود پیدا ہوا اور وہ

حاشیہ

بنیاد فساد اور زمین میں دجالیت کی نجاست پھیلانے والے تھے اور اصلیت سے بگڑ کر دجال اکبر بن گئے تھے۔ اور چونکہ اُس اُترنے والے کیلئے یہ موقعہ نہ ملا کہ وہ کچھ روشنی زمین والوں سے حاصل کرتا یا کسی کی بیعت یا شاگردی سے فیضیاب ہوتا بلکہ اُس نے جو کچھ پایا آسمان کے خدا سے پایا۔ اسی وجہ سے اُسکے حق میں نبی معصوم کی پیشگوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان سے اُتریگا یعنے آسمان سے پائیگا زمین سے کچھ نہیں پائے گا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے نام پر اس عاجز کے آنے کا بھید یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنے اُن کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری اُمت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔ تب وہ اپنی قوم کی خرابی کو کمال فساد پر دیکھ کر نزول کے لئے بیقرار ہوا اور اُس کی رُوح سخت جنبش میں آئی اور اُس نے زمین پر اپنی ارادات کا ایک مظہر چاہا۔ تب خدا تعالیٰ نے اُس وعدہ کے موافق جو کیا گیا تھا مسیح کی روحانیت اور اُسکے جوش کو ایک جوہر قابل میں نازل کیا۔ سو ان معنوں کرکے وہ آسمان سے اُترا اُسی کے موافق جو ایک

سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا اسلئے مکتوب الیہ نے بتمامتر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاہم اُس ہبہ پر راضی ہوکر اُس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مُدّت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جنابِ الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے اِستخارہ کیا گیا وُہ اِستخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اِس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اُس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اِس شخص کی دُختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور اُنکو کہدے کہ تمام سلوک اور مروّت تم سے اِسی شرط سے کیا جائیگا! اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور اُن تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصّہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اِس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس کسی دُوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وُہ روزِ نکاح سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اُس دُختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا۔ ※ اور اُنکے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی اور درمیانی زمانہ میں بھی اُس دُختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر اُن دِنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہُوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دُختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دُور کرنے کے بعد انجام کار اِسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بیدینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اِس بارے میں یہ ہے۔ کذّبوا بآیاتنا وکانوا بہا یستہزؤن فسیکفیکہم اللّٰہ و یردّہا الیک لا تبدیل لکلمات

※ تین سال تک فوت ہونا روزِ نکاح کے حساب سے ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ کوئی واقعہ اور حادثہ اس سے پہلے نہ آوے بلکہ بعض مکاشفات کے رُو سے مکتوب الیہ کا زمانہ حوادث جن کا انجام معلوم نہیں نزدیک پایا جاتا ہے۔ واللّٰہ اعلم۔ منہ

※ والد اُس عورت کا نکاح سے چھ مہینے مطابق پیشگوئی فوت ہو گیا یعنی نکاح ۷؍ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہُوا۔ اور وہ ۳۰؍ ستمبر ۱۸۹۲ء کو بمقام ہوشیارپور گذر گیا۔ منہ

ان ربك فعّال لما یرید۔ انت معی وانا معك عسٰی ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا۔ یعنے اُنہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ اُن سب کے تدارک کے لئے جو اِس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اُسکی اِس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائیگا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملیگا جس میں تیری تعریف کی جائیگی یعنے گو اوّل میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں مُنہ پر لاتے ہیں لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہونگے اور سچائی کے کُھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

اِسجگہ ایک اور اعتراض نورافشاں کا رفع دفع کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ الہام خدائے تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اُسپر اعتماد کُلّی تھا تو پھر پوشیدہ کیوں رکھا اور کیوں اپنے خط میں پوشیدہ رکھنے کیلئے تاکید کی*۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خانگی معاملہ تھا اور جن کیلئے یہ نشان تھا اُنکو تو پہنچا دیا گیا تھا اور یقین تھا کہ والد اُس دُختر کا ایسی شاعت سے رنجیدہ ہوگا۔ اِسلئے ہم نے دل شکنی اور رنجدہی سے گریز کی۔ بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ درحالتِ ردّ و انکار وہ بھی اِس امر کو شائع کریں۔ اور گو ہم شائع کرنے کیلئے مامور تھے مگر ہم نے مصلحتًا دُوسرے وقت کی انتظار کی۔ یہانتک کہ اس لڑکی کے ماموں مرزا نظام الدین نے جو مرزا امام الدین کا حقیقی بھائی ہے شدّتِ غیظ و غضب میں آکر اس مضمون کو آپ ہی

* یہ الہام جو شرطی طور پر مکتوب الیہ کی موت فوت پر دلالت کرتا تھا ہم کو بالطبع اسکی اشاعت سے کراہت تھی بلکہ ہمارا دل یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اِس مکتوب الیہ کو مطلع کریں مگر اُسکے کمال اصرار سے جو اُس نے زبانی اور کئی انکساری خطوں کے بھیجنے سے ظاہر کیا۔ ہم نے سراسر سچی خیرخواہی اور نیک نیّتی سے اُسپر یہ امر سربستہ ظاہر کر دیا پھر اُس نے اور اسکے عزیز مرزا نظام الدین نے اِس الہام کے مضمون کی آپ شہرت دی۔ منہ

شایع کر دیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہونگے۔ اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بیجا افترا کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہو گیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیشگوئی کی تھی یعنے یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونیوالا ہے۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھدار آدمی کیلئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ کی ہے کہ جبکہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جبکہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنے اس زمانہ میں جبکہ اس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اسپر نفسانی افترا کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(خاکسار **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب) ۱۰ ؍ جولائی ۱۸۸۸ء

کیا گیا ہے یعنے یہ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔ اب آپ اگر کچھ بھی اللہ جلّشانہٗ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کیلئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اُسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مُفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ خود مدعی صادق کیلئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم[1] اور فرماتا ہے فلا یظہر علٰی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول[2] رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدّث داخل ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کیلئے ایک مسلمان کیلئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی اور خدا تعالیٰ نے اُس کو سچی کرکے دکھلا دیا اور اگر آپکے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مُفتری ہو اور سراسر دروغگوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدّدِ وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دیگا اور کسی دوسرے سے نکاح کردے گا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائے گا اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو براہ خدا اس کی نظیر پیش کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور ٹھٹھے سے پوچھے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب[3] سوچکر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اسکی

۱؎ مومن: ۲۹ ۲؎ الجن: ۲۸ ۳؎ مومن: ۲۹

وقت تک مرجائیگا۔ مگر میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ اوّل نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔ اب آپ ایمانا کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی سچے ہوجانے کی حالت میں انسان کا فعل ہوسکتی ہے۔ پھر اگر اس پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ سے متعلق ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہوگئی آپکا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دیدیں کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہوگئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کرونگا اور دعوے میں سچا سمجھونگا اور ساتھ اس کے خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کردیں کہ ایک تو ان میں سے پوری ہوگئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہوجانے کا آپکے دل میں زیادہ اثر نہ ہو تو اس قدر تو ضرور چاہیئے کہ جبتک اخیر ظاہر نہ ہو کف لسان اختیار کریں جب ایک پیشگوئی پوری ہوگئی تو اسکی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہیئے۔ آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنوں کے انتظار میں ہیں اور خدا تعالیٰ میرے دعویٰ کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو میرا آپ پر زور ہی کیا ہے لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوائل ایام انکار میں بباعث کسی اشتباہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے لیکن نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہیں

ہو۔ پس ایسا ہی ہوگیا۔ اِس تقریر میں اس وہم کا بھی جواب ہے کہ نزول کیلئے مسیح کو کیوں مخصوص کیا گیا یہ کیوں نہ کہا گیا کہ موسیٰ نازل ہوگا، یا ابراہیم نازل ہوگا، یا داؤد نازل ہوگا۔ کیونکہ اسجگہ صاف طور پر کُھل گیا کہ موجودہ فتنوں کے لحاظ سے مسیح کا نازل ہونا ہی ضروری تھا کیونکہ مسیح کی ہی قوم بگڑی تھی اور مسیح کی قوم میں ہی دجّالیت پھیلی تھی اسلئے مسیح کی رُوحانیت کو ہی جوش آنا لائق تھا۔ یہ وہ دقیق معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کُھلی ہے اور یہ بھی کُھلا کہ یُوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ کے گذرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبۂ توحید کا زمانہ ہوگا۔ پھر دُنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کریگا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کریگی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دُنیا میں پھیلیں گے۔ تب پھر مسیح کی رُوحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب ایک قہری شبیہ میں اسکا نزول ہوکر اُس زمانہ کا خاتمہ ہو جائیگا تب آخر ہوگا اور دُنیا کی صف لپیٹ دیجائیگی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی اُمّت کی نالائق کرتوتوں کیوجہ سے مسیح کی رُوحانیت کیلئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دُنیا میں نازل ہو۔

تیسرا قوس

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہوکر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اُس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اُس کا خُلق میرا ہی خُلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول رُوحانیت کیطرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں۔ صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر اُنکا نام محمد یا احمد تھا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت مرحومہ اُن فسادوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہی ہے جو حضرت عیسیٰ کی اُمّت کو پیش آئے اور آجتک ہزارہا صلحاء اور اتقیاء اس اُمّت میں موجود ہیں کہ جو قبلہ دُنیا کی طرف پُشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں پنجوقت توحید کی اذان کی مساجد میں ایسی گونج پڑتی ہے کہ آسمان تک محمدی توحید کی شعاعیں پہنچتی ہیں۔ پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی رُوح میں عیسائیوں کے دلآزار وعظوں اور نعرتی کاملا اور مشرکانہ تعلیموں اور نبوّت میں بیجا دخل اور خدائے تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا۔ اِس زمانہ میں یہ جوش حضرت موسیٰ کی رُوح کو بھی اپنی اُمّت کے لئے نہیں آسکتا تھا کیونکہ وہ تو نابود ہوگئی۔

ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم فھم لا ینظرون الی الحق ولا یقصدونہ و لا یبجلون و یحتقرون الذی ارسلہ اللّٰہ الیٰ عبادہ و یقولون قد انبأنا اللّٰہ انہ کافر کذّاب ۔ ویصرّون علیٰ قولھم وھم یکذبون ۔ و یقولون اِن البرکات کلّھا منوطۃ بالبیعۃ ۔ وما لھذا الرجل شرف بیعۃ شیخ من المشائخ ۔ وما بیعتھم الّا کصفقۃ المغبون ۔ واِنّ قولھم الّا کذبٌ نحتتہ الصوّاغون ۔ یا حسرۃً علیھم الا یعلمون ۔ اَنّ المسیح ینزل من السماء بجمیع علومہ ۔ ولا یاخذ شیئًا من الارض مالھم لا یشعرون ۔ الا یعلمون انّ الذین یُرسلون من لدن ربّھم لا یحتاجون الیٰ بیعۃ احد ۔ وھم من ربّھم یتعلّمون ۔ وکل علم منہ یاخذون ۔ بہ یبصرون و بہ یسمعون و بہ ینطقون ۔ لیکن

ترجمہ ۔ ومیخواہم درختان پژمردہ اسلام را آبیاری کنم وشما با من ستیزید ۔ نمی بینید کہ اسلام غریب گردیدہ و بر سرش رسیدہ آنچہ نہ گوشے شنیدہ و نہ چشم دیدہ ۔ و نہ گویندہ گوئیدہ ۔ در شگفت ام کہ ازیں حالت ہا زلزلہ شما را نمی گیرد و المے نمی رسد ۔ وغیرت و اشتعال پنجہ بر دامن شما نزند ۔ مرد خوانم شما را یا مخنّث می باشید ۔ آگاہ می باشید کہ فتنہ ہا عظیم شدہ و تاریکیہا عام گردیدہ ۔ و زمین آنچہ در باطنش مدفون بود بروں انداختہ وخود را پرداختہ و بدعات بیضہ ہا گزاشتہ ۔ وتعلیمات قرآن رخت از عالم برداشتہ ۔ جان ہا بہ پستی گرائیدہ و مائل بدنیا شدہ و در زیر چادر گمرہی سر در کشیدہ ۔ و در سوراخ خواہشہائے بد فرو خزیدہ ۔ و ہر قوم راہ حق گزاشتہ و راہِ کج را

ومنح بی من النعم الظاهرۃ والباطنة وجعلنی من المجذوبین۔ وکنت شابًا وقد شختُ وما استفتحت بابًا الا فتحت۔ وما سألت من نعمة الا اعطیت وما استکشفت من امرٍ الا کشفتُ۔ وما ابتهلت فی دعاءٍ الا اجیبتُ۔ وکل ذالک من حبّی بالقرآن وحبّ سیّدی وامامی سیّد المرسلین۔ اللّٰھم صلّ وسلّم علیه بعدد نجوم السمٰوٰت وذرّات الارضین۔ ومن اجل هذا الحبّ الذی کان فی فطرتی کان اللّٰه معی من اوّل امری حین ولدت وحین کنت ضریعًا عند ظئری وحین کنت اقرءُ فی المتعلمین۔ وقد حبب الیّ منذ دنوت العشرین ان انصر الدین۔ واجادل البراهمة والقسیسین۔ وقد الفت فی هذه المناظرات مصنفات عدیدة۔ ومؤلفات مفیدة منها کتابی **البراهین**۔ کتاب نادر ما نسج علی منواله فی ایام خالیة فلیقرء من کان من امرتا بین۔ قد سللت فیه صوارم الحجج القطعیة علی اقوال الملحدین۔ ورمیت بشهبها الشیاطین المبطلین۔ قد خفض هام کل معاند بذالک السیف المسلول۔ وتبیّنت فضیحتهم بین ارباب المنقول والمعقول۔ وبین المصنفین۔ فیه دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطیبة الصحیحة والکشوف الجلیلة ومواردها۔ ومن کل ما یجلّی دُرر معارف الدین المتین ولی کتب اخری تتشابه فی الکمال۔ منها الکحل والتوضیح والازالة وفتح الاسلام وکتاب آخر سبق کلها الفتنه فی هذه الایام اسمه دافع الوساوس هو نافع جدًا للذین یریدون ان یروا حسن الاسلام ویکفون افواه المخالفین۔ تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها ویقبلنی ویصدق

دعوتی۔ الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون۔ ولما
بلغت اشد عمری و بلغت اربعین سنۃ جاءتنی نسیم الوحی بریّا عنایات
ربّی لیزید معرفتی و یقینی و یرتفع حجبی واکون من المستیقنین فاوّل ما
فتح علیّ بابہ ھو الرؤیا الصالحۃ فکنت لا اری رؤیا الا جاءت مثل فلق
الصبح و انی رایت فی تلک الایام رؤیا صالحۃ صادقۃ قریبًا من الفین او
اکثر من ذالک۔ منھا محفوظۃ فی حافظتی وکثیر منھا نسیتھا۔ ولعل
اللہ یذکرھا فی وقت اٰخر ونحن من الآملین۔ ورایت فی غلواء شبابی
وعند دواعی التصابی کانی دخلت فی مکان وفیہ حفدتی وخدمی فقلت
طھّروا فراشی فان وقتی قد جاء ثم استیقظتُ و خشیت علی نفسی
وذھب وھلی الی اننی من المائتین۔ ورایت ذات لیلۃ و انا غلام
حدیث السن کانی فی بیت لطیف نظیف یذکر فیھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت ایھا الناس این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشاروا
الی حجرۃٍ فدخلتُ مع الداخلین۔ فبشّ بی حین وافیتہ۔ وحیانی باحسن
ما حییتُہ وما انسی حسنہ وجمالہ وملاحتہ وتحننہ الی یومی ھذا۔ شغفنی
حبًّا وجذبنی بوجہ حسین قال ما ھذا بیمینک یا احمد فنظرت فاذا
کتاب بیدی الیمنی وخطر بقلبی انہ من مصنفاتی قلتُ یا رسول اللہ
کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرۃ اخری
وانا کالمتحیّرین۔ فوجدتہ یشابہ کتابًا کان فی دار کتبی و اسمہ
قطبی قلتُ یا رسول اللہ اسمہ قطبی قال ارنی کتابک القطبی فلما

ومودة الاقارب وحقوق الوصلة وتجدنی ناصر نوائبك وحامل اثقالك فلا تضيع وتتلك فی الاباء ولا تستنكر حبك ولا تكونن من الممترين۔ وها انا كتبت مكتوبی هذا من امر ربی لاعلن امری فاحفظ مکتوبی هذا فی صندوقك فانه من صدوق امين والله يعلم اننی فيه صادق و كل ما وعدت فهو من الله تعالیٰ وما قلت اذ قلت ولكن انطقنی الله تعالیٰ بالهامه۔ وكانت هذه وصية من ربی فقضيتها ما كان لی حاجة اليك و الیٰ بنتك وما ضيق الله علیّ والنساء سواها كثيرة والله يتولی الصالحين۔ فلا تنظر الیٰ مكتوبی بعين الارتياب۔ فانه كتبته بامحاض النصح والتزام الصدق والصواب۔ ودع الجدال وانتظر الآجال۔ فان مضی الاجل وما حصحص الصدق فاجعل حبلاً فی جيدی وسلاسل فی ارجلی وعذبنی بعذاب لم يعذب به احد من العالمين۔ كنتم قد طلبتم آية من ربی فهذه آية لكم انه ياخذ المنكرين من مكان قريب ويختار ما كان اقرب التعذيبات فی حقهم وادنی من افهامهم واشد اثراً فی اعراضهم۔ و اجسامهم ليری المحتالين ضعفهم ويكسر كبر الضائمين۔ هذا ما كتبتُ الی احمد بيک فی سنة ۱۳۰۴ فاعرض وابی و سكت و بكت وعاف وُصلتی وصلتی وضاق ذرعًا من نميقتی وكان من المعادين۔ ومعه عادانی قومه وعشيرته الذين كانوا اقربين۔ وكانوا يعافون ان يزوّجوا بناتهم اقارب مثلی او يزوّجوا امرءً تحته امرأة اخری وكانت بنته هذه المخطوبة جارية حديثة السن عذراء وكنت حينئذ حاوزت الخمسين۔ وكان جذوة

والبراهين۔ طوبی لمن حصلها وعرفها وقرءها بامعان النظر فلا يجد
مثلها من مُعين۔ ومن اراد حل غوامض التنزيل۔ واستعلام اسرار
كتاب الرب الجليل۔ فعليه بالاشتغال بهذه الكتب وبالعكوف عليها
فانها كافلة بما يبغيه الطالب الذهين۔ يُصبي القلوب اريج ريحانها
والثمرات مستكثرة فى اغصانها۔ ولا شك انها جنّة قطوفها دانية
لا يسمع فيها لاغية۔ نزل للطيبين۔ منها فصل الخطاب لقضايا
اهل الكتاب۔ ومنها تصديق البراهين۔ تناسق فيها جزيل المعانى
مع متانة الالفاظ ولطافة المعانى حتى صارت اسوة حسنة للمولفين۔
ويتمنى المتكلمون ان ينسجوا على منوالها وترنمت بالثناء عليها السنة
النحريرين۔ جواهرها تفوق جواهر النحور۔ ودررها فاقت درر البحور۔
وانها احسم دليل على كمالاته۔ واقطع برهان على ربانيته۔ وستعلمون
نبأها بعد حين

قد شمر المؤلف الفاضل فيها لتفسير نكات القرآن عن ساق الجد
والعناية۔ واعتنى فى تحقيقه باتفاق الرواية والدراية فواهًا لهممه
العالية۔ وافكاره الوقادة المرضية۔ فهو فخر المسلمين۔ وله ملكة عجيبة فى
استخراج دقائق القرآن۔ وبث كنوز حقائق الفرقان۔ ولا شك انه يتنور
من انوار مشكوٰة النبوّة۔ ويأخذ نورًا من نور النبى (صلى الله عليه وسلم)
بمناسبة شان الفتوة۔ وطهارة الطين۔ وامره عجيب۔ وفنه غريب۔
تتفجر انهار انوار الاسرار بلمحة من لمحاته۔ وتتدفق مناهل الافكار۔

حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانیوالا تھا۔ یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وُہ طوائف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا۔ یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ جس قدر اُن پر بدگمانی ہے اسکی وجہ انکی دروغگوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اُسکی فطرت اُن پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اُس پلید کا مادہ اور خمیرہ ہے۔ سو حضرت بٹالوی صاحب یاد رکھیں کہ جسقدر آپ اِس عاجز کی نسبت بباعث اپنی نادانی کے دروغگوئی کے الزام لگاتے ہیں وہ اِسی قسم کے اعتراض ہیں جو پہلے اِس سے نابکار لوگوں نے انبیاء علیہم السلام پر کئے ہیں مگر آپ پر تکبر اور غرور اور خود پسندی کا اعتراض ہے جو اسی معلم الملکوت کا خاصہ ہے جو آپکا قرین دائمی ہے۔ اگر کوئی کذب حقیقت میں ہم سے ظہور میں آیا ہے تو ہم اُسکی سزا پائینگے۔ اور اگر خلیل اللہ کے کلمات کی طرح ہمارا کوئی کلمہ کسی نادان کی نظر میں بصورت دروغ معلوم ہو تو یہ اُسکی نادانی ہوگی جو ایکدن ضرور اسکو رُسوا کریگی۔ خداتعالیٰ ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے جو ابلیس کی چادر پہنکر اپنی نفسانی پندار سے۔ ہمچو من دیگرے نیست کہتے پھریں اور اپنی کور باطنی سے دُوسروں کی نکتہ چینی کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رُسوا کرتی ہے۔ خداتعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اسکے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خداتعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔ جب اُسنے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُسکی نکتہ چینی کی اسلئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اسکی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہُوا تکبر ہی تھا۔ اب مَیں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بدکار مفتری کو بے سزا نہیں چھوڑیگا کہ خداتعالیٰ نے جیسے مجھے مسیح ابن مریم قرار دیا ایسا ہی آدم بھی قرار دیا اور فرمایا کہ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ یعنے مَیں نے ارادہ کیا کہ دُنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو مَیں نے آدم کو پیدا کیا یعنے اس عاجز کو۔ سو جبکہ مَیں آدم ٹھہرا تو میرے لئے ایک نکتہ چین بھی چاہیئے تھا۔ جو اوّل لوگوں کی نظر میں ملکوت میں داخل ہو اور پھر الی یوم الدین کا جامہ پہنے۔ سو اب معلوم ہُوا کہ وہ آپ ہی ہیں۔ اور پھر مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ فقرہ جو مَیں اُوپر لکھ آیا ہوں یہ اللہ جلشانہ کا کلام ہے۔ اور اگر یہ اللہ جلشانہ کا کلام نہیں تو مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ ایک رات بھی مجھ کو مہلت نہ دے اور میرے پر وُہ سزا نازل کرے جو کسی پر نہ کی ہو۔ اے میرے خدا۔ اے میرے ہادی۔ رہنما۔ اگر یہ تیرا کلام نہیں۔ اگر تو نے ہی مجھے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر تو نے ہی میرا نام عیسٰی نہیں رکھا اور تو نے ہی میرا نام آدم نہیں رکھا تو مجھے

کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس
بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو اُنکی قضا و قدر کی نسبت بعض
پیشگوئیاں شائع کی جائیں سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا
اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ
اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کردو۔
میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلشانہ
کی طرف سے یہ الہام ہُوا:-

عجل جسد له خوار۔ له نصب و عذاب۔

یعنے یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جسکے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے
اور اُس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور
عذاب مقدر ہے جو ضرور اُس کو مل رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو
۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے
توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری
۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں
یعنے اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب مَیں اُس
پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مُسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور
دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ

ہیں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب٭ نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اسکی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ باایں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے۔ عربی سے ذرہ مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کیلئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا۔ اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کیلئے بھی نشان ہے۔ کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور انکے دل نرم ہوتے۔ اب میں اسی خدا عزّوجلّ کے نام پر ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا۔

والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد المصطفیٰ افضل الرسل وخیر الوریٰ سیدنا وسید کل ما فی الارض والسما۔

خاکسار مرزا **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپورہ

(۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

٭ اب آریوں کو چاہیئے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔ منہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ محمد واٰل محمد افضل الرسل وخاتم النبیین

اشتہار

کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں منجانب اللہ اور سچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر یک عیب اور نقص سے بری سمجھ کر اس کی تمام پاک اور کامل صفتوں پر دلی یقین سے ایمان لاتا ہے وہ فقط **اسلام** ہے جس میں سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور صداقت کی روشنی دن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے تمام مذاہب ایسے بدیہی البطلان ہیں کہ نہ ان کی تحقیقات نہ ان کے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ ان پر چلنے سے ایک ذرہ روحانی برکت و دولت الٰہی مل سکتی ہے بلکہ ان کی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا کور باطن اور سیہ دل ہو جاتا ہے جس کی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے (۱) **اول** تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے (۲) **دوم** ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے از بس ضروری ہیں۔ اس امر دوم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تین قسم کے نشان ثابت کر کے دکھلائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جن کو مؤلف یعنی خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے مخصوص و ممتاز کر کے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہیں جن کو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر یک عام و خاص پر کھول دیا ہے اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہیں رکھا۔ سوم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتے ہیں جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ بدیہی ثبوت دکھلایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوئے ہیں اور جن کی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریوں وغیرہ سے) بشہادت رؤیت گواہ ہیں کتاب موصوف میں درج کئے ہیں اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ **مجدد** وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت اور مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے یہ سب ثبوت کتاب **براہین احمدیہ** کے پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ولا فخر والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ اور اگر اس **اشتہار** کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے روبرو اس کو جواب دینا پڑے گا۔ بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کامل و مقدس کلام **قرآن شریف** پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم **گورنمنٹ** نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فنسئل اللّٰہ تعالیٰ خیرھم فی الدنیا والآخرۃ اللّٰھم اھدھم وایدھم بروح منک واجعل لھم حظا کثیرا فی دینک واجذبھم بحولک وقوتک لیؤمنوا بکتابک ورسولک ویدخلوا فی دین اللّٰہ افواجا۔ آمین ثم آمین والحمد للّٰہ رب العالمین۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

(بیس ہزار اشتہار چھاپے گئے)

81

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۶

برکات الدعاء ۔ حجۃ الاسلام ۔ سچائی کا اظہار
جنگ مقدس ۔ شہادۃ القرآن

جنگ مُقدّس

یعنے

تحقیق حق کیواسطے اہلِ اسلام اور عیسائیان امرتسر میں بمقام امرت سر

مباحثہ

۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہوکر ۵ جون ۱۸۹۳ء کو

ختم ہوا

اہلِ اسلام کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی بحث کیلئے قادیان سے امرتسر تشریف لائے۔ اور عیسائی صاحبان کیطرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب پنشنر انتخاب ہوکر جلسہ مباحثہ میں پیش ہوئے۔ راقم کو مصدقہ تحریریں چھاپکر مشتہر کرنے کی جلسہ بحث میں ہر دو جانب سے اجازت دی گئی۔

جو

حرف بحرف مطابق روزانہ مصدقہ بحث ہر دو جانب چھپکر شائع ہوا کی اور وہ سب کاپیاں فروخت ہوگئیں۔ اب بار دوم اُسی حیثیت سے شائقین کیلئے چھاپی گئیں۔

راقم

شیخ نور احمدؐ مالک و مہتمم ریاض ہند پریس امرتسر (پنجاب)

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

سوال الوہیت مسیحؑ پر

۲۲ مئی ۱۸۹۳ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد واضح ہو کہ بموجب شرائط قرار دادہ پرچہ علیحدہ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۹۳ء پہلا سوال ہماری طرف سے تجویز ہوا تھا کہ ہم الوہیت حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں مسٹر عبداللہ آتھم صاحب سے سوال کریں گے۔ چنانچہ مطابق اسی شرط کے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ اس بحث میں یہ نہایت ضروری ہوگا کہ جو ہماری طرف سے کوئی سوال ہو۔ یا ڈپٹی عبداللہ آتھم کی طرف سے کوئی جواب ہو وہ اپنی طرف سے نہ ہو بلکہ اپنی اپنی الہامی کتاب کے حوالہ سے ہو جس کو فریق ثانی حجت سمجھتا ہو۔ اور ایسا ہی ہر ایک دلیل اور ہر ایک دعویٰ جو پیش کیا جاوے وہ بھی اسی التزام سے ہو۔ غرض کوئی فریق اپنی اس کتاب کے بیان سے باہر نہ جائے جس کا بیان بطور حجت ہو سکتا ہے۔

بعد اسکے واضح ہو کہ حضرت **مسیح** علیہ السلام کی الوہیت کے بارہ میں قرآن کریم میں بغرض رد کرنے خیالات اُن صاحبوں کے جو حضرت موصوف کی نسبت **خدا یا ابن اللہ** کا اعتقاد رکھتے ہیں یہ آیات موجود ہیں۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔[1] (سیپارہ ۶ رکوع ۱۴)

یعنی مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ اور یہ کلمہ کہ اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ یہ قیاس استقرائی کے طور پر ایک استدلال لطیف ہے کیونکہ قیاسات کے جمیع اقسام میں سے استقراء کا مرتبہ وہ اعلیٰ شان کا

[1] المائدۃ : ۷۶

تباہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک بڑے درخت کی طرح ہو جائیگا اور پھیل جائیگا اور اسمیں بادشاہ ہو نگے اور جیسا کہ کزرع اخرج شطأہ[1] ۲۶/۱۲ میں اشارہ ہے اور پھر فصاحت بلاغت کے بارہ میں فرمایا بلسان عربی مبین[2] ۱۹/۱۵ اور پھر اسکی نظیر مانگی اور کہا کہ اگر تم کچھ کر سکتے ہو اسکی نظیر دو۔ پس عربی مبین کے لفظ سے فصاحت بلاغت کے سوا اور کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ خاصکر جب ایک شخص کہے کہ میں یہ تقریر ایسی زبان میں کرتا ہوں کہ تم اُسکی نظیر پیش کرو۔ تو بجز اس کے کیا سمجھا جائیگا کہ وہ کمال بلاغت کا مدعی ہے۔ اور مبین کا لفظ بھی اسی کو چاہتا ہے۔ بالآخر چونکہ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب قرآن شریف کے معجزات سے عمداً منکر ہیں اور اُسکی پیشینگوئی سے بھی انکاری ہیں اور مجھ سے بھی اِسی مجلس میں تین بیمار پیش کر کے ٹھٹھا کیا گیا کہ اگر دینِ اِسلام سچا ہے اور تم فی الحقیقت ملہم ہو تو اِن تینوں کو اچھا کر کے دکھاؤ حالانکہ میرا یہ دعویٰ نہ تھا کہ میں قادر مطلق ہوں نہ قرآن شریف کے مطابق مواخذہ تھا۔ بلکہ یہ تو عیسائی صاحبوں کے ایمان کی نشانی ٹھہرائی گئی تھی کہ اگر وہ سچے ایماندار ہوں تو وہ ضرور لنگڑوں اور اندھوں اور بہروں کو اچھا کریں گے۔ مگر تاہم میں اس کے لئے دعا کرتا رہا اور

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ تُو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اُس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے

[1] الفتح ... [2] الشعراء: ۱۹۶

جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا اور اسکو سخت ذلّت پہنچیگی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچّے خدا کو مانتا ہے اُسکی اِس سے عزّت ظاہر ہوگی اور اُسوقت جب یہ پیشینگوئی ظہور میں آویگی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سُننے لگیں گے۔

اِسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے سو الحمد للہ و المنۃ کہ اگر یہ پیشینگوئی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔ اِنسان ظالم کی عادت ہوتی ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا اور باوجود سننے کے نہیں سنتا اور باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتا۔ اور جُرأت کرتا ہے اور شوخی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا ہے لیکن اَب مَیں جانتا ہوں کہ فیصلہ کا وقت آگیا۔ مَیں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اَور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کُھلی کہ اِس نشان کیلئے تھا۔ مَیں اِسوقت یہ اقرار کرتا ہوں

کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خداتعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو مَیں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ رُوسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسّہ ڈالدیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور مَیں اللہ جلّشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وُہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اُس کی باتیں نہ ٹلیں گی +

اَب ڈپٹی صاحب سے پُوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پُورا ہو گیا تو کیا یہ سب آپ کے منشاء کے موافق کامل پیشینگوئی اور خدا کی پیشینگوئی ٹھہریگی یا نہیں ٹھہریگی اور رسُول اللہ صلعم کے سچّے نبی ہونے کے بارہ میں جنکو اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالےٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہو۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سُولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔ لیکن اگر میں سچّا ہوں۔ تو انسان کو خدا مت بناؤ۔ توریت کو پڑھو کہ اس کی اوّل اور کھلی تعلیم کیا ہے اور تمام نبی کیا تعلیم دیتے آئے اور تمام دُنیا کس طرف جُھک گئی۔ اَب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اِس سے زیادہ نہ کہونگا۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدٰی +

دستخط بحروف انگریزی غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام	دستخط بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

تمام شد

(ٹائٹل پیج طبع بار ثانی)

الحمد للہ والمنّت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

علیٰ

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

بکلّی غافل نتھے بلکہ حق بات جو ایک بدیہی امر کی طرح ہی یہی ہو کہ آئمہ حدیث کا اگر لوگوں پر کچھ احسان ہے
تو صرف اسقدر کہ وُہ امور جو ابتداء سے تعامل کے سلسلہ میں ایک دُنیا اُنکو مانتی تھی اُنکی اسناد کے بارے
میں اُن لوگوں نے تحقیق اور تفتیش کی اور یہ دکھلادیا کہ اُس زمانہ کی موجود حالت میں جو کچھ اہل اسلام تسلیم
کر رہے ہیں یا عمل میں لا رہے ہیں یہ ایسے امور نہیں جو بطور بدعات اسلام میں اب مخلوط ہو گئے ہیں
بلکہ یہ وُہی گفتار و کردار ہے جو آنحضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی تھی۔

افسوس کہ اس صحیح اور واقعی امر کے سمجھنے میں غلط فہمی کر کے کوتہ اندیش لوگوں نے کسقدر بڑی
غلطی کھائی جسکی وجہ سے آجتک وہ حدیثوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اگرچہ یہ تو سچ ہے
کہ حدیثوں کا وُہ حصہ جو تعامل قولی و فعلی کے سلسلہ سے باہر ہے اور قرآن سے تصدیق یافتہ نہیں یقین کامل
کے مرتبہ پر مسلم نہیں ہو سکتا لیکن وہ دُوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑہا مخلوقات ابتداء
سے اُسپر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اُسکو ظنّی اور شکّی کیونکر کہا جائے۔ ایک دُنیا کا مسلسل
تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہی طور پر مشہور
ہو گیا اور اپنے اصل مبداء تک اُسکے آثار اور انوار نظر آگئے اسمیں تو ایک ذرّہ شک کی گنجائش نہیں
رہ سکتی اور بغیر اسکے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے مسلسل عملدرآمد کو اوّل درجہ کے یقینیات میں سے
یقین کرے پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اِس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اَور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد
راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اُس پر جرح کرنا
درحقیقت اُن لوگوں کا کام ہے جنکو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصّہ نہیں ملا۔

اب اِس تمہید کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ **مسیح موعود** کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی
ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جسکو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو و بس بلکہ یہ ثابت ہو گیا
ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر
اُسوقت روئے زمین پر مسلمان تھے اُسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر
وُہ اسکو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے اور **ائمہ حدیث** امام بخاری وغیرہ نے اس پیشگوئی کی نسبت

اگر کوئی امر اپنی کوشش سے نکالا ہے تو صرف یہی کہ جب اُس کو کروڑہا مسلمانوں میں مشہور اور زبان زد پایا تو اپنے قاعدہ کے موافق مسلمانوں کے اس قولی تعامل کے لئے روایتی سند کو تلاش کر کے پیدا کیا اور روایات صحیحہ مرفوعہ سے جنکا ایک ذخیرہ اُنکی کتابوں میں پایا جاتا ہے اسناد کو دکھایا۔ علاوہ اسکے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اگر نعوذ باللہ یہ افترا ہے تو اس افترا کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں اُنہوں نے اسپر اتفاق کر لیا اور کس مجبوری نے انکو افترا پر آمادہ کیا تھا۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری طرف ایسی حدیثیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں جنمیں یہ پیشگوئی کیگئی ہے کہ آخری زمانہ میں علماء اس اُمت کے یہودی صفت ہو جائینگے اور دیانت اور خدا ترسی اور اندرونی پاکیزگی اُن سے دُور ہو جائیگی اور اُس زمانہ میں صلیبی مذہب کا بہت غلبہ ہوگا اور صلیبی مذہب کی حکومت اور سلطنت تقریباً تمام دنیا میں پھیل جائیگی تو اور بھی ان احادیث کی صحت پر دلائل قاطعہ پیدا ہوتے ہیں کیونکہ کچھ شک نہیں کہ اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہو گئی اور ہمارے اس زمانہ کے علماء درحقیقت یہودیوں سے مشابہ ہو گئے۔ اور نصاریٰ کی سلطنت اور حکومت ایسی دُنیا میں پھیل گئی کہ پہلے زمانوں میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اس حالت میں ایک جز اُس پیشگوئی کا صریح اور صاف اور بدیہی طور پر پُورا ہو گیا تو پھر دُوسری خبر کی صداقت میں کیا کلام رہا۔ یہ بات تو ہر ایک عاقل کے نزدیک مسلّم ہے کہ اگر مثلاً ایک حدیث احاد میں سے ہو اور سلسلہ تعامل بھی داخل نہ ہو مگر ایک پیشگوئی پر مشتمل ہو کہ وہ اپنے وقت پر پُوری ہو جائے یا اُس کا ایک جزو پُورا ہو جائے تو اس حدیث کی صحت میں کوئی شک باقی نہیں رہیگا۔ مثلاً نارِ حجاز کی حدیث جو صحیحین میں درج ہے کچھ شک نہیں کہ احاد میں سے ہے لیکن وہ پیشگوئی قریباً چھ سَو برس گذرنے کے بعد بعینہٖ پُوری ہو گئی جسکے پُورا ہونے کے بارے میں انگریزوں کو بھی اقرار ہے اور اُس زمانہ میں پُوری ہوئی کہ جب صدہا سال ان کتابوں کی تالیف اور شائع ہونے پر بھی گذر چکے تھے تو کیا ان حدیثوں کی نسبت اب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ وہ احاد ہیں کہ وہ یقینی طور پر قبول کے لائق نہیں۔ کیونکہ جب اُن کی صداقت کُھل گئی تو پھر ایسا خیال دل میں لانا نہایت بُری اور مکروہ نادانی ہے۔ پس ایسا ہی مسیح موعود کی پیشگوئی میں سوچ لو کہ

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کیطرف ہی لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں وبس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام وہ مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کیطرف راجع معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک ملحد ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعد اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْخُرَافَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہی کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہی کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ[1] تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہی تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہی کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئیگی کہ ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہی جو ایسی کتاب میں درج ہی جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہی علماء کو اُس میں کئی طرح کا جرح ہی اور اسکی صحت میں کلام ہی کیا معترض نے غور نہیں کی جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دیگئی ہیں کہ حارث آئیگا مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

[1] الواقعۃ : ۴۰ - ۴۱

انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے[ا] اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور انمیں سے وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اسکے اجزاء یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اور پھر داماد اُس کا جو اُسکی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

اور اگر اب بھی یہ تمام ثبوت میاں عطا محمد صاحب کے لئے کافی نہ ہوں تو پھر طریق سہل یہ ہے کہ اس تمام رسالہ کو غور سے پڑھنے کے بعد بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مجھ کو اطلاع دیں کہ میری تسلی ان اُمور سے نہیں ہوئی اور میں ابھی تک افترا سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری نسبت کوئی نشان ظاہر ہو تو میں انشاء اللہ القدیر اُنکے بارہ میں توجہ کرونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کریگا کیونکہ میں اُسکی طرف سے ہوں اور اُسکے دین کی تجدید کیلئے اُسکے حکم سے آیا ہوں لیکن چاہیئے کہ وہ اپنے اشتہار میں مجھے عام اجازت دیں کہ جس طور سے میں اُنکے حق میں الہام پاؤں اُسکو شائع کرا دوں اور مجھے تعجب ہے کہ جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدّد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہیئے یہ پیچ و تاب کیوں ہے اور کیوں انکو بُرا لگا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی حجت پوری کرنے کیلئے ایک شخص کو مامور کر دیا ہے لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ حال کے اکثر مسلمانوں کی ایمانی حالت نہایت ردّی ہو گئی ہے اور فلسفہ کی موجودہ زہر نے اُنکے اعتقاد کی بیخکنی کر دی ہے انکی زبانوں پر بیشک اسلام ہے لیکن دل اسلام سے بہت دور جا پڑے

[ا] اور سے لیکر رکھتی ہے تک طبع بار دوم میں موجود نہیں۔ شمس

ہیں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہمنے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اسکے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہمنے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ **اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔** سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

93

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۷

تحفہ بغداد ۔ حمامة البشریٰ

ٹائیٹل طبع اوّل

هذه رسالة مباركة المسمّاة

كرامات الصّادقين

ولمن يأت برسالة مثلها فله إنعام

الفٍ من الورق غير مقلّدٍ

كان أو من المقلّدين

وانّها

قد طبعت بفضل الله ورحمته فى فنجاب فريس سيالكوت

باهتمام

المنشى غلام قادر الفصيح مالك المطبع فالحمد لله ربّ العالمين۔

ٹائیٹل طبع اوّل

هٰذه رسالةٌ مبارکةٌ المسمّاةُ

کراماتُ الصّادقینُ

ولمن یات برسالة مثلها فله انعام
الفٍ من الورق غیر مقلّدٍ
کانَ اوْمن المقلّدین
وانّها

قدْ طُبعتْ بفضلِ اللهِ وَرحمته فی فنجاب فریس سیالکوٹ
باهتمام
المنشی غلام قادر الفصیح مالك المطبع نا الحمد لله ربّ العالمین۔

دیکھیں گے کہ وہ سہو اور نسیان سے مبرا ہیں یا نہیں اور کوئی غلطی صرف اور نحو کی رُو سے اُن میں پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جائیگی تو پھر بالمقابل تفسیر لکھنے اور سو شعر کا قصیدہ بنانے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ مگر دانشمندوں نے سمجھ لیا کہ بٹالوی صاحب نے اپنی جان بچانے کیلئے یہ حیلہ نکالا ہے کیونکہ اُن کو خوب معلوم ہے کہ عربی یا فارسی کی کوئی مبسوط تالیف سہو اور غلطی سے خالی نہیں ہوسکتی اور حیلہ جو کیلئے کوئی نہ کوئی لفظ گو سہو کاتب ہی سہی حجت پیش کرنے کیلئے ایک سہارا ہوسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت ہاتھ پَیر مار کر اور مثل مشہور مرتا کیا نہ کرتا پر عمل کرکے یہ شرمناک عذر پیش کر دیا اور اپنے دل کو اس بازاری چال بازی سے خوش کر لیا کہ کسی ایک سہو کاتب یا فرض کرو اتفاقاً کسی غلطی کے نکلنے سے یہ حجت ہاتھ آجائیگی کہ اب غلطی تمہاری کسی کتاب میں نکل آئی اِسلئے اَب بحث کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونیکا دعویٰ ہے۔ جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کریگا ممکن ہے کہ حسب مقولہ مشہورہ قلما سلم مکثار کے کوئی صرفی یا نحوی غلطی اُس سے ہو جائے اور بہ عث خوش خط نظر کے اُس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اسپر نظر نہ پڑے پھر اس یکطرفہ نکتہ چینی میں دونوں فریق کی علمی طاقتوں کا موازنہ کیونکر ہو۔ غرض بٹالوی صاحب کے ایسے بیہودہ جوابات سے بقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ علم تفسیر اور علم ادب میں قسام حقیقی نے ان کو کچھ بھی حصہ نہیں دیا اور بجز لعن طعن اور چال بازی کی مشق کے اور کچھ بھی اُن کے دل اور دماغ اور زبان کو لوازم انسانیت نہیں ملی۔ اِسی وجہ سے اوّل مجھے اُن کے اِس قسم کے تعصبات کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے۔ لیکن عوام کا یہ غلط خیال دُور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بٹالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اِس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علم ادب اور حقائق تفسیر کلام

حمامتنا تطیر بریش شوق — وفی منقارها تحف السلام
الی وطن النبی حبیب ربّی — وسید رسله خیر الانام

الرّسالة

اللطیفة المشتملة علی معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامةُ البُشریٰ

الیٰ

اھل مکّة وصُلحاء اُمّ القریٰ

لحضرة احمد المسیح الموعود والمهدی المعهود

علیہ وعلٰی مطاعہ الصّلٰوة والسّلام

الطبعة الاولیٰ فی رجب سنة ۱۳۱۱ الهجریة

حمامتنا تطير بريش شوق — وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيب ربّي — وسيد رسله خير الانام

الرّسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامةُ البُشرىٰ
الىٰ
اهل مكّة وصُلحاء اُمّ القرىٰ

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عَلَيهِ وَعلىٰ مُطاعِهِ الصّلوٰة والسّلام

الطبعة الاولىٰ فى رجب ١٣١١ سنة الهجرية

من جملتها هذا الهام، أعني يا عيسى انی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من
الذین كفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیامة،
وان الله قد سمانی فی هذا عیسٰی؛ ومن جملتها الهام آخر خاطبنی ربی فیه
وقال انی خلقتك من جوهر عیسٰی وانك وعیسٰی من جوهر واحد وكشيئ
واحد؛ ومن جملتها الهام سمی فیه كل من خالفنی من العلماء الیهود و
النصاری۔ ثم ما ألهمت الی عشر سنین بمثل هذه الالهامات وما كنت
أدری انی أومر بعد هذه المدة الطویلة وأسمیٰ مسیحا موعودا من الله تعالیٰ
بل كنت خلت ان المسیح نازل من السماء كما هو مركوز فی مدارك القوم؛ ولكنی
كنت اقول فی نفسی تعجبا ان الله لِم سمانی عیسی ابن مریم فی الهامه المتواتر
المتتابع ولِم قال انك وانه من جوهر واحد، ولِم سمی المخالفین الیهود
والنصاری؟ فظهرت عليّ معانی تلك الالهامات والاشارات بعد

ملك

وعن ابن مسعود لا یأتی مائة سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم رواه مسلم،
وهكذا ذكر البخاری فی صحیحه والمضمون واحد لا حاجة الی الاعادة۔ نوجب
من هذا علی كل مؤمن ان یؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله
صلی الله علیه وسلم والا فكیف یمكن التخلف فیما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
بوحی من الله تعالی مؤكدا بقسمه، والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تأویل

فیه ولا استثناء والا فأي فائدة كانت فی ذكر القسم؛ فتدبر كالمفتشین المحققین۔
واما تطبیق هذین الحدیثین فلا یمكن الا بعد تأویل حدیث الدجال وجعله من
قبیل الاستعارات؛ فنقول ان حدیث خروج الدجال یدل علی خروج طائفة
الكذابین فی آخر الزمان من قوم النصاری، وفی الحدیث اشارة الی انهم یشابهون
آباءهم المتقدمین فی مكرهم وخدیعتهم وانواع فتنهم وحرصهم علی اضلال الناس
كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقیدین بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء یخرجون
من ذلك السجن ویضع الله عنهم اغلالهم فیعیثون یمینا وشمالا ویفسدون فی الارض

فی حدیث ذکر رفع المسیح حیا بجسده العنصری بل نجد ذکر وفاة المسیح فی البخاری و الطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع الی تلک الکتب من کان من المرتابین۔

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم فما کان لمؤمن ان یحمل هذا الاسم المذکور فی الاحادیث علیٰ ظاهر معناه، لانه یخالف قول الله عز وجل: منـ٢
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین۔ الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمّٰی نبینا صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء، وفسره نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها وهذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین۔ وکیف یجیئ نبی بعد رسولنا صلی الله علیه وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین؟ انعتقد کثیر من الجاهلین۔

واما الاختلافات التی توجد فی هذه الاحادیث فلا یخفی علی مهرة الفن تفصیلها، وقد ذکرنا شطرًا منها فی رسالتنا "الازالة" فلیرجع الطالب الیها۔ وقد جاء فی حدیث ان المسیح و المهدی یجیئان فی زمن واحد؛ وجاء فی حدیث آخر انه لا مهدی الا عیسیٰ؛ وجاء فی حدیث ان المسیح و المهدی یتلاقیان ویشاور المهدی المسیح فی مهمات الخلافة ویکون زمانهما زمانًا واحدًا؛ وفی حدیث آخر ان المهدی یبعث فی وسط قرون هذه الامة و المسیح ینزل فی آخرها؛ وفی حدیث من البخاری ان المسیح یجیئ حکمًا عدلا فیکسر الصلیب، یعنی یجیئ فی وقت غلبة عبدة الصلیب فیکسر شوکة الصلیب ویقتل خنازیر النصاری؛ وفی حدیث آخر انه یجیئ فی وقت غلبة الدجال علی وجه الارض فیقتله بحربته۔ فاعلم ان هذا المقام مقام حیرة وتعجب للناظرین۔ وتفصیله ان یجیئ المسیح لکسر صلیب النصاری وقتل خنازیرهم یشهد بصوت عال علی ان المسیح الموعود لا یجیئ الا فی وقت غلبة النصاریٰ صـ٢١

السماء ؛ وانت تعلم ان جسمه العنصري مدفون فی المدينة ، فما معنی هذا الحديث الا الحياة الروحانية والرفع الروحانی الذی هو سنة الله بأصفيائه بعد ما توفاهم ؟ كما قال عز وجل : يا أيتها النفس المطمئنة ، ارجعی الی ربك ، وما معنی قول ارجعی الی ربك الا المعنی الذی يفهم من قول رافعك الی ؛ فان الرجوع الی الله راضية مرضية والرفع الی الله امر واحد ، وقد جرت عادة الله تعالی انه يرفع اليه عباده الصالحين ، بعد موتهم ويؤويهم فی السموات بحسب مراتبهم ؛ ولاجل ذلك لقی نبينا صلی الله عليه وسلم كل نبی خلا من قبله فی ليلة المعراج فی السموات فوجد آدم فی السماء الدنيا ووجد عيسی وابن خالته يحيی فی السماء الثانية ووجد موسی فی السماء الخامسة - وهذه الاحاديث صحيحة تجدها فی البخاری وغيره من الصحاح ؛ ثم الذين لا يريدون الحق يتعامون وينسون رفع الانبياء كلهم ويصرون علی حياة عيسی ورفعه ، ويقرؤن حديث المعراج ثم ينسونه ويضيعون أعمارهم غافلين -

أعيسی حي ومات المصطفی ؟ تلك اذا قسمة ضيزی ! اعدلوا هو أقرب للتقوی - واذا ثبت ان الانبياء كلهم أحياء فی السموات ، فأی خصوصية ثابتة لحياة المسيح ، أهو يأكل ويشرب وهم لا يأكلون ولا يشربون ؟ بل حياة كليم الله ثابت بنص القرآن الكريم ؛ ألا تقرء فی القرآن ما قال الله تعالی وعز وجل : فلا تكن فی مرية من لقائه ؟ وانت تعلم ان هذه الآية نزلت فی موسی فهی دليل صريح علی حيات موسی عليه السلام ؛ لانه لقی رسول الله صلی الله عليه وسلم والاموات لا يلاقون الاحياء ، ولا تجد مثل هذه الآيات فی شأن عيسی عليه السلام ؛ نعم

جاء ذكر وفاته فی مقامات شتی، فتدبر فان الله یحب المتدبرین۔

ولعلك تقول لِم ذکر الله تعالیٰ قصة رفع عیسی علیه السلام بالخصوصیة وکذلك قصة نفی صلبه فی القرآن، و أی سر و مصلحة فی ذکرهما و أی حاجة اشتدت لهذا البیان؟ فاعلم ان علماء الیهود و فقهائهم۔ غضب الله علیهم کانوا ظانین ظن السوء فی شأن عیسی علیه السلام وکانوا یقولون انه مفتری کذاب، وکان مکتوبا فی التوراة ان المتنبئ الکاذب یصلب و یلعن و لا یرفع الی الله تعالیٰ کالانبیاء الصادقین۔ فأرادوا ان یصلبوا المسیح لیثبتوا کذبه بحسب احکام التوراة ولیبینوا للناس انه ملعون کذاب ولا یرفع الی الله؛ قاتلهم الله ولعنهم۔ کیف احتالوا فی نبی من المقربین۔ فسعوا لصلبه و بذلوا له کل کید و مکر لعله یصلب و یحصل لهم حجة علی کذبه وعدم رفعه بکتاب الله التوراة۔ فبشر الله عیسیٰ علیه السلام قائلا: یا عیسیٰ انی متوفیك یعنی ممیتك حتف أنفك، ورافعك الی یعنی رافعك الی حضرة القرب کالانبیاء الاصدقاء ولست بنعمة الله من الملعونین

٣٦ والکذابین۔ فهٰذه المواعید تسلیة من الرب الکریم لعیسیٰ علیه السلام ورد علی الیهود، وقول مبشر بأن الله لا یهدی کید الخائنین۔ والرفع کما علمت آنفا لیس مخصوصا بعیسی علیه السلام، والانبیاء کلهم قد رفعوا وکان مقعدهم عند ملیك مقتدر، وقد وجد نبینا صلی الله علیه وسلم کل نبی مرفوعا الی السماء من السموات بل وجد بعض الانبیاء ارفع من عیسی علیه السلام۔ وفی آیة: وما قتلوه وما صلبوه اشارة اخری وهی ان النصاری زعموا ان عیسی صلب لاجل تطهیرهم من المعاصی وظنوا کأنه حمل بعد الصلب جمیع ذنوبهم علی نفسه وهو کفارة لهم ومطهرهم من جمیع

وما قلت للناس الا ما كتبت فى كتبى من اننى محدّث ويكلمنى الله كما يكلم المحدثين۔ والله يعلم انه اعطانى هذه المرتبة فكيف ارد ما اعطانى الله ورزقنى من رزق أأعرض عن فيض رب العالمين؟

وما كان لى ان ادعى النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين۔ وها اننى لا أصدق الهاما من الهاماتى الا بعد ان اعرضه على كتاب الله واعلم انه كلما يخالف القرآن فهو كذب والحاد وزندقة فكيف ادعى النبوة وانا من المسلمين۔ واحمد الله على انى ما وجدت الهاما من الهاماتى يخالف كتاب الله بل وجدت كلها موافقا بكتاب رب العالمين۔

ومن الناس من يقول ان باب الالهام مسدود على هذه الامة وما تدبر فى القرآن حق التدبر وما لقى الملهمين۔ فاعلم ايها الرشيد ان هذا القول باطل بالبداهة ويخالف الكتاب والسنة وشهادات الصالحين۔ اما كتاب الله فانت تقرأ فى القرآن الكريم آيات تؤيد قولنا هذا وقد اخبر الله تعالىٰ فى كتابه المحكم عن بعض رجال ونساء كلمهم ربهم وخاطبهم وامرهم ونهاهم وما كانوا من الانبياء ولا رسل رب العالمين۔ الا تقرء فى القرآن لا تخافى ولا تحزنى انا رادّوه اليك وجاعلوه من المرسلين[1]۔

فتدبر ايها المنصف العاقل كيف لا يجوز مكالمات الله ببعض رجال هذه الامة التى هى خير الامم وقد كلم الله نساء قوم خلوا من قبلكم وقد اتاكم مثل الاولين۔ فان كان بعض الناس فى شك منّ الهامى وكان لهم عجب من ان يخاطب الله احدا من هذه الامة ويكلمه من غير ان يكون نبيًا فلم لا يحكّمون القرآن فيما شجر بينهم ولم لا يردون الامر الى الله ورسوله ان كانوا مؤمنين۔ وقد قال الله تعالىٰ لهم البشرىٰ فى الحياة صفحہ ۸۰

[1] قصص : ۸

ظهورها وخروجها الى الفعل إلا سد باب النبوة و الى ذلك اشار النبى صلى الله عليه و سلم فى قوله لوكان بعدى نبى لكان عمر وما قال هذا الا بناءً على ان عمركان محدثا فأشار الى ان مادة النبوة و بذرها يكون موجودًا فى التحديث و لكن الله ما شاء ان يخرجها من مكمن القوة الى حيز الفعل و الى ذلك اشارة فى قراءة ابن عباس وما ارسلنا من رسول ولا نبى ولا محدث فانظر كيف أدخل الرسل و النبيون و المحدثون فى هذه القراءة فى شان واحد و بين الله ان كلهم من المحفوظين ومن المرسلين۔

ولا شك ان التحديث موهبة مجردة لا تنال بكسب البتة كما هو شأن النبوة و يكلم الله المحدثين كما يكلم النبيين ويرسل المحدثين كما يرسل الرسل و يشرب المحدث من عين يشرب فيها النبى فلا شك انه نبى لولا سد الباب و هذا هو السر فى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سمى الفاروق محدثا نقفا على اثره قوله لوكان بعدى نبى لكان عمر وما كان هذا الا اشارة الى ان المحدث يجمع كمالات النبوة فى نفسه ولا فرق الا فرق الظاهر و الباطن و القوة والفعل فالنبوة شجرة موجودة فى الخارج مثمرة بالغة الى حدها و التحديث كمثل بذرفيه يوجد فى القوة كلما يوجد فى الشجر بالفعل و فى الخارج وهذا مثال واضح للذين يطلبون معارف الدين و الى هذا اشار رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حديث علماء امتى كانبياء بنى اسرائيل و المراد من العلماء المحدثون الذين يؤتون العلم من لدن ربهم ويكونون من المكلمين۔

وقد استصعب الفرق بين التحديث و النبوة على بعض الناس فالحق ان بينهما فرق القوة و الفعل كما بينت آنفا فى مثال الشجرة و بذرها

الكافرين وتشهد ان دين الاسلام حق حتى انها تقتل ابليس وتمزقه وبعض الاحاديث يدل على انها امرأة كافرة خادمة للشيطان و جساسة للدجال وليس فيها خير فلا يمكن التوفيق بينهما الا ان نقول ان المراد من دابة الارض علماء السوء الذين يشهدون باقوالهم ان الرسول حق و القرآن حق ثم يعملون الخبائث و يخدمون الدجال كأن وجودهم من الجزئين جزء مع الاسلام و جزء مع الكفر اقوالهم كاقوال المؤمنين و افعالهم كافعال الكافرين فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن انهم يكثرون فى آخر الزمان وسموا دابة الارض لانهم اخلدوا الى الارض وما ارادوا ان يرفعوا الى السماء واطمئنوا بالدنيا وشهواتها وما بقى لهم قلب كالانسان و اجتمعت فيهم عادات السباع و الخنازير و الكلاب تراهم مستكبرين متبخترين كانهم بلغوا السماء ومشوها ولم تخرج ارجلهم من الارض من شدة انتكاسهم الى الدنيا فهم كالذى شدد اسره و كالمسجونين يكلمون الناس من الاست لا من الافواه يعنى ولا تجد فى كلماتهم طهارة و بركة و استقامة و نورانية كلمات الصالحين*۔

* قال قائل لو كان هذا هو الحق ان دابة الارض هى طائفة علماء هذا الزمان فيلزم ان يكون تكفيرهم حقا و صدقا فان من شان دابة الارض انها تسم المؤمن و الكافر فمن جعله الدابة كافرا (يشير المعترض الينا) فعليكم ان تقروا بكفره فان التكفير بمنزلة الوسم من دابة الارض فيقال فى جواب هذا المعترض ان المراد من الوسم اظهار كفر كافر و ايمان مؤمن فهذا الاظهار على نوعين قد يكون بالاقوال و قد يكون بالافعال ونتائجها و قد جرت سنت الله انه قد يجعل الكافرين و الفاسقين علة موجبة لظهور انوار ايمان انبياءه و اولياءه الا ترى الى سيدنا و نبينا محمد المصطفى صلعم كيف كانت

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۸

نور الحق ہر دو حصہ۔ اتمام الحجۃ

سر الخلافۃ

ٹائٹل طبع بار اوّل

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ۔

الحمد لله الموفق انی کتبت هذه الرسالة والصحيفة الجمالية لعلاج مرض المتنصرين الذی امتدّ مَداه وعرقتهم مُداه واكلتهم نار انكار الفرقان۔ والصول علٰی كتاب الله القرآن۔ فأردنا ان ننجيهم من مخلب الحمام۔ ونريهم سوء داءهم ونهديهم الی دواء السقام۔ فألّفنا هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب۔ وهو خمسة آلاف من الدراهم لكلّ من اتی بمثله واری العجائب۔ وهو بفضل الله حسن وطيب والطف وادق۔ وسميته الحصة الاولٰی من

نور الحقّ

"عسٰی ربّكم ان يرحمكم
وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن
يهدی للتی هی اقوم ويبشر المؤمنين
الذين يعملون الصالحات انّ لهم
اجرًا كبيرًا ٥"

قد طبع فی المطبع المصطفائی پریس فی لاهور سنه ١٣١١ هجری

بار اول جلد ١٢٠٠

وذرہ ھذا بیان بعض العلماء و اما صاحب الانسان الکامل عبد الکریم
یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبد الکریم نے

الذی ھو من المتصوفین فبلغ الامر الی النھایۃ وقال ان التثلیث
جو متصوفین میں سے ہے اس بارے میں حد ہی کردی اور کہا کہ تثلیث

بمعنی حق ولا حرج فیہ وان عیسٰی کذا وکذا بل اشار الی انہ لیس
ایک معنی کے رو سے حق ہے اور اسمیں کچھ حرج نہیں اور عیسٰی ایسا ہو اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کردیا کہ

بمخلوق ومنھم من اعتدی فی کذبہ وقال بسم اللّٰہ الاب والابن و
وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے نہیں ہو اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھا کہ بسم اللّٰہ الاب والابن و

روح القدس کذلک ایدوا الفریۃ ونصروھا وکان الکذب فی اول الامر
روح القدس اسی طرح اُنہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

قلیلًا ثم من جاء بعد کاذب الحق بکذبہ کذبا اٰخر حتی ارتفعت منہ ٥٠
تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹے کے بعد آیا اُس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہانتک کہ جھوٹ کی

عمارۃ الکذب وجعل ابن عجوزۃ ابن اللّٰہ وبعد ذٰلک جعل اللّٰہ العٰلمین
عمارت بہت اُونچی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنایا گیا اور پھر خدا کر کے مانا گیا خبردار ہو کہ

الا لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ ان عیسٰی الا نبی اللّٰہ کانبیاء اٰخرین وان
جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسٰی صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ

ھو الا خادم شریعۃ النبی المعصوم الذی حرم اللّٰہ علیہ المراضع حتی
اُس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دُودھ پلانیوالی حرام کی گئی تھیں یہانتک کہ

اقبل علی ثدی اُمّہ وکلّمہ ربّہ علی طور سینین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسٰی
اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اُسکا خدا کوہ سینا میں اُس سے ہمکلام ہوا اور اُسکو پیارا بنایا یہ وہی موسیٰ

٭ (الفائدۃ) کلّم اللّٰہ موسٰی علی جبل وکلّم الشیطٰن عیسٰی علی جبل فانظر الفرق بینھما ان کنت من الناظرین۔ منہ
خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے ہمکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسٰی سے ہمکلام ہوا سو ان دونوں قسم کے مکالمہ میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن
مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات ایمان لاویں

انہ حیٌّ فی السّماء و لم یمُت ولیس من المیتین۔
کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مُردوں میں سے نہیں۔

و امّا نزول عیسٰی من السّماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحمامہ
مگر یہ بات کہ حضرت عیسٰیؑ آسمان سے نازل ہونگے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ

وخلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئاً فی ھذا الباب من غیر خبر وفاتہ
میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسٰیؑ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور

الذی نجدھا فی مقامات کثیرۃ من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول
وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں ہاں بعض احادیث میں نزول کا

فی بعض الاحادیث ولکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب
لفظ آیا ہے لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

علی نزول المسافرین اذا نزلوا من بلدۃ ببلدۃ او من ملک بملک
مُسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں اور یا ایک ملک سے دوسرے

متغربین والنزیل ھو المسافر کما لا یخفی علی العالمین۔
ملک میں سفر کر کے آویں اور نزیل تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

و امّا لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح وغیرہ
مگر توفی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اسمیں بغیر معنے مارنے کے

من بنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاویل اخری بغیر الاماتۃ واخذنا
اور کوئی تاویل نہیں ہوسکتی اور یہ معنے مارنے کے ہم نے

معناہ من النبی و من اجل الصحابۃ لا من عند انفسنا و انت تعلم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تو جانتا ہے کہ

المهلة منا ثلثة اشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولن يبارزوا فاعلموا
تین مہینہ مہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آئینگے پس یقیناً جانو

انهم كانوا من الكاذبين۔
کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام فى صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا وعجالة
اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہ ہمارے اس رسالہ کے

كمثل عجالتنا واثبتوا انفسهم كمماثلين ومشابهين۔ واما اذا ابوا وولوا
مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بنانے سے انکار کریں

الدبر كالثعالب ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا اعادة توهين القرآن
اور لومڑیوں کی طرح پیٹھیں دکھلاویں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی

وما امتنعوا من قدح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولويين
عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وما ازدجروا
اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیہودگی سے اپنے تئیں

من قولهم ان القرآن ليس بفصيح وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس اُن پر خدا تعالیٰ

من الله الف لعنة فليقل القوم كلهم امين۔
کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہیئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت
۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت
۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت
۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

۲۵ لعنت ۲۶ لعنت ۲۷ لعنت ۲۸ لعنت ۲۹ لعنت ۳۰ لعنت ۳۱ لعنت ۱۱۹
۳۲ لعنت ۳۳ لعنت ۳۴ لعنت ۳۵ لعنت ۳۶ لعنت ۳۷ لعنت ۳۸ لعنت
۳۹ لعنت ۴۰ لعنت ۴۱ لعنت ۴۲ لعنت ۴۳ لعنت ۴۴ لعنت ۴۵ لعنت
۴۶ لعنت ۴۷ لعنت ۴۸ لعنت ۴۹ لعنت ۵۰ لعنت ۵۱ لعنت ۵۲ لعنت
۵۳ لعنت ۵۴ لعنت ۵۵ لعنت ۵۶ لعنت ۵۷ لعنت ۵۸ لعنت ۵۹ لعنت
۶۰ لعنت ۶۱ لعنت ۶۲ لعنت ۶۳ لعنت ۶۴ لعنت ۶۵ لعنت ۶۶ لعنت
۶۷ لعنت ۶۸ لعنت ۶۹ لعنت ۷۰ لعنت ۷۱ لعنت ۷۲ لعنت ۷۳ لعنت
۷۴ لعنت ۷۵ لعنت ۷۶ لعنت ۷۷ لعنت ۷۸ لعنت ۷۹ لعنت ۸۰ لعنت
۸۱ لعنت ۸۲ لعنت ۸۳ لعنت ۸۴ لعنت ۸۵ لعنت ۸۶ لعنت ۸۷ لعنت
۸۸ لعنت ۸۹ لعنت ۹۰ لعنت ۹۱ لعنت ۹۲ لعنت ۹۳ لعنت ۹۴ لعنت
۹۵ لعنت ۹۶ لعنت ۹۷ لعنت ۹۸ لعنت ۹۹ لعنت ۱۰۰ لعنت ۱۰۱ لعنت
۱۰۲ لعنت ۱۰۳ لعنت ۱۰۴ لعنت ۱۰۵ لعنت ۱۰۶ لعنت ۱۰۷ لعنت ۱۰۸ لعنت
۱۰۹ لعنت ۱۱۰ لعنت ۱۱۱ لعنت ۱۱۲ لعنت ۱۱۳ لعنت ۱۱۴ لعنت ۱۱۵ لعنت
۱۱۶ لعنت ۱۱۷ لعنت ۱۱۸ لعنت ۱۱۹ لعنت ۱۲۰ لعنت ۱۲۱ لعنت ۱۲۲ لعنت
۱۲۳ لعنت ۱۲۴ لعنت ۱۲۵ لعنت ۱۲۶ لعنت ۱۲۷ لعنت ۱۲۸ لعنت ۱۲۹ لعنت
۱۳۰ لعنت ۱۳۱ لعنت ۱۳۲ لعنت ۱۳۳ لعنت ۱۳۴ لعنت ۱۳۵ لعنت ۱۳۶ لعنت
۱۳۷ لعنت ۱۳۸ لعنت ۱۳۹ لعنت ۱۴۰ لعنت ۱۴۱ لعنت ۱۴۲ لعنت ۱۴۳ لعنت
۱۴۴ لعنت ۱۴۵ لعنت ۱۴۶ لعنت ۱۴۷ لعنت ۱۴۸ لعنت ۱۴۹ لعنت ۱۵۰ لعنت
۱۵۱ لعنت ۱۵۲ لعنت ۱۵۳ لعنت ۱۵۴ لعنت ۱۵۵ لعنت ۱۵۶ لعنت ۱۵۷ لعنت
۱۵۸ لعنت ۱۵۹ لعنت ۱۶۰ لعنت ۱۶۱ لعنت ۱۶۲ لعنت ۱۶۳ لعنت ۱۶۴ لعنت
۱۶۵ لعنت ۱۶۶ لعنت ۱۶۷ لعنت ۱۶۸ لعنت ۱۶۹ لعنت ۱۷۰ لعنت ۱۷۱ لعنت
۱۷۲ لعنت ۱۷۳ لعنت ۱۷۴ لعنت ۱۷۵ لعنت ۱۷۶ لعنت ۱۷۷ لعنت ۱۷۸ لعنت
۱۷۹ لعنت ۱۸۰ لعنت ۱۸۱ لعنت ۱۸۲ لعنت ۱۸۳ لعنت ۱۸۴ لعنت ۱۸۵ لعنت
۱۸۶ لعنت ۱۸۷ لعنت ۱۸۸ لعنت ۱۸۹ لعنت ۱۹۰ لعنت ۱۹۱ لعنت ۱۹۲ لعنت
۱۹۳ لعنت ۱۹۴ لعنت ۱۹۵ لعنت ۱۹۶ لعنت ۱۹۷ لعنت ۱۹۸ لعنت ۱۹۹ لعنت
۲۰۰ لعنت ۲۰۱ لعنت ۲۰۲ لعنت ۲۰۳ لعنت ۲۰۴ لعنت ۲۰۵ لعنت ۲۰۶ لعنت
۲۰۷ لعنت ۲۰۸ لعنت ۲۰۹ لعنت ۲۱۰ لعنت ۲۱۱ لعنت ۲۱۲ لعنت ۲۱۳ لعنت
۲۱۴ لعنت ۲۱۵ لعنت ۲۱۶ لعنت ۲۱۷ لعنت ۲۱۸ لعنت ۲۱۹ لعنت ۲۲۰ لعنت
۲۲۱ لعنت ۲۲۲ لعنت ۲۲۳ لعنت ۲۲۴ لعنت ۲۲۵ لعنت ۲۲۶ لعنت ۲۲۷ لعنت
۲۲۸ لعنت ۲۲۹ لعنت ۲۳۰ لعنت ۲۳۱ لعنت ۲۳۲ لعنت ۲۳۳ لعنت ۲۳۴ لعنت
۲۳۵ لعنت ۲۳۶ لعنت ۲۳۷ لعنت ۲۳۸ لعنت ۲۳۹ لعنت ۲۴۰ لعنت ۲۴۱ لعنت
۲۴۲ لعنت ۲۴۳ لعنت ۲۴۴ لعنت ۲۴۵ لعنت ۲۴۶ لعنت ۲۴۷ لعنت ۲۴۸ لعنت
۲۴۹ لعنت ۲۵۰ لعنت ۲۵۱ لعنت ۲۵۲ لعنت ۲۵۳ لعنت ۲۵۴ لعنت ۲۵۵ لعنت
۲۵۶ لعنت ۲۵۷ لعنت ۲۵۸ لعنت ۲۵۹ لعنت ۲۶۰ لعنت ۲۶۱ لعنت ۲۶۲ لعنت

ص١٢٠ ٢٦٣ لعنت ٢٦٤ لعنت ٢٦٥ لعنت ٢٦٦ لعنت ٢٦٧ لعنت ٢٦٨ لعنت ٢٦٩ لعنت
٢٧٠ لعنت ٢٧١ لعنت ٢٧٢ لعنت ٢٧٣ لعنت ٢٧٤ لعنت ٢٧٥ لعنت ٢٧٦ لعنت
٢٧٧ لعنت ٢٧٨ لعنت ٢٧٩ لعنت ٢٨٠ لعنت ٢٨١ لعنت ٢٨٢ لعنت ٢٨٣ لعنت
٢٨٤ لعنت ٢٨٥ لعنت ٢٨٦ لعنت ٢٨٧ لعنت ٢٨٨ لعنت ٢٨٩ لعنت ٢٩٠ لعنت
٢٩١ لعنت ٢٩٢ لعنت ٢٩٣ لعنت ٢٩٤ لعنت ٢٩٥ لعنت ٢٩٦ لعنت ٢٩٧ لعنت
٢٩٨ لعنت ٢٩٩ لعنت ٣٠٠ لعنت ٣٠١ لعنت ٣٠٢ لعنت ٣٠٣ لعنت ٣٠٤ لعنت
٣٠٥ اللعنة ٣٠٦ اللعنة ٣٠٧ اللعنة ٣٠٨ اللعنة ٣٠٩ اللعنة ٣١٠ اللعنة ٣١١ اللعنة
٣١٢ اللعنة ٣١٣ اللعنة ٣١٤ اللعنة ٣١٥ اللعنة ٣١٦ اللعنة ٣١٧ اللعنة ٣١٨ اللعنة
٣١٩ اللعنة ٣٢٠ اللعنة ٣٢١ اللعنة ٣٢٢ اللعنة ٣٢٣ اللعنة ٣٢٤ اللعنة ٣٢٥ اللعنة
٣٢٦ اللعنة ٣٢٧ اللعنة ٣٢٨ اللعنة ٣٢٩ اللعنة ٣٣٠ اللعنة ٣٣١ اللعنة ٣٣٢ اللعنة
٣٣٣ اللعنة ٣٣٤ اللعنة ٣٣٥ اللعنة ٣٣٦ اللعنة ٣٣٧ اللعنة ٣٣٨ اللعنة ٣٣٩ اللعنة
٣٤٠ اللعنة ٣٤١ اللعنة ٣٤٢ اللعنة ٣٤٣ اللعنة ٣٤٤ اللعنة ٣٤٥ اللعنة ٣٤٦ اللعنة
٣٤٧ اللعنة ٣٤٨ اللعنة ٣٤٩ اللعنة ٣٥٠ اللعنة ٣٥١ اللعنة ٣٥٢ اللعنة ٣٥٣ اللعنة
٣٥٤ اللعنة ٣٥٥ اللعنة ٣٥٦ اللعنة ٣٥٧ اللعنة ٣٥٨ اللعنة ٣٥٩ اللعنة ٣٦٠ اللعنة
٣٦١ اللعنة ٣٦٢ اللعنة ٣٦٣ اللعنة ٣٦٤ اللعنة ٣٦٥ اللعنة ٣٦٦ اللعنة ٣٦٧ اللعنة
٣٦٨ اللعنة ٣٦٩ اللعنة ٣٧٠ اللعنة ٣٧١ اللعنة ٣٧٢ اللعنة ٣٧٣ اللعنة ٣٧٤ اللعنة
٣٧٥ اللعنة ٣٧٦ اللعنة ٣٧٧ اللعنة ٣٧٨ اللعنة ٣٧٩ اللعنة ٣٨٠ اللعنة ٣٨١ اللعنة
٣٨٢ اللعنة ٣٨٣ اللعنة ٣٨٤ اللعنة ٣٨٥ اللعنة ٣٨٦ اللعنة ٣٨٧ اللعنة ٣٨٨ اللعنة
٣٨٩ اللعنة ٣٩٠ اللعنة ٣٩١ اللعنة ٣٩٢ اللعنة ٣٩٣ اللعنة ٣٩٤ اللعنة ٣٩٥ اللعنة
٣٩٦ اللعنة ٣٩٧ اللعنة ٣٩٨ اللعنة ٣٩٩ اللعنة ٤٠٠ اللعنة ٤٠١ اللعنة ٤٠٢ اللعنة
٤٠٣ اللعنة ٤٠٤ اللعنة ٤٠٥ اللعنة ٤٠٦ اللعنة ٤٠٧ اللعنة ٤٠٨ اللعنة ٤٠٩ اللعنة
٤١٠ اللعنة ٤١١ اللعنة ٤١٢ اللعنة ٤١٣ اللعنة ٤١٤ اللعنة ٤١٥ اللعنة ٤١٦ اللعنة
٤١٧ اللعنة ٤١٨ اللعنة ٤١٩ اللعنة ٤٢٠ اللعنة ٤٢١ اللعنة ٤٢٢ اللعنة ٤٢٣ اللعنة
٤٢٤ اللعنة ٤٢٥ اللعنة ٤٢٦ اللعنة ٤٢٧ اللعنة ٤٢٨ اللعنة ٤٢٩ اللعنة ٤٣٠ اللعنة
٤٣١ اللعنة ٤٣٢ اللعنة ٤٣٣ اللعنة ٤٣٤ اللعنة ٤٣٥ اللعنة ٤٣٦ اللعنة ٤٣٧ اللعنة
٤٣٨ اللعنة ٤٣٩ اللعنة ٤٤٠ اللعنة ٤٤١ اللعنة ٤٤٢ اللعنة ٤٤٣ اللعنة ٤٤٤ اللعنة
٤٤٥ اللعنة ٤٤٦ اللعنة ٤٤٧ اللعنة ٤٤٨ اللعنة ٤٤٩ اللعنة ٤٥٠ اللعنة ٤٥١ اللعنة
٤٥٢ اللعنة ٤٥٣ اللعنة ٤٥٤ اللعنة ٤٥٥ اللعنة ٤٥٦ اللعنة ٤٥٧ اللعنة ٤٥٨ اللعنة
٤٥٩ اللعنة ٤٦٠ اللعنة ٤٦١ اللعنة ٤٦٢ اللعنة ٤٦٣ اللعنة ٤٦٤ اللعنة ٤٦٥ اللعنة
٤٦٦ اللعنة ٤٦٧ اللعنة ٤٦٨ اللعنة ٤٦٩ اللعنة ٤٧٠ اللعنة ٤٧١ اللعنة ٤٧٢ اللعنة
٤٧٣ اللعنة ٤٧٤ اللعنة ٤٧٥ اللعنة ٤٧٦ اللعنة ٤٧٧ اللعنة ٤٧٨ اللعنة ٤٧٩ اللعنة
٤٨٠ اللعنة ٤٨١ اللعنة ٤٨٢ اللعنة ٤٨٣ اللعنة ٤٨٤ اللعنة ٤٨٥ اللعنة ٤٨٦ اللعنة
٤٨٧ اللعنة ٤٨٨ اللعنة ٤٨٩ اللعنة ٤٩٠ اللعنة ٤٩١ اللعنة ٤٩٢ اللعنة ٤٩٣ اللعنة
٤٩٤ اللعنة ٤٩٥ اللعنة ٤٩٦ اللعنة ٤٩٧ اللعنة ٤٩٨ اللعنة ٤٩٩ اللعنة ٥٠٠ اللعنة

ص١٢١ اللعنة ٥٠١ | اللعنة ٥٠٢ | اللعنة ٥٠٣ | اللعنة ٥٠٤ | اللعنة ٥٠٥ | اللعنة ٥٠٦ | اللعنة ٥٠٧
اللعنة ٥٠٨ | اللعنة ٥٠٩ | اللعنة ٥١٠ | اللعنة ٥١١ | اللعنة ٥١٢ | اللعنة ٥١٣ | اللعنة ٥١٤
اللعنة ٥١٥ | اللعنة ٥١٦ | اللعنة ٥١٧ | اللعنة ٥١٨ | اللعنة ٥١٩ | اللعنة ٥٢٠ | اللعنة ٥٢١
اللعنة ٥٢٢ | اللعنة ٥٢٣ | اللعنة ٥٢٤ | اللعنة ٥٢٥ | اللعنة ٥٢٦ | اللعنة ٥٢٧ | اللعنة ٥٢٨
اللعنة ٥٢٩ | اللعنة ٥٣٠ | اللعنة ٥٣١ | اللعنة ٥٣٢ | اللعنة ٥٣٣ | اللعنة ٥٣٤ | اللعنة ٥٣٥
اللعنة ٥٣٦ | اللعنة ٥٣٧ | اللعنة ٥٣٨ | اللعنة ٥٣٩ | اللعنة ٥٤٠ | اللعنة ٥٤١ | اللعنة ٥٤٢
اللعنة ٥٤٣ | اللعنة ٥٤٤ | اللعنة ٥٤٥ | اللعنة ٥٤٦ | اللعنة ٥٤٧ | اللعنة ٥٤٨ | اللعنة ٥٤٩
اللعنة ٥٥٠ | اللعنة ٥٥١ | اللعنة ٥٥٢ | اللعنة ٥٥٣ | اللعنة ٥٥٤ | اللعنة ٥٥٥ | اللعنة ٥٥٦
اللعنة ٥٥٧ | اللعنة ٥٥٨ | اللعنة ٥٥٩ | اللعنة ٥٦٠ | اللعنة ٥٦١ | اللعنة ٥٦٢ | اللعنة ٥٦٣
اللعنة ٥٦٤ | اللعنة ٥٦٥ | اللعنة ٥٦٦ | اللعنة ٥٦٧ | اللعنة ٥٦٨ | اللعنة ٥٦٩ | اللعنة ٥٧٠
اللعنة ٥٧١ | اللعنة ٥٧٢ | اللعنة ٥٧٣ | اللعنة ٥٧٤ | اللعنة ٥٧٥ | اللعنة ٥٧٦ | اللعنة ٥٧٧
اللعنة ٥٧٨ | اللعنة ٥٧٩ | اللعنة ٥٨٠ | اللعنة ٥٨١ | اللعنة ٥٨٢ | اللعنة ٥٨٣ | اللعنة ٥٨٤
اللعنة ٥٨٥ | اللعنة ٥٨٦ | اللعنة ٥٨٧ | اللعنة ٥٨٨ | اللعنة ٥٨٩ | اللعنة ٥٩٠ | اللعنة ٥٩١
اللعنة ٥٩٢ | اللعنة ٥٩٣ | اللعنة ٥٩٤ | اللعنة ٥٩٥ | اللعنة ٥٩٦ | اللعنة ٥٩٧ | اللعنة ٥٩٨
اللعنة ٥٩٩ | اللعنة ٦٠٠ | اللعنة ٦٠١ | اللعنة ٦٠٢ | اللعنة ٦٠٣ | اللعنة ٦٠٤ | اللعنة ٦٠٥
اللعنة ٦٠٦ | اللعنة ٦٠٧ | اللعنة ٦٠٨ | اللعنة ٦٠٩ | اللعنة ٦١٠ | اللعنة ٦١١ | اللعنة ٦١٢
اللعنة ٦١٣ | اللعنة ٦١٤ | اللعنة ٦١٥ | اللعنة ٦١٦ | اللعنة ٦١٧ | اللعنة ٦١٨ | اللعنة ٦١٩
اللعنة ٦٢٠ | اللعنة ٦٢١ | اللعنة ٦٢٢ | اللعنة ٦٢٣ | اللعنة ٦٢٤ | اللعنة ٦٢٥ | اللعنة ٦٢٦
اللعنة ٦٢٧ | اللعنة ٦٢٨ | اللعنة ٦٢٩ | اللعنة ٦٣٠ | اللعنة ٦٣١ | اللعنة ٦٣٢ | اللعنة ٦٣٣
اللعنة ٦٣٤ | اللعنة ٦٣٥ | اللعنة ٦٣٦ | اللعنة ٦٣٧ | اللعنة ٦٣٨ | اللعنة ٦٣٩ | اللعنة ٦٤٠
اللعنة ٦٤١ | اللعنة ٦٤٢ | اللعنة ٦٤٣ | اللعنة ٦٤٤ | اللعنة ٦٤٥ | اللعنة ٦٤٦ | اللعنة ٦٤٧
اللعنة ٦٤٨ | اللعنة ٦٤٩ | اللعنة ٦٥٠ | اللعنة ٦٥١ | اللعنة ٦٥٢ | اللعنة ٦٥٣ | اللعنة ٦٥٤
اللعنة ٦٥٥ | اللعنة ٦٥٦ | اللعنة ٦٥٧ | اللعنة ٦٥٨ | اللعنة ٦٥٩ | اللعنة ٦٦٠ | اللعنة ٦٦١
اللعنة ٦٦٢ | اللعنة ٦٦٣ | اللعنة ٦٦٤ | اللعنة ٦٦٥ | اللعنة ٦٦٦ | اللعنة ٦٦٧ | اللعنة ٦٦٨
اللعنة ٦٦٩ | اللعنة ٦٧٠ | اللعنة ٦٧١ | اللعنة ٦٧٢ | اللعنة ٦٧٣ | اللعنة ٦٧٤ | اللعنة ٦٧٥
اللعنة ٦٧٦ | اللعنة ٦٧٧ | اللعنة ٦٧٨ | اللعنة ٦٧٩ | اللعنة ٦٨٠ | اللعنة ٦٨١ | اللعنة ٦٨٢
اللعنة ٦٨٣ | اللعنة ٦٨٤ | اللعنة ٦٨٥ | اللعنة ٦٨٦ | اللعنة ٦٨٧ | اللعنة ٦٨٨ | اللعنة ٦٨٩
اللعنة ٦٩٠ | اللعنة ٦٩١ | اللعنة ٦٩٢ | اللعنة ٦٩٣ | اللعنة ٦٩٤ | اللعنة ٦٩٥ | اللعنة ٦٩٦
اللعنة ٦٩٧ | اللعنة ٦٩٨ | اللعنة ٦٩٩ | اللعنة ٧٠٠ | اللعنة ٧٠١ | اللعنة ٧٠٢ | اللعنة ٧٠٣
اللعنة ٧٠٤ | اللعنة ٧٠٥ | اللعنة ٧٠٦ | اللعنة ٧٠٧ | اللعنة ٧٠٨ | اللعنة ٧٠٩ | اللعنة ٧١٠
اللعنة ٧١١ | اللعنة ٧١٢ | اللعنة ٧١٣ | اللعنة ٧١٤ | اللعنة ٧١٥ | اللعنة ٧١٦ | اللعنة ٧١٧
اللعنة ٧١٨ | اللعنة ٧١٩ | اللعنة ٧٢٠ | اللعنة ٧٢١ | اللعنة ٧٢٢ | اللعنة ٧٢٣ | اللعنة ٧٢٤
ص١٢٢ اللعنة ٧٢٥ | اللعنة ٧٢٦ | اللعنة ٧٢٧ | اللعنة ٧٢٨ | اللعنة ٧٢٩ | اللعنة ٧٣٠ | اللعنة ٧٣١
اللعنة ٧٣٢ | اللعنة ٧٣٣ | اللعنة ٧٣٤ | اللعنة ٧٣٥ | اللعنة ٧٣٦ | اللعنة ٧٣٧ | اللعنة ٧٣٨

اللعـ٦٣٩ـنة اللعـ٦٤٠ـنة اللعـ٦٤١ـنة اللعـ٦٤٢ـنة اللعـ٦٤٣ـنة اللعـ٦٤٤ـنة اللعـ٦٤٥ـنة اللعـ٦٤٦ـنة
اللعـ٦٤٧ـنة اللعـ٦٤٨ـنة اللعـ٦٤٩ـنة اللعـ٦٥٠ـنة اللعـ٦٥١ـنة اللعـ٦٥٢ـنة اللعـ٦٥٣ـنة اللعـ٦٥٤ـنة
اللعـ٦٥٥ـنة اللعـ٦٥٦ـنة اللعـ٦٥٧ـنة اللعـ٦٥٨ـنة اللعـ٦٥٩ـنة اللعـ٦٦٠ـنة اللعـ٦٦١ـنة اللعـ٦٦٢ـنة
اللعـ٦٦٣ـنة اللعـ٦٦٤ـنة اللعـ٦٦٥ـنة اللعـ٦٦٦ـنة اللعـ٦٦٧ـنة اللعـ٦٦٨ـنة اللعـ٦٦٩ـنة اللعـ٦٧٠ـنة
اللعـ٦٧١ـنة اللعـ٦٧٢ـنة اللعـ٦٧٣ـنة اللعـ٦٧٤ـنة اللعـ٦٧٥ـنة اللعـ٦٧٦ـنة اللعـ٦٧٧ـنة اللعـ٦٧٨ـنة
اللعـ٦٧٩ـنة اللعـ٦٨٠ـنة اللعـ٦٨١ـنة اللعـ٦٨٢ـنة اللعـ٦٨٣ـنة اللعـ٦٨٤ـنة اللعـ٦٨٥ـنة اللعـ٦٨٦ـنة
اللعـ٦٨٧ـنة اللعـ٦٨٨ـنة اللعـ٦٨٩ـنة اللعـ٦٩٠ـنة اللعـ٦٩١ـنة اللعـ٦٩٢ـنة اللعـ٦٩٣ـنة اللعـ٦٩٤ـنة
اللعـ٦٩٥ـنة اللعـ٦٩٦ـنة اللعـ٦٩٧ـنة اللعـ٦٩٨ـنة اللعـ٦٩٩ـنة اللعـ٨٠٠ـنة اللعـ٨٠١ـنة اللعـ٨٠٢ـنة
اللعـ٨٠٣ـنة اللعـ٨٠٤ـنة اللعـ٨٠٥ـنة اللعـ٨٠٦ـنة اللعـ٨٠٧ـنة اللعـ٨٠٨ـنة اللعـ٨٠٩ـنة اللعـ٨١٠ـنة
اللعـ٨١١ـنة اللعـ٨١٢ـنة اللعـ٨١٣ـنة اللعـ٨١٤ـنة اللعـ٨١٥ـنة اللعـ٨١٦ـنة اللعـ٨١٧ـنة اللعـ٨١٨ـنة
اللعـ٨١٩ـنة اللعـ٨٢٠ـنة اللعـ٨٢١ـنة اللعـ٨٢٢ـنة اللعـ٨٢٣ـنة اللعـ٨٢٤ـنة اللعـ٨٢٥ـنة اللعـ٨٢٦ـنة
اللعـ٨٢٧ـنة اللعـ٨٢٨ـنة اللعـ٨٢٩ـنة اللعـ٨٣٠ـنة اللعـ٨٣١ـنة اللعـ٨٣٢ـنة اللعـ٨٣٣ـنة اللعـ٨٣٤ـنة
اللعـ٨٣٥ـنة اللعـ٨٣٦ـنة اللعـ٨٣٧ـنة اللعـ٨٣٨ـنة اللعـ٨٣٩ـنة اللعـ٨٤٠ـنة اللعـ٨٤١ـنة اللعـ٨٤٢ـنة
اللعـ٨٤٣ـنة اللعـ٨٤٤ـنة اللعـ٨٤٥ـنة اللعـ٨٤٦ـنة اللعـ٨٤٧ـنة اللعـ٨٤٨ـنة اللعـ٨٤٩ـنة اللعـ٨٥٠ـنة
اللعـ٨٥١ـنة اللعـ٨٥٢ـنة اللعـ٨٥٣ـنة اللعـ٨٥٤ـنة اللعـ٨٥٥ـنة اللعـ٨٥٦ـنة اللعـ٨٥٧ـنة اللعـ٨٥٨ـنة
اللعـ٨٥٩ـنة اللعـ٨٦٠ـنة اللعـ٨٦١ـنة اللعـ٨٦٢ـنة اللعـ٨٦٣ـنة اللعـ٨٦٤ـنة اللعـ٨٦٥ـنة اللعـ٨٦٦ـنة
اللعـ٨٦٧ـنة اللعـ٨٦٨ـنة اللعـ٨٦٩ـنة اللعـ٨٧٠ـنة اللعـ٨٧١ـنة اللعـ٨٧٢ـنة اللعـ٨٧٣ـنة اللعـ٨٧٤ـنة
اللعـ٨٧٥ـنة اللعـ٨٧٦ـنة اللعـ٨٧٧ـنة اللعـ٨٧٨ـنة اللعـ٨٧٩ـنة اللعـ٨٨٠ـنة اللعـ٨٨١ـنة اللعـ٨٨٢ـنة
اللعـ٨٨٣ـنة اللعـ٨٨٤ـنة اللعـ٨٨٥ـنة اللعـ٨٨٦ـنة اللعـ٨٨٧ـنة اللعـ٨٨٨ـنة اللعـ٨٨٩ـنة اللعـ٨٩٠ـنة
اللعـ٨٩١ـنة اللعـ٨٩٢ـنة اللعـ٨٩٣ـنة اللعـ٨٩٤ـنة اللعـ٨٩٥ـنة اللعـ٨٩٦ـنة اللعـ٨٩٧ـنة اللعـ٨٩٨ـنة
اللعـ٨٩٩ـنة اللعـ٩٠٠ـنة اللعـ٩٠١ـنة اللعـ٩٠٢ـنة اللعـ٩٠٣ـنة اللعـ٩٠٤ـنة اللعـ٩٠٥ـنة اللعـ٩٠٦ـنة
اللعـ٩٠٧ـنة اللعـ٩٠٨ـنة اللعـ٩٠٩ـنة اللعـ٩١٠ـنة اللعـ٩١١ـنة اللعـ٩١٢ـنة اللعـ٩١٣ـنة اللعـ٩١٤ـنة
اللعـ٩١٥ـنة اللعـ٩١٦ـنة اللعـ٩١٧ـنة اللعـ٩١٨ـنة اللعـ٩١٩ـنة اللعـ٩٢٠ـنة اللعـ٩٢١ـنة اللعـ٩٢٢ـنة
اللعـ٩٢٣ـنة اللعـ٩٢٤ـنة اللعـ٩٢٥ـنة اللعـ٩٢٦ـنة اللعـ٩٢٧ـنة اللعـ٩٢٨ـنة اللعـ٩٢٩ـنة اللعـ٩٣٠ـنة
اللعـ٩٣١ـنة اللعـ٩٣٢ـنة اللعـ٩٣٣ـنة اللعـ٩٣٤ـنة اللعـ٩٣٥ـنة اللعـ٩٣٦ـنة اللعـ٩٣٧ـنة اللعـ٩٣٨ـنة
اللعـ٩٣٩ـنة اللعـ٩٤٠ـنة اللعـ٩٤١ـنة اللعـ٩٤٢ـنة اللعـ٩٤٣ـنة اللعـ٩٤٤ـنة اللعـ٩٤٥ـنة اللعـ٩٤٦ـنة
اللعـ٩٤٧ـنة اللعـ٩٤٨ـنة اللعـ٩٤٩ـنة اللعـ٩٥٠ـنة اللعـ٩٥١ـنة اللعـ٩٥٢ـنة اللعـ٩٥٣ـنة اللعـ٩٥٤ـنة
اللعـ٩٥٥ـنة اللعـ٩٥٦ـنة اللعـ٩٥٧ـنة اللعـ٩٥٨ـنة اللعـ٩٥٩ـنة اللعـ٩٦٠ـنة اللعـ٩٦١ـنة اللعـ٩٦٢ـنة
اللعـ٩٦٣ـنة اللعـ٩٦٤ـنة اللعـ٩٦٥ـنة اللعـ٩٦٦ـنة اللعـ٩٦٧ـنة اللعـ٩٦٨ـنة اللعـ٩٦٩ـنة اللعـ٩٧٠ـنة
اللعـ٩٧١ـنة اللعـ٩٧٢ـنة اللعـ٩٧٣ـنة اللعـ٩٧٤ـنة اللعـ٩٧٥ـنة اللعـ٩٧٦ـنة اللعـ٩٧٧ـنة اللعـ٩٧٨ـنة
اللعـ٩٧٩ـنة اللعـ٩٨٠ـنة اللعـ٩٨١ـنة اللعـ٩٨٢ـنة اللعـ٩٨٣ـنة اللعـ٩٨٤ـنة اللعـ٩٨٥ـنة اللعـ٩٨٦ـنة
اللعـ٩٨٧ـنة اللعـ٩٨٨ـنة اللعـ٩٨٩ـنة اللعـ٩٩٠ـنة اللعـ٩٩١ـنة اللعـ٩٩٢ـنة اللعـ٩٩٣ـنة اللعـ٩٩٤ـنة
اللعـ٩٩٥ـنة اللعـ٩٩٦ـنة اللعـ٩٩٧ـنة اللعـ٩٩٨ـنة اللعـ٩٩٩ـنة اللعـ١٠٠٠ـنة

واشهد الاحرار والأسارى انى اضع البركة واللعنة امام النصارى ۲۳

اور میں آزادوں اور قیدیوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آج برکت اور لعنت نصاریٰ کے آگے رکھتا ہوں

اما البركة فينالهم بركة الدنيا عند مقابلة الكتاب وينالون انعامًا كثيرًا

برکت سے مُراد دُنیا کی برکت ہے کہ مقابلہ کے وقت اُن کو حاصل ہوگی اور وہ بہت سا انعام

مع الفتح والغلاب اوينالهم بركة الأخرة عند التوبة وترك توهين

مع فتح اور غلبہ کے پائیں گے یا برکت سے مُراد آخرت کی برکت ہے کہ توبہ اور ترک توہین قرآن

القرآن وترك صفة الرحمان واما اللعنة فلا يرد عليهم الا عند

سے ... لعنت تو یہ صرف اس حالت میں وارد ہوگی کہ جب بالمقابل رسالہ نہ بنا سکیں

اعراضهم عن الجواب ومع ذالك عدم امتناعهم عن الشتم والسبّ

اور باوجود اس کے

والقدح فى كتاب رب الارباب ربّ العالمين۔

قرآن شریف کی توہین اور تحقیر سے بھی باز نہ آویں۔

واعلم انّ كل من هو من وُلد الحلال وليس من ذرّية البغايا

اور جاننا چاہیئے کہ ہر یک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں

ونسل الدجّال فيفعل امرًا من امرين امّا كفّ اللّسان بعد وترك

اور دجّال کی نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کریگا یا تو بعد اسکے دروغگوئی

الافتراء والمين واما تاليف الرسالة كرسالتنا وترصيع المقالة كمقالتنا

اور افترا سے باز آجائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا

ولكن الذى ما ازدجر من القدح فى بلاغة القرآن وما امتنع من الانكار

مگر وہ شخص کہ جس نے نہ تو ہمارے رسالہ جیسا رسالہ بنایا اور نہ قرآن کریم کی جرح و قدح سے باز آیا

من فصاحة الفرقان فعليه كلّما قلنا وكتبنا فى هذا القرطاس عليه

اور نہ فصاحت قرآنی پر حملہ بیجا کرنے سے اپنے تئیں روکا پس اُس پر وہ سب باتیں وارد ہونگی جو ہم اس رسالہ

(ٹائیٹل طبع اول)

تنبیہ:- یہ کتاب مع پہلے حصہ اسکے کہ پادری عماد الدین اور شیخ محمد حسین بطالوی صاحب اشاعت السنۃ اور انکے انصار و اعوان کی حقیقت علمیہ ظاہر کرنیکے لئے تیار ہوئی ہے جسکے ساتھ پانچہزار روپیہ انعام کا اشتہار ہے اگر چاہیں تو روپیہ پہلے جمع کرالیں اور اگر بالمقابل کتاب لکھنے کیلئے تیار ہوں اور انعامی روپیہ جمع کرانا چاہیں تو ایسی درخواست کا میعاد اخیر جون ۱۸۹۴ء تک ہے بعد اسکے سمجھا جائیگا کہ بھاگ گئے۔ اور کوئی درخواست منظور نہیں ہوگی۔ اتق اللہ یا عمی و حسین۔ اتق اللہ یا غریق المین۔ قلت انا عالم فار علمک۔

الحمد للہ الذی اجزل لنا طوله وانجز وعده واتم قوله
واری بعض الآیات وافحم المنکرین المنکرات فاردت ان اظهر
سناه لمن ام مسالك هداه ولم اخل تنتابنی نصر اللہ الکریم وعون اللہ الرحیم الی ان
ظهرت آیة الخسوف والکسوف من اللہ الرحمن الرؤف فالقی فی روعی ان اولف رسالة
فی هذا الباب هدایة للطلاب فالفتها للہ الاحب الاحق وجعلتها حصة من حصتی نور الحق
ومعها انعام خمسة الاف للذین یلغون کغداف والذین یکذبون القرآن ویتبعون الشیطان
ویتکلمون فی بلاغة القرآن ولا یحسبونه من اللہ الرحمان اردت بتالیف هذه الرسالة
والحصة الاولی ان اظهر جهالة النوکی وضلالة تلك الحمقی واکشف خدیعتهم علی اولی
النهی واری الحق لمن یری وبعد ما ازمعت تالیف هذا الکتاب الهمت من رب الارباب
ان الکافرین والمنکرین لا یقدرون علی ان یؤلفوا کتابا مثل هذا فی نثرها ونظمها مع التزام
معارفها وحکمها فمن اراد ان یکذب الهامی فلیات بمثل کلامی فان المهدی یهدی الی امور لا
یهدی الیها غیره ولا یدرکه معانده ولو کان علی الهوا سیره وهذا الکتاب الذی هو الطف وادق

سمی الحصة الثانیة من

نور الحق

هذه رسالة کالعضب الجراز لانعام کل من تصدی للبراز واول مخاطبینا بالاطماع فی الانعام
المتنصرون الذین هم کالانعام وعماد هم الذی یری عنقه کالانعام واخوانه الذین
یقولون انا نحن المولویون الماهرون فی العربیة والعلوم الادبیة ثم البطالوی الشیخ محمد حسین
مضل العوام بکلمات کالسراب او کالجهام ثم بعد هؤلاء کل مخالف من اهل الاهواء وکل من
قال انی ارضعت ثدی الادب وحوت معرفة من علوم النخب مع خلافه فی الملة والمشرب
فالان ننتظرهم هل یقومون فی المیدان کقیامهم علی منبر الافتراء والعدوان
او یولون الدبر ویشهدون علی انفسهم انهم کانوا من الجاهلین

طبع فی المطبع مفید عام فی بلدة لاهور فی سنة ۱۳۱۱ من الهجرة

له سهو الکاتب "والحصة"

تعداد جلد ۳۰۰۰ — قیمت فی جلد ۶/

عجيبة و اوضاعه غريبة وهو خارق للعادة ومخالف للمعمول و السنّة

عجیب ہیں اور اسکی وضعیں غریب ہیں اور وہ خارق عادت اور مخالف معمول اور سنت ہے۔

فثبت ما جاء في القرآن وحديث خاتم النبيين ولا شك ان اجتماع

پس اس سے وہ غیر معمولی ہونا ثابت ہوا جس کا بیان قرآن کریم اور حدیث خاتم الانبیاء میں موجود ہے اور کچھ شک نہیں کہ

الخسوف و الكسوف في شهر رمضان مع هذه الغرابة امر خارق للعادة

کسوف خسوف اس مہینہ رمضان میں اس غیر معمولی حالت کے ساتھ جمع ہونا ایک امر خارق عادت ہے

واذا نظرت معه رجلا يقول اني انا المسيح الموعود و المهدي المسعود

اور جب کہ اس کے ساتھ تُو نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہتا ہو کہ مَیں مسیح موعود اور مہدی ہوں اور خسوف

والملهم المرسل من الحضرة وكان ظهوره مقارنا بهذه الآية فلا شك

کسوف کے ساتھ اس کا ظہور مقارن ہے پس کچھ شک نہیں کہ یہ تمام امور ایسے

ص۲۴۴ انها امور ما سمع اجتماعها في اوّل الزمان ومن ادعى فعليه ان يثبت

ہیں جو پہلے کسی زمانہ میں جمع نہیں ہوئے جو انکار کرے اور ثابت کر کے دکھلا دے کہ کسی

وقوعه في حين من الاحيان۔ ثم لما ظهرت هذه الآية في هذه الديار

وقت پہلے اس سے یہ کسوف خسوف مع مدعی مہدویت کے وقوع میں آچکا ہو۔ پھر جبکہ یہ نشان اسی ملک

وهذا المقام ولم يظهر اثر منها في بلاد العرب و الشام فهذه شهادة

اور اسی مقام میں ظاہر ہوا اور بلاد عرب اور شام میں کچھ اسکا نشان

من الله العلّام لصدق دعوانا يا اهل الاسلام فقوموا فرادى فرادى اتركوا

نہ پایا گیا تو یہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہمارے صدق دعویٰ پر ایک نشان ہے پس تم ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور جو

من بخل وعادى ثم تفكروا ودعوا عنادا ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة

شخص بخیل اور دشمن ہو اُسکو چھوڑ دو پھر فکر کرو اور عناد کو چھوڑ دو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے تئیں ہلاک مت کرو

ولا تفسدوا افسادا ولا تعرضوا مستعجلين۔ يا عباد الله رحمكم الله

اور جلدی سے کنارہ کش مت ہو جاؤ۔ اے بندگان خدا

اتقوا اللّٰہ ولا تتکبّروا و فکّروا و تدبّروا ایجوز عندکم ان یکون المھدی
فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو

فی بلاد العرب او الشام و آیتہ تظھر فی ھذا المقام وانتم تعلمون
بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو

ان الحکمۃ الالٰھیۃ لا تبعد الاٰیت من اھلھا وصاحبھا ومحلّھا
کہ حکمت الٰہیہ نشان کو اُس کے اہل سے جُدا نہیں کرتی

فکیف یمکن ان یکون المھدی فی مغرب الارض وایتہ تظھر فی
پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اُس کا نشان

مشرقھا فکفاکم ھذا ان کنتم من الطالبین۔
مشرق میں ظاہر ہو اور تمہارے لئے اسقدر کافی ہو اگر تم طالب حق ہو۔

ثم مع ذلک لا یخفی علیکم ان بلاد العرب و الشام خالیۃ عن اھل
پھر یہ بھی تم پر پوشیدہ نہیں کہ بلاد عرب اور شام ایسے

ھذہ الادعاء ولن تسمع اثرا منہ فی تلک الارجاء ولکنکم تعلمون انی اقول
مدعی کے وجود سے خالی ہیں اور ان اطراف میں ایسے مدعی کا نشان نہیں پایا جاتا مگر تم جانتے ہو کہ میں کئی

من بضع سنین بامر ربّ العٰلمین انی انا المسیح الموعود والمھدی
برس سے بامر ربّ العالمین کہہ رہا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی

المسعود وانتم تکفروننی وتلعنوننی و تکذبوننی وجاء تکم البیّنات و
مسعود ہوں اور تم مجھے کافر ٹھہراتے اور لعنت کرتے اور جھٹلاتے ہو اور کھلی کھلی نشانیاں تمہارے پاس

ازیلت الشبھات ثم کنتم علی التکفیر مصرّین۔ اعجبتم ان جاءکم منذر منکم
پہنچیں اور تمہارے شبہات دُور کئے گئے اور پھر تم کافر ٹھہرانے پر اصرار کرتے رہے۔ یا تمنے تعجب کیا کہ تم میں سے ایک

علی راس المائۃ فی وقت نزول المصائب علی الملّۃ واشتداد العلّۃ وکنتم
ڈرانیوالا صدی کے سر پر آیا اور اُسوقت آیا کہ جب دینِ اسلام پر مصیبتیں اُتر رہی تھیں اور بیماری بہت شدت کر گئی تھی اور

ٹائیٹل پیج طبع اول

الحمد لله الذی وفقنا لتالیف رسالتنا هذه التی الفت
لافحام المولوی رسل بابا الامرتسری وتبکیته وفصل فیه
کل امر لتبکیته وسمیت

اتمام الحجة

على الذی لجّ وزاغ

عن المحجة

وطبعت فی مطبع گلزار محمدی فی بلدة لاهور سنة ۱۳۱۱ھ

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد ۳/

فعله تركوا بروق الدنيا و زينتها برؤية لعله ونهضوا الى ما امروا باذعان القلب و سعادة السيرة وجاهد واتى الله على ضعف من المريرة وما كانوا قاعدين تبتلوا الى الله تبتيلا وجمعوا خزائن الآخرة وما ملكوا من الدنيا فتيلا وما مالوا الى امتراء المرية و بذلوا انفسهم لاشاعة الملة وقفوا ظلال رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صاروا من الفانين شروا انفسهم ابتغاء مرضات الرب اللطيف ورضوا لمرضاته بمفارقة المالف و الاليف و انحوا ابصارهم عن الدنيا وما فيها واخذتهم ٣
جذبة عظمى فجذبوا الى الله رب العلمين -

اما بعد فاعلم ان اخوة الاسلام يقتضي النصح وصدق الكلام ومن اعطى علما من علوم فاخفاه كسر مكتوم فهو احد من الخائنين - و ان العلوم لا تنتهي دقائقها ولا تحصى حقائقها ولا مانع لظهورها ولا محاق لبدورها وكم من علم ترك للآخرين - وقد علمني ربي من اسرار واخبرني من اخبار وجعلني **مجدد** هذه المائة وخصني في علومه بالبسطة والسعة وجعلني لرسله من الوارثين - وكان من مفاتح تعليمه وعطايا تفهيمه ان المسيح عيسى بن مريم **قد مات بموته الطبعي وتوفي** كاخوانه من المرسلين - وبشرني وقال ان **المسيح الموعود** الذي يرقبونه و **المهدي المسعود** الذي ينتظرونه **هو انت** نفعل ما نشاء فلا تكونن من الممترين - وقال **انا جعلناك المسيح ابن مريم** نفض ختم سره وجعلني على دقائق الامر من المطلعين - وتواترت هذه **الالهامات** وتتابعت **البشارات** حتى صرت من المطمئنين ثم تخيرت طريق الحزامة ورجعت الى كتاب الله خفير طرق السلامة فوجدته عليه ادل الشاهدين - واي بيان يكون اوضح من بيانه **يعيسى اني متوفيك** فانظر هداك الله قبل توفيك وجعلك من المستبصرين -

واكده الله بقوله **فلما توفيتني** ففكر فيه يامن اذيتني وحسبتني من الكافرين - وهذا نص لا يرده قول مبار باثار ولا يجرحه سهم ممار في مضمار ولا

119

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۹

انوار الاسلام ۔ منن الرحمٰن ۔ ضیاء الحق
نور القرآن ہر دو حصّہ ۔ معیار المذاہب

120

ٹائیٹل پیج بار اول

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

انوار الاسلام

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں خاکسار غلام قادر فصیح کے اہتمام سے چھپا

تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

اب یاد رہے کہ پیشگوئی میں فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ہاویہ یا ذلّت کا وعدہ تھا ایک گروہ مراد ہے جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرگروہ تھا۔ ہاں مقدم سب سے ڈپٹی عبداللہ آتھم تھا۔ کیونکہ وہی دوسرے عیسائیوں کی طرف سے منتخب ہو کر پندرہ دن جھگڑتا رہا مگر درحقیقت اس لفظ کے حصہ دار دوسرے معاون اور محرک اور ان کے سرگروہ بھی تھے کیونکہ عرفاً فریق اس تمام گروہ کا نام ہے جو ایک کام بالمقابل کرنے والا یا اس کام کا معاون یا اس کام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو اور پیشگوئی کی کسی عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے۔ ہاں میں نے جہاں تک الہام کے معنے سمجھے وہ یہ تھے کہ جو شخص اس فریق میں سے بالمقابل باطل کی تائید میں بنفس خود بحث کرنے والا ہے اس کے لئے ہاویہ سے مراد سزائے موت ہے لیکن الہامی لفظ صرف ہاویہ ہے اور ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے والا نہ ہو۔ اور حق کی طرف رجوع نہ کرنے کی قید ایک الہامی شرط ہے جیسا کہ میں نے الہامی عبارت میں صاف لفظوں میں اس شرط کو لکھا تھا اور یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اسی کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اس کے رعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر ڈال دی اور ہاویہ میں تو گرا لیکن اس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کے لئے بچ گیا جس کا نام موت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظوں اور شرطوں میں سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہیں ہے جو بے تاثیر ہو یا جس کا کسی قدر موجود ہو جانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہٰذا ضرور تھا کہ جس قدر مسٹر عبداللہ آتھم کے دل نے حق کی عظمت کو قبول کیا اس کا فائدہ اس کو پہنچ جائے سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور مجھے فرمایا اطلع اللّٰہ علی ھمّہ وغمّہ۔ ولن تجد لسنّۃ اللّٰہ تبدیلا۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ وبعزتی وجلالی انک انت الاعلٰی۔ ونمزّق الاعداء کل ممزّق۔ ومکر اولٰئک ھو یبور۔ انا نکشف السرّ عن ساقہ۔ یومئذ یفرح المؤمنون۔ ثلّۃ من الاوّلین وثلّۃ من الاٰخرین۔ وھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی جب تک کہ وہ بیباکی اور سخت گوئی اور

ٹائیٹل طبع اول

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ؕ

جو شخص مظلوم ہونے کے بعد انتقام لے اس پر کوئی الزام نہیں

نُورُالقرآن

نمبر ۲

بابت ماہ ستمبر اکتوبر نومبر دسمبر ۱۸۹۵ء و جنوری و فروری و مارچ و اپریل ۱۸۹۶ء

خاکسار محمد سراج الحق جمالی نعمانی

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب
مالک مطبع کے چھپا

۷۰۰ جلد چھپی

قیمت فی جلد ۸/

اعتراض پنجم

محمدؐ صاحب کی ایک غیر عورت پر نظر پڑی۔ تو آپ نے گھر میں آکر اپنی بیوی سودہ رضؓ سے خلوت کی پس جو شخص غیر عورت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہیں آسکتا۔ جب تک اپنی عورت سے خلوت نہ کرے اور اپنے نفس کی حرص کو پورا نہ کرے۔ تو وہ فرد اکمل کیونکر ہو سکتا ہے:۔

اقول میں کہتا ہوں کہ جس حدیث کے معترض نے اُلٹے معنے سمجھ لئے ہیں وہ صحیح مسلم میں ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای امراۃ فاتی امراتہ زینب وھی تمعس منیئۃ لہا فقضی حاجتہ۔ اس حدیث میں سودہ رضؓ کا کہیں ذکر نہیں اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک عورت کو دیکھا۔ پھر اپنی بیوی زینب رضؓ کے پاس آئے اور وہ چمڑہ کو مالش کر رہی تھی۔ سو آنحضرتؐ نے اپنی حاجت پوری کی۔ اب دیکھو کہ حدیث میں اس بات کا نام و نشان نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کا حسن و جمال پسند آیا۔ بلکہ یہ بھی ذکر نہیں کہ وہ عورت جوان تھی یا بڈھی تھی۔ اور یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرتؐ نے اپنی بیوی سے آکر صحبت کی۔ الفاظ حدیث صرف اس قدر ہیں کہ اُن سے اپنی حاجت کو پورا کیا اور لفظ فقضی حاجتہ لغت عرب میں مباشرت سے خاص نہیں ہے قضاء حاجت پاخانہ پھرنے کو بھی کہتے ہیں اور کئی اور معنوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے صحبت کی تھی۔ ایک عام لفظ کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔ علاوہ اس کے آنحضرت

درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا باان کے والد صاحب کی ملک میں سے تھا پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑا گیا۔ وہ خدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں۔

الغرض کسی کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ یہ چیز خوبصورت ہے یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو خدا نے آنکھیں دی ہیں جیسے وہ کانٹے اور پھول میں فرق کرسکتا ہے۔ ایسا ہی وہ خوبصورت اور بدصورت میں فرق کرسکتا ہے۔ آپ کے خدا صاحب کو شاید یہ قوت ممیزہ فطرت سے نہیں ملی ہوگی مگر پیٹ کی شہوت کے لئے تو انجیر کے درخت کی طرف دوڑے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے؟

تعجب کہ ایک شرابی اور کھاؤ پیو کو شہوت پرست نہ کہا جائے اور وہ پاک ذات جس کی زندگی اور جس کا ہر یک فعل خدا کے لئے تھا۔ اس کا نام اس زمانہ کے پلید طبع شہوت پرست رکھیں عجب تاریکی کا زمانہ ہے۔ یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدکاری کا پیش خیمہ ہے۔ اور اگر اتفاقاً کسی خوبصورت عورت پر نظر پڑے اور وہ خوبصورت معلوم ہو تو اپنی عورت سے صحبت کر کے اس خیال کو ٹال دو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تعلیم اور یہ حکم حفظ ما تقدم کے طور پر ہے جو شخص مثلاً ہیضہ کے دنوں میں ہیضہ سے بچنے کے لئے حفظ ما تقدم کے طور پر کوئی دوا استعمال کرتا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کو ہیضہ ہو گیا ہے۔ یا ہیضہ کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہیں بلکہ یہ بات اس کی دانشمندی میں محسوب ہوگی اور سمجھا جائے گا کہ وہ اس بیماری سے طبعاً نفرت رکھتا ہے اور اس سے

پڑگیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے

ہمارے سیّد و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کا تقویٰ دیکھیے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کر لینے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا۔ جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے۔ کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے۔ اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرّد۔ اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسّر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی۔ اور زناکاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

126

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۰

آریہ دھرم ۔ ست بچن

اسلامی اصول کی فلاسفی

طبع بار اول

ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئک ما علیهم من سبیل

جو شخص مظلوم ہو کے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

ست بچن

آریہ دہرم

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں حکیم فضل دین مالک مطبع کی اہتمام سے چھپے

قیمت فی جلد ۸ر

۵۰۰ جلد چھپی

۱۵ کرتے ہیں اور ہم تسلیم کریں گے کہ شاید کسی مسلمان نے موقعہ پا کر گرنتھ میں داخل کر دیئے ہیں لیکن اگر دلایل قاطعہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ باوا صاحب نے اسلام کے عقاید قبول کر لئے تھے اور وید پر اُن کا ایمان نہیں رہا تھا تو پھر وہ چند اشعار جو باوا صاحب کے اکثر حصہ کلام سے مخالف پڑے ہیں جعلی اور الحاقی تسلیم کرنے پڑیں گے یا اُن کے ایسے معنے کرنے پڑیں گے جن سے تناقض دور ہو جائے اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ پس بڑی بے ادبی ہوگی کہ متناقض باتوں کا مجموعہ باوا صاحب کی طرف منسوب کیا جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ باوا صاحب نے ایسے مسلمانوں اور قاضیوں مفتیوں کو بھی اپنے اشعار میں سرزنش کی ہو جنہوں نے اس حق اور حقیقت کو چھوڑ دیا جس کی طرف خدا تعالےٰ کا کلام بلاتا ہے اور محض رسم اور عادت کے پابند ہو گئے چنانچہ قرآن شریف اور حدیث میں بھی ہے کہ ایسے نمازیوں پر لعنتیں ہیں جن میں صدق اور اخلاص نہیں اور ایسے روزے نری فاقہ کشی ہے جن میں گناہ ترک کرنے کا روزہ نہیں۔ سو تعجب نہیں کہ غافل مسلمانوں کے سمجھانے کے لئے اور اس غرض سے کہ وہ رسم اور عادت سے آگے قدم بڑھا دیں باوا صاحب نے بعض بے عمل مولویوں اور قاضیوں کو نصیحت کی ہو۔

اب ہم کھول کر لکھتے ہیں کہ ہماری رائے باوا نانک صاحب کی نسبت یہ ہے۔ کہ بلاشبہ وہ سچے مسلمان تھے اور یقیناً وہ وید سے بیزار ہو کر اور کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** سے مشرف ہو کر اُس نئی زندگی کو پا چکے تھے۔ جو بغیر خدا تعالےٰ کے پاک رسول کی پیروی کے کسی کو نہیں مل سکتی۔ وہ

ہندوؤں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہے

اور پوشیدہ ہی چلے گئے اور اس کے

دلایل ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

کو ایک خط مستقیم میں باہم رکھدیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دوکانیں ختم نہ ہوں۔ عبادات سے فراغت ہے اور دن رات معاعیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانیوالے گناہ سے رک نہیں سکے* بلکہ جیسا کہ بند ٹوٹنے سے ایک تیز دھار دریا کا پانی ارد گرد کے دیہات کو تباہ کر جاتا ہے ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کو جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا۔ یسوع کا کفارہ بدکاریوں سے روک نہ سکا تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور خشک پادریوں کو ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے۔ غرض عیسائیوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرا مذہب ان دو مذہبوں کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اسلام ہے اس مذہب کی خداشناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر اُن کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے۔ آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئیگا اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرّہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیۃ کریمہ الست بربکم قالوا بلیٰ کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کیلئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان من شیءٍ الا یسبح بحمدہٖ یعنی ہر یک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو اُن چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔

* نوٹ۔ یسوع کا مصلوب ہونا اگر اپنی مرضی سے تھا تو خودکشی ہوئی جو حرام کی موت تھی اور خلاف مرضی کی حالت میں کفارہ نہیں ہو سکتا اور یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ [illegible] انجیل کے کچھ حصہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شرابخواری کا ایک بد نتیجہ ہے۔ منہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۱

انجامِ آتھم مع ضمیمہ

ٹائیٹل پیج بار اوّل

جاء الحق و زھق الباطل

ان الباطل کان زھوقا

بفضلہٖ تعالےٰ

یہ رسائل اربعہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدائی فیصلہ ۔ دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد عہ

رحیمانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آئندہ زندگی کا امن اُٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ پھر بھی آتھم صاحب نے درگذر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے۔ اور اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آتھم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک ملہَم علیہ کے ایسے بیان پر کر سکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو اگر اس نے اُن حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بدقسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سوار یا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا۔ اور نہ بیان کر سکا۔ یہانتک کہ پیشگوئی کی میعاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

حاشیہ

ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے۔ ہم تو اس وقت سے ہی آتھم کو مرا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بٹالوی اور اس کے ہمخیال آتھم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ فرض آتھم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اس نے رجوع کیا ہے اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنا لیا۔ عدالت میں نالش کر کے ان حملوں کا ثبوت دیتا اور مجرموں کو واقعی سزا دلاتا۔ کیونکہ اُس کے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خانگی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔ کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لودیانہ اور فیروزپور میں جو بقول آتھم قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا آتھم کی گردن پر تھا۔

اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔

رحیمانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آئندہ زندگی کا امن اُٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کرسکتی ہے کہ پھر بھی آتھم صاحب نے درگذر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے۔ اور اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے ۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آتھم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک مدعا علیہ کے ایسے بیان پر کرسکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو اگر اس نے اُن حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بدقسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سوار یا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا۔ اور نہ بیان کرسکا۔ یہاں تک کہ پیشگوئی کی میعاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

تتمہ حاشیہ

ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے۔ ہم تو اس وقت سے ہی آتھم کو مرا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بٹالوی اور اس کے ہمخیال آتھم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ فرض آتھم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا۔ جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اس نے ترپیچ سے اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنالیا۔ عدالت میں نالش کر کے ان حملوں کا ثبوت دیتا اور مجرموں کو واقعی سزا دلاتا۔ کیونکہ اُس کے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خانگی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔ کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لودیانہ اور فیروزپور میں جو بقول آتھم قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا آتھم کی گردن پر تھا ۔

اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔

موت اس پر وارد ہوگا۔ اس کے جلد مرنے کا موجب ہوگئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں وہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد جو ہمارا آخری اشتہار بطور اتمام حجت تھا پورے سات مہینے بھی زندہ نہ رہ سکا۔ پس کیا یہ خدا کا فعل نہیں ہے کہ اس نے آتھم کے اصرار انکار پر موت کی سزا سے اس کا تمام جھوٹ اور افترا ایک لخت ظاہر کر دیا۔

اب بیان کرو کہ کونسا قانونی سُقم ہماری اس تقریر میں ہے اور آتھم کو ملزم قرار دینے کے لئے کس ثبوت کی کسر رہ گئی ہے۔ بلاشبہ اُسی کی عملی حالت نے اس پر فرد قرارداد جرم لگا دی جس پر وہ ایک بھی صفائی کا گواہ پیش نہ کر سکا۔ اب عیسائیوں کو اس کی ناحق کی حمایت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم نے بہت صفائی سے بار بار اس بات پر زور دیا کہ آتھم اس بیان میں بالکل جھوٹا ہے کہ اس کے قتل کے

ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے۔ اُن کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ اُن الہامات میں جو لفظ مُرْسَلْ یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے* وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انّی نبیّ او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن و احکام الشریعۃ الغرّاء فھو کافر کذّاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بیدین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا

* نوٹ: ایسے لفظ اب نہیں بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤ گے۔ منہ

لئے ہماری طرف سے ناجائز حملے ہوئے۔ ہم نے اس کو اپنے پہلے اشتہاروں میں بہت غیرت دلائی۔ اور غیرت دینے والے الفاظ استعمال کئے۔ مگر کچھ ایسا دھڑکا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ کہ وہ سر نہ اُٹھا سکا۔ پھر ہم نے نہایت الحاح اور انکسار کے ساتھ یسوع کی عزت اور مرتبہ کو یاد دلا کر قسم دی اور جہاں تک الفاظ ہمیں مل سکے۔ ہم نے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس بہتان کو جو ہم پر لگاتا ہے ثابت کرے یا قسم کھاوے۔ لیکن وہ ان بدبخت جھوٹوں کی طرح چپ رہا۔ جن کا کانشنس ہر وقت اُن کو ملامت کرتا ہے کہ تم خدا کی لعنت کے نیچے کارروائی کر رہے ہو۔ یقیناً اس کو یہ خوف کھا گیا کہ تحقیق کرانے کے وقت اس کے جھوٹے منصوبہ کے تمام پر و بال گر جائیں گے۔ اور قسم کھانے کی حالت میں خدا کا قہر اس پر نازل ہوگا۔ سو اس نے نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی۔

کلمہ بنائے گا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دیگا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

قولہٗ۔ حضرت اقدس میرزا صاحب نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی بیش بہا اور لاثانی کتاب **شہادۃ القرآن** میں درج فرمایا ہے (یعنی آتھم اور احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی اور لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش خبری) اب ناظرین خود بخود سمجھ لیں گے۔ کہ وہ سچا دعویٰ ہے یا دروغ بے فروغ۔

اقول۔ میں کہتا ہوں کہ لیکھرام کی پیشگوئی کی میعاد تو ابھی بہت باقی ہے سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے ہاں آتھم اور احمد بیگ اور داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس کی میعاد گذر چکی ہے درحقیقت یہ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک آتھم کی موت کی نسبت دوسری احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت کی نسبت سو آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بروز دوشنبہ فوت ہو گیا۔ اور ایک آنکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور اُن کے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آکر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں۔ جھوٹے پر بغیر تعیّن کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت شملہ جانے سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قادیان میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آتھم نہیں مرا۔ میں نے کہا کہ اُس نے اسلامی پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اُٹھایا۔ اور خود اقرار کیا کہ میں ڈرتا رہا اور ان حملوں کا ثبوت نہ دے سکا جو ڈرنے کی وجہ ٹھہرائی۔ وایٹ نے کہا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ میں نے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتھم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کر دیگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس لعنت کا اثر آتھم پر وارد ہوگیا۔

تتمہ حاشیہ

کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤں گا اور دوسری راہ لی۔ دیکھو تفسیر درمنثور تحت تفسیر آیت مغاضبا۔ اور دیکھو صفحہ ۱۲ اشتہار چہارم انعامی چار ہزار روپیہ۔

ہم اس جگہ حضرت مدرسین صاحب کو ہی منصف ٹھہراتے ہیں کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا کا یہ الہام جھوٹا نکلا اور نعوذ باللہ یونس کذاب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا علم اکثر لوگوں سے جاتا رہا ہے اور بظاہر اہلحدیث بھی کہلاتے ہیں۔ مگر حدیثوں کے مغز سے ناواقف ہیں۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ کہ انہی قصوں کے لحاظ سے اہل سنت کا یہ عام عقیدہ ہے کہ وعید کی میعاد کی تاخیر کسی سبب توبہ یا خوف کی وجہ سے جائز ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر اور ان احادیث کو پڑھ کر پھر اُس پیشگوئی کی تکذیب کی جائے جو یونس کی پیشگوئی سے ہم شکل ہے اور ایسے امور میں اس عاجز کو کاذب ٹھہرایا جائے جن میں دوسرے انبیاء بھی شریک ہیں۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالےٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا۔ جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے۔ اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے یہانتک کہ بائبل کی بعض پیشگوئیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں۔ جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ ذرا شرم کرنی چاہیئے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور وہ پیشگوئی کے اوّل نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جاوے۔ کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جُز ہے۔ جس حالت میں خدا اور رسولؐ

آتھم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اُس کے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق ظاہر ہو گیا۔ کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے۔ کہ آتھم کا قسم سے انکار کرنا اور نالش سے انکار کرنا اور حملوں کا ثبوت دینے سے انکار کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ اس نے ضرور الہامی شرط کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ ملامتی اشتہاروں کی بہت ہی اُس کو مار پڑی مگر وہ الزام سے اپنے تئیں بری نہ کر سکا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے عذر حملوں سے اس پر وارد ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس موت نے اُس کو آپکڑا جس سے وہ ڈرتا رہا۔ اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پاک پیش گوئیوں کے رُو سے بھی سزا اس کے لئے ٹھہر چکی تھی۔ سو اُس خدا سے خوف کرو۔ جس نے آتھم کو بڑی سرگردانیوں کے گرداب میں ڈال کر آخر اپنے وعید کے موافق ہلاک کر دیا۔ خدا کی کُھلی کُھلی پیشگوئیوں سے منہ پھیرنا یہ بدطینتوں کا کام ہے۔ نہ نیک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے مُردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسائی لکھتے ہیں کہ آتھم چار دن تک بیہوشش رہا۔ مگر وہ اس کا سر نہیں بیان کر سکے کہ کیوں چار دن تک بیہوشش رہا۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ یہ چار دن کی سخت جان کندن کے ان چار افتراؤں کی اسی دُنیا میں اس کو سزا دی گئی۔ جو اُس نے زہر خورانی کے اقدام کا افترا کیا۔ سانپ چھوڑنے کا افترا کیا۔ لدھیانہ اور فیروزپور کے حملہ کا افترا کیا اور عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے اصل وجہ خوف کو چھپایا۔ سو عیسائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ آتھم ان کے مذہب کے جھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر آتھم کی گواہی پر اعتبار نہیں تو اس نئے طریق سے دوبارہ حجت اللہ کو پورا کرا لینا چاہیئے۔ اور اس نئے طریق میں کوئی شرط بھی نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دُعا کرنے کے بعد جس کے ساتھ فریقین کی طرف سے آمین بھی ہوگی۔ میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کی فوق العادت عذاب سے بچ گیا۔ تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں تاوان مذکورہ بالا ادا کرونگا۔

اور میں حضرات پادری صاحبان کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دُعا اُن کے

يفرح المومنون - ثلة من الاولين وثلة من الاخرين - وهذا تذكرة

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے اور یہ تذکرہ ہے پس

فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا - ان النصاریٰ حولوا الامر - سنردّ ما

جو چاہے خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست

علی النصاریٰ - لینبذن فی الحطمة - انا نبشرک بغلام حلیم

کو نصاریٰ پر واپس پھینکدیں گے۔ اور اکثم تابود کرنیوالی آگ میں ڈال دیا جاویگا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی

مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء - اسمه

خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمانوایل ہے

عمانوایل - یولد لک الولد - ویدنی منک الفضل - ان نوری قریب

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے لڑکا دیا جائیگا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے

قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق - عجل جسد له خوار - فله نصب وعذاب

کہہ میں شریر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ ایک گوسالہ ہے یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں

(فارسی و اردو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ تو ہر یک مسلمان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

يا شمسنا انظر رحمة وتحننا	يسعى اليك الخلق للارجاء
اے آفتاب ما سوئے من برحمت بنگر	مردم سوئے تو برائے پناه گرفتن مے دوند
انت الذي هو عين كل سعادة	تهوى اليك قلوب اهل صفاء
تو آن کسی هستی که چشمه هر سعادت است	سوئے تو دلہائے اهل صفا مائل هستند
انت الذي هو مبدء الانوار	نورت وجه المدن والبيداء
تو همه کسی هستی که مبدء نورها است	تو روئے شهرها و بیابانها روشن کردی
انی اری فی وجهك المتهلل	شانا يفوق شئون وجه ذكاء
میبینم در روئے روشن تو	شانے میبینم که بر شانهائے آفتاب فوقیت دارد
شمس الهدى طلعت لنا من مكة	عين الندى نبعت لنا بحراء
آفتاب هدایت از مکه برما طلوع کرد	چشمه بخشش از غار حرا برائے ما جوشید
ضاهت اياة الشمس بعض ضياءه	فاذا رأيت فهاج منه بكائي
روشنی آفتاب ببعض روشنیهائے او مے ماند	پس چون دیدم بے اختیار مرا گریه آمد
نسعى كفتيان بدين محمد	لسنا كرجل فاقد الاعضاء
ما همچو مردان در دین محمد صلی الله علیه وسلم کوشش می کنیم	ما مثل آن شخصے نیستیم که بے دست و پا باشد
اعلى المهيمن همنا في دينه	نبني منازلنا على الجوزاء
خداتعالی در دین خود همتہائے ما را بلند کرده است	منزلهائے خود را بر جوزا بنا مے کنیم
انا جعلنا كالسيوف فندمغ	راس اللئام وهامة الاعداء
ما همچو شمشیرها گردانیده شده ایم	پس سر لئیمان و دشمنان را مے کوبیم
ومن اللئام ارى رجيلا فاسقا	غولا لعينا نطفة السفهاء
و از لئیمان مردکے بدکار را مے بینیم	که شیطان ملعون از نطفه سفیهان است
شكس خبيث مفسد ومزور	نحس يسمى السعد في الجهلاء
بدخو خبیث مفسد دروغ آراینده است	منحوس است و نام او جاهلان سعد الله نهاده اند
ما فارق الكفر الذي هو ارثه	ضاها اباه وامه بعماء
کفرے که از وراثت او بود ازان علیحده نشده است	و در کوری مادر و پدر خود را مشابه است
قد كان مردود الهنود وزرعهم	من عبدة الاصنام كالآباء
این شخص از کریهان هنود و تخم ایشان بود	و مثل پدر و جد خود از بت پرستان بود
فالآن قد غلبت عليه شقاوة	كانت مبيدة امه الحمقاء
پس اکنون همان شقاوت بروئے غلبه کرده	که مادر احمق او را هلاک کرده بود
اني اراه مكذبا ومكفرا	ومحقرا بالسب والازراء
من او را مے بینم که او تکذیب من میکند و مرا کافر میگوید	و با تحقیر کردن و دشنام دادن بهتانها مے بندد
يؤذي فما نشكو وما نتاسف	كلب فيعظى قلبه لعواء
آزاری دهد مگر ما در شکایت میکنیم و نه افسوس میکنیم	زیرا که او سگے است که دل او برای عوعو کردن مے پرد

لحل العناد جفونه بجماجة — فالآن من بجمیه من اقذاء

دشمنی ہلاک بلاے او را بغبار کینہ سرمہ ساکردہ است — پس اکنون کیست کہ چشمہاے او را از غبار برہاند

یا لاعنی ان المهیمن ینظر — نخف قهر رب قادر مولائی

اے لامت کنندہ من خدا تعالےٰ مے بیند — از قہر مولاے من کہ قادر است خوف کن

الحق لا یصلی بنار خدیعة — انی من الخفاش خسر ذکاء

راستی بآتش کر سوختہ نمی شود — از نفرت شپرہ ہیچ نقصان آفتاب نیست

انی اراك تمیس بالخیلاء — أنسیت یوم الطعنة النجلاء

من می بینم کہ بہ ناز و تکبر خرامان مے روی — آیا آن روز را فراموش کردی کہ زخم فراخ خواہد کرد

لا تتبع اهواء نفسك شقوة — یلقیك حب النفس فی الخرقاء

ہواے نفس خود را از شقاوت پیروی مکن — ترا محبت نفس در چاہ خواہد انداخت

فرس خبیث خف ذری صهواته — نخشی ان تزلك عدو ذی عدواء

نفس تو اسپ پلید است از بلندی پشت او بترس — ازیں بترس کہ دویدن ناہموار او ترا بر زمین افگند

ان السموم لشر ما فی العالم — ومن السموم عداوة الصلحاء

در دنیا زہرہا بدترین چیزے است — و از زہرہا بدتر عداوت صالحان است

آذیتنی خبثا فلست بصادق — ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیم — اگر تو اے نسل بدکاران بذلت نمیری

الله یخزی حزبکم و یعزنی — حتی یجی الناس تحت لوائی

خدا تعالیٰ گروہ شما را رسوا خواہد کرد و مرا عزت خواہد داد — تا بحدیکہ مردم زیر لواے من خواہند آمد

یا ربنا افتح بیننا بکرامة — یا من یری قلبی ولب لحائی

اے خداے ما در ما بکرامت خود فیصلہ کن — اے آنکہ دل مرا و مغز و پوست مرا می بینی

یا من اری ابوابه مفتوحة — للسائلین فلا ترد دعائی

اے آنکہ در ہاے او را — براے سائلان کشادہ می بینم دعاے مرا رد مکن

آمین

الیوم قضینا ما کان علینا من التبلیغات۔ وعصمنا نفسا من مأثم ترك الواجبات۔ و

امروز ہر چہ بر ما از تبلیغ فرض بود ادا کردیم۔ ونفس خود را از گناہ ترک واجب محفوظ داشتیم۔ و وقت

حان ان نصرف الوجه عن هذه المباحثات۔ الا ما ینفی لبس السائلین والسائلات۔ وازمعنا ان

آمد کہ ما ازیں مباحثات رو بگردانیم۔ مگر آنچہ شبہ سائلان رد کند۔ و قصد کردیم کہ

لا نخاطب العلماء بعد هذه التوضیحات۔ ولو سبونا کما اروا من قبل من العادات۔ وما غلظنا علیهم

بعد ایں توضیحات علما را مخاطب نکنیم۔ اگرچہ دشنام ہا دہند چنانچہ پیش ازیں ہمیں عادات خود نمودہ اند۔ و ما

الا لتنبیهات۔ انما الاعمال بالنیات۔ فالآن نودعهم بدموع جاریة من الحسرات۔ وعیون غریقة

بر ایشان درشتی کہ کردیم محض براے آگاہانیدن کردیم۔ و اعمال نزد خدا تعالیٰ وابستہ بہ نیت ہا ہستند۔ پس اکنون ایشان را با اشکہاے جاری

فی سبل العبرات۔ وهذه منا خاتمة المخاطبات۔ تمت

از حسرتہا وداع می کنیم و با چشمہاے پر آب رخصت می نمائیم۔ پس المعروض ایں رسالہ از ما خاتمہ مخاطبات است۔ فقط

مولوی نیاز احمد قصبہ کہلدیاں + خلیفہ محی الدین۔ باہلی گجرات۔ مولوی فیض احمد ڈڈگہ۔ مولوی عمد الدین ملکی۔ مولوی آن اماں سوداگر۔

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیباکی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اُٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا

حاشیہ در حاشیہ

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سُوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک تحریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی رُوح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفی کو یہی کہنا پڑتا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے اُستاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سُنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سُنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ میں ہے اور وہ یہ ہے یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

حاشیہ

بلکہ وہ اوروں کے حق میں نقشیں جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا** ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہو گی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرامکار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

ہزارہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اُٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمٰن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اُس وعدہ کو ایسے طور سے

ی اولاد ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا۔ کیونکہ آجکل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزارہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو۔ تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اُٹھ اور وہ اُٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کرکے تو دکھلائے۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

سے انکار کرتے ہیں۔ کیا اس قدر اخبار غیب✝ کوئی خود بخود تراش سکتا ہے۔ اور کیا یہ ایک کذاب کی نشانی ہے۔ کہ اس طور سے خدا اُس کی تائید کرے اور ایسے عام جلسوں میں جھوٹے دجّال کو عزت

✝ **حاشیہ** دنیا میں بہت نادان اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ وہ اس اعلام غیب کو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو اس کی طرف سے ہوتا ہے بنظر توہین اور تحقیر دیکھتے ہیں۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ الہام کے معارف کو سُنتے ہی جلد بول اٹھتے ہیں کہ یہ کچھ حقیقت نہیں۔ یہ تو ہمارے ادنیٰ مریدوں کو بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ یہ ابتدائی حالات کا ایک ناقص مرتبہ ہے جس سے آگے گذر جانا چاہیئے۔ اور ہم نے اپنی دستگیری سے مُریدوں کو اُوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ یہ کچھ نہیں۔ ہیچ ہے۔

لیکن جاننا چاہیئے کہ یہ سب شیاطین الانس ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کے نور کو بُجھا دیں۔ یہ تو سچ ہے کہ کبھی سچی خواب ایک مومن یا کافر کو بھی آجاتی ہے۔ اور کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ الہام کے رنگ میں ہر ایک مومن کے دل میں القا ہو سکتا ہے بلکہ کبھی ایک فاسق بھی تنبیہ یا ترغیب کے طور پر پا سکتا ہے مگر وہ امر جس کو یہ عاجز پیش کرتا ہے یعنی **مکالمات الٰہیہ** وہ بغیر خاص اور برگزیدہ بندوں کے کسی کو عطا نہیں کیا جاتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ادنیٰ مشارکت سے کوئی شخص اس لقب کا مستحق نہیں ہو سکتا جو حضرتِ احدیت کے فضل سے اکمل اور اتم فرد کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کے کمالات کی طرف نظر کر کے دیکھو۔ کیا کسی دیوار پر ایک اینٹ لگانے سے کوئی شخص کامل معماروں میں شمار ہو سکتا ہے یا ایک دوا بتلانے سے ڈاکٹر کہلا سکتا ہے۔ یا عربی یا انگریزی کا ایک لفظ سیکھنے سے اس زبان کا امام تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یوں تو چوہڑوں چماروں اور فاسقوں کو بھی خدا کے پاک نبیوں سے خواب دیکھنے میں مشارکت ہے۔ مگر کیا اس ایک ذرہ سی مشارکت سے تمام فاسق انبیاء کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ شمار کئے جائیں گے۔

یہ جہلاء کی غلطیاں ہیں کہ جو قلت تدبر سے اُن کے نفوس امّارہ پر محیط ہو رہی ہیں۔

ہاں یہ سچ ہے کہ ناتمام صوفیوں بلکہ فاسقوں اور فاجروں اور کافروں سے بھی خدا تعالیٰ کی یہ سنّت جاری ہے کہ کبھی وہ سچی خوابیں دیکھتے ہیں۔ بعض وقت کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ بطور الہام بھی سُن لیتے ہیں۔ بعض وقت کشفی طور پر کسی مُردہ کو دیکھ لیتے یا کشف قبور کے رنگ میں کسی رُوح سے ملاقات کر لیتے ہیں۔ مگر وہ ایسے ناتمام نظاروں سے کسی کمال کے وارث نہیں کہلا سکتے۔ اور خدا تعالیٰ ان بدکاروں یا ناتمام فقیروں کو اس لئے رؤیا یا کشف یا

بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مقابل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک

ان تمام واقعات سے اطلاع پا دے تا اس کی بے خبری اس کی شفیع نہ ہو۔ پھر بعد اس کے قسم کھا دے کہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور جھوٹی ہے۔ پھر اگر وہ ایک سال تک اس قسم کے وبال سے تباہ نہ ہو جائے اور کوئی فوق العادت مصیبت اس پر نہ پڑے تو دیکھو کہ میں سب کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ اس صورت میں میں اقرار کروں گا کہ ہاں میں جھوٹا ہوں۔ اگر عبد الحق اس بات پر اصرار کرتا ہے تو وہی قسم کھا دے اور اگر محمد حسین بٹالوی اس خیال پر زور دے رہا ہے تو وہی میدان میں آوے۔ اور اگر مولوی احمد اللہ امرتسری یا ثناء اللہ امرتسری ایسا ہی سمجھ رہا ہے۔ تو انہیں پر فرض ہے کہ قسم کھانے سے اپنا تقویٰ دکھلاویں اور یقیناً یاد رکھو کہ اگر اُن میں سے کسی نے قسم کھائی کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی۔ تو خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ رُوسیاہ کرے گا۔ اور لعنت کی موت سے اس کو ہلاک کرے گا کیونکہ اس نے سچائی کو چھپانا چاہا۔ جو دین اسلام کے لئے خدا کے حکم اور ارادہ سے زمین پر ظاہر ہوئی۔

مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مُردار کھا رہے ہیں۔

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگرچہ عبد الحق کے مباہلہ میں اس طرف سے کسی بد دُعا کا ارادہ نہ کیا گیا۔ مگر جو صادق کے سامنے مباہلہ کے لئے آیا ہو۔ کسی قدر تو بعد مباہلہ ایسے امور کا پایا جانا چاہیئے جن پر غور کرنے سے اس کی ذلت اور نامرادی پائی جائے اور اپنی عزت دکھلائی دے۔

سو جاننا چاہیئے کہ وہ امور بہ تفصیل ذیل ہیں جو بحکم العاقبة للمتقین[1] ہماری عزت کے موجب ہوئے۔ **اوّل**۔ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ اپنے واقعی معنوں کے رُو سے پُوری ہو گئی۔ اور اُس دن وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی۔ آتھم اصل منشاء الہام کے مطابق مر گیا۔ اور تمام مخالفوں کا مُنہ کالا ہوا۔ اور اُن کی تمام جھوٹی خوشیاں خاک میں مل گئیں۔ اس پیشگوئی کے واقعات پر اطلاع پا کر صدہا دلوں کا کفر ٹوٹا اور ہزاروں خط اس کی تصدیق کے لئے پہنچے۔ اور مخالفوں اور مکذبوں پر وہ لعنت پڑی جو اب دم نہیں مار سکتے۔ **دوسرا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ اُن عربی رسالوں کا مجموعہ ہے جو مخالف مولویوں اور پادریوں کے ذلیل کرنے کے لئے لکھے

[1] ھود : ۵۰

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اسی طرح ہراساں ہوکر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ **چشم دید تجربہ** اس پر سخت اثر ڈالتا ہے سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گویا وہ مرگئے اور سخت خوف میں پڑگئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا۔ جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کرچکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہوسکتی ہے جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ ٭

سو چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی**۔ اور ذلّت کے سیاہ داغ اُن کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کردیں گے۔ سُنو! اور یاد رکھو! کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو اُن کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور رُو سیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا۔ جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اُس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لیکر روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اُٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں چنانچہ وہ لوگ اُس دن تک غم اور خوف میں تھے جبتک اُن کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی۔ پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنّت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو توفی تو بی

٭ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له. یعنی وہ مسیح موعود بیوی کریگا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو اُن کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ منہ

جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ بیشک خدا نے ان لوگوں کو ذلّت کی رُوسیاہی کے اندر غرق کر دیا۔ مُباہلہ کا کُھلا کُھلا اثر اس کو کہتے ہیں۔ اور خدا کی تائید اس کا نام ہے اور تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔

ہم اس مضمون کے خاتمہ میں یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جن ناپاک طبع لوگوں نے تکفیر پر کمر باندھی ہے اُن کے مقابل پر ایسے لوگ بھی بہت ہیں جن کو عالم رُویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عاجز کی نسبت دریافت کیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ شخص درحقیقت منجانب اللہ ہے اور اپنے دعویٰ میں صادق ہے چنانچہ ایسے لوگوں کی بہت سی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں جس شخص کو اس تحقیق کا شوق ہے وہ ہم سے اس کا ثبوت لے سکتا ہے۔

اور غزنوی افغانوں کی جماعت جو ناپاک خیالات اور تکذیب کی بلاؤں میں گرفتار ہیں۔ اُن کے لئے اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں اُن کے والد بزرگوار مولوی **عبداللہ صاحب کی شہادت** کافی ہے ہمارے پاس وہ گواہ موجود ہیں جو حلف سے بیان کر سکتے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے کشف کی رُو سے بتلایا تھا کہ ایک نور آسمان سے نازل ہوا۔ اور **قادیان** کی سمت میں اُترا ہے اور اُن کی اولاد اُس نور سے محروم رہ گئی۔ اس گواہی میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار بھی شریک ہیں۔ جو مولوی عبداللہ کے دوست اور مُحسن بھی ہیں بلکہ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے ایک جلسہ میں قسم کھا کر کہا تھا کہ مولوی عبداللہ نے اُس نور کے ذکر کے وقت اس عاجز کا نام بھی لیا تھا کہ یہ نور اُن کے حصہ میں آگیا اور میری اولاد بے نصیب اور بے بہرہ رہی۔ **لہٰذا** مناسب ہے کہ عبدالحق غزنوی اور عبدالجبار جو اپنی شرارت اور خباثت سے تکفیر اور گالیوں پر زور دے رہے ہیں۔ اپنے فوت شدہ بزرگ کے کلمات کی تحقیق ضرور کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کی وصیت کی نافرمانی کر کے اُن کے عاق بھی ٹھہر جائیں۔ اس بزرگ مولوی عبداللہ نے اپنی زندگی کے زمانہ میں میرے نام بھی دو خط بھیجے تھے اور اُن خطوں میں قرآنی آیتوں کے الہام کے ساتھ مجھے خوشخبری دی تھی کہ تم کفار پر غالب ہو گے۔ اور پھر وفات کے بعد میرے پر ظاہر کیا تھا۔ کہ میں آپ کے دعویٰ کا مصدق ہوں چنانچہ میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انہوں نے میرے دعویٰ کو سُن کر تصدیق کی اور صاف لفظوں میں مجھے کہا کہ "جب میں دُنیا میں تھا۔ تو میں امید رکھتا تھا کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو گا۔" یہ اُن کے الفاظ ہیں۔ ولعنة اللّٰہ علی الکاذبین۔

اور اس وقت کے سجادہ نشینوں میں سے دو بزرگ اور ہیں جنہوں نے اس عاجز کے مقام اور مرتبہ سے انکار نہیں کیا اور قبول کیا ہے۔ ایک تو میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے پیر نواب صاحب بہاولپور ہیں۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۲

سراجِ منیر ۔ اِستفتاء اُردو ۔ حجۃ اللہ ۔ تحفۂ قیصریہ
محمود کی آمین ۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جوابات

ٹائیٹل طبع اوّل

مطبوعہ ضیاء الاسلام

سنہ ۱۳۱۴ھ

سراج منیر

مشتمل بر نشانہائے ربِّ قدیر

قادیان دارالامن و الامان

مئی ۱۸۹۷ء

طور سے خبر دے سکتا ہی کہ گویا وُہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دُوسرے دن کا پتہ دینا اور صورتِ موت بیان کر دینا یہ خُدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہی۔ کیا دُور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی دُنیا میں کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیئے کہ اِس مُلک میں اور اسکے زمانہ بادشاہت میں خُدا اپنے بعض بندوں سی وہ تعلق پیدا کر رہا ہی کہ جو قصّوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوُا ہی۔ اِس مُلک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہی۔ ورنہ دُوسرے ملکوں میں اِسکی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جنمیں بعض آریہ صاحبوں کے جوشوں اور نامُناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہیں۔ اور اِس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ "اِس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دو سو اسکے لئے جو نشان دہی کرے۔ اور خارجًا سُنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے* اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کر کسی شریر طامع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے* چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائیگا"۔ پھر بعد اس کے

* یہی خبر اخبار پیسہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

* براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اُسکے اسوقت خوب معنے کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسےٰ کو اُسوقت بطور تسلی ہوُا تھا جب یہود اُنکے مصلوب کرنیکے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اسجگہ بجائے یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اِس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۳

کتاب البریّہ - البلاغ

ضرورۃ الامام

الہام - الیس اللہ بکافٍ عبدہ - فبرّأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا - واللہ موھن کید الکافرین - ولنجعلہٗ آیۃ للناس ورحمۃ منا
ملجأ الا تھدید الحکام - ان الذی فرض علیک القرآن لرادّک الی معاد - انی مع الافواج آتیک
والا رحمٰن ہوں - یعنی مخالفوں میں پھوٹ ڈالوں گا - (اس میں یہ اشارہ ہے کہ آخر عبدالحمید اور بادی گرے اور نور دین
اس مقدمہ کے اٹھارہ برس پہلے دیا گیا تھا وہی وعدہ دوبارہ اس الہام میں لفظ براءۃ کے ساتھ دیا گیا
نیک دل قبول کر سکتا ہے کہ ایک جماعت بڑے بڑے معززوں کی جن میں تعلیمیافتہ ہیں

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ

بماہ
جنوری ۱۸۹۸ء

کتاب البریّۃ

مع

آیات ربّ البریّۃ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپی

تعداد جلد ۷۰۰

اصل فقرہ الہام کے شائع کرنے کی نسبت بہت مناسب ہے جو نے زیر الفاظ میں ان کا ترجمہ کر دیا ہے پس کوئی شخص ہماری بات پر یہ خیال نہ کرے کہ وہ اصل الہامی الفاظ کیوں نہیں لکھے گئے۔

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیرخواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیرخواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور سنہ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنے پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ میرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ماخوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار
سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی
سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable oppurtunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your wellfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضےٰ
رئیس قادیان بعافیت باشند۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا - تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ʺ اس سترہ[14]

از آنجا کہ بہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپکے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہمرسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہواخواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷٦ مورخہ ۱۰ راگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپکے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horse to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khalat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parvana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fedelity and repute.

میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیشگوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس میں کسی کو کی گنجائش نہیں رہے گی۔

یہ بات بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اِس کا ثبوت اُس مقابلہ سے ہوتا ہے جو میں نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کرکے کتاب مثل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں جس کا نام میں نے **کتابُ البریّت** رکھا ہے اور با ایں ہمہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ **جوابی** طور پر ہیں **ابتدا** سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا۔ لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ **اوّل** یہ کہ تا مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب پاکر اپنی روش بدلالیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ **دوم** یہ کہ تا مخالفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جوش میں نہ آویں اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پاکر اپنی پرجوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھالیں کہ اگر اُس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے تو ہماری طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ اُن کو جواب مل گیا اور اس طرح وہ وحشیانہ انتقاموں سے دستکش رہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیسا کہ **لیکھرام** اور **اندرمن**

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالمجید جیسا اُس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بٹالہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ اور اُن کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے چُرا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے۔ جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اُس کو بھیج دیا۔ میں خود بیاس گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہُوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑ دے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اُس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

کتاب البریہ

کا قائم مقام ہو جائے۔ تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا وقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دُعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک نیتی اور افادہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضےٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے ✤ اور میرے بزرگوں کے

حاشیہ

✤ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالےٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا۔ کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات میں نے ان ہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کر دئیے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید

اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو ۱۸۹۳ء میں موسم گرما میں ہوا تھا۔ میں نے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ یہ مباحثہ اس میں اور ایک بڑے بھاری عیسائی عبداللہ آتھم کے مابین ہوا جو مر گیا ہے۔ میں میر مجلس تھا۔ اور دو موقعوں پر مسٹر آتھم کی جگہ بطور مباحث کے بیٹھا تھا۔ مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام کے موت کی پیش گوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے۔ اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا مرکز مسٹر آتھم رہا۔ چار الگ کوششیں اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں۔ اس کی موت کی مقرر کردہ میعاد کے آخری دو ماہ میں خاص پولیس کا پہرہ دن رات فیروزپور میں رکھا گیا۔ اُسے امرتسر سے انبالے اور انبالے سے فیروزپور بھاگنا پڑا۔ ان کوششوں کے باعث سے جو اُس کی جان لینے کے لئے کی گئیں (اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں۔ اس کی موت

پنجاب چیفس	پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مُلک میں سمرقند سے آئے تھے اور اُن کے ساتھ قریباً دو سو آدمی اُن کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا
[illegible]	التوحید یا ابناء الفارس یعنے توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفروا ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیه ۔ یعنے جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظھرہ اللہ۔ منه

۱۱ عبداللہ آتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرطیہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۲ عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ ۱۳ ایضاً تین ہزار ایضاً ۱۴ ایضاً چار ہزار ایضاً۔ ۱۵ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) ۱۶ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ ۴۹ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لا دیں گے تو مر جائیں گے (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ ۱۷ اس پیش گوئی میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۸ گنگا بشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) ۱۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۰ رلئے جندر سنگھ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۱ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی۔ (تسلیم کیا گیا) ۲۲ نسبت

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئیے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلدوے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر کمشنر اُن کے مکان پر آکر اُن کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے۔ میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش سنہ یا سنہ میں سکھوں

کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

* نوٹ: میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند روز کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ

عبدالمجید بتلایا اور کہا کہ میں جنم کا برہمن ہوں اور کہ میرا ہندو نام رلیارام ہے اور والد کا نام رام چند ہے اور کھوری دروازہ بٹالہ کا رہنے والا ہوں ۱۵ سال کی عمر میں مرزا نے مجھے مسلمان کیا تھا۔ جس کو سات سال گذرے ہیں۔ وہ ایک ہندو دوست کی ترغیب سے مسلمان ہوا تھا۔ اور وہ دوست بھی اسی وقت مسلمان ہو گیا تھا۔ میرا دوست اروڑہ قوم کا تھا اور کرپارام اُس کا نام تھا۔ اب اس کا نام عبدالعزیز ہے اور بٹالہ میں کپوری دروازہ کے اندر تمبا کو فروشی کرتا ہے سات سال کے عرصہ میں مرزا صاحب کے یہاں طالب علم رہا اور قرآن کی تعلیم پاتا رہا۔ حال میں جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت الہامات باطل ثابت ہوئے تو اس کو یقین ہوا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ اور اس نے خیال کیا کہ مرزا صاحب اچھے آدمی نہیں ہیں اور شر انگیز ہیں۔ میں سیدھے قادیان سے آیا ہوں۔ اور عام طور پر علانیہ میں نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں۔ جب میں وہاں سے چلا تھا میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا۔ خداوند مسیح کا قول ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ پیچھے چلو۔ میں اور کچھ نہیں چاہتا صرف بپتسمہ لینا چاہتا ہوں۔ اپنی معاش ٹوکری اٹھا کر قلی گری کر کے بسر کروں گا۔ ہم کو کوئی کافی وجہ اس نے نہ بتلائی کہ وہ امرتسر کیوں آیا ہے

اور ملک داری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آکر بالکل ختم ہو گیا اور ایسا ہوا تاکہ خدا تعالےٰ نیا سلسلہ قائم کرے جیسا کہ براہین احمدیہ میں اس سُبحانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہے سبحان اللّٰہ تبارك وتعالیٰ زاد مجدك ینقطع آباءك ویُبدء منك یعنے خدا جو بہت برکتوں والا اور بلند اور پاک ہے اس نے تیری بزرگی کو تیرے خاندان کی نسبت زیادہ کیا۔ اب سے تیرے آبا کا ذکر قطع کیا جائے گا اور خدا تجھ سے شروع کرے گا۔ اور ایسا ہی اس نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے برکت دوں گا اور بہت برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

پھر میں پہلے سلسلہ کی طرف عود کر کے لکھتا ہوں کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیبٹے والے شفاخانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوئم وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوئم
وہ بلا وجہ اور بلا طلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ
۵۵ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے
ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص
سے اُس نے اپنے دوست ایسرداس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز
ہم نے اپنے سپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے
ہی اس نے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو میرزا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ
اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی
ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا
اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ
ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔
اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور
مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

حاشیہ نمبر ۱

اتفاق ہوا۔ اِن کا نام گل علی شاہ تھا۔ اِن کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے
کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور اِن آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ
علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے
والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور اِن دنوں میں مجھے
کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے
بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے
ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

خاص طور پر پیشگوئی ہے اور ہمارا نام موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اشتہار حرف ن میں عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔ میری زندگی سے مراد ہے گواہ نے از خود بیان کیا دستخط
اشتہار حرف ن ستمبر ۱۸۹۴ء کے بہت عرصہ بعد قبل از مرگ مسٹر عبداللہ آتھم ہمنے جاری کیا تھا جب عبداللہ آتھم نہ مرا۔ مرزا صاحب کے برخلاف جہان اُٹھ کھڑا ہوا کہ وہ جھوٹا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ عبداللہ آتھم اسلئے نہیں مرا کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا تھا جو خوف کا نتیجہ تھا۔ تب مرزا صاحب نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تھا۔ تو مباہلہ کرے اور قسم اُٹھا وے عبداللہ آتھم نے قسم اُٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے۔✤ تب ہم نے اس اشتہار حرف ن کو جاری کیا تھا کہ مرزا خوک کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور مسلمان اسکو مسلمان نہیں مانتے تب عبداللہ آتھم کو یہ کہنا اسکے برابر ہوگا۔ وکیل کی جرح شروع ہوئی عبدالحمید کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اور تین بھائی اُسکے ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ عبدالحمید کب قادیان میں آیا تھا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ کب تک

حاشیہ

کونسا عمل تھا جسکی وجہ سے یہ عنایت الٰہی شامل حال ہوئی۔ صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں کہ فطرتاً میرے دل کو خدا تعالےٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ سو یہ اسی کی عنایت ہے۔ مَیں نے کبھی ریاضات شاقہ بھی نہیں کیں اور نہ زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور گوشہ گزینی کے التزام سے کوئی چلّہ کشی کی اور نہ خلاف سُنّت کوئی ایسا عمل رہبانیت کیا جس پر خدا تعالےٰ کے

✤ ڈاکٹر کلارک نے معہ اپنے تمام عیسائی گواہوں کے اِس مقدمہ میں انجیل اُٹھا کر قسم کھائی۔ اب اُسی مُنہ سے آتھم کا ذکر کیا ہے کہ اُس نے کہا قسم کھانی ہمارے مذہب میں منع ہے۔ یہ عجیب بات ہے دکھلانے کے دانت اور کھانے کے اور۔ اور ڈاکٹر صاحب نے آپ سخت گوئی کی شکایت کی اور مسلمانوں کے آگے خنزیر کھانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کیا ایک مسلمان کو کہنا کہ خنزیر کھا۔ یہ سخت لفظ نہیں ہے؟ منہ

بہت کچھ لکھا ہے جس سے ہم ناخوش ہیں۔ مرزا صاحب کے مرید امرتسر میں بھی ہیں معلوم نہیں کہ کستقدر ہیں۔ میں قطب الدین۔ یعقوب اخبار نویس اور ایک اور شخص مریدان سے واقف ہوں۔ یہ معلوم نہیں کہ عبداللہ آتھم نے سانپ فیروز پور والے کو بچشم خود دیکھا تھا یا نہ۔ مَیں نے وہ دفعہ بندوق عبداللہ آتھم پر چلتے نہیں دیکھی رلیہ میاداس اکسٹرا اسسٹنٹ نے ہم سے ذکر کیا تھا۔ مکان میں آدمیوں کے داخل ہونے کی بابت بھی رلیہ میاداس نے کہا تھا۔ ان حملوں کی بابت پولیس میں معلوم نہیں کہ کوئی رپٹ درج کی گئی تھی یا نہ یا کوئی استغاثہ

ہوا لیکن روحانی سخت کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دنوں میں مجھے اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلاء کے دشنام اور دل آزاری سے مل گیا۔ اور جس قدر یہ حصہ بھی مجھے ملا۔ میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملا ہوگا۔ میرے لئے تکفیر کے فتوے طیار ہوکر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا اور قوم کے سفہا نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کے سوانح میں انکی نظیر نہیں ملی۔ سو مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ دونوں قسم کی سختی سے میرا امتحان کیا گیا۔

اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اسکے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اسلئے ہوا کہ تا تُو ان لوگوں کو بدانجام سے ڈراوے۔ کہ جو

کیا گیا تھا۔ اگر کوئی استغاثہ ہوتا تو ضروری نہ تھا کہ ہم کو اطلاع ہوتی۔ عبدالرحیم حکمت کا کام کرتا ہے۔ اور پریداس ہمارا واعظ ہے۔ عبدالرحیم آٹھ نو ماہ سے ہمارے ماتحت ہے اور پریداس ۲۲ سال سے۔ سوال۔ کس نے آپکو مخفی طور پر اطلاع دی تھی کہ مرزا صاحب سے خبردار رہو۔ جواب۔ ہم اس سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔ سوال کسی ہندو آریہ یا مسلمان یا عیسائی یا سرکاری افسر نے آپکو خبردار کیا؟ جواب اس سوال کا جواب

بباعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا اُن مُجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہدے کہ میں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔ اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے جو اُنہی دنوں میں جس کو آج اٹھارہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ میں نے تالیف کر کے شائع کی تھی۔ اس کتاب کے الہامات پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا نے کیوں اور کس غرض سے مجھے اس خدمت پر مامور کیا۔ اور کیا حالت موجودہ زمانہ کی اور صدی کا سر اس بات کو چاہتا تھا یا نہیں کہ کوئی شخص ایسے غربت اسلام کے زمانہ اور کثرت بدعات اور سخت بارش بیرونی حملوں کے دنوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور تجدید دین کیلئے آوے۔

اور اسجگہ یہ بات بھی ذکر کرنے کے لائق ہے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ تک اس ملک کے اکثر علما میرے دعوئ مجدد ہونے کی تصدیق کرتے تھے اور کم سے کم یہ کہ نہایت حسن ظن سے میرے الہامات پر بڑے بڑے سخت متعصبوں کو بھی کوئی جرح نہ تھی۔ اور اکثر اُن میں سے بڑی خوشی سے کہتے تھے کہ خدا نے اسلام کے لئے چودھویں صدی کو مبارک کیا کہ اپنی طرف سے ایک مجدد بھیجا اور بعض نے اُن میں سے نہایت اخلاص سے براہین احمدیہ کا ریویو بھی لکھا اور اس میں اس قدر میری تعریف کی کہ جس قدر ایک انسان کسی کامل درجہ کے راستباز اور پاک باطن اور خدا رسیدہ

نقل تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک بصیغہ فوجداری اجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۱۰ اگست ۹۷ء	متدائرہ	از محکمہ	۲/۲

مہر عدالت

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام میرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک باقرار صالح - ۱۳ اگست ۹۷ء

ہمارے والد کلارک صاحب نے ہمکو اطلاع دی تھی کہ خبردار رہو مرزا صاحب نقصان پہنچائیں گے۔ کل ہمنے جواب مصلحتاً نہیں دیا تھا۔ ڈاکٹر کلارک سُنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جنکے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے۔ وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور قدرت نے مولویوں کو اُنکے ارادوں سے نامراد رکھکر ہماری جماعت کو فوق العادت ترقّی دی ہے اور دے رہا ہے۔ وہ لوگ جو درحقیقت پارسا طبع اور خدا ترس اور نوع انسان سے ہمدردی کرنیوالے اور دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھانیوالے اور عقلمند اور ذکی فہیم اور اولوالعزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بات کا ارادہ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو بڑھاوے اور برکت دے اور زمین کے کناروں تک سعادتمند انسانوں کو کھینچکر اس میں داخل کرے۔

اسجگہ اس بات کا لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ میرا یہ دعویٰ کہ مَیں مسیح موعود ہوں ایک ایسا دعویٰ ہے جس کے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور احادیث نبویّہ کی متواتر پیشگوئیوں کو پڑھکر ہر ایک شخص اس بات کا منتظر تھا کہ کب وہ بشارتیں ظہور میں آتی ہیں بہت سے

اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی

نقل بیان عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مرجوعہ   فیصلہ   نمبر بستہ   نمبر مقدمہ   مہر عدالت   15/8/97

۱۰ اگست ۱۸۹۷ء   زیر تجویز   از محکمہ

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب   جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری   بنام مرزا غلام احمد قادیانی

بیان مرزا غلام احمد بلا حلف ۱۳ اگست ۱۸۹۷ء

ہمنے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مر جائینگے۔ ہرگز ہمارا منشا کسی لفظ سے یہ نہ تھا کہ صاحب موصوف مر جاوینگے۔ عبداللہ آتھم کی بابت ہمنے شرطیہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کریگا تو مر جاویگا۔ عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اُس کے واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔ لیکھرام کی درخواست پر اُسکے واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہم نے کی تھی چنانچہ پوری ہوئی۔

سُنایا گیا درست ہے۔ سب بیان درست درج ہوا ہے۔   دستخط حاکم

نے سر پر ظہور کریگا اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کے رُو سے اسقدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے۔ اگر تواتر کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلیں۔ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تواتر پر ہو۔ جیساکہ اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تواتر کے رُو سے اس پیشگوئی سے بڑھ کر ہو۔ یہانتک کہ علما نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اسکے کفر کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس تواتر کے ہمارے زمانہ فیج اعوج کے علما نے اس پیشگوئی کے صحیح صحیح معنے سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بباعث سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قابل شرم تناقضات جمع کر لئے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو قرآن شریف پر ایمان لا کر اور احادیث صحیحہ

آیا کرتے تھے میں مٹھیاں بھرتا تھا اور وہ مجھ سے پنیار کیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ ۲۰
۔۳۰ ثار کا پتھر اُٹھا کر سوتے وقت یا اور موقعہ پا کر کلارک صاحب کو مارنا اور مار دینا۔ میں نے یہ
سب حال قطب الدین کو بتلایا تھا۔ اور اُس نے کہا تھا کہ بیشک تو یہ کام کر اور میرے پاس چلا آ۔
(بسوال عدالت) اسوقت برہان الدین اور سلطان محمود مجھ سے ناراض ہیں کہ میرا روپیہ و جائداد
اُنکے پاس ہے اور وہ دینا نہیں چاہتے۔ مولوی نور الدین کے پاس اسواسطے خط بھیجا تھا کہ مرزا
صاحب اور وہ ایک ہی ہیں۔ جب میں امرتسر ہسپتال میں تھا میرا کوئی تعلق قطب الدین سے
نہیں رہا تھا اور نہ کسی کے پاس میں نے کوئی خط لکھا تھا۔ خط مدآ میں نے بیاس میں ڈاکٹر

غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کر کے عادۃ اللہ کے
موافق خدا تعالیٰ اور نعیم آخرت کی طرف بلایا گیا پھر وہ اس دار تکالیف اور دار الفتن میں بھیجا
جائیگا اور وہ نبوت جسپر مُہر لگ چکی ہے اور وہ کتاب جو خاتم الکتب ہے فضیلت ختمیت سے
محروم رہ جائیگی۔ بلکہ نہایت لطیف استعارہ کے طور پر یہ پیشگوئی کیگئی کہ ایک زمانہ ایسا
آئیگا کہ جب عیسائی لوگ اپنی مخلوق پرستی اور صلیب کے باطل خیالات میں انتہا درجہ کے تعصب
تک پہنچ جائیں گے۔ اور اپنی کمال تحریف اور دجل کی وجہ سے مسیح دجّال ہو جائیں گے۔
تب خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کی اصلاح کے لئے ایک آسمانی مسیح پیدا کریگا۔
جو دلائل شافیہ سے ان کی صلیب کو توڑ دیگا۔

اس پیشگوئی کے سمجھنے میں اہل عقل اور تدبر کرنیوالوں کے لئے کچھ بھی دقّت
نہ تھی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود
اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں بنی اسرائیل کا دوبارہ
دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا۔ کہ
میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو
اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ

صاحب کو لکھا تھا۔ (بسوال وکیل ملزم) لقمان جب مَیں چھ سال کی عمر کا تھا مر گیا تھا۔ مَیں نے
للعہ روپیہ بغیر علم سلطان محمود کے گھر سے لئے تھے۔ گھر والی عورتوں کو اطلاع کر دی تھی۔
اور نہر پر چلا گیا تھا۔ میرے دو بھائی اور محمد کامل و محمد عالم گھر پر ہیں۔ میں نے محمد عالم کا زیور
نہیں لیا۔ اُس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ اسکے پاس میرا روپیہ تھا۔ پانچ چھ سال کی بات ہے۔
باپ کی زمین پر دوسرے بھائی میرے قابض ہیں۔ حصہ پیداوار لیتا ہوں وہ میری طرف سے
کاشت کرتے ہیں۔ جائداد کی وجہ سے اور سوتیلے بھائی ہونے کی وجہ سے مجھ سے خفا رہتے
ہیں۔ سات ماہ سے جہلم سے نکلا ہُوا ہوں۔ بُرہان الدین کا لڑکا محمد کامل کی لڑکی سے منسوب ہے

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین[1] سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا۔ کہ
فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی
نبوت کے حقیقی معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے۔ اس سے
تو تمام تار و پود اسلام درہم برہم ہو جاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ "حضرت عیسٰی نبوت سے معطل ہو کر
آئے گا" نہایت بیحیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت
عیسٰی علیہ السلام جیسے اپنی نبوّت سے معطل ہو سکتے ہیں؟ پھر کونسا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت
عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آتے۔ غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھکر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لا نبیّ بعدی فرما کر
اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد نہیں آسکتا۔ اور پھر اس بات کو زیادہ واضح کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ بھی فرما دیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث
اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور صحیح مسلم کی حدیث فامّکم منکم جو عین مقام ذکر مسیح موعود میں
ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ !!!
پھر دُوسرا فیصلہ کہ جو اس بارے میں قرآن اور حدیث نے کر دیا۔ یہ موجود تھا۔ کہ

[1] الاحزاب : ۴۱

بات کے کہنے پر عبد الحمید ہمارے پاؤں پر گر پڑا اور زار زار رونے لگا۔ بڑا پشیمان معلوم ہوتا تھا اور کہا کہ میں اب سچ سچ بیان کرتا ہوں جو اصل واقعہ ہے اور تب اُس نے وہ بیان ہمارے رُو برو ئے کہا جو ہم نے حرف بحرف اسکی زبان سے لکھا اور عدالت میں پیش ہی۔ ہم نے تب ڈپٹی کمشنر بہادر کو تار دی اور گواہ کو گورداسپور لائے۔ وہ جب سے بیان لکھا ہے ہمارے احاطہ میں رہتا ہے اور اپنی مرضی سے جہاں جی چاہتا ہے آتا جاتا ہے۔ آج صبح عبد الحمید نے ہم سے کہا تھا کہ ایک شخص نے (عبد الغنی۔ یاد دلانے پر گواہ نے نام کی بابت کہا کہ یہی نام ہے) اسکو کہا ہے کہ پہلے بیان کے مطابق پھر بیان لکھوانا ورنہ قید ہو جاؤ گے۔ ہمارے خدمتگاروں نے اُس شخص کو دیکھا تھا جب عبد الحمید ہم کو کہنے آیا تو معلوم ہوا کہ عبد الغنی احاطہ سے چلا گیا تھا۔ ڈاکٹر گرے صاحب نے ہم سے دریافت کیا تھا اور انہوں نے ہم کو چٹھی لکھی ہے جو پیش کی جاتی ہے۔ حرف V۔ دستخط بخط انگریزی۔ سُنایا گیا درست ہے تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

نقل بیان وارث دین گواہ بحلف بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مہر عدالت دستخط حاکم

۲۰ راگست ۱۸۹۷ء۔ بیان وارث دین گواہ بحلف۔

ولد احسان علی ذات عیسائی ساکن جنڈیالہ عمر تعہ سال بیان کیا کہ جب محمد بخش تھانہ دار عبد الحمید کو

تنگ کرنا شروع کیا کہ یسوع نعوذ باللہ لعنتی اور خدا سے دُور اور مہجور تھا۔ تبھی تو مصلوب ہو گیا۔ اور یسوع گو زندہ بچ گیا تھا۔ مگر اُس کا پھر ظالم یہودیوں کے سامنے جانا مصلحت نہ تھی۔ اسلئے عیسائیوں نے یہ بات کہکر پیچھا چھوڑایا کہ فلاں عورت یا مرد کے رُو برو ئے یسوع لعنت کے دنوں کے بعد آسمان پر چلا گیا ہے۔ مگر یہ بات یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا۔ کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا یہ ارادہ ہوتا کہ یسوع کو جسم کے سمیت آسمان پر پہنچادے اور اس طرح پر مشاہدہ کرا کر لعنت کے داغ سے پاک کرے تو ضروری تھا کہ دش

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۴

نجم الہدیٰ۔ رازِ حقیقت۔ کشف الغطاء

ایام الصلح۔ حقیقۃ المہدی

اقوم لدعوۃ الانام - وفعل ماشاء و
ھو احکم الحاکمین - واللہ یعلم مافی قلبی
ولا یعلم احد من العالمین ۔۵

جبت لنا نحبہ نتحبب
وعن المنازل والمراتب نرغب
انی اری الدنیا وبلدۃ اھلھا
جدبت وارض ودادنا لاتجدب
یتمایلون علی النعیم وانّنا
ملنا الی وجہ یسر ویطرب
انا تعلقنا بنور حبیبنا
حتی استنار لنا الذی لاینشب
انّ العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھن الاکلب

کے لئے حسکم کیا - اور جو چاہا کیا - اور
وہ احکم الحاکمین ہے -

۵

ہمارا ایک دوست ہے، اور ہم اُس کی محبت سے پُر ہیں
اور مراتب اور منازل سے ہمیں بے رغبتی اور نفرت ہے۔
میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اُس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ
ہو گئی ہے یعنی جلدی تباہ ہو جائیگی اور ہماری محبت کی زمین کبھی
قحط زدہ نہیں ہوگی
لوگ دنیا کی نعمت پر جھکتے ہیں - مگر ہم اس منہ کی طرف
جُھک گئے ہیں جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے
ہم اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ جو صفا اور
شفاف نہیں ہو سکتا وہ بھی ہمارے لئے منوّر ہو گیا
دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے - اور اُن کی
عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں -

آنچہ را خواست کرد کہ او احکم الحاکمین است و خدا می داند آنچہ در دل من است وغیر او ازاں آگاہ نہ -

اشعار

مارا محبوبے است کہ از حبّ او پر می باشیم - واز مراتب و مناصب بکلی فراغ داریم -
می بینیم دنیا و زمین طالبانش را قحط برآں چیرہ شدہ ولے زمین دوستی ما ہموارہ سرسبز خواہد بود -
مردم بر نعمتہائے دنیا سر فرود آوردہ اند ولیکن ما میل سوئے روئے آوردہ ایم کہ شادی و خوری می بخشد -
مادست بدامان دوست خود زدہ ایم از ہمیں سبب است کہ آنچہ صاف بود نش شوار بود بہت صاف و روشن گردیدہ است -
دشمنان ما خنزیر ہائے بیابان شدہ اند و زنان آنہا سگ مادہ ہا را در پس انداختہ اند -

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ والمنۃ کہ یہہ رسالہ

موسومہ

ایام الصلح

قیمت فی جلد عمر

تعداد اشاعت ۷۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

مسلمانوں کے اولوالابصار کو چاہیئے کہ ان سے عبرت پکڑیں اور صرف متشابہات پر نظر رکھ کر تکذیب میں جلدی نہ کریں اور جو باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کھل جائیں اُن سے اپنی ہدایت کے لئے فائدہ اُٹھا دیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ شک یقین کو رفع نہیں کر سکتا۔ پس پیشگوئیوں کا وہ حصہ جو ظاہری طور پر ابھی پورا نہیں ہوا وہ ایک امر شکی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کی طرح وہ حصہ استعارہ یا مجاز کے رنگ میں پورا ہو گیا ہو مگر انتظار کرنے والا اس غلطی میں پڑا ہو کہ وہ ظاہری طور پر کسی دن پورا ہو گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض احادیث کے الفاظ محفوظ نہ رہے ہوں۔ کیونکہ احادیث کے الفاظ وحی متلو کی طرح نہیں اور اکثر احادیث احاد کا مجموعہ ہیں۔ اعتقادی امر تو الگ بات ہے۔ جو چاہو اعتقاد کرو مگر واقعی اور حقیقی فیصلہ یہی ہے کہ احاد میں عند العقل امکان تغیر الفاظ کا ہے۔ چنانچہ ایک ہی حدیث میں جو مختلف طریقوں اور مختلف راویوں سے پہنچتی ہے اکثر ان کے الفاظ اور ترتیب میں بہت سا فرق ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی وقت میں ایک ہی مونہہ سے نکلی ہے۔ پس صاف سمجھ آتا ہے کہ چونکہ اکثر راویوں کے الفاظ اور طرز بیان جُدا جُدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اختلاف پڑ جاتا ہے۔ اور نیز پیشگوئیوں کے متشابہات کے حصہ میں یہ بھی ممکن ہے کہ بعض واقعات پیشگوئیوں کے جن کا ایک ہی دفعہ ظاہر ہونا امید رکھا گیا ہے وہ تدریجاً ظاہر ہوں یا کسی اور شخص کے واسطہ سے ظاہر ہوں۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور آنجناب نے نہ قیصر اور کسریٰ کے خزانہ کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں۔ مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ دھوکا کھانے والے اسی مقام پر دھوکا کھاتے ہیں۔ وہ اپنی بد قسمتی سے پیشگوئی کے ہر ایک حصہ کی نسبت یہ امید رکھتے ہیں کہ

ہو چکا ہے کہ یاعیسیٰ انی متوفیک کے یہ معنے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ ۳۹
چنانچہ امام بخاری نے اسی مقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث لکھکر جس میں
کما قال العبد الصالح ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہی معنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کئے ہیں۔ پھر بعد اس کے جو حضرت عیسیٰ کی وفات کے بارے میں قرآن نے فرمایا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور عبد اللہ بن عباسؓ کے قول میں بھی یہی آیا دوسرے معنے
کرنے یہودیوں کی طرح ایک خیانت ہے۔ غور کر کے دیکھ لو کہ تمام قرآن میں بجز روح قبض کرنے کے
توفی کے اور کوئی معنے نہیں۔ تمام حدیثوں میں بجز مارنے کے اور کسی محل میں توفی کا لفظ استعمال
نہیں کیا گیا۔ تمام لغت کی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی انسان
مفعول بہ شلاً یہ قول ہو کہ توفی اللہ زیداً تو بجز روح قبض کر لے اور مار نے کے اور کوئی معنے
نہیں لئے جاویں گے۔ پس جب اس صراحت اور تحقیق سے فیصلہ ہو چکا کہ توفی کے معنے مارنا ہے
اور آیت فلما توفیتنی سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی توفی عیسائیوں کے بگڑنے
سے پہلے ہو چکی ہے۔ یعنی وہ خدا بنائے جانے سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ تو پھر اب تک انکی
وفات کو قبول نہ کرنا یہ طریق بحث نہیں بلکہ بے حیائی کی قسم ہے۔ خدا تعالیٰ نے چونکہ ان لوگوں
کو ذلیل کرنا تھا کہ جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کی حیات کے قائل ہیں۔ اس لئے اُس نے نہ ایک
پہلو سے بلکہ بہت سے پہلوؤں سے حضرت عیسیٰؑ کی موت کو ثابت کیا۔ توفی کے لفظ سے
موت ثابت ہوئی اور پھر آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل[1] سے موت ثابت
ہوئی+۔ اور پھر آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل[2] سے موت ثابت

+ قرآن کے محاورہ کے رو سے جہاں کسی اُمت پر خلت کا لفظ بولا گیا ہے وہاں اس اُمت کے لوگ مراد لی ہے۔
تم ایک بھی ایسی آیت پیش نہ کر سکو گے جس میں کسی انسانی گروہ کو خلت کا مصداق قرآن نے
ٹھیرایا ہو اور پھر اس آیت کے معنے موت نہ ہوں بلکہ کچھ اور ہوں۔ یہی وجہ ہے جو حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے تمام نبیوں کی موت پر استدلال کیا۔ منہ

[1] آل عمران: ۱۴۵ [2] المائدہ: ۷۶

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى [1] - اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور
نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا ۔ مگر حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰے
مکتبوں میں بیٹھے تھے ۔ اور حضرت عیسٰی نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی ۔
غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ
ہی اُستاد ہوُا ۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا ۔ یعنی پڑھ ۔ اور کسی نے نہیں کہا ۔
اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی
معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے ۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا ۔ سو
اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا ۔ اور قرآن اور حدیث
میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا ۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے ۔
کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا
ہے ۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے ۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ
کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے ۔ اور اسرارِ دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے ۔ اور
جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ ۱۶۸
اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی ۔ لہٰذا وہ عیسٰی ابن مریم بھی
کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدویت کو اس کے اندر پھونکا ۔

✣ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور تذلّل ہے اور
عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلوّ اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی
تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے ۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے ۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مور

※ نوٹ :- یہ مرتبہ عبودیت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدئ کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام
و کمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسّر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی جدو جہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک
ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے ۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کاملہ
کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء فاشھدوا انّا نشھد انّ محمدًا عبد اللہ ورسولہ ۔ منہ

[1] الضحیٰ : ۸

یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور ہندوؤں کے دلوں میں اُس کی عظمت ڈال دی تا ایک نامی آدمی کی نسبت پیشگوئی متصوّر ہو کر اُس کا اثر بڑھ جائے اور صفحۂ روزگار سے مِٹ نہ سکے۔ اب ۱۷۱
جب تک عزت کے ساتھ لیکھرام کو یاد کیا جائیگا تب تک یہ پیشگوئی بھی ہندوؤں کو یاد رہیگی۔ غرض لیکھرام کو عزت کے ساتھ یاد کرنا پیشگوئی کی قدرومنزلت کو بڑھاتا ہے۔ اگر پیشگوئی کسی چوہڑے چمار اور نہایت ذلیل انسان کی نسبت ہوتی تو کیا قدر ہوتی؟ مَیں پہلے اس خیال سے غمگین تھا کہ پیشگوئی تو پوری ہوئی مگر ایک ایسے معمولی شخص کی نسبت کہ جو پشاور میں سات آٹھ روپیہ کا پولیس کے محکمہ میں نوکر تھا۔ لیکن جب مَیں نے سُنا کہ مرنے کے بعد اُس کی بہت عزت کی گئی تو وہ میرا غم خوشی کے ساتھ بدل گیا۔ اور مَیں نے سمجھا کہ اب لوگ خیال کریں گے کہ ایسے معمولی آدمی پر میری دُعاؤں کا حملہ نہیں ہوا بلکہ اُس پر ہوا جس پر تمام قوم مِل کر روئی جس کے مرنے پر بڑا ماتم ہوا۔ جس کے مرثیے بنائے گئے۔ جس کی یادگار کے لئے بہت سا روپیہ اکٹھا کیا گیا۔ سو یہ خدا کا احسان ہے کہ اسطرح پر اُس نے پیشگوئی کو عظمت دیدی۔ فالحمد للّٰہ ذالک۔

قولہ :۔ کسوف خسوف کی حدیث موضوع ہے۔

اقول :۔ کسی شیطان نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ وہ حدیث نہایت صحیح ہے اور صرف دارقطنی میں نہیں بلکہ حدیث کی اَور کتابوں میں بھی ہے۔ اور شیعہ میں بھی ہے اور اہل سنّت میں بھی۔ ماسوا اس کے یہ اصول محدثین کا مانا ہوا ہے کہ اگر کسی حدیث کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور بالفرض اگر اس حدیث کو موضوع ہی سمجھا گیا تھا تو پوری ہونے کے بعد وہ صحیح حدیث سمجھی جائیگی کیونکہ خدا نے اُس کی سچائی پر گواہی دی۔ کیونکہ خدا کے سوا غیب کی کسی کو طاقت نہیں*۔ حدیث کا علم ایک ظنّی علم ہے۔ بسا اوقات ایک حدیث صحیح ہوتی ہے اور ممکن ہے

* قرآن شریف میں ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1]۔ یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔ دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدّث اور مجدّد ہوں۔ منہ

[1] الجن : ۲۷، ۲۸

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۵

مسیح ہندوستان میں۔ ستارہ قیصریہ۔ تریاق القلوب

تحفہ غزنویہ۔ روئداد جلسہ دعا

ان ھٰذا الکتاب یدفع وساوس الخنّاس۔ وفیہ
شفاءٌ للنّاس۔ وھو یھب السکینۃ
ویجلوا الکروب۔ وسمیتہ۔

تریاق القلوب

تصنیف

امام ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

حالانکہ حضرت مسیحؑ کی مادری بولی عبرانی تھی۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبھی حضرت مسیح نے ایک فقرہ یونانی کا بھی کسی سے پڑھا تھا اور نہ حواریوں نے جو اُمّی محض تھے کسی مکتب میں یونانی سیکھی بلکہ وہ ہمیشہ ماہی گیروں کے کام کرتے رہے۔ اب چونکہ عیسائیوں کو یہ سخت مصیبت پیش آئی کہ کوئی عبرانی انجیل موجود نہیں صرف قریباً ساٹھ انجیلیں یونانی میں ہیں جو باہم متناقص ہیں۔ جن میں سے یہ چار چُن لی گئیں جو وہ بھی باہم مخالفت رکھتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک انجیل اپنی ذات میں بھی مجموعۂ تناقضات ہے۔ ان مشکلات کے لحاظ سے یونانی کو اصل زبان ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن یہ اس قدر بیہودہ بات ہے کہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان پادری صاحبوں نے کس قدر جھوٹ اور جعل سازی پر کمر باندھی ہے۔ حضرت مسیحؑ کے وقت میں رُومی سلطنت تھی اور گورنمنٹ کی لاطینی زبان تھی۔ اور حضرت مسیحؑ کو چونکہ گورنمنٹ سے کوئی تعلق ملازمت نہ تھا اور نہ ریاست اور جاہ طلبی کی خواہش تھی۔ اس لئے انہوں نے لاطینی کو بھی نہیں سیکھا۔ وہ ایک مسکین اور عاجز اور غریب طبع اور سادہ وضع انسان تھا۔ اُس کو وُہی بولی یاد تھی جو ناصرہ میں اپنی ماں سے سیکھی تھی یعنے عبرانی۔ جو یہودیوں کی قومی بولی ہے اور اسی بولی میں توریت وغیرہ خدا کی کتابیں تھیں*۔ غرض یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں۔ ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں۔ خدا کا جلال اُس شخص کو ہرگز نہیں ملتا جو ان انجیلوں کی پیروی کرتا ہے۔ بلکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کو بدنام کر رہی ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ان انجیلوں میں سچے عیسائی کی یہ علامتیں ٹھہرائی گئی ہیں کہ وہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے پر قادر ہو۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک مُردہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک ذرہ آسمانی برکت ان کے ساتھ نہیں اور کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے۔ اس لئے وہ علامتوں کا ذکر کرنے کے وقت ہمیشہ

* صلیب پر جبکہ حضرت مسیح کو موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا اُس وقت بھی عبرانی فقرہ زبان پر جاری ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ منہ

ہر مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں اور ناحق اور بیجا تاویلیں کرنی پڑتی ہیں۔

خدا نے مجھے دُنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اِس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رُو سے اُس کو یقین آجائے کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصہ دُنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کیلئے اِس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آیندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آیندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اسکو مل سکیں۔ اور بلا شبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دُنیا میں سے مجھے اِس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا ہے۔ کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو یعنے پادری سچائی سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور وہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراطِ مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزارہا کوس تک خشکی تری کا سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں۔ وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ اُن کا خُدا اُنہی کی ایک ایجاد ہے۔ اس لئے خُدا کے اُس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو اُنکے دامِ تزویر سے چھوڑائے۔ اِس لئے اُس نے اپنے اِس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ

ایسی پیشگوئی کرنا انسانی طاقتوں میں داخل ہے؟ اگر ہے تو کوئی اِس کا مقابلہ کر کے دِکھلا دے۔

ایسا ہی جب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع کیا گیا کہ "مَیں تجھے ایک نامور انسان بناؤں گا۔ اور لوگوں کے دِلوں میں تیری محبت ڈالونگا اور دُور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور دُور دُور سے تیرے آرام کی چیزیں تجھے پہنچائی جائیں گی" اِس زمانہ کو اب بیس برس گذر گئے اور یہ عاجز اُسوقت ایک ایسا گمنام آدمی تھا کہ بجز ایسے دو چار آدمیوں کے کہ جو میرے باپ کے وقت سے میرے رو آشنا تھے اور کوئی بھی پنجاب اور ہندوستان سے مجھ کو نہیں جانتا تھا اور نہ مجھ سے ہمدردی اور دوستی کا تعلق رکھتا تھا۔ پھر بعد اسکے اِس پیشگوئی کے مطابق اب لاکھوں انسانوں بلکہ کروڑوں میں مَیں مشہور کیا گیا اور کئی ہزار آدمی مجھ سے ہمدردی اور دوستی اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے پیدا ہو گئے اور ہندوستان کے کناروں تک بلکہ برہما اور بندر عباس اور مدراس اور بخارا اور حیدر آباد اور افریقہ اور کابل کے ملک سے انواع واقسام کے تحفے لوگوں نے بھیجے اور میرے سلسلہ کیلئے بہت سے روپیہ سے مدد کی اور ہمیشہ کرتے ہیں پس یہ مقام رِقت اور وجد کا ہے کہ کیونکر اِس وقت اُس زمانہ کی پیشگوئیاں جبکہ مَیں ایک ہیچ اور ذلیل چیز کی طرح اِس جنگل میں پڑا تھا۔ نہایت کرّ و فر اور شان و شوکت سے پُوری ہو گئیں۔ اپنے دِلوں میں غور کرو اور عقلمندوں سے پُوچھو کہ کیا اِس قسم کی پیشگوئیوں میں انسانی طاقت کا دخل ہے۔* بعض نادان جن کو تعصب نے اندھا کر دیا ہے کہتے ہیں کہ اگرچہ بعض پیشگوئیاں سچی نکلیں جیسا کہ احمد بیگ کے فوت ہونے کی اور لیکھرام کے قتل کئے جانے کی اور لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب

---

* خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئی سے صرف اِس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیشگوئیاں کہ "مَیں تجھے اَسّی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دونگا اور مخالفوں کے ہر ایک الزام سے تجھے بری کرونگا اور تجھے ایک بڑا خاندان بناؤنگا۔ اور تجھ سے ایک عظیم الشان انسان پیدا کرونگا اور تیرے تابعین سے دنیا بھر جائیگی اور وہ ہمیشہ دُوسروں پر غالب رہیں گے۔ اور تو ہلاک نہیں ہوگا جبتک کہ راستی کے دلائل کو زمین پر قائم نہ کرلے اور جبتک کہ خبیث اور طیّب میں فرق پیدا نہ ہولے۔ اور خدا تجھے اِسقدر برکت دیگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ منہ

	نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اِس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔
۱۰	تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنّۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ مَیں نے اُسکو یہ الہام سُنایا۔ جس کو مَیں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سُنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکرٌ و ثیّبٌ۔ جس کے یہ معنے اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے مَیں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پُورا ہوگیا۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ مَیں نہیں یقین کرسکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدّتِ عناد اور تعصّب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کرسکے۔ لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیجائے تو اِس صورت میں اُمید ہے کہ سچ بول دے۔
۱۱	تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مَیں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور (ص ۲۵) بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ

یعنے کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ مَیں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کرونگا۔ اور یہ پنجشنبہ کا دن تھا اور ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ کی دُوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہُوا۔ رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِیْ ھٰذِہٖ ✤ یعنے اَے میرے خدا میری اِسس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچّہ کے پَیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اِس الہام کو مَیں نے اس تمام جماعت کو سُنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب نے بہت سے خط لکھکر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کردی۔ اور پھر جب ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۴۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پُورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا مَیں نے سُنا۔ اِنّی اَسقط من اللّٰہ و اصیبہ۔ یعنے اب میرا وقت آ گیا اور مَیں اَب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گرونگا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنے اے میرے بھائیو۔ مَیں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اسکے ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اُسی مناسبت کے

✤ بچّہ پَیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہو گئی چنانچہ ابتک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہو گئی ہے۔ منہ

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنے ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنے چارشنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہُوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چارشنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساکِ باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خداتعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سُنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دُنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خداتعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کردی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کیجائیں۔ ص۴۲
تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اسوقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہُوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خداتعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھدیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۔ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء دُوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔

اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چہار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولّد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور تمام قوموں کے لیئے واجب الاطاعت ٹھہرتے ہیں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے۔ یعنے نبی یا رسول یا محدّث نہیں ہوتے اور اُن میں سے نہیں ہوتے جو دُنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بُلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُن کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ص۲۷
ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دُوسری قوم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدّث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے اُن نائبوں کی اطاعت کریں۔ اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ انکو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے۔ تا انکے قبول کرنے اور انکی اطاعت کا جُوا اُٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو۔ اور چُونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لیئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں۔ اور اُن کو ایسا ابتلا پیش آوے جو اُنکو اِس سعادتِ عظمٰی سے محروم رکھے کہ وہ اُس کے مامور کے قبول کرنے سے اِس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُنپر غالب ہو۔ اور وہ دِلی نفرت کے ساتھ اس بات سے کراہت کریں کہ اُسکے تابعدار بنیں اور اُسکو اپنا بزرگ قرار دیں۔ اور انسانی جذبات اور تصوّرات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنے بھنگی ہے۔ اور ایک

گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت اُنکے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور اُنکے پاخانوں کی نجاست اُٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اُس کی رُسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیلخانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اُسکو جوتے بھی مارے ہیں اور اُسکی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مُردار کھاتے اور گوہ اُٹھاتے ہیں۔ اَب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کرکے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مُسلمان ہو جائے۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اُس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بنجائے اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کریگا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اِس امکان کے جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ ایسا کرنا اُسکی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے اور وہ جانتا ہے کہ لوگوں کے لئے یہ ایک فوق الطاقت ٹھوکر کی جگہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو پُشت در پُشت رذیل چلا آتا ہے اور لوگوں کی نظر میں نہ صرف وہ ہیچ ہے بلکہ اُس کا باپ اور دادا اور پڑدادا اور جہانتک معلوم ہے قوم کے نیچ ہیں اور ہمیشہ سے شریر اور بدکار ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور مولیشیوں کی طرح اُدنیٰ خدمتیں کرتے رہے ہیں۔ اَب اگر لوگوں سے اُسکی اطاعت کرائی جائے تو بلاشبہ لوگ اُسکی اطاعت سے کراہت کریں گے کیونکہ ایسی جگہ میں کراہت کرنا انسان کیلئے ایک طبعی امر ہے۔ اِسلئے خدا تعالیٰ کا قدیم قانون اور سُنّت یہی ہے کہ وہ صرف اُن لوگوں کو منصب دعوت یعنے نبوت وغیرہ پر مامور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان میں سے ہوں۔ اور ذاتی طور پر بھی چال چلن اچھے رکھتے

شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہؓ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔ یا شہرت عام کے لحاظ سے یُوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے۔ مگر مَیں اِسپر ایمان لاتا اور اِسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہؓ سے ہے۔ کیونکہ اِسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔

۵۰ ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا اشکر نعمتی رئیت خدیجتی انك الیوم لذو حظٍ عظیم۔ ترجمہ۔ میری نعمت کا شکر کر۔ تُو نے میری خدیجہ کو پایا آج تو ایک حظِ عظیم کا مالک ہے۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔ اور اسی زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا بکر و ثیّبٌ یعنے ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔ یہ مؤخر الذکر الہام مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو بھی سُنا دیا گیا تھا۔ لیکن الہام مذکورہ بالا جس میں خدیجہ کے پانے کا وعدہ ہے۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ میں درج ہو کر نہ صرف محمد حسین بلکہ لاکھوں انسانوں میں اشاعت پا چکا تھا۔ ہاں شیخ محمد حسین مذکور ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو سب سے زیادہ اس پر اطلاع ہے۔ کیونکہ اُس نے براہین احمدیہ کے چاروں حصّوں کا ریویو لکھا تھا اور اسکو خوب معلوم تھا کہ ان صفحات کی ایک باکرہ بیوی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو خدیجہ کی اولاد میں سے یعنے سیّد ہوگی۔ جیسا کہ الہام موصوفہ بالا میں آیا ہے۔ کہ تُو میرا شکر کر اِس لئے کہ تُو نے خدیجہ کو پایا یعنے تُو خدیجہ کی اولاد کو پائے گا۔ اِسی کی تائید میں وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ حاشیہ دوم اور صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ اردتُ ان استخلف فخلقتُ اٰدم۔

ہے کہ خوار اور خوّار کے لفظ کو انسان پر اُس حالت میں بھی بولتے ہیں کہ جب وہ قتل ہونے کے وقت فریاد کرتا ہے۔ اور قتل کرنے کے وقت جو ہتھیار کی آواز ہوتی ہے اُس کا نام بھی خوار ہے۔

اور جیساکہ ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی یعنے عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب وعذاب۔ اپنے ان دو لفظوں کے رُو سے جو خوار اور نصب ہے لیکھرام کے قتل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اسی کے موافق خدا تعالیٰ کی تفہیم سے ہم نے وہ اشعار اور نیز چند سطریں نثر کی لکھی ہیں جو کتاب آئینہ کمالات اسلام کے پانچویں ضمیمہ میں درج ہیں جن پر نظر غور کر کے ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ اُن بیانات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ لیکھرام اپنی طبعی موت سے نہیں بلکہ بذریعہ قتل پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق اس جہان فانی سے کوچ کرے گا۔ چنانچہ اس ضمیمہ کے صفحہ ۲ کی عبارت جو اس صورتِ موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے:۔

"اب مَیں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں (بیماریوں) سے نرالا اور خارق عادت (یعنے طبعی موتوں سے جو عادت میں داخل ہیں الگ ہو) اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو (یعنے انسان سمجھ سکتا ہو کہ یہ ایک ناگہانی آفت ہے جو دلوں پر ایک ڈرانے والا اثر کرتی ہے) تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اُس کی رُوح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر مَیں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا (یعنے اگر ہیبت ناک طور پر لیکھرام کی موت نہ ہوئی)

تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے مَیں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسّہ ڈال کر کسی سُولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ اب آریوں کو چاہیئے کہ سب ملکر دُعا کریں کہ یہ عذاب اُن کے اس وکیل سے ٹل جائے۔" فقط

اور صفحہ ایک کے اشعار اسی ضمیمہ میں جو لیکھرام کی صورتِ موت پر بلند آواز سے دلالت کرتے ہیں یہ ہیں:-

عجب نوریست درجانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آں ناقصاں را
کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزارست صد بار
کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خُدا خود سوزد آں کِرمِ دنی را
کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنائیت
بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رُو ز ایوانِ محمدؐ

بکارِ دیں نترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

جسپر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وُہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنے اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندۂ حضرت احدیت کی پیدایش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنے مَیں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنّت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجك الجنّة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنّت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنّت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانونِ قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خُو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ اُن کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش زوج کے طور پر تھی۔ یعنے ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدایش ہوئی۔ یعنے جیساکہ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنّت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے مَیں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور مَیں اُن کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدایش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہِ راست

مـ۱۵۷

ٹائیٹل طبع اوّل

الحمد للہ
والمنۃ کہ رسالہ ہذا
از تصنیفات حضرت
امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود
جناب مرزا غلام احمد صاحب نصرہ اللہ وایّدہ
الموسوم بہ

تحفہ غزنویہ

سنہ ۱۹۰۲ء
بماہ اکتوبر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع
گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ
فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع
چھپکر شایع
ہوا

قیمت ۳ر | محصولڈاک ار | وی پی ار | کُل ۶ر

تعداد اشاعت
۷۰۰

ابوبکر نے الشاکرین تک یہ آیت پڑھکر سُنائی ✤ کہا راوی نے پس بخدا گویا لوگ
اس سے بے خبر تھے کہ یہ آیت بھی خدا نے نازل کی ہے۔ اور ابوبکر کے پڑھنے سے
اُن کو پتہ لگا۔ پس اس آیت کو تمام صحابہ نے ابوبکر سے سیکھ لیا۔ اور کوئی بھی صحابی
یا غیر صحابی باقی نہ رہا جو اس آیت کو پڑھتا نہ تھا۔ اور عمر نے کہا کہ بخدا میں نے
یہ آیت ابوبکر سے ہی سُنی جب اُس نے پڑھی۔ پس میں اُس کے سُننے سے
ایسا بے حواس اور زخمی ہوگیا ہوں کہ میرے پَیر مجھے اُٹھا نہیں سکتے اور میں
اُس وقت سے زمین پر گرا جاتا ہوں جب سے کہ میں نے یہ آیت پڑھتے سُنا۔
اور یہ کلمہ کہتے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فوت ہوگئے۔ اور اس جگہ
قسطلانی شرح بخاری کی یہ عبارت ہے۔ وعمر بن الخطاب یکلّم النّاس
یقول لھم ما مات رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم .... ولا یموت حتّٰی
یقتل المنافقین۔ یعنے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ ۴۸
اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ اور جب تک
منافقوں کو قتل نہ کرلیں فوت نہیں ہونگے اور ملل ونحل شہرستانی ※ میں اس
قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے۔ قال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا

✤ اس آیت کا اگلا فقرہ یعنے افان مات او قتل صاف بتلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک
گذر جانا صرف دو قسم پر ہے یا بذریعہ موت حتف انف اور یا بذریعہ قتل اور خدا تعالیٰ نے
اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ گذر جانا اس طرح بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص زندہ بجسم عنصری آسمان
پر چلا جائے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے گذر جانے کی تشریح لفظ افان مات او قتل سے آپ
کردی اور اسپر حصر کردیا تو اسکے بعد نہ ماننا کسی صالح مومن کا کام نہیں۔ منہ ※

※ الملل لابی الفتح الامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانی المتوفّٰی ۵۴۸ھ قال التاج السبکی
فی طبقاتہم کتاب الملل والنحل للشہرستانی ھو عندی خیر کتاب فی ھذا الباب صفحہ ۹۔ منہ ※

مات فقتلته بسیفی ھذا - وانما رُفع الی السماء کما رُفع عیسٰی ابن مریم
علیہ السلام وقال ابوبکر بن قحافہ من کان یعبد محمدًا فان محمدًا
قد مات ومن کان یعبد الٰہ محمدٍ فانہ حیّ لا یموت و قرء ھذہ الاٰیۃ
وما محمد الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل
انقلبتم علٰی اعقابکم[۱] فرجع القوم الی قولہ - دیکھو ملل نحل جلد ثالث - ترجمہ
یہ ہے کہ عمر خطاب کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت
ہوگئے - تو مَیں اپنی اِسی تلوار سے اُس کو قتل کردُونگا - بلکہ وہ آسمان پر اُٹھائے
گئے ہیں جیساکہ عیسٰی بن مریم اُٹھائے گئے اور ابوبکر نے کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ ص۴۸
علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو وہ تو ضرور فوت ہوگئے ہیں - اور جو شخص محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے نہیں مَرے گا - یعنے ایک

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ جو شخص حضرت سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
یہ کلمہ مُنہ پر لائے گا کہ وہ مرگئے ہیں تو مَیں اس کو اپنی اسی تلوار سے اسکو قتل کردُونگا -
اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو اپنے کسی خیال کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی پر بہت غلو ہوگیا تھا اور وہ اس کلمہ کو جو آنحضرت مرگئے کلمہ کفر اور ارتداد
سمجھتے تھے - خدا تعالیٰ ہزارہا نیک اجر حضرت ابوبکر کو بخشے کہ جلد تر انہوں نے
اس فتنہ کو فرو کردیا اور نص صریح کو پیش کرکے بتلادیا کہ گذشتہ تمام نبی مرگئے ہیں اور
جیساکہ انہوں نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کو قتل کیا درحقیقت اس
تصریح سے بھی بہت سے فیج اعوج کے کذابوں کو تمام صحابہ کے اجماع سے قتل کردیا -
گویا چار کذاب نہیں بلکہ پانچ کذاب مارے - یا الٰہی ان کی جان پر کروڑہا رحمتیں
نازل کر آمین - اگر اِس جگہ خلت کے یہ معنے کئے جائیں کہ بعض نبی زندہ آسمان پر
جا بیٹھے ہیں تب تو اِس صورت میں حضرت عمر حق بجانب ٹھہرتے ہیں اور یہ آیت انکو ص۴۹

[۱] آل عمران : ۱۴۵

و انار القلوبَ ونشط الفاتر - وكانوا قبل ذالك غرضَ اللظى- او كرجل التهبت احشاءه بالطرى بما عيل صبرهم بموت النبيّ سيدهم المصطفٰى محمد ن المجتبٰى وما قلقت قلوبهم وصار فوادهم فارغا بما فقد واحتجبهم خير الورٰى وكانوا كالمبهوتين فاذا قام عبد الله الصديق- فتح عليهم باب التحقيق- و اروٰىهم من هذا الرحيق- وقُضِى الامر وأزيل الشبهاتُ- و سكنت الاصواتُ- وانعقد الاجماع على موت المسيح وسائر الانبياء الماضين بل هو اوّل ما اجمع عليه الصحابة بعد موت خاتم النبيين - و لهذا الاجماع شان اكبر من اجماعٍ انعقد على خلافة ابي بكرن الصديق فاَن الصحابة اتفقوا عليه كلهم وما بقى من فريق - و قبلوا ذالك الامر من غير تردد و توقفٍ بل باتم الاذْعَان و اليقين - وكان كلهم يتلون الاٰيتہ و يُقِرُّون بموت الرسل ويبكون على موت سيّد المرسلين- حتّٰى اذا سمع الفاروق الاٰية قال عُقِرت وما تقلنى رجلاي و كان من الحزن كالمجانين - و قال حسّان و هو يرثى رسُول الله صلّى الله عليه وسلم ۔ ؎ ۵۵

كنت السواد لناظري فعمى عليك الناظر + من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

يعنى اى سيّدى وحبيبى كنت قرة عينى فَفُقِدَ نُورعينى بفقد انك ولا ابالى بعدك ان يموت عيسٰى او مُوسٰى او بنى آخر فانى كنت عليك اخاف فاذا متَّ فليمت من كان من السابقين وفى هذه اشارة الٰى ان الاٰية التى تلاها الصديق نبهت الصحابة على موت الانبياء كلهم فما بقى لهم همّ فى شانهم مثقال ذرّة وما كانوا متاسفين- بل استبشروا بموت الجميع بعد موت رسُولهم الامين ولو كان الامر خلاف ذالك اعنى ان ثبت حيوة احد من الانبياء السابقين بنص القرآن وبآية من

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۶

خطبۂ الہامیہ ۔ لجّۃ النّور

ٹائیٹل بار اوّل

هذا هو الكتاب الذى الهمت حصة منه من رب العباد - فى يوم عيد من الاعياد - فقرأته على الحاضرين - بانطاق الروح الامين - من غير مدد الترقيم والتدوين - فلا شك انه اية من الآيات - وما كان لبشر ان ينطق كمثلى مرتجلا مستحضرًا فى مثل هذه العبارات - وكان الناس يرقبون طبعه رقبة يوم العيد ويستطلعون بعيون المشتاق المريد - فالحمد لله الذى اراهم مقصودهم بعد الانتظار ووجدوا مطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار - وانه صنيعة احسن الحضرة - ومطية تبليغ الناس الى السعادة وانه غيث من الله بعدما أمحلت البلادُ وعم الفساد - ولن تجد هذه المعارف فى الآثار المنتقاة المدوّنة من الثقات - بل هى حقائق اوحيت الىّ من رب الكائنات - وانه اظهار تام - وهل بعد المسيح كتم - وهل بعد خاتم الخلفاء على السر ختم - وليس من العجب ان تسمع من خاتم الائمة نكاتا ما سمعت من قبلُ من علماء الملة - بل العجب كل العجب ان يأتى المسيح الموعود والامام المنتظر وحَكَمُ الناس وخاتم الخلفاء ثم لا يأتى بمعرفة جديدة من حضرة الكبرياء - ويتكلم كتكلم العامة من الغطاء - ولا يُرى فرقا بيّنا بين الظلمة والضياء - وانى سميت هذه الرسالة

خُطبَة اِلهَامِيّة

وَاِنّى عَلّمتُهَا اِلهَامًا مِن رَبّى فَكَانَت اٰيَة

تعداد الاشاعة ۲۱۰۰

قیمت فی نسخه واحد عمر ۸/ا

وانها طبع فى مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام الحكيم فضل الدين البهيروى فى سنة ١٣١٩ من الهجرة المقدسة

پاک رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ اُن کے ماننے والے کوئی برکت اُن سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائیگی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا۔ اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں۔ اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اُسی روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں۔ یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئیگا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائیگا۔ سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اُس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحرب جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ سو مسیح آچکا۔ اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضاء کے پاس نازل ہوگا۔ اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اُسوقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو

التَّزْيِينَاتِ[154] وَإِفْنَاءَ الْيَوْمِ كُلِّهِ فِي الْخُزَعْبِيلَاتِ[155]

زینت ہا و سپرد کردن ہمہ روز در کارہائے باطلہ

زینتوں کے ساتھ اور تمام دن بے ہودہ باتوں میں ضائع کرنے میں

وَالْهَدَايَا مِنَ الْقَلَايَا[156] وَالتَّفَاخُرِ بِلُحُومِ الْبَقَرَاتِ

و ہدیہ ہا از گوشت ہا و فخر کردن بگوشت ہائے گاوان

اور ایک دوسرے کو گوشت بھیجنے کا تحفہ اور باہم فخر کرنا گائے کے گوشت

وَالْجَدَايَا[157] وَالْأَفْرَاحِ وَالْمَرَاحِ[158] وَالْجَذَبَاتِ وَ

و گوسپنداں و خوشی ہا و انواع شادی و جذبہ ہائے نفس و

اور بکروں کے گوشت کے ساتھ۔ اور خوشیاں اور رنگا رنگ کی شادیاں اور نفس کی کششیں اور

الْجِمَاحِ[159] وَالضَّحِكِ وَالْقَهْقَهَةِ[160] بِإِبْدَاءِ النَّوَاجِذِ

سرکشی و خندہ و قہقہہ بظاہر کردن دندان پسین

سرکشیاں اور ہنسی اور قہقہہ مار کر ہنسنا پچھلے دانتوں کے نکالنے سے

وَالثَّنَايَا[161] وَالتَّشَوُّقِ إِلَى رَقْصِ الْبَغَايَا[162] وَبَوْسِهِنَّ

و دو دندان پیشین و شوق کردن سوئے رقص زنان بازاری و بوسہ گرفتن ایشاں

اور اگلے دو دانتوں کے نکالنے سے۔ اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ

وَعِنَاقِهِنَّ[163] وَبَعْدَ هٰذَا انْطِلَاقِهِنَّ[164] فَإِنَّا لِلّٰهِ عَلٰى

و بغل گیری ایشاں و پس ازیں جائے کمر بند ایشاں یعنی بدکاری با ایشاں پس بر مصیبتہائے اسلام

اور گلے لپٹانا اور بعد اس کے ان کا جائے کمر بند ۔ پس ہم اسلام کی مصیبتوں پر

مَصَائِبِ الْإِسْلَامِ[165] وَانْقِلَابِ الْأَيَّامِ[166] مَاتَتِ الْقُلُوبُ[167]

انا للہ می باید گفت و بریں نیز ہم کہ بر روزہائے اسلام گردش آمد دل ہا مردند

انا للہ پڑھتے ہیں اور نیز دنوں کی گردش پر دل مر گئے

200

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۷

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

تحفۂ گولڑویہ۔ اربعین

201

طبع بار اوّل

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

گورنمنٹ انگریزی

اور

جہاد

۲۲؍مئی ۱۹۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب چھپا

تعداد ...

اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسےٰ مسیح کا اوتار کرکے بھیجا۔ ایسا ہی اُس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو مَیں ان معنوں کرکے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا۔ اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ھادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے۔ سو مَیں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ اور بروز محمد۔ غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب ہے۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں۔ جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئیگا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے* اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اُسی روز سے اُس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم

---

* اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ شاید زیادہ ہوں۔ منہ

ٹائیٹل پیج طبع اول

الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للہ شائع کیا گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا گیا ہے جو اسی ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور

یہ رسالہ موسوم بہ

تحفۂ گولڑویہ

ہو کر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا

قیمت محصول ۱ر جلد ۵۰۰ ڈاک ۱ر کل ۱۳ر

ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے اسلئے حافظ صاحب بھی اور منکروں کی طرح خدا کے الزام کے نیچے آ گئے اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مجلس میں جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں میری جماعت کے بعض لوگوں نے حافظ صاحب کے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ایک شمشیر برہنہ کی طرح یہ حکم فرماتا ہے کہ یہ نبی اگر میرے پر جھوٹ بولتا اور کسی بات میں افترار کرتا تو میں اس کی رگِ جان کاٹ دیتا اور اس مدت دراز تک وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ تو اب جب ہم اپنے اِس مسیح موعود کو اس پیمانہ سے ناپتے ہیں تو براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعوٰے منجانب اللہ ہونے اور مکالمات الٰہیہ کا قریباً تیس برس سے ہے اور اکیس برس سے براہین احمدیہ شائع ہے۔ پھر اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اسجگہ ایک جھوٹے مدعیٔ رسالت کو تیس برس تک مہلت دی اور لو تقوّل علینا [1] کے وعدہ کا کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی باوجود کاذب ہونے کے مہلت دے دی ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاذب ہونا محال ہے۔ پس جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جبھی ٹھیر سکتا ہے۔ جبکہ یہ قاعدہ کلّی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے ماموّر من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کبھی مہلت نہیں دیتا۔ کیونکہ اس طرح پر اُس کی بادشاہت میں گڑبڑ پڑ جاتا ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ غرض جب میرے دعوٰی کی تائید میں یہ دلیل پیش کی گئی تو حافظ صاحب نے اِس دلیل سے سخت انکار کر کے اِس بات پر زور دیا کہ کاذب کا تیئس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہنا جائز ہے۔ اور کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے کاذبوں کی میں نظیر پیش کرونگا جو رسالت کا جھوٹا دعویٰ کر کے تیئس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہے ہوں۔ مگر اب تک کوئی نظیر پیش نہیں کی

[1] الحاقہ: ۴۵

ہونے کا دعویٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض
ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور
یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی
طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق
نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تُو نے اگر میرے پر افترا کیا تو مَیں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ
وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلّت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا کوئی صـــ۱۲
اُس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ اِس
مفتریانہ عادت پر برابر تیئیس برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت
نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا اُن کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ اُن کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں
اور سُنا ہے کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بڑے
بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے
ایک نور قادیان پر گرا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے
انسانی تمثّل کے طور پر ظاہر ہو کر اُن کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار
کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے
ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ
پر افترا کیا ہے ✠۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا

✠ مَیں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ نہ صرف
مَیں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب ”ازالہ اوہام“ میں ان کی زبانی مولوی عبد اللہ
صاحب کا کشف درج ہو چکا ہے۔ مَیں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز
زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ اُن کے بھائی محمد یعقوب
نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کرینگے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ
مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال	دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے	دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے	اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

+ نوٹ:- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج دو جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اسکی آخری سطر پر لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخری سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام ص ۲۷ باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ "قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے" اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائینگے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائینگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔

اس کے بعد ۳ جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ "کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے۔" یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی کہ ان کیلئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہو گا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کردے گی۔ منہ

۲۷ دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ۔ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو ۔ جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر ۔ کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سیدِ کونین مصطفٰے ۔ عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا ۔ جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند ۔ کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا ۔ بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا ۔ وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے ۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں ۔ کر دے گا ختم آ کے وہ دیں کی لڑائیاں

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں ۔ اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی ۔ وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی ۔ وہ عزمِ مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی ۔ وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

۲۸ وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی ۔ خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی ۔ حالت تمہاری جاذبِ نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی ۔ کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی ۔ وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی ۔ اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی ۔ ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی ۔ نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

نسبت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس اُمت کا خاتم الاولیاء ہے ✱ جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔ اگر درحقیقت وہی عیسیٰ علیہ السلام ہے جو دوبارہ آنے والا ہے تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن جیسا کہ کما کے لفظ سے مستنبط ہوتا ہے دونوں سلسلوں کے تمام خلیفوں کو من وجہ مغائر قرار دیتا ہے اور یہ ایک نص قطعی ہے کہ اگر ایک دنیا اس کے مخالف اکٹھی ہو جائے۔ تب بھی وہ اس نص واضح کو ردّ نہیں کر سکتی کیونکہ جب پہلے سلسلہ کا عین ہی نازل ہو گیا تو وہ مغائرت فوت ہو گئی اور لفظ کما کا مفہوم باطل ہو گیا۔ پس اس صورت میں تکذیب قرآن شریف لازم ہوئی۔ وھٰذا باطل وکلما یستلزم الباطل فھو باطل۔

یاد رہے کہ قرآن شریف نے آیت کما استخلف الذین من قبلھم[1] میں وہی کما استعمال کیا ہے جو آیت کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا[2] میں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہو کر نہیں آئے بلکہ یہ خود موسیٰ بطور تناسخ آگیا ہے۔ یا یہ دعویٰ کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ توریت کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں۔ بلکہ اس پیشگوئی کے یہ معنے ہیں کہ خود موسیٰ ہی آجائے گا جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہے۔ تو کیا اس فضول دعویٰ کا یہ جواب نہیں دیا جائیگا کہ قرآن شریف میں ہرگز بیان نہیں فرمایا گیا کہ خود موسیٰ آئیگا بلکہ کما کے لفظ سے مثیل موسیٰ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ پس یہی جواب ہماری طرف سے ہے کہ اسجگہ بھی سلسلہ خلفاء محمدی کے لئے کما کا لفظ موجود ہے۔

✱ شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص میں ہماری خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا۔ اور اس کی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی۔ یعنی اس طرح پر خدا اناث کا مادہ اس سے الگ کر دے گا۔ سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں۔ منہ

[1] النور: ۵۶ [2] المزمل: ۱۶

کی طرف پھیر لیتا ہے تو اس طرح پر تو مخالف کا بھی حق ہے کہ وہ بھی تاویل سے کام لے تو پھر فیصلہ قیامت تک غیر ممکن۔ یہ اعتراض ہے جو ہمارے مخالف کرتے ہیں اور نیز اپنے نادان چیلوں کو سکھاتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ وہ خود اس اعتراض کے نیچے ہیں۔ ہم تو کسی حدیث کے ظاہر الفاظ کو نہیں چھوڑتے جب تک قرآن اپنے نصوص صریحہ سے مع دوسری حدیثوں کے اس کو نہ چھڑائے اور تاویل کے لئے مجبور نہ کرے چنانچہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہے۔ اگر یہ لوگ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے کچھ سوچتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ درحقیقت یہ اعتراض تو انہی پر ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کے بارے میں صاف لفظوں میں یہ پیشگوئی موجود تھی کہ یا عیسٰی انّی متوفیک و رافعک الیّ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور وفات کے بعد اپنی طرف اٹھانے والا۔ لیکن ہمارے مخالفوں نے اس نص کے ظاہر الفاظ پر عمل نہیں کیا اور نہایت مکروہ اور پُرتکلف تاویل سے کام لیا۔ یعنی رافعک کے فقرہ کو متوفیک کے فقرہ پر مقدم کیا اور ایک صریح تحریف کو اختیار کر لیا۔ اور یا بعض نے توفی کے لفظ کے معنے پھر لینا گیا جو نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ علم لغت سے ثابت ہوتا ہے۔ اور جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اپنی طرف سے ملا لیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متوفیک کے معنے صریح ممیتک بخاری میں موجود ہیں۔ اُن سے مُنہ پھیر لیا۔ اور

علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنے مارنے اور رُوح قبض کرنے کے آتے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے اس قاعدہ کی کچھ بھی پروا نہیں رکھی۔ اور خدا کی تمام کتابوں میں کسی جگہ رفع الی اللہ کے معنے یہ نہیں کئے گئے کہ کوئی جسم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اُٹھایا جائے۔ لیکن ان لوگوں نے زبردستی سے بغیر وجود کسی نظیر کے رفع الی اللہ کے اس جگہ یہ معنے کئے کہ جسم کے ساتھ اٹھایا گیا۔ ایسا ہی توفی کے اُلٹے معنے کرنے کے وقت کوئی نظیر پیش نہ کی اور پھر لینا معنے لے لئے۔ اب بتلاؤ کہ کس نے نصوص کے ظاہر پر عمل کرنا چھوڑ دیا؟ یا یوں سمجھ لو کہ

اس لئے ماننا پڑا کہ انوارِ مسیحیہ کے ظہور کا مشرق بھی ہندوستان ہی ہے کیونکہ جہاں بیمار
ہوں وہیں طبیب آنا چاہیئے اور بموجب حدیث لو کان الایمان عند الثریا لنالہ
رجال او رجل من ھؤلاء (ای من فارس) دیکھو بخاری صفحہ ۷۲۷ مرجل فارسی کا
جائے ظہور بھی یہی مشرق ہے ٭ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہی رجل فارسی مہدی ہے۔
اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہونگے
اور وہ ملک ہند ہے۔

اب اس سوال کا میں جواب دیتا ہوں کہ اکثر مخالف جوش میں آکر مجھ سے پوچھا
کرتے ہیں کہ تمہارے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ کیا کسی قرآن شریف کی
آیت سے تمہارا مسیح موعود ہونا ثابت ہوتا ہے؟ اور پھر آپ ہی یہ حجت پیش
کرتے ہیں کہ اگر صرف کسی سچی خواب یا کسی سچے کشف سے کوئی مسیح موعود یا مہدی بن سکتا
ہے تو دنیا میں ایسے ہزارہا لوگ موجود ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور کشف بھی ہوتے
ہیں اور ہم بھی انہی میں سے ہیں۔ تو کیا وجہ کہ ہم مسیح موعود نہ کہلاویں؟

اما الجواب واضح ہو کہ یہ اعتراض صرف میرے پر نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام
پر ہے۔ اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آجاتی ہیں۔ اور
کشف بھی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارک صلوٰۃ بلکہ ص۴۸
بدکار اور حرام کار بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور
سخت توہین کرنے والے اور سچ مچ اخوان الشیاطین شاذ و نادر طور پر سچی خوابیں دیکھ

٭ ایسا ہی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ اصفہان سے ایک لشکر آئیگا جس کی جھنڈیاں کالی ہونگی اور
ایک فرشتہ آواز دیگا کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ اور اصفہان بھی حجاز سے مشرق کی طرف
ہے اس لئے ثابت ہوا کہ مہدی مشرق میں ہی پیدا ہوگا یا یہ کہ فارسی الاصل ہوگا۔ منہ

وہ ان ہر دو نبی صاحب الشریعت کی قوم میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عیسٰے اس لئے کہ ان کا کوئی باپ نہیں۔ اور اسلام کے مسیح موعود کی نسبت جو آخری خلیفہ ہے خود علمائے اسلام مان چکے ہیں کہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور نیز قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ دونوں مسیح ایک دوسرے کا عین نہیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح موعود کا مثیل ٹھیراتا ہے نہ عین۔ پس محمدی مسیح موعود کو موسوی مسیح کا عین قرار دینا قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ اور تفصیل اس استدلال کی یہ ہے کہ کَمَا کا لفظ جو آیت کما استخلف [illegible] میں ہے جس سے تمام محمدی سلسلہ کے خلیفوں کی موسوی سلسلہ کے خلیفوں سے [illegible] مشابہت کے لئے آتا ہے اور مماثلت ہمیشہ من وجہ مغائرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغائرت ضروری ہے اور عین کسی وجہ سے اپنے نفس کا مغائر نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسٰی کے مثیل ہو کر انکے عین نہیں ہو سکتے ایسا ہی تمام محمدی خلیفے جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں کسی طرح عین نہیں ہو سکتے اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ کَمَا کا لفظ جیسا کہ حضرت موسٰی اور آنحضرت کی مشابہت کے لئے قرآن نے استعمال کیا ہے وہی کَمَا کا لفظ آیت کما استخلف الذین میں وارد ہے جو اسی قسم کی مغائرت چاہتا ہے جو حضرت موسٰی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یاد رہے کہ اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیئے وہ یحیٰی نبی کے مقابل پر ہے جس کا ایک پلید قوم کے لئے سر کاٹا گیا (سمجھنے والا سمجھ لے) اس لئے ضروری ہے کہ بارھواں خلیفہ قریشی ہو جیسا کہ حضرت یحیٰی اسرائیلی ہیں۔ لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیئے جس کا نام مسیح موعود ہے اس کیلئے ضروری تھا کہ وہ قریش میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت

اور تم میں سے بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے۔ پس خبردار رہو اور دعا میں مشغول رہو تا ٹھوکر نہ
کھاؤ۔ اور اس آیت کا دوسرا فقرہ جو الضالین ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں اے
ہمارے پروردگار اس بات سے بھی بچا کہ ہم عیسائی بن جائیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ

بڑا ہوا ہے کہ گویا ان روحوں میں ایک روح ہے اور پھر دنیوی زندگی میں بھی کچھ فتور نہیں۔ اس
جہان میں بھی ہے اور اس جہان میں بھی۔ گویا دونوں طرف اپنے دو پَیر پھیلا رکھے ہیں*۔ ایک پَیر
دنیا میں اور دوسرا پَیر فوت شدہ روحوں میں۔ اور دنیوی زندگی بھی عجیب کہ باوجود اس قدر
امتداد مدت کے کھانے پینے کی محتاج نہیں اور نیند سے بھی فارغ ہے اور پھر آخری زمانہ میں
بڑے کرّ و فر اور جلالی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر سے اُترے گا۔ اور گو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کا معراج کی رات میں نہ چڑھنا دیکھا گیا اور نہ اُترنا مگر حضرت مسیح کا اُترنا دیکھا جائیگا۔ تمام مولویوں کے
روبرو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُترے گا۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مسیح نے
وہ کام دکھلائے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اصرار مخالفوں کے دکھلا نہ سکے۔ بار بار
قرآنی اعجاز کا ہی حوالہ دیا۔ بقول تمہارے مسیح سچ مچ مُردوں کو زندہ کرتا رہا۔ شہر کے لاکھوں
انسان ہزاروں برسوں کے مرے ہوئے زندہ کر ڈالے۔ ایک دفعہ شہر کا شہر زندہ کر دیا۔ مگر

* ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ
رہنے اور پھر دوبارہ اُترنے کی جو دی گئی ہے اسکے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی
ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد و حساب نہیں حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں۔ اور
خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور
تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں
کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قرب کا مکان
کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا؟ منہ

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں سلسلہ محمدیہ کا مسیح آئیگا جبکہ رومی طاقتوں کے ساتھ اسلامی سلطنت مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اور کمزور اور پست اور مغلوب ہو جائے گی اور ایسی سلطنت زمین پر قائم ہو گی جس کے مقابل پر کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہو سکیگا۔ اور مسیح نے تمام انجیل میں کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ میں موسیٰ کی مانند ہوں مگر قرآن آواز بلند سے فرماتا ہے کہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولاً[1]۔ یعنی ہم نے اس رسول کو اے عرب کے خونخوار ظالمو! اُسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو تم سے پہلے فرعون کی طرف بھیجا ۱۴۴ گیا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ پیشگوئی جو اس شد و مد سے قرآن شریف میں لکھی گئی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اس دعویٰ دروغ کے ساتھ جو اپنے تئیں موسیٰ کا مثیل ٹھیرا لیا کبھی اپنے مخالفوں پر فتحیاب نہ ہو سکتے مگر تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح عظیم اپنے مخالفوں پر حاصل ہوئی کہ بجز نبی صادق دوسرے کے لئے ہرگز میسر نہیں آ سکتی تھی۔ پس مماثلت اس کا نام ہے جس کی تائید میں دونوں طرف سے تاریخی واقعات اس زور شور سے گواہی دے رہے ہیں کہ وہ دونوں واقعات بدیہی طور پر نظر آتے ہیں۔ اور موسیٰ کے یہ تین کام کہ گروہِ مخالف کو جو مصر امن تھا ہلاک کرنا اور پھر اپنے گروہ کو حکومت اور دولت بخشنا اور ان کو شریعت عطا کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انہی تین کاموں کے ساتھ ایسے مشابہ ثابت ہو گئے کہ گویا وہ دونوں کام ایک ہی ہیں۔ یہ ایک ایسی مماثلت ہے جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے خدا کے وجود کا پتہ لگتا ہے کہ وہ کیسا قادر اور زبردست خدا ہے کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ اسی جگہ سے طالب حق کے لئے حق الیقین کے درجہ تک یہ معرفت پہنچ جاتی ہے کہ آنے والا مسیح موعود امت محمدیہ میں سے ہے نہ کہ وہی عیسیٰ نبی اللہ دوبارہ دنیا میں آکر رسالت محمدیہ کی ختمیت کے مسئلہ کو مشتبہ کر دیگا اور نعوذ باللہ خلماتو فیتنی کا

[1] المزمل: ۱۶

بلکہ جس طرح سویا ہوا آدمی دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے اور اس حالت میں بسا اوقات وفات یافتہ لوگوں سے بھی ملاقات کرتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کشفی حالت میں اس دنیا سے وفات یافتہ کے حکم میں تھے۔ ایسا ہی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس عمر پائی ہے لیکن ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعہ صلیب اُس وقت حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا جبکہ آپ کی عمر صرف تینتیس برس اور چھ مہینے کی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ باقیماندہ عمر بعد نزول پوری کر لیں گے تو یہ دعویٰ حدیث کے الفاظ سے مخالف ہے۔ ماسوا اس کے حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس دنیا میں رہے گا تو اس طرح پر تینتیس برس ملانے سے کل تہتر برس ہوئے نہ ایک سو بیس برس۔ حالانکہ حدیث میں یہ ہے کہ ایک سو بیس برس اُن کی عمر ہوئی۔

اور اگر یہ کہو کہ ہماری طرح عیسائی بھی مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں مسیح نے خود اپنی آمد ثانی کو الیاس نبی کی آمد ثانی سے مشابہت دی ہے۔ جیسا کہ انجیل متی ۱۷ باب آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ ماسوا اس کے عیسائیوں میں سے بعض فرقے خود اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی الیاس نبی کی طرح بروزی طور پر ہے۔ چنانچہ نیو لائف آف جیزس جلد اوّل صفحہ ۴۱۰ مصنفہ ڈی۔ ایف سٹراس میں یہ عبارت ہے:۔

(جرمن کے بعض عیسائی محققین کی رائے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا)

Crucifiction they maintain, even if the feet as well as the hands are supposed to have been nailed occasions but very little loss of blood. It kills therefore only very slowly

ٹائیٹل بار اوّل

الحمد للّٰہ و المنّہ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجّت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

اربعین

لاتمام الحجّۃ علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضلدین صاحب
مالک مطبع چھپکر
شائع ہوا

جلد ۰۰ ۷ قیمت ۵/

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

احمد فاضت الرحمة علی شفتیک ۔ انک باعیننا ۔ یرفع اللہ ذکرک
ویتم نعمته علیک فی الدنیا والآخرة ۔ یا احمدی انت مرادی ومعی
غرست کرامتک بیدی ۔ ونظرنا الیک وقلنا یا نار کونی بردا وسلاما علیٰ
ابراهیم ۔ یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی ۔ بورکت یا احمد وکان
ما بارک اللہ فیک حقا فیک ۔ شانک عجیب واجرک قریب ۔ انی جاعلک
للناس اماما ۔ أکان للناس عجبا قل هو اللہ عجیب ۔ یجتبی من یشاء من
عباده ۔ ولا یُسئل عما یفعل وهم یسئلون ۔ انت وجیه فی حضرتی
اخترتک لنفسی الارض والسماء معک کما هو معی ۔ وسرّک سری ۔
انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی ۔ فحان ان تعان وتعرف بین
الناس ۔ هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا ۔ وکاد
ان یعرف بین الناس ۔ وقالوا انّی لک هٰذا ۔ وقالوا ان هٰذا الا اختلاق
اذا نصر اللہ المومن جعل له الحاسدین فی الارض ۔ قل هو اللہ ثم ذرهم فی
خوضهم یلعبون ۔ سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ۔ ینقطع آباءک
ویبدء منک ۔ وما کان اللہ لیترکک حتّٰی یمیز الخبیث من الطیب ۔ اردت
ان استخلف فخلقت آدم ۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة ۔ یا احمد
اسکن انت وزوجک الجنّة ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنّة ۔ تموت
وانا راض منک ۔ فادخلوا الجنّة انشاء اللہ آمنین ۔ سلام علیکم طبتم
فادخلوها آمنین ۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں
تجھے دیگا ۔ سلام علیک جعلت مبارکا ۔ وانی فضلتک علی العالمین
وقالوا ان هو الّا افک افتری وما سمعنا بهذا فی آبائنا الاولین
وکان ربک قدیرًا ۔ یجتبی الیه من یشاء ۔ ولقد کرّمنا بنی آدم

کی درگاہ میں جواب دینا نہیں پڑے گا؟ گو کیسے ہی دل سخت ہو گئے ہیں آخر اس قدر تو
خوف چاہیئے تھا کہ جو شخص صدی کے سر پر پیدا ہوا اور رمضان کے کسوف خسوف نے
اس کی گواہی دی اور اسلام کے موجودہ ضعف اور دشمنوں کے متواتر حملوں نے اُس کی
ضرورت ثابت کی اور اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ
چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا ایسے شخص کی تکذیب
میں جلدی نہ کرتے۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور سب کچھ اسی جگہ چھوڑ جانا ہے۔ دیکھو
اگر مَیں خدا کی طرف سے ہوا اور تم نے میری تکذیب کی اور مجھے کافر قرار دیا اور دجّال
نام رکھا تو جناب الٰہی کو کیا جواب دو گے؟ کیا انہی کی مانند جواب ہیں جو یہودیوں
اور عیسائیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنے کے وقت اپنی کتابوں میں
لکھے ہیں کہ توریت کے تمام نشان قرارداد پورے نہیں ہوئے اور کچھ رہ گئے ہیں۔ سو
مدت ہوئی کہ خدا تعالیٰ اُن کو جواب دے چکا کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ سب
کچھ صحیح نہیں ہے اور نہ وہ تمام معنے صحیح ہیں جو تم کر رہے ہو۔ جو شخص حَکَم کر کے بھیجا
گیا ہے اس کی بات کو سنو۔ سو یہی جواب خدا تعالیٰ کی طرف سے اب ہے چاہو تو ص۲۲
قبول کرو۔ آہ آپ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے قصّے سے عبرت پکڑتے
ان لوگوں کی حضرت مسیح اور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہی حجّت تھی
کہ ہم نہیں مانیں گے جب تک تمام علامتیں پوری نہ ہو لیں اور بوجہ زمانہ دراز اور انواع
تغیرات کے یہ غیر ممکن تھا اس لئے وہ کفر پر مرے۔ سو تم اُسی طرح ٹھوکر مت کھاؤ۔
جو یہودی اور نصرانی کھا چکے۔ اگر تمہارا ذخیرہ سب کا سب صحیح ہوتا تو پھر حَکَم مجدد
کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہر ایک فرقہ کو یہی خیال ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے
یہی صحیح ہے۔ اب یہ تمام فرقے تو سچ پر نہیں۔ اس لئے سچ وہی ہے جو حَکَم کے مُنہ
سے نکلے۔ اگر ایمان ہو تو خدا کے مقرر کردہ حَکَم کے حکم سے بعض حدیثوں کا چھوڑنا یا

ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا ۔ تنزیل من اللّٰہ العزیز الرحیم۔ لتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم ولتدعو قوماً اٰخرین ۔ عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم مودۃً ۔ یخرّون علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنّا خاطئین ۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم ۔ و ھو ارحم الراحمین ۔ انی انا اللّٰہ فاعبدنی ولا تنسنی واجتھد ان تصلنی واسئل ربک وکن سئولا ۔ اللّٰہ ولیّ حنّان ۔ علّم القراٰن ۔ فبایّ حدیث بعدہ تحکمون ۔ نزّلنا علٰی ھٰذا العبد رحمۃ ۔ وما ینطق عن الھوی ۔ ان ھو الا وحی یوحٰی ۔ دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۔ ذرنی والمکذبین انّی مع الرسول اقوم ۔ ان یومی لفصل عظیم ۔ وانک علی صراط مستقیم ۔ وانا نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک ۔ وانی رافعک الیّ ۔ ویاتیک نصرتی ۔ انی انا اللّٰہ ذوالسلطان ۔ ترجمہ :۔ اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور یہ شخص دین کی بیخ کنی کرتا ہے ۔ کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا ۔ کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس کے لئے کوئی تائید نہ ملتی اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو سکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا ۔ اور پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق ...... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ۔ ان کو کہہ دے کہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنیوالا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تیئیس برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ خدا پر افتراء کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہیئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہیئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کرکے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔+ مثلاً یہ الہام قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

+ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ منہ

یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ[1] یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہوگئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ تیئیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تمام باتیں بیہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا۔ قل ان ھدی اللّٰہ ھو الھدیٰ یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت لو تقول علینا کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنے صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد میں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائیبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو میں

[1] الاعلیٰ: ۱۹-۲۰

اطلاع

مَیں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جُدا جُدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ مَیں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کرونگا اور یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائیگا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ اور نمبر دوؔ اور تینؔ اور چارؔ رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا مَیں نے ارادہ کیا تھا اس لئے مَیں نے اِن رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدائے عزّوجلّ نے اوّل پچاس نمازیں فرض کیں پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دے دیا۔ اسی طرح مَیں بھی اپنے ربّ کریم کی سنت پر ناظرین کے لئے تخفیف تصدیع کر کے نمبر چار کو بجائے نمبر چالیس کے قرار دے دیتا ہوں اور اپنی اس تحریر کو اپنی جماعت کے لئے چند نصیحتوں پر ختم کرتا ہوں۔

نصائح

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اُس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔ ۱۴ ؎

دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو

دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سَو سَو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے ۵ کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کرسکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسّی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

مَیں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں

اِس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اِس بات پر متفق ہیں کہ ... ہی
ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ... ین
جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری
حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعو... لیے
تیئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے اُن لوگوں کی خاص تحریر سے انکا دعویٰ ثابت
اور وہ الہام پیش کرنا چاہیئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سُنایا۔
کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہو...
اصل لفظ اُن کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث
وحی نبوت میں ہے جسکی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے یہ کہا جائے کہ یہ
خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔

غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ کونسا کلام الٰہی اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اسکے یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ جو تیئیس ۲۳ برس تک کلام الٰہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے یعنی کل وہ کلام جو کلام الٰہی کے دعوے پر لوگوں کو سُنایا گیا ہے پیش کرنا چاہیئے جس سے پتہ لگ سکے کہ تیئیس برس تک متفرق وقتوں میں وہ کلام ۱۲ص
اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ یا ایک مجموعی کتاب کے طور پر قرآن شریف کی طرح اس دعوے سے شائع کیا گیا تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لو تقول کو ہنسی ٹھٹھے میں اُڑانا اُن شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں۔ اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔

منہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۸

اعجاز المسیح - ایک غلطی کا ازالہ - الہدیٰ و التبصرۃ لمن یریٰ

دافع البلاء - نزول المسیح

ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے" دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلۂ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین[1] اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

[1] الاحزاب : ۴۱

میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے اُنکے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مُہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آنجنابؐ کے اِسم سے مطابق ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمدؐ اور احمدؐ ہوگا اور اس کے اہلبیت میں سے ہوگا* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا روپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا یشوعا بعد تھا۔ اور بروز

* حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اهل البیت علی مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض [illegible] کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت

ٹائیٹل طبع اوّل

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْیَارُ اَھْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دار الامان

باہتمام حکیم فضلدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰

اپریل ۱۹۰۲ء

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب حیاء اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھُوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصورؔ رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اُنکے خاص مُریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو ببداہت ثابت کرتی ہے کیونکہ بمقابل اسکے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اُسکی ماں مسِ شیطان سے پاک ہیں اسکے معنے نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اس افترا کا رد ضروری تھا پس اس حدیث کے اس سے زیادہ کوئی معنے نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ان معنوں کرکے وہ مسِ شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔ منہ

ل آل عمران : ۴۰

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کرے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور اُنکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کرکے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کردیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلّی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیگی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سُبکدوشی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وُہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مُسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھُوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سُورج کی طرح چمک کر دکھلادیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یجیب المضطر[۱] لکھی ہے اور اس سے قبولیت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دُعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہُوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

صفحہ ۱۱

[۱] النمل: ۶۳

صفحہ ۱۹۱

ایک شخص ساکن جموں چراغ دین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ مَیں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور مَیں نے سرسری طور پر کچھ حصہ انکا سُنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سُنا نہیں گیا تھا اِس لئے مَیں نے اجازت دی تھی کہ اسکے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اسکے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دُوسرے خیالات کی وجہ سے سُن نہ سکا اور محض نیک ظنّی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغدین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مُضر ہے اور سر سے پَیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ مَیں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔ اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کراوے اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی دُور کرے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کریگا بلکہ ان کتابوں کو محرّف مبدّل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص اکملت لکم دینکم[1] کا اپنے لئے رکھا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرّف اور مبدّل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم اِلٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لایمسّہ الا المطھرون۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ یعنے اُنکو کہدے کہ مَیں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے کہ خدا ایک ہے اُس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک دل لوگ اس کی حقیقت

[1] المائدۃ : ۴

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا صفحہ ۲۰
نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے:۔ ولن ترضٰی عنك الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم وقل ربّ ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصاریٰ سے مُراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسےٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قُرب اور وجاہت کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو مَیں اُس کا ثانی پَیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے

۲۱ بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کیلئے مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کریگا اور وہ دن آزمائش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک رُوحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ ابتک مَیں سمجھتا ہوں اس کے معنے یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اُٹھے گی۔ اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کس قدر بعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اسکو یہ مفتری قرار دیتے ہیں صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں۔ لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کرینگے تب اس دُنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے۔ قُلْ يَآاَيُّهَا الْكَافِرُوْن لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ[1]۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مُرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات مُنہ پر لاوے کہ مَیں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ[2]۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اُس کی شامت سے زمین پھٹ جائے۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ کیا اُس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ مَیں رسول اللہ ہوں یہ کسقدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی اُن کے زمانہ میں ہُوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اِس طریق سے مُستثنیٰ ہے

[1] الکافرون: ۲-۳ [2] البقرۃ: ۹۰

ٹائیٹل طبع اوّل

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

صادقم و ز طرف مولیٰ باشانہا آمدم | صد در عِلم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

نزول المسیح

فی آخر الزمان

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں | ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خود مسیح موعود علیہ السّلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اسوقت کے اولوالالباب و اولوالابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ ٹائیٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیار ہوا۔

بار اوّل تعداد اشاعت ۲۹۰۰

ماہ اگست ۱۹۰۹ء | شعبان المعظم ۱۳۲۷ ہجری

قیمت ۳ر

ص۳۰ کا نام پاکر اور اُسی میں ہوکر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اِس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچّا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچّا نکلے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ

حاشیہ یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اسکی طرف سے کوئی نیا دعوےٰ نبوّت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتداء سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوّت کی چادر کو ہی ظلّی طور پر اپنے پہلے گا اور اپنی زندگی اُسی کے نام پر ظاہر کریگا اور مرکر بھی اُسی کی قبر میں جائیگا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا۔ مگر ظلّی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائیگا کیونکہ رنگ دوئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کیا جائے دُنیا اِس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہلِ دُنیا اِس بات کو جانتے کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ اِسْمُہٗ کَاِسْمِیْ و یُدفن معی فی قبری۔ تو وُہ شوخیاں نہ کرتے اور ایمان لاتے۔ اِس نکتہ کو یاد رکھو کہ مَیں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور مَیں رسول اور نبی ہوں یعنے باعتبار ظلیت کاملہ کے مَیں وُہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوّت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر مَیں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفٰے اور مجتبیٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ مَیں کسی علیحدہ نام سے آتا لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجودِ محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا کیوں کہا گیا اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس نے خاتم الانبیاء

جماعت اور ضالین یعنی عیسائیوں کے زمانہ ترقی کی خبر ہے۔ سو کس قدر خوشی کی بات ہے کہ وہ باتیں آج پوری ہوئیں ؎

بالآخر میں ایک اور رؤیا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ یوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بن ہیں جن میں بیل گدھے گھوڑے کتے سور بھیڑیے اونٹ وغیرہ ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بدعملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے وہ میرے پاس آ بیٹھا ہے اور قطب کی طرف اس کا مونہہ ہے خاموش صورت ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد ان بنوں میں سے کسی بن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بن میں داخل ہوتا ہے تو اس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے۔ آنکھیں اس کی بہت لمبی ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں۔

صـ۲۸ اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے میں مامور ہوں اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اسکو حکم ہوتا ہے۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون

ہے اور یہی وہ **دابۃ الارض** ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں **وعدہ** تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا۔ کہ وہ ہمارے نشانوں پر **ایمان** نہیں لاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ**[1] اور جب **مسیح موعود** کے بھیجنے سے خدا کی حجت اُن پر پوری ہو جائے گی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کریگا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔ دیکھو سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اور پھر آگے فرمایا ہے **وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ**[2] ترجمہ۔ اُس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور اُن کو ہم جدا جدا جماعتیں بنا دیں گے یہاں تک کہ جب وہ عدالت میں حاضر کئے جائیں گے تو خدائے عزوجل اُن کو کہے گا کہ کیا تم نے میرے نشانوں کی بغیر تحقیق کے تکذیب کی یہ تم نے کیا کیا اور ان پر بوجہ اُن کے ظالم ہونے کے حجت پوری ہو جائے گی اور وہ بول نہ سکیں گے۔ سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابۃ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے جس کا مسیح موعود کے **زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے** یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ **طاعون کا کیڑا ہے** ۳۹ اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے پہلے چوہوں پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صورتوں

[1] النمل: ۸۳ [2] النمل: ۸۴-۸۶

میں ظاہر ہوتی ہے اور جیساکہ انسان کو ایسا ہی ہر ایک جانور کو یہ بیماری ہو سکتی ہے
اسی لئے کشفی عالم میں اسکی مختلف شکلیں نظر آئیں۔ اور اس بیان پر کہ دابۃ الارض درحقیقت
مادہ طاعون کا نام ہے جس سے طاعون پیدا ہوتی ہے مفصلہ ذیل قرائن اور دلائل ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ دابۃ الارض کے ساتھ عذاب کا ذکر کیا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّۃً مِّنَ الْاَرْضِ[1] یعنی جب اُن پر
آسمانی نشانوں اور عقلی دلائل کے ساتھ حجت پوری ہو جائیگی تب دابۃ الارض زمین میں
سے نکالا جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ دابۃ الارض عذاب کے موقعہ پر زمین سے نکالا جائیگا
نہ یہ کہ یُوں ہی بیہودہ طور پر ظاہر ہوگا جس کا نہ کچھ نفع نہ نقصان۔ اور اگر کہو کہ طاعون تو ایک
مرض ہے مگر دابۃ الارض لغوی معنوں کے رُو سے ایک کیڑا ہونا چاہیئے جو زمین میں سے
نکلے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حال کی تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو پیدا
کرنے والا وہی ایک کیڑا ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے بلکہ ٹیکا لگانے کے لئے وُہی
کیڑے جمع کئے جاتے ہیں اور اُن کا عرق نکالا جاتا ہے اور خوردبین سے ثابت ہوتا
ہے کہ اُن کی شکل یُوں ہے (••) یعنی بہ شکل دو نقطہ۔ گویا آسمان پر بھی نشان کسوف
خسوف دو کے رنگ میں ظاہر ہوا اور ایسا ہی زمین میں۔

(۲) دُوسرا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعض مقامات بعض کی تفسیر ہیں۔
اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں یہ مرکب لفظ آیا ہے اس سے مُراد کیڑا
لیا گیا ہے مثلاً یہ آیت فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْہِ الْمَوْتَ مَا دَلَّھُمْ عَلٰی مَوْتِہٖٓ اِلَّا دَآبَّۃُ
الْاَرْضِ تَاْکُلُ مِنْسَاَتَہٗ[2] یعنی ہم نے سلیمان پر جب موت کا حکم جاری کیا تو جنّات کو کسی نے
منہ اُن کے مرنے کا پتہ نہ دیا۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ جو سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔
سورۃ السباء الجزو نمبر ۲۲۔ اب دیکھو اس جگہ بھی ایک کیڑے کا نام دابۃ الارض رکھا گیا
بس اس سے زیادہ دابۃ الارض کے اصلی معنوں کی دریافت کیلئے اور کیا شہادت ہوگی

[1] النمل: ۸۳ [2] السبا: ۱۵

کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابۃ الارض کے معنے کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نشانوں کی تکذیب کے وقت میں کوئی امام الوقت موجود ہونا چاہیئے کیونکہ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ کا فقرہ یہی ہے کہ اتمام حجت کے بعد یہ عذاب ہو اور یہ تو متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خروج دابۃ الارض آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تاکہ خدا کی حجت دنیا پر پوری کرے۔ پس ایک منصف کو یہ بات جلد تر سمجھ آسکتی ہے کہ جبکہ ایک شخص موجود ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور آسمان اور زمین میں بہت سے نشان اس کے ظاہر ہو چکے ہیں تو اب بلاشبہ دابۃ الارض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے زمانہ میں ظاہر ہونا ضروری تھا اور چونکہ یاجوج ماجوج موجود ہے اور مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ[1] کی پیشگوئی تمام دنیا میں پوری ہو رہی ہے اور دجالی فتنے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں اور پیشگوئی یترکن القلاص فلا یُسعٰی علیھا بھی بخوبی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور شراب اور زنا اور جھوٹ کی بھی کثرت ہو گئی ہے اور مسلمانوں میں یہودیت کی فطرت بھی جوش مار رہی ہے تو صرف ایک بات باقی تھی جو دابۃ الارض زمین میں سے نکلے سو وہ بھی نکل آیا۔ اس بات پر جھگڑنا جہالت ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ پھٹے گی اور دابۃ الارض وہاں سے سر نکالے گا پھر تمام دنیا میں پھر ماریگا کیونکہ اکثر پیشگوئیوں پر استعارات کا رنگ غالب ہوتا ہے جب ایک بات کی حقیقت کھل جائے تو ایسے اوہام باطلہ کے ساتھ حقیقت کو چھوڑنا کمال جہالت ہے اسی عادت سے بدبخت یہودی قبول حق سے محروم رہ گئے۔

(۴) قرینہ چہارم دابۃ الارض کے طاعون ہونے پر یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کسی وقت بعض مسلمان بھی وہ یہودی بنجائیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[1] الانبیاء: ۹۷

آنچناں عشق تیز مرکب راند	کہ ازاں مشت خاک ہیچ نماند	کشتۂ دلبر و دل آرامے	رستہ یکسر ز ننگ و نامے
پر ز عشق و تہی ز ہر آزے	قصہ کوتاہ کرد آوازے	آں ندائے یقیں کہ گوش شنید	کرد کار و ز غیر حق ببرید
رفتہ بیروں ز حلقۂ اغیار	دل بریدہ ز غیر آں دلدار	پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش	رستہ از بند خود پرستی خویش
آنچناں یار در کمند انداخت	کہ ندانند بدیگرے پرداخت	قدم خود زدہ براہِ عدم	گم بیادش ز فرق تا بقدم
ذکرِ دلبر غذائے او گشتہ	ہمہ دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر غرض بجز دلدار	دوختہ چشم دل ز غیر نگار
دل و جان بر رخے فدا کردہ	وصل او اصل مدعا کردہ	مردۂ و خویشتن فنا کردہ	عشق جوشید و کارہا کردہ
از خودی ہائے خود فتادہ جدا	سیل پُر زور بود بُرد از جا	تن چو فرسود دلستاں آمد	دل چو از دست رفت جاں آمد
عشق دلبر بروئے او بارید	ابر رحمت بکوئے او بارید	از یقینے کہ شد ز گفتارے	در دلِ او برست گلزارے
ہر ظہورے یکے سبب دارد	داند آں کو بدل طلب دارد	پس چنیں شورش محبت یار	کہ بشوند ہم از خودی آثار
ایں میسر نشود ز نہار	جز سخن ہائے دلبر دلدار	عشق کو رو نماید از دیدار	نیز گہ گہ بخیزد از گفتار
بالخصوص آں سخن کہ از دلدار	خاصیت دارد اندر ایں اسرار	کشتہ او نیک نہ دو نہ ہزار	ایں قتیلان او برون ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست	غازۂ روئے او دمِ شہداست	ایں سعادت چو بود قسمت ما	رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلائیست سیرِ ہر آنم	صد حسین است در گریبانم	آدمم نیز احمدِ مختار	در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار	برتر آں ز فہم است از اظہار	آنچہ داد است ہر نبی را جام	داد آں جام را مرا بتمام
دل من برد و الفتِ خود داد	خود مرا شد بوحی خود استاد	وحی او را عجب اثر دیدم	روئے آں مہر زاں قمر دیدم
دیدم از خلق رنج و مکروہات	و آنچہ چیز است پیش ایں لذات	دیدم از ہجر خلق جلوۂ یار	کار دیگر برآمد از یک کار
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا	بخدا پاک دانمش ز خطا	ہمچو قرآں منزہ اش دانم	از خطاہا ہمیں است ایمانم
من خدا را بدو شناختہ ام	دل بدیں آتشش گداختہ ام	بخدا ہست ایں کلام مجید	از دہان خدائے پاک و وحید
آنچہ بر من عیاں شد از دادار	آفتابے است با دو صد انوار	ایں خدائے ست رب اربابم	بلکہ رو آرم ار ازد تابم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفاں نہ کمترم ز کسے	وارث مصطفےٰ شدم بیقین	شدہ رنگین برنگ یار حسین
آں یقینے کہ بود عیسےٰ را	بر کلامے کہ شد برو القا	واں یقین کلیم بر تورات	واں یقین ہائے سید السادات

ص۱۶۸

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس مجمع میں یا جس شخص کے روبرو پیشگوئی کی گئی یا جس کو مشرف کیا گیا ہوں اُسی کی نسبت مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۳۲		کے گذرنے کے پیچھے اپنے رجوع پر بھی قائم نہ رہ سکا اور اُس کے دل میں وہ خوف نہ رہا جو پندرہ مہینہ کی میعاد کے اندر تھا اور جھوٹ بولا اور کہا کہ میں پیشگوئی سے ہرگز نہیں ڈرا اور جب چار ہزار روپیہ نقد دینے کے وعدہ سے قسم کیلئے بلایا گیا تو قسم بھی نہ کھائی۔ لہذا خدا نے انکار اور اخفاء شہادت اور بیباکی کے بعد ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے اندر یعنی پندرہ مہینہ کے اندر ہی ماردیا اور ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور اُسکی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ اس صورت میں جو پندرہ مہینہ پیشگوئی کے لئے مقرر ہوئے تھے آتھم اس دائرہ کے اندر ہی مرا اور پندرہ مہینہ کی میعاد بہر صورت قائم رہی یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمالی رنگ میں تھی یعنی رفق اور نرمی کے لباس میں۔ چونکہ آتھم نے اپنی روش میں نرمی اختیار کی اور اُس سخت گندہ زبانی کو اختیار نہ کیا جسکو لیکھرام نے اختیار کیا تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے بھی اُس سے نرمی کا ہی برتاؤ کیا اور اسکو مہلت دینے اور آخر مارنے سے جمالی رنگ کا نشان دکھلایا لیکن لیکھرام نہایت دریدہ دہن اور بدزبان تھا اسلئے خدا نے جلالی رنگ کا نشان اس میں دکھلایا اور جب نادانوں اور اندھوں نے اُس جمالی نشان کا قدر نہ کیا جو بذریعہ آتھم ظاہر ہوا تو خدا نے اس کے بعد لیکھرام کی موت کا نشان جو ہیبت ناک اور جلالی تھا ظاہر کردیا۔	
زندہ گواہ رویت نمبر ۱۳۲		مفتی محمد صادق صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ قاضی ضیاء الدین صاحب۔ مولوی عبداللہ سنوری صاحب۔ شیخ چراغ علی صاحب وغیرہ اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔	

۱۴۵

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس ہیجی میں مغروف کیا گیا ہوں اسی ہیجی نے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں			تاریخ ظہور پیشگوئی
		الا اے دشمنِ نادان و بے راہ		بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ	
		الا اے منکر از شانِ محمدؐ		ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ	
		کرامت گرچہ بے نام و نشان است		بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ	

لیکھرام پشاوری کی لاش کی وہ تصویر جس کو آریوں نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا۔

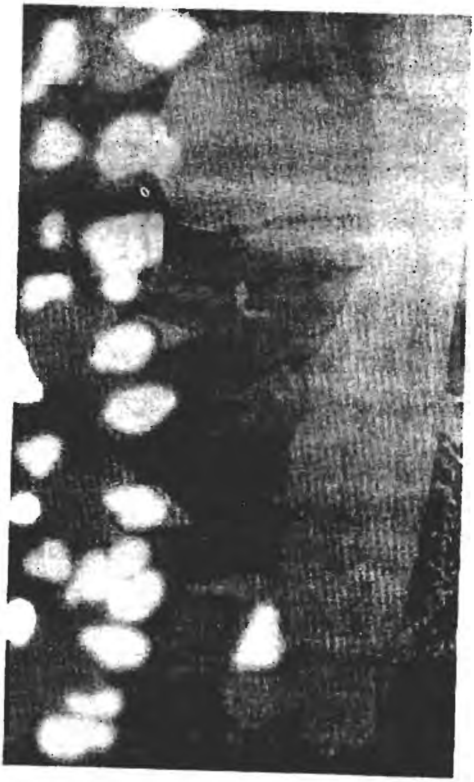

یہ جس کی لاش اس تصویر میں دیکھتے ہو ... یہ دشمن اسلام تھا جس نے میری نسبت اپنی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مر جائیگا اور میں نے بھی اسکی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائیگا۔ اب دیکھو کہ مسلمانوں کا خدا ہندوؤں کے مصنوعی پرمیشر پر غالب آگیا۔ میں زندہ موجود ہوں اور یہ مر گیا اور اسکی شیطانی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور اس شخص کی لاش اسلام کی سچائی کا کھلا کھلا ثبوت دے رہی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے آریو۔ اور کردہ پرمیشر کو چھوڑ دو۔

پیشگوئی مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء۔ ظہور ۶ مارچ ۱۸۹۷ء

243

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۹

کشتیٔ نوح تحفۃ الندوہ ۔ اعجاز احمدی ۔ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی

مواہب الرحمٰن ۔ نسیم دعوت ۔ سناتن دھرم

ٹائیٹل پیج بار اول

اصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم

یہ خدا کی وحی ہے جو قرآنی آیت بھی ہے جو مجھ پر نازل ہوئی

رسالہ آسمانی ٹیکا جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کیلئے تیار کیا گیا

کشتی نوح

اور دوسرا نام

دعوت الایمان

بوجہ تیسرا نام

تقویۃ الایمان

ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا و مرسھا لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم

۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

مطبع ضیاء الاسلام میں ... کے اہتمام سے شائع ہوا

تعداد جلد ۵۰۰

طاعون کے حملہ سے بچا رہیگا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائیگی اُسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئیگی اِلّا کم اور شاذ و نادر۔ کاش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دُنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا۔ اِس کا مؤاخذہ قیامت کو ہوگا۔ دُنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے۔ اور

ص۵ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے[1] کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اِس الٰہی وعدہ کے مقابل اِس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشانِ الٰہی کو کوئی دشمن دُوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھاوے یا کوئی دوا بتلا دے۔ تو ایسی تدبیر یا دوا اِس نشان میں کچھ حارج نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ اُس خدا کی طرف سے ہے جسکی طرف سے وہ نشان ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئیگا۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کئے انکو تلوار سے ہی قتل کیا جائے۔ اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین کے اہلِ حق بھی اُنکی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم۔ اور اسقدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے۔ تو ایسی طاعون نشانِ الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اِس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالبِ حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اِس جماعت سے معاملہ کیا ہے۔ بلکہ بطور

[1] مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھو۔ زکریا ۱۴/۱۲۔ انجیل متی ۲۴/۸۔ مکاشفات ۲۲/۸

چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ
دُور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اُس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ
کی تبدیلی ظہور میں آئے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اُس سے معاملہ
کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا
ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف
انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اُس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت
کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے
وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور
معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر
اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اُس کی
راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو
مقدم رکھو تا تم آسمان پر اُس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔
ص۱۱ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اُس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی
اُس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اُس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت
مراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں
وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اُس کی
رضا کا طالب ہو جائے اور اُس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو
کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو
اور اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے
کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب
اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُسکے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں✤ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے۔ بدنظری سے

✤ حاشیہ:۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔

شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اسکے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بد نظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ ہے۔ تجھے اُسکی صُورت کی کچھ خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دُھندلی نظر سے ابتداء نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ قُرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ۔ بلکہ وُہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی۔ ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خُدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا۔ اور وُہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے۔ تم اِس سے بچو۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تواصوا بالمرحمہ پر عمل بھی کر اور دُوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں۔ اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کیلئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیّت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر ایک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو۔ بلکہ وُہ کہتا ہے کہ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور اُن سے بغل گیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اُس سے صادر ہوتے ہیں ۲۰

گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تُو ایمان رکھتا ہے اُس سے وہ بیزار ہے۔ تو اگر وُہ باز نہ آوے تو تُو اُسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وُہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہوگئی۔ اب تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تُو دیّوثی سے اسکے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور تُو مر جاوے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا۔ بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس سے اسکی حکمت تلف ہوتی ہے۔ یہ طبعی امر ہے کہ

لہ النور: ۲۷

کیلئے عادت کرلیا جاتا ہے۔ وُہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کا استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دُنیا سے کُوچ کرتے جاتے ہیں* اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خُدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خُدا یا اُسکے بندوں کی ہمدردی سے لاپروا ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خُدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کرکے بکلّی خُدا سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اُس کیلئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کیطرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بےحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وُہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہانتک کہ مریگا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کیلئے دُنیا میں آئے ہو۔ اور وُہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وُہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خُدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وُہ خود تمہاری حفاظت کریگا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

* یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وُہ فی الحقیقت معصوم ہیں۔ سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

(ٹائیٹل بار اوّل)

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

الحمد للہ والمنۃ کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہوکر اس کا نام

اعجازِ احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء[1] ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ[1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بےخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنے جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھولکر لوگوں کو سُنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

[1] الصف ۱۰

نمونہ یہودیوں کو دیا گیا اور اُن کیلئے وُہ ساعت ہوگئی۔ قرآنی محاورہ کی رُو سے ساعۃ عذاب
ہی کو کہتے ہیں۔ سو خبر دیگئی تھی کہ یہ ساعۃ حضرت عیسٰے کے انکار سے یہودیوں پر نازل ہوگی۔
پس وہ نشان ظہور میں آگیا اور وُہ ساعۃ یہودیوں پر نازل ہوگئی۔ اور نیز اُس زمانہ میں طاعون
بھی اُنپر سخت پڑی اور درحقیقت اُن کیلئے وہ واقعہ قیامت تھا جس کے وقت لاکھوں یہودی
نیست و نابود ہوگئے اور ہزارہا طاعون سے مر گئے۔ اور باقیماندہ بہت ذلّت کے ساتھ متفرق
ہوگئے۔ قیامت کُبریٰ تو تمام لوگوں کیلئے قیامت ہوگی مگر یہ خاص یہودیوں کیلئے قیامت تھی۔
اِسپر ایک اور قرینہ قرآن شریف میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ فَلَا
تَمْتَرُنَّ بِھَا[1] یعنی اے یہودیو! عیسٰی کے ساتھ تمہیں پتہ لگ جائیگا۔ کہ قیامت کیا چیز ہے
اُسکے مثل تمہیں دیجائیگی یعنی مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ[2] وُہ قیامت تمہارے پر آئیگی اس میں
شک نہ کرو۔ صاف ظاہر ہے کہ قیامت حقیقی جو ابتک نہیں آئی۔ اُسکی نسبت غیر موزون تھا
کہ خدا کہتا کہ اس قیامت میں شک نہ کرو۔ اور تم اُسکو دیکھو گے۔ اُس زمانہ کے یہودی تو سب
مر گئے اور آنیوالی قیامت اُنہوں نے نہیں دیکھی۔ کیا خدا نے جھوٹ بولا۔ ہاں طیطوس رُومی
والی قیامت دیکھی۔ سو قیامت سے مُراد وُہی قیامت ہے جو حضرت مسیح کے زمانہ میں طیطوس رُومی
کے ہاتھ سے یہودیوں کو دیکھنی پڑی اور پھر طاعون کے ذریعہ سے اُسکو دیکھ لیا۔ یہ خدا کی کتابوں
میں پُرانا وعدہ عذاب کا چلا آتا تھا جس کا بائبل میں جابجا ذکر پایا جاتا ہی۔ قرآن شریف میں اسکے
لئے خاص آیت نازل ہوئی۔ یہی وعدہ قرآن شریف اور پہلی کتابوں میں موجود ہی اور اسی سے صـ۲۲
یہودیوں کو تنبیہ ہوئی۔ ورنہ دُور کی قیامت سے کون ڈرتا ہی۔ کیا اِسوقت کے مولوی اُس قیامت سے
ڈرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور جیسا کہ ابھی مَیں نے بیان کیا ہی۔ یہ لفظ ساعۃ کا کچھ قیامت سے خاص نہیں
اور نہ قرآن نے اِسکو قیامت سے خاص رکھا ہی۔ افسوس کہ نیم مُلّا جنکی عاقبت خراب ہے اپنی جہالت سے
ایسے ایسے معنے کر لیتے ہیں جن سے اصل مطلب فوت ہو جاتا ہی۔ آخری قیامت سے یہودیوں کو کیا
خوف تھا۔ مگر قریب کے عذاب کی پیشگوئی بیشک اُنکے دلوں پر اثر ڈالتی تھی۔

[1] الزخرف: ۶۲ [2] الزخرف: ۶۰

اب مَیں اپنے خدائے قدیر و کریم و قدوس و غیور پر توکل کر کے قصیدہ کو لکھتا ہوں اور اپنے ۲۹
مؤید اور محسن سے مدد چاہتا ہوں اے میرے سارے قادر اور دلوں کے اسرار کے گواہ میری مدد کر اور
ایسا کر کہ یہ تیرا نشان دنیا میں چمکے اور کوئی مخالف میعاد مقررہ میں اسکی نظیر بنانے میں قادر نہ ہو اے
میرے پیارے ایسا ہی کر اور بہتوں کو اِس نشان اور اس تمام مضمون سے ہدایت دے۔ آمین ثم آمین
اور وہ قصیدہ یہ ہے۔

القصيدة الإعجازية

أيا أرضَ مُدٍّ* قد دفاكِ✦ مُدمّرٌ ... وأرداكِ ضلّيلٌ وأغراكِ موغرٌ

اے مُدّ کی زمین ایک ہلاک شدہ نے تیری سستی کی حالت میں تجھے ہلاک کیا۔ ... اور سخت گمراہ کرنیوالے نے تجھے مار دیا اور ایک غصہ دلانیوالے نے تجھ پر شوخی کی

دعوتِ كذوبًا مفسدًا صيدَ الذي ... كحوتِ غديرٍ أخذهُ لا يُعسّرُ

تو نے ایک جھوٹے مفسد۔ میرے شکار کو بلا لیا۔ ... جس کا پکڑنا ڈھاب کی مچھلی کی طرح بڑا کام نہیں۔

وجاءكِ صحبي ناصحين كإخوةٍ ... يقولون لا تبغوا هوى وتصبّروا

اور میرے دوست تیرے پاس آئے جو بھائیوں کی طرح نصیحت کرتے تھے ... اور کہتے تھے کہ ہوا و ہوس کی طرف میل مت کرو اور صبر کرو

فظلّ أساريكم أسارى تعصّبٍ ... يريدون من يعوي كذئبٍ ويخترُ

پس تم میں سے وہ لوگ جو تعصب کے قیدی تھے ... انہوں نے چاہا کہ ایسا شخص تلاش کریں جو بھیڑیئے کی طرح چیخے اور فریب کرے

* مُدّ عربی علم ہے کیونکہ مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو جو انہوں نے نام رکھے وہ اکثر عربی تھے۔ منہ

✦ دعوٰے کے معنی ہیں خستہ کر کے کشتہ کرنا۔ سو مُدّ کے لوگ اپنے الہام کی وجہ سے پہلے ہی خستہ تھے ثناء اللہ نے جا کر اور جھوٹ بول کر انکو کشتہ کر دیا۔ اور وہ خود مُدمّر تھا یعنی ہمارے آگے ہلاک شدہ تھا۔ سو ہلاک شدہ نے ان نادانوں کو ہلاک کر دیا۔ منہ

الیك اردّ محامدی رُدّت کلّها — وما انا الّا مثل ذرقٍ یُعفّرُ

میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں۔ اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے

وقالوا علی الحسنین فضّل نفسه — اقول نعم واللّٰہ ربّی سیظهر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا — میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

ولو کنتُ کذّابًا لما کنت بعده — کمثل یهودیٍ ومن یتنصّر

اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد — میں ایک یہودی اور مرتد نصرانی کی مانند بھی نہ ہوتا

ولکنّنی من امر ربّی خلیفة — مسیحٌ سمعتم وعدہٗ فتفکّروا

مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ — اور مسیح موعود ہوں اب تم سوچ لو۔

فما شان موعودٍ وما فیه عندکم — من القول قول نبیّنا فتدبّروا

پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اسکے بارہ میں — نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

حدیثٌ صحیحٌ عندکم تقرؤنه — فلا تکتموا ما تعلمون واظهروا

تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو — پس جو کچھ تم جانتے ہو اسکو پوشیدہ مت کرو اور ظاہر کرو

ومن یکتمنّ شهادةً کان عندہٗ — فسوف یری تعذیب نارٍ تُسعّرُ

اور جو شخص اس گواہی کو پوشیدہ کریگا جو اسکے پاس ہے۔ — پس عنقریب وہ آگ کا عذاب دیکھے گا جو خوب بھڑکائی جائے گی

فلا تجعلوا اکذابًا علیکم عقوبة — ودَعْ یا ثناء اللّٰہ قولًا تُزوّرُ

پس تم جھوٹ کو اپنے لئے وبال کا ذریعہ مت ٹھیراؤ — اور اے ثناء اللہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

۵۳ ترکتَ طریق کرامِ قومٍ وخُلقَهم — هجوتَ بمُدٍّ حامدًا لتحقّرُ

تُو نے شریفوں کے خُلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔ — اور تُو نے موضع مُد میں قصداً ہماری ہجو کی تا تُو تحقیر کرے

وشتّان ما بین الکرام وبینکم — وانّ الفتی یخشی الحسیب ویحذرُ

اور کہاں شریف اور کہاں تم لوگ — اور نیک انسان خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے پرہیز کرتا ہے

ترکناك حتی قیل لا یعرف القِلی — فجئتَ خصیمًا ایّها المستکبرُ

ہم نے تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ کہتے تھے کہ اب کیوں کچھ لکھتے نہیں۔ پس تُو خود مقابلہ کے لئے آیا ہے اے متکبر۔

تکاد السموات العُلیٰ من کلامکم — تفطرن لولا وقتها منقررٗ

قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے — پھٹ جائیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اکان حسین افضل الرسل کلّهم — اکان شفیع الانبیاء و یُوثرُ

کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ — کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

الا لعنة الله الغیور علی الذی — یمین باطراء ولا یتبصرُ ۷۹

خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اُس شخص پر ہے — جو مبالغہ آمیز باتوں کی جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

وامّا مقامی فاعلموا انّ خالقی — یحمّدنی من عرشه و یوقرُ

اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا — عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لنا جنّة سُبل الهُدیٰ ازهارها — نسیم الصبا من شانها تتحیّرُ

ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اُسکے پھول ہیں — اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

تکدّر ماء السّابقین وعیننا — الی آخر الایام لا تتکدّرُ

پہلوں کا پانی مکدر ہوگیا۔ — اور ہمارا پانی آخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔

رأینا وانتم تذکرون رواتکم — وهل من نقول عند عین تبصّرُ

ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔ — اور کیا نقلیں دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔

وشتّان ما بینی وبین حسینکم — فانّی اؤیّد کلّ آنٍ وانصرُ

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ — کیونکہ مجھے تو ہر ایک آن خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

وامّا حسین فاذکروا دشت کربلا — الی هذه الایّام تبکون فانظروا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ — اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

وانی بفضل الله فی حجر خالقی — اُربّی واُعصمُ من لئامٍ تنمّروا

اور میں خدا کے فضل سے اسکے کنار عاطفت میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں۔ بچایا جاتا ہوں۔

وان یأتنی الاعداء بالسیف والقنا — فوالله انّی اُحفظنّ واُظفرُ

اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں — پس خدا کی قسم میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

اتزعم ان رسولنا سیّد الوریٰ
کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علی زعم شانئہ توفی ابترٗ
بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پا گئے جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فلا والذی خلق السماء لاجلہ
مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے۔

لہ مثلنا ولدٌ الی یوم یحشرٗ
بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک رہیں گے

وانا ورثنا مثل وُلدٍ متاعہ
اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔

فای ثبوت بعد ذلک یُحضرٗ
پس اس سے بڑھ کر اور کونسا ثبوت ہے جو پیش کیا جائے۔

لہ خسف القمر المنیر وان لی
اس کیلئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور

غسا القمران المشرقان أتنکرٗ
میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کریگا۔

وکان کلام معجز آیۃ لہٗ
اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔

کذلک لی قول علی الکل یبہرٗ
اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے

اذا القوم قالوا یدّعی الوحی عامدًا
جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔

عجبتُ فانی ظل بدرٍ ینوّرٗ
میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وانّی لظلٍّ ان یخالف اصلہ
اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہوسکتا ہے

فما فیہ فی وجہی یلوح ویزہرٗ
پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وانی لذو نسب کاصلٍ اطیعہ
اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذو نسب ہوں

ومن طینہ المعصوم طینی معطرٗ
اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔

کفی العبد تقوی القلب عند حسیبنا
اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے۔ اور ایک صالح کو

ولیس لنسبٍ ذو صلاحٍ معیّرٗ
اس لئے سرزنش نہیں کرسکتے کہ اسکی نسب اعلیٰ نہیں۔

ولکن قضی رب السما لائمّۃٍ
مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذو نسب ہوں

لہم نسب کیلا یہیج التنفرٗ
تاکہ لوگوں کو انکی کمی نسب کا تصور کرکے نفرت پیدا نہ ہو

ومن کان ذا نسب کریم ولم یکن
اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر

لہ حسب فہو الدنیُّ المحقرٗ
اس میں ذاتی صفات کچھ نہیں وہ کمینہ اور حقیر ہے۔

أتعصون بغیاً من أتی من ملیککم ... وقد تمت الأخبار والآی تبہر

کیا تم محض بغاوت کی رو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہو اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اٹھے

وقد قیل منکم یأتین إمامکم ... وذلک فی القرآن نبأ مکرر

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا ... اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے۔

أتانی کتاب من کذوب یزوّر ... کتاب خبیث کالعقارب یأبر

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ ... وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔

فقلت لک الویلات یا أرض جولر ... لعنت بملعون فأنت تدمّر

پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ... تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تکلم ھذا النکس کالزمع شاتما ... وکل امرء عند التخاصم یُسبر

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ... اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

أتزعم یا شیخ الضلالۃ أننی ... تقوّلت فاعلم أن ذیلی مطھر

کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہو کہ میں نے یہ جھوٹ ... بنا لیا ہو پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے۔

أتنکر حقاً جاء من خالق السما ... سیبدی لک الرحمان ما أنت تنکر

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ ... خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کریگا جس چیز کا تو نے انکار کیا۔

إذا ما رأینا أن قلبک قد غسا ... ففاضت دموع العین والقلب یضجر

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔ ... تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بیقرار تھا۔

أخذتم طریق الشرک مرکز دینکم ... أھذا ھو الإسلام یا متکبر

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ ... کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔

وما أنا إلا نائب اللہ فی الوری ... ففرّوا إلیّ وجانبوا البغی واحذروا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ ... پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وإن قضاء اللہ یأتی من السما ... وما کان أن یُطوی ویلغی ویحجر

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ ... اور ممکن نہیں ہوگا کہ موقوف رکھی جائے اور باطل کی جائے اور روک دی جائے۔

ویوم فعلتم ما فعلتم بغدرکم ۔ باخ الحسین وولدہ اذ اُحصروا

اور جبکہ تم نے وُہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وُہ قید کیے گئے

فظلّ الأُساری یلعنون وفاءکم ۔ فررتم واھل البیت اوذوا ودمّروا

پس وُہ قیدی یعنی اہلبیت تمہاری وفا پر لعنت کرتے تھے تم بھاگ گئے اور اہلبیت دُکھ دیئے گئے اور قتل کیے گئے

ھناک ترائ عجز من تحسبونہ ۔ شفیع النبیّ محمّدٍ فتفکّروا

تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہوگیا۔ جسکو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کریگا

زعمتم حسینًا انہ سیّد الوریٰ ۔ وکل نبیّ منہ ینجو ویغفرُ

تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا

فان کان ھٰذا الشرک فی الدین جائزًا ۔ فبا للغو رسل اللہ فی النّاس بُعثروا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔ تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کیے جاتے۔

ص۸۱ وذٰلک بھتان وتوھین شانھم ۔ لک الویل یا غول الفلا کیف تجسر

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسرشان ہے اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے

طلبتم فلاحًا من قتیلٍ بخیبۃٍ ۔ فخیّبکم ربّ غیور مُتبرٌ

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مرگیا پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک امید سے نومید کیا وُہ خدا جو ہلاک کرنیوالا ہے

وواللّٰہ لیست فیہ منّی زیادۃ ۔ وعندی شھادات من اللّٰہ فانظروا

اور بخدا اُسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

وانی قتیل الحِبّ لکن حُسَیْنکم ۔ قتیل العدا فالفرق اجلی و اظھر

اور مَیں خدا کا کُشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کُشتہ ہے پس فرق کُھلا کُھلا اور ظاہر ہے

حدرنا سفائنکم الی اسفل الثریٰ ۔ واوثانکم فی کُلّ وقتٍ نکسّرُ

ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثریٰ کی طرف اُتار دیں اور تمہارے بُت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔

وواللّٰہ انّ الدھر فی کلّ وقتہ ۔ نَصِیْحٌ لکُمْ فی نُصْحِہٖ لا یُقَصِّرُ

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

تناهى لسان الناس عن ذاب فحشهم ومقولكم يجري ولا يتحسّر

تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔ اور تمہاری زبان ابتک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی۔

اشعتم طريق اللعن في اهل سنة فاجروا طريقتكم فان شئتم انظروا

تم نے لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت والجماعت میں شائع کر دیا پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھ لو

فياليت متم قبل تلك الطرائق ولم يك دين الله منكم يخسّر

پس کاش تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔ اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا۔

جعلتم حسينًا افضل الرسل كلهم وجزتم حدود الصدق والله ينظر

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔ اور سچائی کی حدوں سے آگے گذر گئے۔

وعند النوائب والاذى تذكرونه كأنّ حسينًا ربكم يا مزوّر

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو گویا حسین تمہارا رب ہے اے بدبخت جھوٹ بولنے والے

وخرّت له احباركم مثل ساجد فما جرم قوم اشركوا او تنصروا ۵۲

اور تمہارے علماء سجدہ کرنے والوں کی طرح اسکے آگے گر گئے۔ پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

نسيتم جلال الله والمجد والعلى وما وردكم الا الحسين اتنكر

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہی کیا تو انکار کرتا ہے۔

فهذا على الاسلام احدى المصائب لدى نفحات المسك قذر مقنطر

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گُوہ کا ڈھیر ہے۔

وان كان هذا الشرك في الدين جائزًا* فبا للغو رسل الله في الناس بعثروا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔ پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

واي صلاح ساق جند نبينا الى حرب حزب المشركين فدمّروا

اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔ مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

*حاشیہ۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں نے اپنے معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جس پر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

ٹائیٹل طبع اول

هٰذا كتاب ألفته من تائيد ربي المنّان

وواللّٰه انّه من قوة ربي لا من قوة الانسان

وانه لاٰية عظيمة لمن فكّر وخاف الديّان۔

واني سمّيته

مواهب الرحمٰن

وانا عبد اللّٰه الاحد غلام احمد عافاني اللّٰه

وايّد وجعل قريتي هٰذه قاديان

دار الاسلام ومهبط الملئكة

الكرام

(اٰمين)

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام

الحكيم فضل الدين البهيروي لاربعة عشر خلون

من شوال سنة ١٣٢٠ھ مطابقًا لاربعة عشر خلون من

شهر جنوری سنة ١٩٠٣ء

التعداد ٢٠٠٠

اخر من کتب اولیٰ۔ اتکفیك هذه الشواهد او ناتیك بامثال اُخریٰ۔

از کتاب ہائے نخستین برآر آیا کفایت اند ترا این گواہان یا دیگر امثال ہا بیاریم

فان فکّرت فیما تلوت علیك من الامثال ذکرا۔ فستعلم انك قد بلغت منّی ۱۸

پس اگر فکر کنی درانچہ بر تو خواندم از امثال برائے یاد دہانیدن پس عنقریب بدانی کہ از ما عذر کامل

عذرا۔ هذا وسأکشف علیك امرا لم تستطع علیه صبرا۔

شنیدی این است بطور مختصر و عنقریب مفصل بیان آن امر می کنم کہ برو صبر نہ کردی۔

البیانُ الشافی فی هذا الباب و تفصیلُ ما الجأنی

بیان شافی دریں باب و تفصیل آں امر کہ چرا برائے

الیٰ ترك التطعیم والتوکّل علیٰ ربّ الارباب

ترک خال زدن مضطر گردیدم و بیان توکل بر خدائے خداوندان۔

اعلم ان موضوع امرنا هذا هو الدّعوی الذی عرضت علی الناس و قلت انی

بدانکہ موضوع این امرما آں دعوی است کہ بر مردم پیش کردم و گفتم کہ من

انا المسیح الموعود والامام المنتظر المعهود۔ حکّمنی الله لرفع اختلاف الامة

مسیح موعود ہستم و امام منتظر معہود ہستم خدا مرا حکم مقرر کردہ است برائے دفع اختلاف اُمت

وعلّمنی من لدنه لادعو الناس علی البصیرة۔ فما کان جوابهم الا السبّ و

و از جناب خود مرا تعلیم داد تا مردم را بوجہ بصیرت بخوانم پس جواب اوشاں بجز این ہیچ نبود کہ دشنام ہا

الشتم والفحشاء۔ والتکفیر والتکذیب والایذاء۔ وقد سبّونی بکل سبّ

دادند و فحشہا گفتند و کافر گفتن و دروغگو قرار دادن و ستم کردن و مرا از ہر گونہ بسبّ و شتم یاد کردند

فما رددت علیهم جوابهم۔ وما عبأت بمقالهم وخطابهم۔ ولم یزل

پس جواب آں دشنامہا ندادم و پروائے آں گفتگو و خطاب ایشاں نہ داشتم و دشنام دادن

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

جلد ۲۰

تذکرۃ الشہادتین۔ سیرت الابدال۔ لیکچر لاہور۔ لیکچر سیالکوٹ۔ لیکچر لدھیانہ

الوصیّت۔ چشمۂ مسیحی۔ تجلّیات الٰہیہ۔ قادیان کے آریہ اور ہم

ٹائیٹل بار اوّل

الحمد للہ والمنّۃ

کہ

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنی

چشمۂ مسیحی

اور یہ

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام چوہدری
الٰہ داد صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر
شائع ہوا
تعداد جلد (۱۰۰۰)

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود* ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدّن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قویٰ کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے اُن کے نام رکھے۔ اخلاقی معلّم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقِ کریمہ دکھلا دے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس در حقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانونِ قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ ۱۲۱

* قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگذر کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ منہ

انسان کی فطرت میں ہے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں ایک خارق عادت جوش بخشتی ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ دونوں محبتوں کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو اور خاکستر کی طرح یہ وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سراسر عشق الٰہی میں مُدرج غرق ہو جائے اس کی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اس آگ کی کشش سے

۴۲ انسان کے بدن کی اندرونی آگ یک دفعہ باہر آجاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے۔ ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جس کے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا۔ یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے۔ اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[1] اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا۔ یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔+ اور یہ عشق الٰہی کا آخری نتیجہ ہے جس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور موت سے نجات ہوتی ہے۔ ہمیشہ کی زندگی بجز خدا تعالیٰ کے کسی کا حق نہیں۔ وہی

+ انسان چونکہ بوجہ اپنی بشریت کی کمزوری کے ایسے اعمال بجا نہیں لا سکتا جن سے بے انتہا اور غیر محدود نعمتوں کا حقدار ہو جائے۔ اور بغیر حصول ان نعمتوں کے سچی اور حقیقی نجات پا ہی نہیں سکتا اس لئے انسان جب اپنی قوت اور طاقت کی حد تک مجاہدہ اور جپ تپ کر لیتا ہے تب عنایت الٰہی اس کی کمزوری پر رحم کر کے محض فضل سے اس کی دستگیری کرتی ہے اور مفت کے طور پر وصال الٰہی کا وہ انعام اس کو دیتی ہے جو پہلے اس سے راستبازوں کو دیا گیا تھا۔ منہ

[1] الفاتحۃ : ۷

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۲۱

براہین احمدیہ حصہ پنجم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آنانکہ بر دعاویٔ ما حملہ ہا کنند | وز راہِ جہل عربدہ ہا برملا کنند
گر یک نظر کنند دریں نسخۂ کتاب | ہست ایں یقیں کہ ترکِ عناد و ابا کنند
باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ | ویں امر دیگر است کہ ترکِ حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم (۵)

ملقب

بالبراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ انہیں حصص براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔ یعنی تیرا میرے نزدیک وہ مقام ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ یہ جواب اسی قسم کا ہے جیسا کہ آدم کی نسبت قرآن شریف میں ہے۔ قال انی اعلم ما لا تعلمون[1] بلکہ یہی آیتیں بعینہٖ اگرچہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں نہیں مگر دوسری کتابوں میں میری نسبت بھی وحی الٰہی ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری آدم سے مجھے یہ بھی مناسبت ہے کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا اور میں بھی توام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی بعدہٗ میں۔ اور باایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اور میں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا۔ اور آدم کا حوّا سے پہلے پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سلسلہ دنیا کا مبدء ہے۔ اور میرا اپنی توام ہمشیرہ سے بعد میں پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں دنیا کے سلسلہ کے خاتمہ پر آیا ہوں۔ چنانچہ چھٹے ہزار کے آخر میں میری پیدائش ہے اور قمری حساب کی رو سے اب ساتواں ہزار جاتا ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے اور میری نسبت فرمایا ہے۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انّھم مغرقون۔ یعنی میری آنکھوں کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ میں ان کو غرق کروںگا۔ خدا نے نوحؑ کے زمانہ میں ظالموں کو قریباً ایک ہزار سال تک مہلت دی تھی۔ اور اب بھی خیر القرون کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے اب یہ زمانہ اُس وقت پر آپہنچتا ہے جبکہ نوح کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ اصنع الفلک باعیننا و وحینا۔ ان الذین یبایعونک انّما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔ یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو انسانوں کی جان اور ایمان بچانے

ص۸۸

[1] البقرۃ : ۳۱

ص۹۷

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار — اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس — وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ — کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا — مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم — کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں — ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند — ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگذار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے — پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ — بس ہے تو میرے لئے مجھکو نہیں تجھ بن بکار

مَیں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف — پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل — مَیں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے — گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیرخوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے — تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول — مَیں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم — جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ — چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تُو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے — تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا — ساری تدبیروں کا خاکہ اُڑ گیا مثلِ غبار

سرزمینِ ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی — جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک   میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

۱۱۴ وہ خدا جس نے نبی کو تھا زرِ خالص دیا   زیورِ دیں کو بناتا ہے وہ اب مثلِ سُنار

وہ دکھاتا ہے کہ دیں میں کچھ نہیں اکراہ و جبر   دیں تو خود کھینچے ہے دل مثلِ بُتِ سیمیں عذار

پس یہی ہے رمز جو اُس نے کیا منع از جہاد   تا اٹھاوے دیں کی راہ سے جو اُٹھا تھا اک غبار

تا دکھاوے منکروں کو دیں کی ذاتی خوبیاں   جن سے ہوں شرمندہ جو اسلام پر کرتے ہیں وار

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں   وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک معجزہ   معنیٔ رازِ نبوت ہے اِسی سے آشکار

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے   قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

روشنی میں مہرِ تاباں کی بھلا کیا فرق ہو   گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگبار

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو   وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں   چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار

جس نے نفسِ دوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا   چیز کیا ہیں اُس کے آگے رستم و اسفندیار

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو   کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی   چھوڑ دو اُن کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار

چُپ رہو تم دیکھ کر اُن کے رسالوں میں ستم   دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حالِ زار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو   شدّتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

افترا اُن کی نگاہوں میں ہمارا کام ہے   یہ خیال اللہ اکبر کس قدر ہے نابکار

خیر خواہی میں جہاں کی خوں کیا ہم نے جگر   جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار

پاک دل پر بدگمانی ہے یہ شقوت کا نشاں   اب تو آنکھیں بند ہیں دیکھینگے پھر انجامِ کار

تپایا جائے یہانتک کہ سُرخ ہو جائے اور آگ کے رنگ پر ہو جائے۔ اس مومن سے اُلوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے بلکہ محبتِ الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے اور باطن میں عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔ اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔ اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ اور اس مقام پر استعارہ کے رنگ میں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ خدا اس مرتبہ کے مومن کے اندر داخل ہوتا اور اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتا اور اس کے دل کو اپنا تخت گاہ بنا لیتا ہے۔ تب وہ اپنے رُوح سے نہیں بلکہ خدا کی رُوح سے دیکھتا اور خدا کی رُوح سے سُنتا اور خدا کی رُوح سے بولتا اور خدا کی رُوح سے چلتا اور خدا کی رُوح سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہے ۵۵

کیونکہ وہ اس مرتبہ پر نیستی اور استہلاک کے مقام میں ہوتا ہے اور خدا کی رُوح اس پر اپنی محبتِ ذاتیہ کے ساتھ تجلّی فرما کر حیاتِ ثانی اس کو بخشتی ہے۔ پس اسوقت روحانی طور پر اس پر یہ آیت صادق آتی ہے۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

یہ تو وجود روحانی کا مرتبہ ششم ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے مقابل پر جسمانی پیدائش کا مرتبہ ششم ہے اور اس جسمانی مرتبہ کے لئے بھی وہی آیت ہے جو روحانی مرتبہ کے لئے اوپر ذکر ہو چکی ہے یعنی ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ہم ایک پیدائش کو تیار کر چکے تو بعد اس کے ہم نے ایک اور پیدائش سے انسان کو پیدا کیا۔ اَور کے لفظ سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ وہ ایسی فوق الفہم پیدائش ہے جس کا سمجھنا انسان کی عقل سے بالاتر ہے اور اس کے فہم سے بہت دُور یعنی رُوح جو قالب کی

اب آپ خود منصف ہو کر سوچ لیں کہ الہام عفت الدیار محلّھا و مقامھا اپنے لفظی معنوں کے رُو سے اس زلزلہ کی پیشگوئی پر چسپاں ہوتا ہے جو پہلے اس سے ذکر بھی کیا گیا یا طاعون پر ماسوا اس کے زلزلہ کی پیشگوئی کا اس فقرہ سے یعنی عفت الدیار کی پیشگوئی سے جیسا کہ معنوں کی رُو سے تعلق ہے ایسا ہی قُرب زمانی کی رُو سے بھی تعلّق ہے اور وہ یہ کہ عفت الدیار کے الہام سے پانچ ماہ پہلے صریح الفاظ میں زلزلہ کا الہام ہو چکا ہے اور دونوں پیشگوئیاں ایک دوسرے کے بعد شائع ہو چکی ہیں۔ یعنی پہلے "زلزلہ کا دھکّا" اور پھر عفت الدیار محلّھا و مقامھا اور ان دونوں کے اندر طاعون کا کوئی ذکر نہیں۔

قولہ اگر الہام عفت الدیار الخ کی نسبت قطعی طور پر علم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ زلزلہ کے متعلق ہے تو پھر ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا۔ ۸۸

اقول۔ افسوس آپ کو سنّت اللہ کی کچھ بھی خبر نہیں۔ نبی کے لئے کسی پیشگوئی کے کسی خاص پہلو کا قطعی علم ہونا کہ ضرور اسی پہلو پر ظاہر ہوگی ضروری نہیں پیشگوئی میں اس بات کا ہونا تو ضروری ہے کہ اس کا مفہوم خارق عادت ہو اور انسانی طاقت یا کرو فریب اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک پہلو سے اس پیشگوئی کی حقیقت ظاہر کی جائے۔ توریت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک ضروری پیشگوئی محض گول مول ہے کہ **ایک نبی موسیٰ کی مانند بنی اسرائیل میں سے اُنکے بھائیوں میں سے آئیگا**ؔ اور کہیں کھول کر نہ بتلایا کہ بنی اسماعیل میں سے آئیگا۔ اور اس کا یہ نام اور اس کے باپ کا یہ نام ہوگا۔ اور مکّہ میں پیدا ہوگا اور اتنی مدّت بعد آئیگا۔ اس لئے یہود کو اس پیشگوئی سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ اور اسی غلطی سے لاکھوں یہود جہنّم میں جا پڑے حالانکہ قرآن شریف نے اسی پیشگوئی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے۔ **اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا**[1]۔ اور یہود کہتے ہیں کہ

ؔ توریت میں بعض جگہ بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے کہا گیا ہے کہ وہ تم میں سے ہی آئیگا ۔ منہ

[1] المزمل : ۱۶

بارے میں اس قدر کافی سمجھا گیا ہے کہ وہ خارق عادت اور انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں یا یہ کہ کسی ایسے غیب پر مشتمل ہوں جو انسانی پیش بینی سے بلند تر ہو۔ جب ایک پیشگوئی خارق عادت کے طور پر بیان کی جائے جس کے بیان کرنے کے وقت کسی عقل اور فہم کو یہ خیال نہ ہو کہ ایسا امر ہونے والا ہے اور صریح وہ ایک غیر معمولی بات ہو جس کی گذشتہ صدہا سال میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور نہ آئندہ اس کے ظہور کے لئے آثار ظاہر ہوں اور وہ پیشگوئی سچی نکلے تو عقل سلیم حکم دیتی ہے کہ ایسی پیشگوئی ضرور منجانب اللہ سمجھی جائیگی ورنہ تمام نبیوں کی پیشگوئیوں سے انکار کرنا پڑیگا۔ اب ذرا کان کھول کر سُن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے اُس کو ایسا خیال کرنا کہ اُس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلتِ تدبر اور کثرتِ تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحیٔ الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئیگی۔ اور اگر وہ صرف معمولی بات ہو جس کی نظیریں آگے پیچھے صدہا موجود ہوں اور اگر کوئی ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کرے تو پھر میں خود اقرار کرتا ہوں کہ اس کو پیشگوئی مت سمجھو۔ اس کو بقول اپنے تمسخر ہی سمجھ لو۔ اب میری عمر ستّر برس کے قریب ہے اور تیس برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔ ✠

✠ خدا تعالیٰ کا الہام ایک یہ بھی ہے۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہونگے۔ اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہو گا یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے جبکہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔ منہ

لیکن پیشگوئی کا مطلب یہ نہیں کہ پورے سولہ سال تک ظہور اس پیشگوئی کا معرض التوا میں رہے گا بلکہ ممکن ہے کہ آج سے ایک دو سال تک یا اس سے بھی پہلے یہ پیشگوئی ظہور میں آجائے۔ اور نہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ میری عمر اسّی سال سے ضرور زیادہ ہو جائیگی بلکہ اس بارے میں جو فقرہ وحی الٰہی میں درج ہے اس میں مخفی طور پر ایک امید دلائی گئی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسّی برس سے بھی عمر کچھ زیادہ ہو سکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ بہرحال یہ میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیشگوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی میں فرما رہا ہے کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے۔ اور ان کو کہدے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا میں تیرے لئے اُتروں گا اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤں گا۔ میں اس وقت تیرے پاس اپنی فوجیں لے کر آؤں گا جبکہ کسی کو خبر نہیں ہوگی۔ اور اس وقت کو کوئی نہیں جانتا مگر خدا
اور جیسا کہ موسیٰ کے زمانہ میں ہوا کہ فرعون اور ہامان اُس وقت تک دھوکہ میں رہے جبتک ۹۸
کہ رود نیل کے طوفان نے ان کو پکڑا۔ ایسا ہی اب بھی ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ تو میری آنکھوں کے سامنے کشتی تیار کر اور ظالم لوگوں کی سفارش مت کر۔ اور اُن کا شفیع مت بن کہ میں اُن سب کو غرق کروں گا۔ ایسا ہی اور صریح الہامات الٰہی ہیں۔ اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی زمانہ میں ظہور میں آئیگی اور اس کی یہ حد ہے جو معیّن اور مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتی۔ مگر نہیں معلوم کہ وہ مہینوں کے بعد ظہور میں آئے گی یا ہفتوں کے بعد یا برسوں کے بعد۔ بہرحال وہ سولہ سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ استنباط آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر حضرت آدم سے لے کر سات ہزار سال ہے۔ اور اس حساب سے ہمارے زمانہ تک چھ ہزار برس گذر چکے ہیں۔ جیسا کہ اعداد سورۃ والعصر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بموجب حساب قمری کے اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں۔ اور

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی اعتقاد نہیں رکھتا کہ آپ بھی پھر آئیں گے۔ کیونکہ آنجناب نے اپنی آمد اوّل میں ہی کافروں کو وہ ہاتھ دکھائے جو اب تک یاد کرتے ہیں اور پوری کامیابی کے ساتھ آپ کا انتقال ہوا۔

اور معلوم ہوتا ہے کہ ابن العربی صاحب نے آخر عمر میں اپنے پہلے اقوال سے رجوع کر لیا تھا۔ اس لئے ان کا آخری بیان پہلے بیان سے متناقض ہے۔ ایسا ہی بعض اور فرقے صوفیوں کے کھلے طور پر حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسی پر اجماع ہو گیا تھا جو کہ انبیاء گزشتہ جن میں حضرت عیسیٰ بھی شامل ہیں فوت ہو چکے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی زندہ نہیں۔ بعد جیسے جیسے ۱۲۶
مذہب اسلام میں جہالت اور بدعات پھیلتی گئیں یہ بدعت بھی دین کا ایک جزو ہو گئی کہ حضرت عیسیٰ مُردہ ارواح کی جماعت میں سے نکل کر پھر دنیا میں واپس آئیں گے۔ اس عقیدہ نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں سے صرف ایک ہی انسان کو یہ خصوصیت دی ہے کہ وہ آسمان پر مع جسم چلا گیا اور کسی زمانہ میں مع جسم واپس آئیگا۔ یہ عقیدہ حضرت عیسیٰ کو خدا بنانے کی پہلی اینٹ ہے کیونکہ ان کو ایک خصوصیت دی گئی ہے جس میں کوئی [illegible] نہیں [illegible] اسلام کے چہرہ [illegible]

بالآخر میں مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو محض للہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اخیر عمر تک پہنچ گئے ہیں۔ اب [illegible] کے مقابل بے ہودہ چالاکیوں کو چھوڑ دیں آپ نے بہت زور لگایا ہر ایک قسم کا مکر کیا اور نور کے بجھانے کے لئے قابل شرم منصوبوں سے کام لیا مگر انجام کار نامراد رہے۔ اگر میں مفتری ہوتا تو آپ کا کہیں [illegible] ہاتھ پڑ جاتا اور میں کبکا تباہ ہو جاتا ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے پھر کب ممکن ہے کہ خدا اس کی حمایت کرے اگر یہ کاروبار

عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں پیدا ہوئے تھے۔ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوا ہوں اور اس آخری زمانہ کی نسبت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ خبریں بھی دی تھیں کہ کتابیں اور رسالے بہت سے دنیا میں شائع ہو جائیں گے اور قوموں کی باہمی ملاقات کے لئے راہیں کھل جائیں گی۔ اور دریاؤں میں سے بکثرت نہریں نکلیں گی۔ اور بہت سی نئی کانیں پیدا ہو جائیں گی۔ اور لوگوں میں مذہبی امور میں بہت سے تنازعات پیدا ہونگے۔ اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی۔ اور اسی اثناء میں آسمان سے ایک صُور پھونکی جائیگی۔ یعنی خدا تعالیٰ مسیح موعود کو بھیجکر اشاعتِ دین کے لئے ایک تجلّی فرمائیگا۔ تب دین اسلام کی طرف ہر ایک ملک میں سعید الفطرت لوگوں کو ایک رغبت پیدا ہو جائیگی۔ اور جس حد تک خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے تمام زمین کے سعید لوگوں کو اسلام پر جمع کریگا۔ تب آخر ہو گا۔ سو یہ تمام باتیں ظہور میں آگئیں۔ ایسا ہی احادیثِ صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئیگا۔ اور وہ چودھویں صدی کا مجدّد ہو گا۔ سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔ اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رُو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا۔ اور دو نام پائے گا۔ اور اسکی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

ہوا تھا مگر یہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ یہودیوں کی تاریخ سے بالاتفاق ثابت ہے کہ یسوع یعنی حضرت عیسیٰ موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اور یہی قول صحیح ہے اگرچہ مشابہت کے ثابت کرنے کیلئے پوری مطابقت ضروری نہیں ہوا کرتی جیسا کہ اگر کسی آدمی کو کہیں کہ یہ شیر ہے تو یہ ضروری نہیں کہ شیر کی طرح اس کے پنجے اور کھال ہو اور دُم بھی ہو اور آواز بھی شیر کی طرح رکھتا ہو بلکہ ایک شخص کو دوسرے کا مثیل ٹھیرانے میں ایک حد تک مشابہت کافی ہوتی ہے پس اگر عیسائیوں کا قول قبول کرلیں کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے پندرھویں صدی میں ہوئے تھے تاہم مضائقہ نہیں کیونکہ چودھویں اور پندرھویں صدی باہم ملحق ہیں اور اسقدر فرق زمانہ کا مشابہت میں کچھ حرج نہیں ڈالتا مگر ہم اسجگہ یہودیوں کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ یسوع یعنی حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد عین چودھویں صدی میں مبعوث ہوا تھا کیونکہ ان کے ہاتھ میں عبرانی توریت، وہ بہ نسبت عیسائیوں کے تراجم کے صحیح ہے۔ منہ

ہاں اسجگہ ایک طالب حق کا یہ حق ضرور ہے کہ وہ یہ سوال پیش کرے کہ اس میں کیا حکمت اور مصلحت تھی کہ توریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مثیل موسیٰ کر کے بیان کیا گیا لیکن انجیل میں خود عیسیٰ کر کے ہی بیان کر دیا گیا۔ اور کیوں جائز نہیں کہ عیسیٰ سے مراد درحقیقت عیسیٰ ہی ہو اور وہی دوبارہ آنے والا ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آ سکتے کیونکہ وہ وفات پا گئے۔ اور ان کا وفات پا جانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صریح لفظوں میں بیان فرما دیا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جماعت میں آسمان پر بیٹھے ہوئے دیکھ لیا جو اس جہان سے گذر چکے ہیں۔ پھر تیسری شہادت یہ کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع سے تمام نبیوں کا فوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ پھر بعد اس کے عقل سلیم کی شہادت ہے جو شہادات ثلاثہ مذکورہ کی مؤید ہے کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے عقل نے اس واقعہ کی کوئی نظیر نہیں دیکھی اور کوئی نبی آج تک نہ کبھی مع جسم عنصری آسمان پر گیا اور نہ واپس آیا۔ پس چار شہادتیں باہم مل کر قطعی فیصلہ دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور اُن کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب اُن پر تہمتیں ہیں۔ افسوس کہ اسلام بُت پرستی سے بہت دُور تھا۔ لیکن آخر کار اسلام میں بھی بُت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو ایسی
خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کی ۴۳۱
بُت پرستی سے رہائی بخشے۔ عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام کی موت ہے۔ خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہ راست پر پڑے۔ آمین

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے تو پھر یہ گمان بداہت باطل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے رہا سوال مذکورہ کے اس حصہ کا جواب کہ ایک اُمتی کا عیسیٰ نام رکھنے میں کیا مصلحت تھی اور کیوں انجیل

نے تمام وہ امور جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں مخفی اور مستور تھے ان پر ہر ایک پہلو سے روشنی ڈال دی۔ ایک طرف وہ موعودہ پیشگوئیاں جن کے ظہور کی انتظار تھی کامل طور پر ظہور میں آگئیں اور دوسری طرف قرآنی حقائق اور معارف جو معرفت کو کامل کرتے تھے بخوبی کھل گئے اور ساتھ اس کے اسماء الانبیاء کا راز بھی جو پہلے چار حصوں میں سربستہ تھا یعنی وہ نبیوں کے اسماء جو میری طرف منسوب کئے گئے تھے اُن کی حقیقت بھی کما حقہٗ منکشف ہوگئی یعنی یہ راز بھی کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کا نام براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام کیوں رکھا ہے۔ اور نیز یہ راز بھی کہ اخیر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمدؐ اور محمدؐ ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ دونوں نام بھی میرے نام کیوں رکھ دیئے؟ ان تمام چھپی ہوئی حقیقتوں کا بھی انکشاف ہوگیا۔ اور میرا نام آسمان پر عیسیٰ وغیرہ ہونا وہ راز تھا جس کو اسی طرح خدا تعالیٰ نے صدہا سال تک مخفی رکھا تھا۔ جیسا کہ اصحاب کہف کو مخفی رکھا تھا۔ اور ضرور تھا کہ وہ تمام راز سربستہ رہیں جب تک کہ وہ زمانہ آجائے جو ابتدا سے مقدر تھا۔ اور جب وہ زمانہ آگیا۔ اور یہ تمام باتیں پوری ہوگئیں تو وقت آگیا کہ پنجم حصہ لکھا جائے۔ پس اسی بات نے براہین احمدیہ کی تکمیل کو تیئیس۲۳ برس تک معرض التوا میں رکھا تھا۔ یہ خدا کے اسرار ہیں۔ جن پر انسان بجز اس کے مطلع کرنے کے اطلاع نہیں پا سکتا۔ ہر ایک انسان جو اس پنجم حصہ کو پڑھے گا وہ اس بات کے لئے مجبور ہوگا کہ یہ اقرار کرے کہ اگر ان پیشگوئیوں اور دوسرے اسرار کے کھلنے سے پہلے پنجم حصہ لکھا جاتا تو وہ گذشتہ حصوں کی حقیقت دکھلانے کے لئے ہرگز آئینہ نہ ٹھیر سکتا۔ بلکہ اس کا لکھنا محض بے ربط اور بے تعلق ہوتا۔ پس وہ خدا جو حکیم اور عالم الغیب ہے اور ہر ایک کام اس کا اوقات سے وابستہ ہے اُس نے یہی پسند کیا کہ اوّل وہ تمام پیشگوئیاں اور تمام حقیقتیں ظاہر ہو جائیں جو حصص سابقہ کے وقت میں ابھی ظاہر نہیں ہوئی تھیں پھر بعد میں پنجم حصہ لکھا جائے تا وہ اُن تمام امور کے

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۲۲

حقیقۃ الوحی

(ٹائیٹل پیج بار اوّل)

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ۔ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ
وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِيْ مِمَّا أُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ

قال ربك انه نازل من السّماء ما يُرضيك ۔ وما نتنزّل الّا بامر ربك ۔
ما ارسل نبيّ الّا اخزى به الله قومًا لا يؤمنون ۔ انّ الله مع الذين اتّقوا
والذين هم محسنون ۔ وبشّر الذين آمنوا انّ لهم الفتح ۔ والله متمّ
نوره ولو كره الكافرون ۔ كتب الله لاغلبنّ انا ورسلي ۔ لا تخف انّي لا يخاف
لديّ المرسلون ۔

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے حقایق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد ۔ تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

۳۱ اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہِ راست مقامِ نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اسکی عملی حالتیں شریعتِ محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کرکے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا۔* بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورۂ بالا پر نظر کرکے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختمِ نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمتی بنایا جائیگا اور وہی تو مسلّم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزتِ اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اِسی اُمت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اِس اُمت میں سے اور مسیح باہر سے آوے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس اُمت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اِسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ انکی اُمت نے انکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

*حاشیہ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اِس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] پھر بعد انکے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہوگئے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

[1] آل عمران: ۱۴۵

اور تیری ساری مُرادیں تجھے دیگا۔ رَبُّ الافواج اس طرف توجہ کریگا صـ ۸۴

اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں

یا عیسٰی انّی متوفّیک و رافعک الیّ و جاعل الّذین

اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤنگا اور مَیں تیرے

اتبعوک فوق الّذین کفروا الٰی یوم القیامۃ ط

تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

بقیہ حاشیہ۔ اور توجہ سے شفا یاب ہوئے ہیں میرا لڑکا مبارک احمد قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالتِ یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دُعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو دُعا کا وقت نہیں مگر مَیں نے دعا کرنا بس نہ کیا۔ اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اُس کا دم آتا محسوس ہوا۔ اور ابھی میں نے ہاتھ اُس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہوگیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا مجھے خیال آیا کہ گو انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہوگیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اُس نے فرمایا ہے انّی احافظ کلّ من فی الدار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤنگا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ مَیں بیان نہیں کرسکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل
میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا صـ ۸۵
حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسّر آگئی جو استجابت دُعا کے لئے ایک کُھلی کُھلی نشانی ہے اور مَیں اُس خدا کی

اطال اللّٰہ بقاءک۔ اسّی یا اسپر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
خدا تیری عمر دراز کرے گا ۔ اسّی برس یا پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
مَیں تجھے بہت برکت دُونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے
کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔
پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤنگا۔ خُدا کے مقبولوں میں
قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور اُن کی تعظیم
ملوکؔ اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وُہ سلامتی کے صفحہ ۹۷
شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھنچی ہُوئی تلوار

بقیہ حاشیہ سے نبی کیونکہ اللہ جلّشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر اُنکی نبوت موسٰی کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وُہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسٰی کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح اُن کا یہ نام نہ ہُوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصب نبوّت ملا۔ اور اُن کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو

تتبعہا الرّادفۃ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس کے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ آئے گی تو پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ربّ اخّر وقت

پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اسوقت تک خدا کی نشان ظاہر کریگا۔ اے خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور

ھٰذا۔ اخّرہ اللّٰہ الی وقت مسمّٰی*۔ تریٰ نصرًا عجیبًا ط

میں کسی قدر تاخیر کر دے۔ خدا نمونہ قیامت جیسے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کر دیگا۔ تب تو ایک عجیب مدد دیکھے گا۔

بقیہ حاشیہ۔ جو مکّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکّہ کی زمین بول اُٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اُس کی آہ و زاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے اُسکو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نورِ ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دُور اور مہجور ہوگئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لعلّک باخعٌ نفسک الّا یکونوا مؤمنین[1] یعنی کیا تو اِس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دیگا جو

* پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اس کیلئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کیلئے ایک نشان ہوگا اسلئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے بشارت دیگا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کرینگے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئینگی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کیلئے اور نام بھی ہونگے۔ مگر بعد اسکے میں نے دُعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دُعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ربّ اخّر وقت ھٰذا اخّرہ اللّٰہ الی وقت مسمّٰی یعنی خدا نے دُعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپکر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اسلئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ر جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دُعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رُکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دیدی کہ اس میں موجب وعدہ اخّرہ اللّٰہ الی وقت مسمّٰی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامنگیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہوگئی۔ منہ

[1] الشعراء : ۴

ص۱۰۷ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب۔[1] الحمد للہ الذی اذھب

اُس خدا کو تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رُو سے تیرے پر احسان کیا۔ اس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا

عنی الحزن۔ واٰتانی ما لم یؤت احد من العالمین۔ یٰسٓ۔ انک

غم دُور کیا۔ اور مجھ کو وُہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ اے سردار تُو خدا کا

لمن المرسلین۔ علٰی صراط مستقیم۔ تنزیل العزیز الرحیم۔ اردت

مُرسل ہے راہ راست پر اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنیوالا ہے میں نے ارادہ

ان استخلف فخلقت اٰدم۔ یحی الدین و یقیم الشریعۃ۔

کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو مَیں نے آدم کو پیدا کیا۔ وُہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کرے گا۔

چو دورِ خسروی*[2] آغاز کردند + مسلماں را مسلماں باز کردند

جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے نئے سرے سے مسلمان بنانے لگے

ان السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما۔ قرب اجلک

آسمان و زمین ایک گٹھڑی کی طرح بند ہوئے تھے ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی۔ اب تیرا وقت

المقدّر۔ انّ ذا العرش یدعوک۔ ولا نبقی لک من المخزیات

موت قریب آگیا۔ ذوالعرش تجھے بُلاتا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رُسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے

ذکرا۔ قل میعاد ربّک۔ ولا نبقی لک من المخزیات شیئًا۔

تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر رُسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے۔

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے

زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اُس دن سب جماعت دل برداشتہ

سب پر اوداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔

اور اوداس ہو جائے گی۔ کئی واقعات کے ظہور کے بعد

[1] یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منہ

[2]* خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اُس کے پیرو ہوں گے۔ منہ

صفحہ ۱۶۳ کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخرکار خدا نے فرعون کو مع اُس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سُنّت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کرسکتا۔

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہلِ قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اِس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اِس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہوجاتا ہے۔

الجواب۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں [illegible] خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اِسی وجہ سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] یعنی [illegible]

تکذیب [illegible] افترا کیا ہے [illegible]

[illegible] کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا جیسا کہ

[illegible] بال پر مکذّب کتاب [illegible]

[illegible] کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ [illegible] مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اِس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔ منہ

۱؎ الاعراف: ۳۸

ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھا دے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد ۔

۲۔ نشان۔ صحیح دار قطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں اِنّ لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُسکی اوّل رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سُورج کا گرہن اُسکے دِنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دُنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ[12] سال کا گذر چکا ہے اِسی صفت کا چاند اور سُورج کا
19 گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے اول اس ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِسلئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دُوسری اسپر دلیل یہ ہے کہ بارہ[12] برس پہلے اِس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اِس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئیگا۔ اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہو۔ لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔

معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ سو برس ۱۳۰۰ میں کئی لوگوں نے محض افترا کے طور پر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں۔ مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُنکے وقت میں چاند گرہن اور سُورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے۔ اور جب تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے۔ کیونکہ خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اسکی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھو آیت وخسف القمر وجمع الشمس والقمر[۱] ؏

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے صرف امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے ان کی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دار قطنی نے اسکو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے ماسوا اس کے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ سو برس ۱۳۰۰ کے بعد ظہور میں آگیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت مہدی موعود ظاہر ہوگا اُسکے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرھویں رات کو ہوگا ۱۹۷
اور اسی مہینہ میں سُورج گرہن اٹھائیسویں ۲۸ دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بجز مہدی معہود کے زمانہ کے پیش نہیں آئیگا اور ظاہر ہے کہ ایسی کھلی کھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لا یظھر علٰی غیبہ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول۔[۲] یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنے معنوں کے رُو سے کامل طور پر پُوری ہو چکی تو اب یہ کچے بہانے ہیں کہ

؏ خدا تعالیٰ نے مختصر لفظوں میں فرما دیا کہ آخری زمانہ کی نشانی یہ ہو کہ ایک ہی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہوگا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ اسوقت مکذّب کو فرار کی جگہ نہیں رہیگی جس سے ظاہر ہے کہ وہ کسوف خسوف مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ وہ کسوف خسوف خدا کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوگا اسلئے مکذّبوں پر حجت پوری ہو جائے گی۔ منہ

[۱] القیامۃ: ۹-۱۰ [۲] الجن: ۲۷-۲۸

معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایّام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنیوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اُس کی نصرت اور تائید کر سکتا ہے اور اسکی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔ جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہاں تک کہ اِس مُدّت* دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا۔ اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا۔ اگر اِس مُدّت اور اُس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ بموجب آیت لوتقوّل علینا یہ نشان بھی ثابت ہوگیا اور تم اِس سے پُوچھے جاؤ گے۔

۱۹۔ انیسواں نشان یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جس کی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے اُنکے دل میں ڈالدی اور اسی بنا پر
ص۲۰۷ کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات ہیں جابجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں۔ اہلِ فقر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جھگڑوں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اسپر ایمان لاتے ہیں۔ پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اسلئے خدا نے اُن پر میری سچائی کی حقیقت کھولدی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا مکذب بنانے کیلئے آپکے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے

* یہ یاد رہے کہ اگر میرے زمانہ الہام کو اس تاریخ سے لیا جائے جب اوّل حصہ براہین احمدیہ کا لکھا گیا تھا تب تو اس سال سے میرے الہام کے زمانہ کو ستائیس۲۷ سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ کے چہارم حصہ سے شمار کیا جائے تو تب پچیس۲۵ سال گذر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شروع ہوا تب تیس۳۰ سال ہوتے ہیں۔ منہ

کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک مُلّاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دئیے کہ وہ ساکت ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپکا خاتمہ مصدّق ہونے کی حالت میں ہوا چنانچہ وہ خطوط جو آپ نے میری طرف لکھے اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت اُنکے دل میں ڈالدی تھی اور کسقدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں اُنکو معرفت بخش دی تھی۔ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جابجا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد مرا انہوں نے میرا نام لیکر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ آتھم اُنھیں کے نفس سے مرا ہے یعنی اُنھیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم کا خاتمہ کر دیا* اور کسی نے میری نسبت آپکو کہا کہ ہم اُن کو مہدی معہود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں اُن میں پائی نہیں جاتیں۔ تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر رہتے اور بعض ایمان لاتے۔ یہی سُنّت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنیوالے نبی

* میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہوگئی۔ اگر آتھم لوگوں کے روبرو جو ساٹھ یا ستر تھے دجال کہنے سے رجوع نہ کرتا تو اسوقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی نہ ہوئی مگر جبکہ آتھم نے رجوع کر لیا تھا۔ تو ضرور تھا کہ وہ شرط کا فائدہ اُٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اسقدر رجوع کے جو اُسنے اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کرکے عیسائیوں کے مجمع میں ہی رجوع کیا پھر بھی پندرہ مہینہ[15] کے اندر مرجاتا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتراض ہوتا۔ تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود رجوع کے پھر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جن کو دین اور دیانت سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں جب آتھم پندرہ[15] مہینہ کے گذرنے کے بعد شوخ چشم ہوگیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گذار نہ رہا۔ تب ایک دُوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ[15] مہینہ کے اندر مرگیا۔ بہرحال اسکی موت پندرہ[15] مہینہ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پُوری ہوگئی اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

اِس لئے دُعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ مَیں نے اُس کا نام پُوچھا۔ اُس نے کہا نام کچھ نہیں۔ مَیں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اُسنے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کیلئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے آخیر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔ ۳۳۲

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو۔ یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۱۴۸ النشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ مَیں نعمت اللہ ولی کا وُہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے آخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:-

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وُہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کریگا پس اِس اثناء میں کہ میں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کیوقت مجھے یہ الہام ہوا:-

از پئے آں محمد احسن را تارکِ روزگار می بینم

یعنی مَیں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہی اِسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہوگئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اُسکے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالاویں اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی کیونکہ جیساکہ مَیں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِنَّ شَانِئَكَ ھُوَ الْاَبْتَر جس کو آجتک بارہ۱۲ برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعداللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزّت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات
ص۱۴ اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعداللہ چاہتا تھا کہ مَیں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اُسکو نامُراد رکھکر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزّت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ مَیں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامُرادی اور ذلّت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی مَیں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پُوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامُرادی اور ذلّت کے ساتھ میرے رُوبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:-

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیْلًا فَاسِقًا	غُوْلًا لَعِیْنًا نُطْفَۃَ السُّفَھَاءِ*
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شَکْسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَّ مُزَوِّرٌ	نَحْسٌ یُّسَمَّی السَّعْدَ فِی الْجُھَلَاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا	منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعداللہ رکھا ہے

* مَیں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت صحت نیّت سے لکھے گئے تھے جبکہ بدقسمت سعداللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

يَا لَاعِنِي إِنَّ الْمُهَيْمِنَ يَنْظُرُ ۔۔۔ خَفْ قَهْرَ رَبٍّ قَادِرٍ مَوْلَائِي

اے مجھ کو لعنت کرنے والے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے اُس خدا کے قہر سے خوف کر جو میرا قادر آقا ہے۔

إِنِّي أَرَاكَ تَمِيسُ بِالْخُيَلَاءِ ۔۔۔ أَنَسِيتَ يَوْمَ الطَّعْنَةِ النَّجْلَاءِ

مَیں تجھے دیکھتا ہوں کہ ناز اور تکبر کے ساتھ تُو چلتا ہے کیا تجھے وہ دن یاد نہیں آتا کہ جب تُو طاعون زخم کرنیوالی کیساتھ ہلاک ہوگا

لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ نَفْسِكَ شِقْوَةً ۔۔۔ يُلْقِيكَ حُبُّ النَّفْسِ فِي الْخَوْقَاءِ ۱۵

اپنی نفسانی خواہشوں کی بدبختی کیوجہ سے پیروی مت کر تجھے تیرے نفس کی محبت کوئیں میں ڈالے گی۔

فَرَسٌ خَبِيثٌ خَفْ ذُرَى صَهَوَاتِهِ ۔۔۔ خَفْ أَنْ تُزِلَّكَ عَدْوُ ذِي عَدْوَاءِ

تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اسکی پیٹھ کی بلندی سے تو خوف کر اور تو اس بات سے ڈر کہ ناہموار چلنا اس کا تجھے زمین پر گرا دے

إِنَّ السُّمُومَ لَشَرُّ مَا فِي الْعَالَمِ ۔۔۔ شَرُّ السُّمُومِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بدتر زہریں ہیں اور زہروں سے بدتر صلحا کی دشمنی ہے۔

آذَيْتَنِي خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ ۔۔۔ إِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخِزْيِ يَا ابْنَ بِغَاءِ

تُو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دُکھ دیا ہے۔ پس مَیں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔

اللّٰهُ يُخْزِي حِزْبَكُمْ وَيُعِزُّنِي ۔۔۔ حَتّٰى يَجِيءَ النَّاسُ تَحْتَ لِوَائِي

اور صرف تیری ذلّت پر کچھ حصر نہیں خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کریگا اور مجھے عزت دیگا یہانتک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائینگے

يَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا بِكَرَامَةٍ ۔۔۔ يَا مَنْ يَرَى قَلْبِي وَلُبَّ لِحَائِي

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر یعنی جو کاذب ہے صادق کے رُوبرو اسکو ہلاک کر اے وہ علیم و خبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے

يَا مَنْ أَرَى أَبْوَابَهُ مَفْتُوحَةً ۔۔۔ لِلسَّائِلِينَ فَلَا تَرُدَّ دُعَائِي

اے میرے خدا مَیں تیری رحمت کے دروازے دُعا کرنیوالوں کیلئے کھلے دیکھتا ہوں پس جو مَیں سعد اللہ کے حق میں دُعا کی ہے اُسکو قبول فرما اور رد نہ کر یعنی میری زندگی ✤

اور جیسا کہ مَیں نے ان تمام اشعار کے نیچے ہر ایک شعر کا ترجمہ کر دیا ہے ان کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ مَیں نے سعد اللہ سے ان اشعار میں مباہلہ کیا تھا اور جیسا کہ اُس نے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں مباہلہ کے طور پر میری موت کو اپنی زندگی میں چاہا تھا۔ اُس کے مقابل پر مَیں نے بھی اپنے

(حاشیہ: سعد اللہ کی موت ... ۱۹۰۷ء)

✤ سعد اللہ کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں (۱) اسکی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت بطور مباہلہ اسکی پیشگوئی کہ گویا مَیں اُس کی زندگی میں ہی مرجاؤں گا (۳) اس کی موت کی نسبت میری دُعا قبول ہو گئی۔ منہ

خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہو اور اُسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے یہ ہی حال اُن مولویوں کا
جو بڑے دیانتدار کہلاتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دُنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں۔ ایسے
جھوٹ کو خدا نے رجس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ رجس سے پرہیز نہیں کرتے ہم نے ص ۲۷
اِس قدر وضاحت سے سعد اللہ کا مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا مولوی ثناء اللہ
صاحب مان لینگے؟ نہیں بلکہ کوشش کرینگے کہ کسی طرح رد کریں ان لوگوں کا خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔
نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اسکے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی ایماندار
خدائے عزّ وجلّ کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعوئے الہام کے
بعد تیس بتیس برس کی مہلت دے اور دن بدن اسکے سلسلہ کو ترقی بخشے اور ایسے وقت میں جبکہ
اسکے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اُسکو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل
کئے جائینگے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحائف لوگ تجھے دینگے اور دُور دُور سے ہزارہا لوگ
تیرے پاس آئینگے یہانتک کہ وہ راہ گہرے ہو جائینگے اور اُن میں گڑھے پڑ جائینگے جن راہوں سے
وہ آئیں گے۔ تجھے چاہیئے کہ اُنکی کثرت کی وجہ سے تو تھک نہ جائے اور اُن سے بد اخلاقی نہ کرے
خدا تجھے تمام دُنیا میں شہرت دیگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلائیگا اور خدا تجھے نہیں
چھوڑیگا جبتک وہ رُشد اور گمراہی میں فرق کر کے نہ دِکھلا دے اور دشمن زور لگائینگے اور طرح طرح
کے مکر اور فریب اور منصوبے استعمال کرینگے مگر خدا انہیں نامراد رکھے گا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے
ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دے گا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نُور کو پُورا کریگا۔ دُنیا میں
ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے
اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ مَیں اپنی چمکار دِکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اُٹھاؤنگا
مَیں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیرے بچانے
کی کچھ پروا نہ رکھیں مگر مَیں تجھے ضرور بچاؤں گا۔

یہ اُس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس ۳۰ برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام

براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھبیس ۲۶ برس سے زیادہ
عرصہ گذر گیا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف۔
کیونکہ میں اُس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احدٌ من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا۔ ص۲۸
پھر بعد اسکے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس بتیس برس پہلے پیشگوئی کی تھی
وہ سب باتیں ظہور میں آگئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آکر سلسلہ بیعت میں داخل
ہو چکا ہے اور درحقیقت اس کثرت سے لوگ بیعت کیلئے قادیان میں آئے کہ اگر مجھے یہ الہام یاد نہ
ہوتا و لا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس تو میں انکی ملاقاتوں سے تھک جاتا۔
اور جیسا کہ شرط ہے طریق اخلاق کو بجا نہ لا سکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اُسکی رحمت ہے کہ اُس نے
ان واقعات سے تیس بتیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دیدی اور ڈاکخانوں کے رجسٹروں سے تحقیق
ہو سکتا ہے کہ اب تک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس سے زیادہ وہ روپیہ ہے جو لوگ
خود آکر دیتے ہیں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے نوٹ بھیج دیتے ہیں اور تخمیناً تین ہزار ۳۰۰۰ کے قریب
اس سلسلہ کی ہر ایک مد کا ماہواری خرچ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان دنوں میں ماہوار آمدنی بھی اسی قدر
ہے۔ حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالیہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی اُس زمانہ
میں کوئی شخص ایک پیسہ سالانہ بھی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی امید تھی اور اس پیشگوئی پر تیس بتیس
برس گذر گئے اور اُس زمانہ کی ہے جبکہ سال میں ایک پیسہ بھی کسی طرف سے نہیں آتا تھا اور نہ
کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ میں اُس تخم کی طرح تھا جو زمین کے اندر پوشیدہ ہو
جیسا کہ براہین احمدیہ میں جس کے شائع ہونے پر چھبیس ۲۶ برس گذر گئے خدا تعالیٰ نے میری نسبت
یہ گواہی دی ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ ربّ لا تذرنی فردًا وّ انت خیرُ الوارثین۔ یعنے
دُعا کر کہ اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میں اُسوقت جبکہ یہ پیشگوئی فرمائی گئی
اکیلا تھا۔ اور پھر دوسرا الہام براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ یعنی
مَیں اُس بیج کی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور نہ صرف یہ الہامات ہیں بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ

وحی الٰہی نے مجھے ٹھیرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر بہٖ فلیبارز للمباھلۃ ولعنۃ اللّٰہ علٰی من کذب الحق او افترٰی علٰی حضرۃ العزّۃ۔ اور یہ دعویٰ اُمّت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اِس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوّت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مُراد نبوّت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مُراد میری نبوّت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوّت رکھتا ہوں۔ ولکلٍّ ان یصطلح۔

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اُسکے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا۔ اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

اشدّ الانكار- وعلى حياته يصرّون وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب
ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون- ولا تكن كمثل
الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يبالون- ويقولون ان المسلمين اجمعوا
على حياته كلا بل هم يكذبون- واين الاجماع وفيهم المعتزلون- واذا قيل
لهم الا تفكرون فى قول ربكم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي او به لا تؤمنون۔ فليس جوابهم
الا ان يحرّفوا آيات الله ويقولوا انّ معنى التوفى رفع الروح مع الجسم العنصرى
انظر كيف عن الحق يعدلون- ويعلمون انّ هذا القول قول يجيب به عيسى
بحضرة العزّة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامّة وكذلك فى
الفرقان تقرءون- فعجبت والله كل العجب من شأنهم ومن عقلهم وعرفانهم-
الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور- من قبل ان يقبض روحه
ويكون من اصحاب القبور- ما لهم لا يتدبّرون- وقد حثا الصحابة التراب فوق
خير البرية- ومزاره موجود الى هذا الوقت فى المدينة المنوّرة- فمن سوء الادب ص٣٩
ان يقال ان عيسى ما مات وان هو الا شرك عظيم- يأكل الحسنات ويخالف الحماة
بل هو توفى كمثل اخوانه- ومات كمثل اهل زمانه- وانّ عقيدة حياته قد جاءت
فى المسلمين من الملّة النصرانية- وما اتخذوه الٰها الا بهذه الخصوصيّة-
ثم اشاعها النصارى ببذل الاموال فى جميع اهل البدو والحضر- بما لم يكن
احد فيهم من اهل الفكر والنظر- واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر
منهم هذا القول الا على طريق العثار والعثرة- فهم قوم معذورون عند الحضرة
بما كانوا خاطئين غير متعمّدين- وما اخطأوا الا من وجه الطبائع الساذجة
والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بصحة النيّة- ويؤدى حق التحقيق من غير
خيانة على قدر الاستطاعة- الا الذين جاءهم الامام الحكم مع البيّنات

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۲۳

چشمۂ معرفت پیغامِ صلح

(نقل مطابق طبع اول)

* بغیر دستخط مہتمم کتب خانہ کے کتاب مسروقہ سمجھی جاویگی *

قد فرغنا من الرد علی قوم یسمّون آریہ فالحمد للہ رب العالمین
انّا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین

(ترجمہ)

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور انکے صحن میں اُترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک بُری صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتاب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہے جسکو انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۷ء میں بمواجہ چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود انکو اپنے گھر میں بلا کر سنایا تھا جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر بیجا توہین اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے جا تہمتیں ہمارے مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے

چشمۂ معرفت

از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی
باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مینیجر

دو ہزار چار قیمت فی جلد عہ
اور قیمت مجلد تین روپے

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈالدی ۸۳
جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دُنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اُسی کیطرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ [1] یعنی خدا وہ خدا ہی جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اُسکو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اِس لئے اِس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئیگا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اوّل یہ کہ پُورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دُور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے ہو سکے گویا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسّر آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور بآسانی ایک دُوسرے کی ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اُن کا دین تمام دنیا کے دینوں پر

[1] الصّفّ : ۱۰

بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا اب بھی کرتا ہے اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے اُن کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اُس کے زمانہ میں اُس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اُس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے مگر ہمارے مخالف مسلمان
۱۸۱ مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی و الہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنی پیش گوئیاں باقی ہیں۔"

اور پھر خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفات میں سے ایک صفت تقدس بھی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ ہر ایک عیب اور نقصان سے پاک ہے لیکن ظاہر ہے کہ گونگا ہونا ایک عیب ہے۔ ایسا ہی باوجود دعوائے قدرت کے ایک رُوح کو بھی پیدا نہ کر سکنا یہ بھی عیب ہے۔ ایسا ہی اپنا وجود ثابت کرنے کے لئے کوئی پختہ اور محکم دلائل پیش نہ کرنا یہ بھی عیب ہے۔ ایسا ہی اُس کے مقابل پر ازلی اور ابدی طور پر کوئی اور وجود بھی ہونا یہ بھی اُس کے لئے عیب ہے۔ پس باوجود اس قدر عیبوں کے تقدس کہاں رہ سکتا ہے۔ سبحانہٗ و تعالیٰ عمّا یصفون [1]

ایک اور ضروری صفت خدا تعالیٰ کی ہے جس کو وید اندر ہی اندر ہضم کر گیا ہے اور وہ اُس کا توّاب اور غفور ہونا ہے اور توّاب اور غفور کے یہ معنی ہیں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور گنہ بخشنے والا ہے ظاہر ہے کہ انسان اپنی فطرت میں نہایت کمزور ہے اور خدا تعالیٰ کے صدہا احکام کا اُس پر بوجھ ڈالا گیا ہے پس اس کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بعض احکام کے ادا کرنے سے قاصر رہ سکتا ہے اور کبھی نفس امّارہ کی بعض خواہشیں اس پر غالب آجاتی ہیں پس وہ اپنی کمزور فطرت کی رُو سے حق رکھتا ہے کہ کسی لغزش کے وقت اگر

[1] الانعام: ۱۰۱

میں تغیرات ڈالتا ہے اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ کچھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یُطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جب کہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اُس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے اور پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں اُن کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ اُن کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا۔ اور اگر کہو کہ خدا اُن کو اُن کی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ ان عبارتوں کے یہ معنی ہیں تو اس صورت میں پرمیشر کا یہ عہد بحال نہیں رہے گا کہ انسانی زبان میں اُس کو بولنا حرام ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ ان نہایت کچی اور خام باتوں کے پیش کرنے سے آریوں کو فائدہ کیا ہے کیا جو کچھ انسان کا ہے وہ سب کچھ پرمیشر کا نہیں ہے تو پھر کونسی پرمیشر کی ہتک عزت ہے کہ انسان کو اُسی کی زبان میں سمجھا دے سکیا ہمارا خدا ہماری دعائیں ہماری زبان میں ہی نہیں سنتا۔ پس جب کہ ہماری زبان میں ہی ہماری دعا سننے سے اُس کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر ہماری زبان میں ہی ہمیں کوئی راہ راست سمجھانے سے کیوں اُس کی شان میں فرق آئے گا۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قدیم سُنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الٰہی ہے کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے اُسی زبان میں ہدایت کرتا ہے لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ ملہم کو خوب یاد ہو اور گویا اُس کی زبان کے حکم میں ہو تو بسا اوقات ملہم کو اس زبان میں الہام ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کے بعض الفاظ سے یہ سند ملتی ہے کیونکہ اوّل قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا کیونکہ اوّل مخاطب قریش ہی تھے مگر بعد اس کے قرآن شریف میں عرب کی اَور اَور زبانوں کے بھی الفاظ آ گئے ہیں اور ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالےٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے۔ اس لئے ہم خدا تعالےٰ سے اکثر عربی میں الہام پاتے ہیں تا وہ اس بات کا نشان ہو کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ آنحضرت صفحہ ۲۱۰

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آریوں کے وید کے بعد الہام الٰہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشگوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صدہا الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں۔ غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا سیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوّتِ تکلّم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

صـــ۲۲۳ غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کروڑ ہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنّا وصدّقنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

آیا ہے اور اس وقت آیا ہے جب کہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور جن بیماروں کیلئے آیا۔ اُن کو اُس نے چنگا کر کے دکھلا دیا اور نہ توریت اور نہ انجیل وہ اصلاح کر سکی جو قرآن شریف نے کی۔ کیونکہ توریت کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بت پرستی میں پڑتے رہے چنانچہ تاریخ جاننے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا باعتبار علمی تعلیم کے اور کیا باعتبار عملی تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھیرا دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان ۲۵۵
لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ کردہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرّف مبدّل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرّف مبدّل ہو چکی تھی اور جو بائبل کے حامی تھے وہ بقول پادری فنڈل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت درجہ بدچلن ہو چکے تھے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان کے نیچے بجز معصیت اور مخلوق پرستی کے اور کوئی عمل نہ تھا اس طرف آریہ ورت بھی خراب ہو چکا تھا۔ اس کے لئے پنڈت دیانند کی گواہی ستیارتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے خود اپنے آنے کی ضرورت پیش کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بدچلنی اور بد اعتقادی اور بدکاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہیئے کہ کیا باوجود جمع ہونے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

305

دشمنوں کو ہلاک کیا یا اُن کے مقابل پر مجھے ہر ایک قسم کے انعام سے مشرف کیا۔ اور اُن کو ذلت کی زندگی میں ڈالا یا ذلت کے ساتھ دنیا سے اٹھا لیا۔

اور خدا نے میری تائید میں اس قسم کے نشان بھی ظاہر کئے کہ میرے وجود سے بھی پہلے بعض صلحاء نے میرا نام لیکر میرے ظہور کی خبر دی تھی اور بعض نے میرے ظہور سے تیس۳۰ برس پہلے میرا نام لیکر اور میرے گاؤں کا نام لیکر میرے ظہور کی خبر دی۔

اور خدا نے میرے لئے ایک یہ بھی نشان ٹھہرایا کہ پہلے تمام نبیوں نے مسیح موعود کے ظہور کے لئے جس زمانہ کی خبر دی تھی اور جو تاریخی طور پر مسیح موعود کے ظہور کے لئے مدت مقرر کی تھی خدا نے ٹھیک مجھے اسی زمانہ میں پیدا کیا۔*

ایسا ہی اسلام کے تمام اولیاء کا اس پر اتفاق تھا کہ اس مسیح موعود کا زمانہ چودھویں۱۴ صدی سے تجاوز نہیں کرے گا اور حدیث اَلْآیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ بھی اس پر دلالت کرتی تھی سو خدا نے چودھویں۱۴ صدی کے سر پر مجھے مامور اور مخاطب فرمایا

خدا نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مذاہب کے جنگ ہوں گے اور دریا کی لہروں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر گرے گا تا اُس کو نابود

*حاشیہ۔ بعض ناواقف یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں کہاں ذکر ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ اُن کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے سو اس نام کے ساتھ قرآن شریف میں مسیح موعود کے بارے میں پیشگوئی موجود ہے چنانچہ سورۃ نور میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے آخری دنوں تک اُن کے دین کی تقویت کے لئے خلیفے پیدا کرتا رہے گا اور اُن کے ذریعہ سے خوف کے بعد امن کی صورت پیدا کر دے گا۔ آخری دنوں تک خلیفوں کا پیدا ہونا اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بموجب نص صریح قرآن شریف کے اسلام کا دور دُنیا کے آخری دنوں تک ہے پس ماننا پڑا کہ اسلام میں بھی ایک خاتم الخلفاء ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ خاتم الخلفاء تھے۔ اور یہ عجیب راز ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰؑ سے بموجب قول یہود کے چودھویں۱۴ صدی میں پیدا ہوئے اسی طرح اسلام کا خاتم الخلفاء اسی مدت کے بعد مبعوث ہوا۔ منہ

میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اُس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اُس پر ختم ہیں اور اُس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے چراغ میں سے نُور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اُس کا ظل ہے اور اُسی کے ذریعہ سے ہے اور اُسی کا مظہر ہے* اور اُسی سے فیضیاب ہے۔ خدا اُس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف
۲۲۵ چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے۔ مگر خدا اُس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اُس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اُس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے اور جب اُس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک **ظلی نبوت** اُس کو عطا کرتا ہے جو **نبوت محمدیہ** کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے

* ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینۂ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔ منہ*

پھر نرکچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب
پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف
اُن کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہرحال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی
نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے
تو پھر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ ص ۱۹
دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ کسی پر یہ بات پوشیدہ
نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ[۱۳] برس تک سخت دل کافروں
کے ہاتھ سے مصیبتیں اٹھائیں اور وہ دکھ دیکھے کہ بجز اُن برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا
پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور
اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے
قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زدوکوب کر کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ
ظالموں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر
تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے اُنہوں نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کا **محاصرہ** کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ
اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا
نام **ابوبکر**رضی اللہ عنہ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صدہا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا
مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے
اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر مکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ”اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن

ملفوظاتؑ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۲

کے پاس صحابہؓ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اللہ فی اصحابی۔ گویا صحابہؓ خدا کا رُوپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اور دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قُرب بندگانِ خدا کا قُرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[1] اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سِر ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا بلکہ وُہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع اُنکی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔ جو آج ہی تقریر سُنکر چلے جاویں اور بعض باتیں اُن میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وُہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری وُہی حالت ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔[2]

صرف وفاتِ مسیحؑ مقصد نہیں

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو۔ کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیحؑ کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی۔ جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے۔ اور وُہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

[1] التوبۃ: ۱۱۹ [2] الشعراء: ۴

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار

تصنیف کتاب براہین احمدیہ بحبت اطلاع جمیع عاشقان صدق و انتظام سرمایہ طبع کتاب

ایک کتاب جامع دلائل معقولہ درباره اثبات حقانیت قرآن شریف صدق نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس میں ثبوت کامل منجانب کلام اللہ ہونے قرآن شریف اور سچا ہونے حضرت خاتم الانبیاء کا اس قطعی فیصلہ سے گیا ہے کہ ساتھ اس کتاب کے ایک اشتہار بھی بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ کے اس مراد سے منسلک ہے کہ اگر کوئی صاحب جو حقانیت اور افضلیت فرقان شریف سے منکر ہے، براہین مندرجہ اس کتاب کو توڑ دے یا اپنی الہامی کتاب میں اسی قدر دلائل یا نصف اس سے یا ثلث اس سے یا ربع اس سے یا خمس اس سے ثابت کرکے دکھلا دے جس کو تین منصف مقبولہ فریقین تسلیم کرلیں تو مشتہر اس کو بلاعذر اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دیگا۔ بوجہ منکرانہ اصرار پنڈت دیانند

صاحب اور ان کے بعض سکرٹریوں کی تصنیف ہوئی ہے اور نام اس کتاب کا مندرجہ حاشیہ دکھا گیا ہے

براہین احمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

لیکن بوجہ ضخامت چھپنا اس کتاب کا خریداروں کی مدد پر موقوف ہے۔ لہذا یہ اشتہار بجہت اطلاع جملہ اخوان مومنین وبرادران موحدین وطالبان راہ حق ویقین شایع کیا جاتا ہے کہ بہ نیت معاونت اورنصرت دین متین کے اس کتاب کے چندہ میں بحسب توفیق شریک ہوں یا یوں مدد کریں کہ بہ نیت خریداری اس کتاب کے مبلغ پانچ روپیہ جو اصل قیمت اس کتاب کی قرار پائی ہے بطور پیشگی بھیجدیں تا سرمایہ طبع اس کتاب کا اکٹھا ہو کر بہت جلد چھپنی شروع ہو جائے۔ اور جیسے جیسے چھپتی جائے گی بخدمت جملہ صاحبین جو بہ نیت خریداری چندہ عنایت فرمائینگے مرسل ہوتی رہے گی۔ لیکن واضح رہے کہ جو صاحب بہ نیت خریداری چندہ عنایت فرمائیں وہ اپنی درخواست خریداری میں بقلم خوشخط اسم مبارک ومفصل پتہ ونشان مسکن وضلع وغیرہ کا کہ جس سے بلا ہرج اجزا کتاب کے وقتاً فوقتاً ان کی خدمت گرامی میں پہنچتے رہیں ارقام فرماویں

المشتہر

مرزا غلام احمد رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکرر بڑی شکر گذاری سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت مولوی چراغ علی خاں صاحب معتمد مدار المہام دولت آصفیہ حیدر آباد دکن نے بغیر ملاحظہ کسی اشتہار کے خود بخود اپنے کرم ذاتی وہمت اور حمایت وحمیت اسلامیہ سے بوجہ چندہ اس کتاب کے ایک نوٹ دس روپیہ کا بھیجا ہے۔

(مطبوعہ سفیر ہند امرتسر)

کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ اور رسُول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پُشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مَردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سُنکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسُول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مَرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع اور بد اطوار عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(٦) عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالحہ ہیں۔ مَردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ

نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک

(۵۷)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا۔[۱]

اشتہار نصرتِ دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین

علیٰ ملّتِ ابراہیم حنیفًا

چوں بدندان تو کرمے اوفتاد ؛ آں نہ دندانی بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم و الہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

[۱] النسآء : ۱۴۹

مجموعہ اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد دوم

(۱۶۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریضہ میں پہلے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ مَیں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچے خیرخواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا ذکر رئیسان پنجاب مسٹر گریفن میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیرخواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہر یک موقعہ مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہر یک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکام وقت اُن کو بڑے لطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور ۱۸۵۷ء کی خیرخواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تموّن کے گذر پر جو گورداسپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو اُن مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھلائی تھی اُن میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور مَیں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیرخواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ مَیں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز

جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جان نثار۔

اب اس تمہید کے بعد میں اصل مطلب کو لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے لیکھرام پشاوری جو آریہ صاحبوں کا ایک واعظ تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے کھلے کھلے طور پر قتل کی تہمتیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور اُن کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی طیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لئے بلکہ عام مسلمانوں کے لئے اور گورنمنٹ کے انتظام کے لئے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مبانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور امرت سر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعداد میں پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغنوں کے افروختہ ہیں اور انہیں کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رہبر ہند ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں افواہاً بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پلٹنوں کو کس طور سے اغوا کرنے کے لئے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض

جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ مَیں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس مُلک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جان نثار۔

اب اس تمہید کے بعد مَیں اصل مطلب کو لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے لیکھرام پشاوری جو آریہ صاحبوں کا ایک واعظ تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے کھلے کھلے طور پر قتل کی تہمتیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور اُن کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی طیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لئے بلکہ عام مسلمانوں کے لئے اور گورنمنٹ کے انتظام کے لئے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مبانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور امرت سر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعداد میں پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغنوں کے افروختہ ہیں اور انہیں کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت مَیں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رہبر ہند ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں افواہاً بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پلٹنوں کو کس طور سے اغوا کرنے کے لئے کوشش کی گئی ہے تو مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد سوم

از جانب متوکل علی اللہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ و اید۔ بخدمت مکرم بابو الٰہی بخش صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد ہذا اس عاجز کو اس وقت تک آں مکرم کے الہامات کی انتظار رہی۔ مگر کچھ معلوم نہیں ہوا کہ توقف کا کیا باعث ہے۔ میں نے سراسر نیک نیتی سے جس کو خدائے کریم جانتا ہے یہ درخواست کی تھی تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ان متناقض الہامات میں کچھ فیصلہ ہو جائے کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور اختلافات اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے اور اسلام کے مخالفوں کو ہنسی اور اعتراض کا موقع ملتا ہے اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو تو خدا تعالےٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالےٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے اور اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور اودھر سے دوسرے کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے۔ ایسا ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے اور پھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ جو اس کی پیروی کرتے ہیں وہ شقاوت کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے کہ ایسے مختلف الہام ہوں اور مختلف فرقے پیدا ہوں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں۔ اس لئے ہمدردی اسلام اسی میں ہے کہ ان مختلف الہامات کا فیصلہ ہو جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کر دے گا اور اس مصیبت سے مسلمانوں کو چھوڑائے گا۔ لیکن یہ فیصلہ تب ہو سکتا ہے کہ ملہمین جن کو الہام ہوتا ہے وہ زنانہ سیرت اختیار نہ کریں اور مرد میدان بن کر جس طرح کے الہام ہوں وہ سب دیانت کے ساتھ

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو۔ قل ای و ربی انہ لحق[1]

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود

[1] یونس: ۵۴

ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور مَیں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک مَیں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو مَیں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ مَیں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو مَیں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب مَیں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تُو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ[2]۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود عافاہ اللہ وایّد

مرقوم تاریخ ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ

[1] بنی اسرائیل: ۳۷ [2] الاعراف: ۹۰

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

تقریر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بر موقعہ

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۰۵ء

الناشر

مہتمم نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟
ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے سنا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور برپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالےٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت

ہے۔

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

مذہبی انسائیکلوپیڈیا

یعنی

مکمل تبلیغی پاکٹ بک

مُصنّفہ

جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم

بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ گجرات

[illegible] ١٢٦٩

جس کو

منشی محمد رمضان احمدی پوسٹل پنشنر گجرات

نے

مصنف کی اجازت سے شائع کیا۔

(پنجاب پریس [illegible])

[illegible] ۲ روپے

جواب۳. آسمان پر جانے اور مقتول و مصلوب ہونے میں کوئی
نہیں کیا جو نہ مقتول ہوا نہ مصلوب وہ آسمان پر اٹھایا جاتا ہے؟ (ا)
آنحضرت و حضرت موسیٰ کو زندہ آسمان پر مانتے ہو؟ کیونکہ نہ وہ (مقتول)
ہوئے اور نہ مصلوب۔

جواب۴. آیت مذکورہ میں بَلْ کو ابطالیہ قرار دینا غلط ہے بوجوہات
قرآن کریم میں ہے وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ. بَلِ ادّٰرَكَ
عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ۔ (نمل ع ۵)

الف. اس آیت میں تین دفعہ بَلْ آیا ہے اور تینوں جگہ ابطالیہ نہیں
بلکہ ترقی (اِنْتِقَالٌ مِنْ غَرَضٍ اِلٰی اٰخَرَ) کے لئے آیا
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ والی آیت میں بَلْ کو مثل اس
کلام خدا ہے لیکن بَلْ ابطالیہ نہیں ہو سکتا۔

ب. نحویوں نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں بَلْ ابطالیہ نہیں آتا
ہاں جب خدا تعالیٰ کے کفار کا قول نقل کرے تو بعض صورتوں
میں بَلْ ابطالیہ آ سکتا ہے ورنہ اصالتاً خدا تعالیٰ کے کلام
میں ابطالیہ وارد نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) مشہور نحوی ابن مالک کہتا ہے۔ اِنَّهَا لَا تَقَعُ فِي التَّنْزِيْلِ
عَلٰی هٰذَا الْوَجْهِ (اَيْ لِانْتِقَالٍ مِنْ غَرَضٍ اِلٰی اٰخَرَ)
(الاتقان جلد ۱ صفحہ ۲۸۵) کہ قرآن کریم میں بَلْ سوائے ترقی
اور کسی صورت میں (یعنی بغرض ابطال) نہیں آتا۔

(۲) قَالَ السُّيُوْطِيُّ بَعْدَ اَنْ نَقَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ. اَيْضًا
السُّيُوْطِيُّ مُخَالِفَةً عَلٰى مَا قَالَ ابْنُ مَالِكٍ مِنْ عَدَمِ
وُقُوْعِ الْاِضْرَابِ الْاِبْطَالِيِّ فِي الْقُرْاٰنِ. (الاتقان
جلد ۱ صفحہ ۲۸۵) کہ سیوطی نے بہت سے اقوال اور مثالیں نقل کر کے

اربعین

تصنیف لطیف

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام

شائع کردہ

بک ڈپو تالیف و تصنیف ربوہ

قیمت مجلد -/۱/۸ روپیہ ایڈیشن چہارم تعداد ۱۰۰۰ قیمت بلا جلد -/۱ روپیہ

اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی* مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذٰلک ازکٰی لھم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ یعنے قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

* چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنے کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنے اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ منہ

اسلامی قربانی

نمبر (۲۴)

مؤلفہ

قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر

نورپور

ضلع کانگڑہ

جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

ریاض ہند

ظاہر ہے کہ یلج الجمل فی سم الخیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدارج
ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی
آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے
ربوبیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے
پس جن لوگوں کو میاں وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
میں لکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی پیر سے جنون کی دلیل
نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولمن خاف مقام
ربہ جنتٰن ومن دونہما جنتٰن کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں
اللہ تعالیٰ نے ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے جنت کی
تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ جیسے ان میں چشمے ہوں گے، لولو اور مرجان
سے بھرے ہوں گے وغیرہ وغیرہ اخیر میں فرماتا ہے کہ ان دو جنتوں سے دو
جنت اور بھی ہیں یعنے جیسے مرنے کے بعد ان کو دو جنت ملیں گے
اسی دنیاوی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ہذہ اعمیٰ
فی الآخرۃ اعمیٰ۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مہربانی فرما کر کھول کر
ان کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یہ بلا اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے
خود کسی صنعت کے موجد [illegible] ان خوابوں
اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں
ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی
مسلمان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا۔ مگر تا

331

٦٨٤
٧٩١

وما علی الرسول الا البلاغ المبین

البلاغ المبین

جس میں

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے آخری لیکچر جو رؤسا لاہور کے سامنے ۱۷ مئی کو دیا۔ اور (۲) ۲۵ مئی بوقت عصر کی تقریر اور (۳) حضرت خلیفۃ المسیح کی سب سے پہلی تقریر اور (۴) آپکے سینہ پر عمائد جماعت احمدیہ پھر (۵) ثبوت صداقت درج ہے۔

محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں چھپوا کر الحکم نے شائع کیا

تعداد جلد ایک ہزار

قیمت ۱ر

اپنی نسبت چند غلط فہمیوں کا ازالہ

ابتک یہ مشہور کر رکھا ہے کہ میں پیغمبروں کو گالیاں دیتا ہوں سنو! میرے نزدیک وہ بڑا ہی خبیث۔ ملعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دے۔

دوسرا الزام

پھر کہتے ہیں کہ میں معجزات سے منکر ہوں حالانکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ جس دین میں زندہ معجزات نہیں وہ دین قائم رہ سکتا ہی نہیں عقلی دلیل سے کوئی کہاں تک قائم رہ سکتا ہے جب تک خدا کی خاص تائید و نصرت شامل حال نہ ہو اگر خدا نے پہلے کام کئے تو اب بھی کریگا کیا بات ہے کہ اس نے پہلے زمانے میں خوارق دکھلائے مگر اب نہیں دکھا سکتا۔ کیا خدا بڈھا ہو گیا کیا اسکا تصرف جاتا رہا۔ جواب وہ پہلے زمانہ کی طرح نہیں کر سکتا۔

زندہ اسلام صرف احمدیت میں ہے

سنو! میں اس بات میں صاحب تجربہ ہوں جیسے پہلے نشان ظاہر ہوتے تھے اب بھی ویسے ہی نشان ظاہر ہوتے ہیں جیسے پہلے وحی و الہام سے بعض عباد مخصوص ہوتے تھے اب بھی ہوتے ہیں اور ہوتے رہینگے جس دین میں وحی و الہام کا سلسلہ نہیں وہ مردہ ہے اگر یہ دین مردہ ہے تو تم کس دین کو لیکر ضرری قوموں میں تبلیغ کرتے ہو۔ کیا مردہ مردے کو اٹھا سکتا ہے کیا اندھا اندھے کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ دین اسی طرح زندہ ہے جس طرح نبی کریم کے وقت تھا۔ ہمارا خدا اسی طرح زندہ ہے جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔ اگر کوئی ایسا ہے کہ وہ مردہ دین اور مردہ خدا کو پسند کرتا ہے تو کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں صحیح نہیں مانتا تو نہ مانے وہ مسلمان کیسا ہے

قیامت تک ہادی اور اس زمانہ کا مصلح مسیح

خدا تعالے نے ایک قوم کو اپنے لئے چن لیا اور انہیں منزل مقصود تک پہنچانے کا وعدہ کیا۔ اب کیا یہ مناسب ہے۔ اور یہ اسکی شان کے مطابق ہے کہ ہمیں رستے میں چھوڑ دیتا مثلاً ایک شخص نے وعدہ کیا۔ کلکتہ میں پہنچا دینے کا اب سے پورا نہ کرے تو کیسی بری بات ہے انسان خدا کے حضور اندھے کی طرح ہے وہ اسے اپنی رہنمائی سے منزل مقصود تک پہنچائیگا۔ اور قیامت تک ہادی بھیجتا رہیگا۔ قرآن شریف میں اسی لئے لیستخلفنہم آیا ہے جس سے قیامت تک خلفاء کی بعثت ثابت ہے میں بھی اسی وعدے کے مطابق آیا۔ اسلئے موعود کہلایا۔ میں مسیح بھی ہوں مگر نہ بطور تناسخ بلکہ بات یہ ہے کہ اخیر زمانہ میں اللہ کو معلوم تھا یہ امت عیسائیوں و یہودیوں کی طرح ہو جائے گی۔ اور ان کا

شعر و سخن

نظم

(از اکمل آف گولیکی)

امام اپنا عزیزو اس زمان مین
غلام احمد ہے عرش رب اکرم
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
غلام احمد مسیحا سے ہے افضل
غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے
شفا دل کو ہو جاتی ہے حاصل
بھلا اس معجزے سے بڑھ کے کیا ہو
قلم سے کام جو کرکے دکھایا۔
محمد پھر اُتر آئے ہیں۔ ہم مین
محمد دیکھنے ہون جس نے اکمل
غلام احمد مختار ہو کر۔
تری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو

غلام احمد ہوا دارالامان مین
مکان اس کا ہے گویا لامکان مین
شرف پایا ہے نوع انس و جان مین
بروز مصطفیٰ ہو کر جہان مین
وہ شک جاتا رہا باغ و جنان مین
یہ ہے اعجاز احمد کی زبان مین
خدا اک قوم کا مارا۔ جہان مین
کہان طاقت سنن یہ سیف و سنان میں
اور آگے سے ہین بڑھ کر اپنی شان مین
غلام احمد کو دیکھے قادیان مین
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان مین
کہ سب کچھ کہہ دیا راز نہان مین

خدا سے تو۔ خدا تجھ سے ہے واللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیان مین

انصار بدر

حکیم فضل دین صاحب قادیانی حال وارد بھیرہ۔ بدر اخبار کے حال پر ہمیشہ مہربانی کی نظر رکھا کرتے ہین۔ وہ ہمیشہ نئے خریدار پیدا کرنیکی سعی کیا کرتے ہین واقعہ یہ ہے کہ اس مضمون پر کہ بعض دوستون نے ہمارے خط کا جواب بھی نہیں دیا تحریر فرماتے ہین کہ یہ ایک ظن ہے اور ان بعض الظن اثم ذہن خریدار پیدا کرنے مین لگا ہوا ہون چنانچہ حکیم صاحب نے دو خریدارون کے نام بھی لکھے ہین کہ ان کے نام اخبار جاری کر دیا جاوے اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو جزائے خیر دے اور دوسرے دوستون کو بھی توفیق نیکی کی عطا فرماوے۔ حکیم صاحب کو ہم مبارکباد دیتے ہیں کہ ساتھ جلد دوبارہ دارالامان پہنچائے

حکیم دوست محمد خان صاحب ... ایڈیٹر اخبار ... حکیم ... کے مضامین پر جنہیں بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا کرتے ہین اور حال مین حکیم صاحب موصوف نے بہت کرنے خریدار بنانے کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق نیک عطا فرماوے۔

برادر نظام الدین صاحب ساکن قادیان حال ملازم کشمیر نے خود اور حسب ... اخبار بدر کی خدمت میں مصروف ہو گئی ایک خریدار دے چکے ہین اللہ تعالیٰ اس عزیز بھائی کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

دوسرے احباب سے بھی درخواست ہے کہ جہان تک ہو سکے اخبار کے لئے بہت سے خریدار بنانے کی کوشش کرین۔ کیونکہ ... کثرت خریدارون کے اس تھوڑی سی قیمت والے اخبار کا چلنا مشکل ہے۔ ... ایک بہار ... چاہئے کہ اس مفید اگرچہ قومی کی امداد مین جتنی الوسع سعی کرینگے اور ایک نمونہ قائم کرینگے بہت سے دوست اس قسم کے ہین جن پر ہماری نظر ہے کہ وہ اس معاملہ مین ہماری امداد کرین لیکن تا حال ان کی طرف سے ... برخاست والا معاملہ ہو رہا ہے۔

سلسلہ حقہ کے نئے ممبر

(منجملہ شرائط بیعت۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا)

مولوی قطب الدین صاحب ضلع سیالکوٹ سے اطلاع دیتے ہین کہ وہ اس ضلع کے دیہات مین سلسلہ حقہ کا دعظ کرتے پھرتے ہین اور ایک سو سے زائد آدمی نئے سلسلہ حقہ مین داخل ہو چکے ہین۔ انتہٰی۔

قاضی عبدالعزیز صاحب ولد کبیر الدین صاحب ساکن تہال جہیمر
میان عمر الدین صاحب ولد اللہ بخش صاحب ساکن سیریہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر
شیخ احمد صاحب ولد شیخ صاحب صوبہ بھوبر ضلع سیوگہ مقام سولاپور
عظیم بخش صاحب ولد منتو۔ ڈھمیلی۔ علاقہ بیگوواڑہ
میان کرم الٰہی صاحب۔ خان محمد والہ۔ بھیرو
احمد حسن صاحب محرر مسٹر ڈوالیوال بیرسٹر۔ منصوری
احمد الدین صاحب ولد علم الدین قصاب۔ شہر جہلم
ہمشیرہ عبدالعزیز صاحب کشمیری۔ تہہ کلان
اہلیہ
فاطمہ بی بی بھتیجی غلام نبی صاحب۔ امام مسجد پریم کوٹ۔ حافظ آباد
میان فضل کریم صاحب پٹواری۔ دیکھے تارڑ تحصیل حافظ آباد
میان اللہ دین صاحب۔ امام مسجد قاضیان۔ پھلور
فضل کریم صاحب طالب علم مسجد قاضیان والی بھیرہ
سردار علی صاحب ولد سردار خان صاحب بھوراں منہر پور۔ ریاست پٹیالہ
محمد ظفر بیگ صاحب۔ سامانہ ریاست پٹیالہ
عبداللہ صاحب امام مسجد منصوران ضلع لودیانہ
محبوب علی صاحب جیٹھی مسان " "
میان اللہ دتا صاحب۔ چک اسکندر۔ کماریان۔ ضلع گجرات
میان محمد دین صاحب " " " "
احمد الدین صاحب " " " "
سمات بیگم " " " "
سید کاظم علی صاحب عرف ... ٹمک پرگنہ ساہنچر
ہمشیرہ رحمت خان صاحب۔ احمدی کریام۔ ضلع جالندھر
گلاب الدین صاحب و فضل الدین صاحب بہر پور۔ علاقہ مہاراج
نواب الدین ولد نور الدین صاحب کنجاہ
محمد اعظم خان صاحب چک نمبر ۱۳۲ گھسیٹ ڈھڈی ضلع لائل پور
محمد عبداللہ صاحب ولد غلام محمد صاحب۔ پھلور۔ جالندھر

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا۔ تو آپ نے انہی عثمان بن مظعون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جا اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے پاس۔

غرض بعض روایات کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بچے فوت ہوئے۔ اور لازماً ہر بچہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیں کی ہوں گی۔ مگر آخر

اللہ تعالیٰ کی مشیت

غالب آئی۔ اور وہی ہوا جو اس نے چاہا تھا۔ ایک دفعہ آپ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے۔ کہ آپ نے ایک بڑھیا کو دیکھا۔ کہ وہ ایک قبر پر بیٹھی بین ڈال رہی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب گئے۔ اور فرمایا بڑھیا کیا ہوا۔ اس نے کہا میرا بچہ فوت ہو گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بڑھیا صبر کرو۔ خدا کی یہی مشیت تھی۔ بڑھیا نے شدت غم میں آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ کہ کون شخص اس سے باتیں کر رہا ہے۔ اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ ایسی حالت میں انسان کی آنکھوں میں آنسو آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے سر کو جھکائے ہوئے ہوتا ہے۔ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا۔ کہنے لگی میاں دوسروں کے لئے نصیحت ہوتی ہے۔ ورنہ جس کے دل کو لگتی ہے وہی جانتا ہے۔ کہ یہ صدمہ کتنا سخت ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مائی میرے گیارہ بچے فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ کہہ کر آپ اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے۔ بعد میں کسی نے اسے بتایا۔ کہ بدبخت وہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ یہ سنتے ہی دوڑتی ہوئی آپ کے پاس پہنچی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے صبر کیا۔ آپ نے فرمایا الصبر للعل وصدمۃ۔ صبر تو وہی ہے جو شروع میں کیا جائے۔ ورنہ رو دھو کر تو سب کو صبر آ جاتا ہے۔

ایک دفعہ آپ کا ایک نواسا فوت ہو گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے۔ ایک صحابی کہنے لگا یا رسول اللہ آپ تو دوسروں کو صبر کی تلقین کیا کرتے ہیں۔ اور خود رو رہے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری آنکھیں روتی ہیں۔ اور یہ رحمت کی علامت ہے۔ اگر تمہارا دل خدا تعالیٰ نے سخت بنا دیا ہے تو میں کیا کروں؟

غرض درد آپ کے دل میں بھی تھا۔ اور اس وجہ سے کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کے لئے دعائیں نہیں کی ہوں گی مگر باوجود اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بچوں کے لئے دعائیں کیں۔ آپ کے گیارہ بچے فوت ہو گئے۔ (روایات میں اختلاف ہے بعض میں کم تعداد کا ذکر ہے)

ہمارے ٹریکٹ کے لکھنے والے نے میری بھی گیارہ دعائیں ایسی شمار کی ہیں جو اس کے خیال میں قبول نہیں ہوئیں۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی گیارہ بچے ہی فوت ہوئے تھے۔ اب کیا یہ کہا جائے گا۔ کہ آپ نے ان کے متعلق دعائیں نہیں کی تھیں۔ یا یہ کہا جائے گا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیں تو کیں مگر وہ قبول نہ ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی بیماری میں ان کی صحت کے لئے کتنی دعائیں کیں۔ ہمارے سلسلہ کے الہامات کے قائل اس پر گواہ ہیں۔ مگر کیا مولوی عبدالکریم صاحب تندرست ہو گئے؟ اور کیا اس کے باوجود آپ نے دنیا کو چیلنج دیا ہے یا نہیں کہ مجھے

قبولیت دعا کا معجزہ

دیا گیا ہے۔ اور اس نشان میں میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اب کیا کوئی مخالف اگر یہی بات پیش کرے کہ جب مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق آپ کی دعا قبول نہ ہوئی۔ تو آپ نے قبولیت دعا کے نشان میں مقابلہ کرنے کا چیلنج کس طرح دے دیا۔ تو کیا اس کی یہ بات معقول ہوگی۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آپ نے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی صحت کے لئے بہت دعائیں کیں۔ اور آپ کو ان سے اس قسم کا تعلق تھا کہ جب وہ فوت ہوئے تو گو آپ کی عادت میں یہ بات داخل تھی۔ کہ آپ ہمیشہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے۔ اور عشاء تک مختلف دینی مسائل پر باتیں کرتے رہتے۔ (مولوی عبد الکریم صاحب رض ایسے موقعہ پر ہمیشہ آپ کے دائیں طرف بیٹھا کرتے تھے) جب مولوی صاحب کی وفات ہو گئی تو آپ نے مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھنا بند کر دیا۔ ایک دفعہ بعض لوگوں نے عرض کیا۔ کہ حضور پہلے مغرب کے بعد مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ اور

مختلف دینی مسائل

بیان کیا کرتے تھے۔ جس سے آنے والے مہمانوں اور دوسرے لوگوں کو بہت کچھ فائدہ ہوتا تھا۔ مگر اب حضور نے بیٹھنا بند کر دیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ حضور پھر اس سلسلہ کو جاری فرماویں کیونکہ لوگوں کو حضور کے نہ بیٹھنے کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب مجھ سے بیٹھنا برداشت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب میری نظر اس طرف جاتی ہے۔ جہاں مولوی عبد الکریم صاحب بیٹھا کرتے تھے۔ تو میرے دل کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمارا چھوٹا بھائی

مبارک احمد جب بیمار ہوا

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لئے کتنی ہی دعائیں کیں مگر ان دعاؤں کے باوجود وہ فوت ہو گیا۔ کیونکہ خدا کی مشیت یہی تھی۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ پہلے مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے آپ نے دعائیں کیں مگر وہ قبول نہ ہوئیں۔ اور مولوی صاحب فوت ہو گئے۔ پھر مبارک احمد کے لئے آپ نے دعائیں کیں۔ مگر وہ بھی قبول نہ ہوئیں۔ اور مبارک احمد فوت ہو گیا۔ ایسی حالت میں دنیا کو چیلنج دینے کے معنی کیا ہو سکتے ہیں؟ اور کس طرح معلوم ہوا کہ آپ کی دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی پہلے

بشیر اول فوت ہوا

اور آپ نے اس کے لئے بہت دعائیں کیں۔ پھر آپ کو اس کی وفات پر الہام ہوا۔ کہ جس لڑکے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے۔ اس کا مصداق بشیر اول نہیں۔ لیکن جب تک وہ زندہ رہا آپ کا یہی خیال تھا۔ کہ یہی موعود لڑکا ہے۔ اور آپ نے نہ صرف اس کے لئے دعائیں کیں۔ بلکہ دوسروں سے بھی کروائیں مگر پھر بھی وہ فوت ہو گیا

آتھم کے متعلق پیشگوئی

کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ اور میری عمر کوئی پانچ ساڑھے پانچ سال کی تھی مگر مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے۔ کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب اور اضطراب سے دعائیں کی گئیں۔ میں نے تو محرم کا ماتم بھی کبھی اتنا سخت نہیں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک طرف دعا میں مشغول تھے۔ اور مولوی عبد الکریم صاحب اور سلسلہ کے بعض اور بزرگ مسجد میں جمع ہو کر دعا کر رہے تھے۔ اور تیسری طرف بعض نوجوان (جن کی اس حرکت پر بعد میں بڑا ہی ستایا گیا۔) جہاں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مطب کیا کرتے تھے۔ اور آجکل مولوی قطب الدین صاحب بیٹھتے ہیں۔ وہاں اکٹھے ہو گئے۔ اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں۔ اس طرح انہوں نے بین ڈالنے شروع کر دیئے۔ ان کی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے یا اللہ آتھم مر جائے۔ مگر اس کہرام اور آہ و زاری کے نتیجہ میں آتھم تو نہ مرا۔ پھر کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ایسے معاملات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں قبول نہ ہوئیں تو آپکا دنیا کو قبولیت دعا کے نشان میں مقابلہ کا چیلنج دینا بیکار تھا؟

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۳ جون ۲۲ء عصر)

ایک مبشر رؤیا

فرمایا کہ آج رؤیا میں میری زبان پر جاری ہو گیا۔ آج بہت سی بشارتیں ترقی اسلام کے متعلق ملی ہیں یہ اصل الفاظ نہیں۔ بلکہ خلاصہ ہے۔ جو میری زبان پر جاری تھا۔

...کے لوگ خود مباحثہ کیا کریں

فرمایا فیروز پور میں منشی فرزند علی صاحب اور ...ثناء اللہ کے درمیان ایک مباحثہ ہوا ہے (مسکرا کر ...یا) بات تو اچھی ہے ہر جگہ کے مقامی لوگ بحث...ثوں میں حصہ لیا کریں۔ اور مولویوں کا پیچھا چھوڑیں ...کہ یہ کام بڑھے اور زیادہ مفید کام ہو سکے۔

نیا طریق تبلیغ

فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ اس بات کا تجربہ کیا جائے۔ کہ ایک ...ع منتخب کر کے تمام زور اسی پر صرف کر دیا جائے۔ جب تک وہ پورے طور پر صاف نہ ہو جائے۔ اسکو ...ڑا جائے۔ اس جنگ کے دوران میں ایک جرنیل ...ایجاد کیا تھا۔ کہ وہ تمام کا تمام توپخانہ ایک ...جمع کر دیتا تھا۔ اور آگے پیچھے کر کے اس ترتیب سے ...چلوایا کرتا تھا کہ دس دس میل تک زمین ایسی ہو جاتی تھی جیسے ...یں پڑ جاتی ہیں۔ اس کا مقابلہ دوسرے نہیں کر سکتے تھے ...آخری وقت میں ملا تھا۔ اس لئے اس کے طریق ...کی پوری تحقیق نہیں ہو سکی کہ مفید ہے یا غیر مفید۔ ...یت کے اخباروں میں اس کے متعلق بڑے لمبے مضامین ...ع ہوا کرتے تھے۔ اگر اس طریق پر تبلیغ کی جائے تو شاید ...مفید ہو۔ یہاں کے لوگ بھی ہوں اور باہر سے بھی لوگ بلائے ...ئیں جو تبلیغ کر سکتے ہوں۔ اور وہ سب ایک ضلع میں ...جائیں۔ پھر شاید اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجودہ ...رت کی نسبت زیادہ مفید نتیجہ برآمد ہو۔

...ان ستھرے شخص کے ہاتھ کا کھانا

ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا چوڑھے ...کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے۔ اگر وہ صاف ستھرا ہو۔ اور کوئی غلاظت یا مکروہ چیز اس کے جسم اور لباس پر نہ ہو۔ فرمایا صاف آدمی کے ہاتھ سے چیز کھانا جائز ہے۔ البتہ غیر اہل کتاب کے ہاتھ کی پکی ہوئی کھانی منع ہے۔

سوال ہوا۔ کہ ہندو اور سکھ کے ہاتھ کی پکی ہوئی کھانا جائز ہے۔ فرمایا ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔

سوال ہوا کہ سکھ جھٹکا کرتے ہیں۔ فرمایا وہ ناجائز ہے۔ اہل کتاب کے ساتھ کھانے کے یہ معنے نہیں کہ جو چیزیں شریعت اسلام میں ناجائز ہیں وہ ان کے ساتھ کھانے سے جائز ہو جاتی ہیں۔

(۴ جون ۲۲ء ظہر)

بعض مشہور کتب کے متعلق رائے

فرمایا میرے ذوق میں فتوحات مکیہ بہت عمدہ کتاب ہے۔ حافظ روشن علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ اس کا ایک حصہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ فرمایا یہ تو ٹھیک ہے کہ بعض حصے اسکے سمجھ میں نہیں آتے۔ لیکن وہ دوسرے مقامات میں جا کر ان کی تشریح خود ہی کر دیتے ہیں۔

فرمایا ابن جنی کی کتاب خصائص بڑی لطیف کتاب ہے۔ اور فقہ اللغۃ العربیۃ بھی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اس کے مصنف نے عربی زبان اور دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور خضری تاریخ میں بہت اعلیٰ درجہ کا انسان ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ میں اور مسیح ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی طرح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا اور خضری کا دماغ دونوں ایک ہیں۔ البتہ اس میں ایک نقص ہے کہ وہ لمبی محنت نہیں کر سکتا۔

مسلمان اور عیسائی مورخین

اس کی کتاب کے اگر کوئی ٹکڑے پڑھے جائیں تو اچھا اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر ساری کتاب پڑھی جائے۔ تو مجموعی طور پر یہی اثر پڑتا ہے۔ کہ ہمارے اسلاف کے کارنامے کچھ اعلیٰ درجہ کے نہ تھے اور یہ نہیں ہوتا۔ کہ پڑھنے والے پر یہ اثر ہو۔ کہ ہمارے اسلاف کی کچھ روایات ہیں جن کو ہمیں قائم رکھنا ہے۔ لیکن یورپین مورخوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے۔ وہ اپنی تاریخ لکھتے ہیں تو اپنے اسلاف کو اتنا بڑا کر کے دکھاتے ہیں۔ کہ پڑھنے والے پر ان کی شخصیت کا رعب پڑتا ہے۔ اور خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں بھی ایسا ہی بننا چاہیئے۔ مگر مسلمان مورخ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے زمانہ کو چھوڑ کر تاریخ میں یہ دکھاتے ہیں۔ کہ ہمارے اسلاف بڑے نکمے تھے عیسائیوں نے جو طریق اختیار کیا وہ درست ہے۔ کیونکہ تاریخی طور پر جب تک آیندہ نسلوں پر یہ اثر نہ ڈالا جائے کہ تمہارے اسلاف کے یہ کارنامے ہیں۔ اور ان کی یہ روایات ہیں اور تمہیں ان روایات کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس وقت تک تاریخ کا فائدہ نہیں مرتب ہو سکتا۔

روحانی ترقی کا میدان

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر کے اپنے سے بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ اور خدا نے آیندہ کے متعلق بھی گواہی دیدی کہ آپ آیندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ پیغامی بھی لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں کہ اس لئے رسول کریم کے بعد امت محمدیہ میں نبی نہیں آسکتا ہے۔ اور مسیح موعود تو ابوہریرہ سے بھی کم درجہ کے ہیں۔ یہ دلیل اب تو لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکا سکتی ہے۔ مگر آیندہ زمانہ میں پیغامیت کو کھا جانے والی ہو گی۔ کیونکہ اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں ہم پر بند ہیں تو اسلام کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اور پھر اس میں کوئی خوبی بھی نہیں۔ کہ ایک کو بڑھا دیا جائے۔ اور دوسروں کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ کمال خوبی یہ ہے کہ موقع سب کو دیا جائے پھر آگے جو بڑھ جائے۔

(۶ جون ۲۲ء عصر)

طبری کے پڑھنے کا طریق

شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے کہا۔ طبری سے صحیح روایات معلوم کرنے کا کیا گر ہے۔ فرمایا جس طرح بائیبل کے مصنف چار ہیں۔ اسی طرح طبری نے بھی چار سلسلے چلائے ہیں۔ جن میں سے دو بڑے سلسلے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ جس بات کو وہ ثابت کرنا چاہتا ہے

اس کے متعلق روایتیں جمع کر دیتا ہے۔ اور اس کے مخالف روایتوں کو بھی جمع کرتا ہے۔ لیکن اپنے مخالفین کے گروہ جو واقدی وغیرہ کا گروہ ہے۔ اس کے راویوں کی روایتوں کو بغیر تائید چھوڑ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں جا بجا پچاس صفحات کے بعد اشارہ بھی کر دیتا ہے۔ مثلاً عمرو ابن العاص کے متعلق اس نے یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ وہ شریر نہ تھے۔ اور حضرت عثمان کے بدخواہ نہ تھے۔ اس کے لئے جہاں وہ ایک یہ روایت لاتا ہے کہ حضرت عثمان عمرو بن العاص سے ناراض ہو گئے ... اس دوسری طرف وہ یہ روایتیں لاتا ہے۔ کہ آخر تک حضرت عثمان اس پر حسن ظن رہے۔ اور عمرو ابن العاص آخر تک ان کے خیرخواہ رہے۔

بغیر باپ کے پیدا ہونا

فرمایا۔ مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ امریکہ میں ایک نیا علم نکلا ہے۔ اور تجربہ سے کامیاب ثابت ہو رہا ہے کہ بغیر باپ کے اولاد ہو سکتی ہے۔ اگر یہ علم پورے طور پر تجربہ میں آ جائے تو اس سے ہماری تائید ہو گی۔ اور مسیح ناصری کی خدائی پر چھری پھر جائیگی۔ اور ساتھ ہی مولوی محمد علی کی مجددیت کا خاتمہ ہو جائیگا۔ جو انہوں نے کہا کہ مسیح کی حیات کے عقیدے کو مرزا صاحب نے توڑا۔ اور اس کی خدائی کے دوسرے رکن یعنی بے باپ پیدا ہونے کے عقیدے کو میں توڑتا ہوں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے بے پدر ولادت مسیح کو اپنے معتقدات میں سے لکھا ہے۔

(۱۰ جون ۱۹۲۳ء عصر)

آئینہ صداقت کا جواب

مولوی محمد علی صاحب نے آئینہ صداقت کے خلاف جو ایک رسالہ "حقیقت اختلاف" نام کا لکھا ہے۔ اور ابھی شائع نہیں ہوا تھا اس کے ذکر میں فرمایا۔ یہ مسئلہ باقی تھا۔ نبوۃ وغیرہ مسائل پر تو خوب بحث ہو چکی ہے۔ اس بحث سے تاریخ سلسلہ مکمل ہو جائیگی۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ انجمن میں جو اختلاف وغیرہ ہوا کرتے تھے ان کا ذکر کرینگے۔ مگر اس کتاب میں مندرجہ واقعات سے انکار نہیں کر سکینگے۔ خواہ مولوی محمد علی صاحب مخالفت میں کتنے ہی حد سے بڑھ چکے ہوں۔ تاہم ان واقعات کی تردید کرنا مشکل ہے۔ اور انکا جواب ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت صاحب پنجابی کا ایک قصہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص اپنے کھیت کی باڑ لگاتا تھا۔ دوسرے شخص نے کہا کہ بھئی ٹیڑھی باڑ کیوں لگاتے ہو۔ سیدھی کر کے لگاؤ۔ اس نے کہا تم نے بھی تو اپنی لڑکی کا نکاح کیا ہی تھا۔ پہلے نے کہا ان دونوں باتوں کا تعلق کیا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا۔ باتوں ہی سے باتیں نکلتی ہیں۔ اسی طرح مولوی صاحب نے اصل واقعات کو چھوڑ دیا ہوگا۔ اور اور جھگڑوں میں جو ... واقعات نے مولوی صاحب کے جواب کو ایسا ہی ثابت کیا۔ (۱۰ جون ۱۹۲۳ء ظہر)

احمدی باپ کی اولاد

ایک مخلص اور قدیم احمدی جو فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی اولاد کی مذہبی نگرانی اور عام حالت کی اصلاح کے لئے ... ایک احمدی کارکن سے ارشاد فرمایا کہ مرحوم بہت مخلص اور قدیم احمدی تھے۔ ان کے بیٹوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ لڑکے جماعت کی امانت ہوتے ہیں۔ اگر خراب ہو جائیں تو اس کی ذمہ داری وہاں کی جماعت پر عاید ہوتی ہے۔

دعوۃ کے ذریعہ تبلیغ

مستری اللہ بخش صاحب احمدی امرتسر نے ایک احمدی خاتون کے طریق تبلیغ کے متعلق عرض کیا کہ وہ مستورات کو اپنے مکان پر بلاتی ہیں۔ ان کے لئے کچھ چائے وغیرہ تیار کرتی ہیں۔ اور ان کو وعظ بھی کرتی ہیں۔

فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب دیکھا کہ لوگ آپ کی بات نہیں سنتے۔ تو آپ نے خیال فرمایا کہ یوں نہیں سنتے۔ تو دعوۃ کے ذریعہ سنینگے چنانچہ یہ طریق اختیار کیا گیا۔ مگر لوگوں نے اس کے مقابلہ میں یہ صورت اختیار کی کہ کھانا کھا کر چلے جاتے تھے اور آپ کی بات سننے کے لئے نہ ٹھہرتے تھے۔ حضرت علی جو اس وقت بچے تھے انہوں نے عرض کیا کہ میں ایک طریق عرض کرتا ہوں۔ اس طرح یہ لوگ سن لیا کرینگے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ پہلے نصیحت فرمائیں اور بعد میں کھانا پیش کریں۔ اس طرح لوگ سنتے تھے گو پیچ و تاب کھاتے تھے۔

فرمایا مادی دعوۃ بھی روحانی دعوۃ کا سلسلہ ہو جاتی ہے۔ جب اس دعوۃ کے ذریعہ لوگوں سے تعلقات قائم ہو گئے۔ تو وہ باتیں بھی سن ...

ہندوؤں میں تبلیغ

حضور نے مستری صاحب سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا آپ ہندوؤں میں بھی تبلیغ کرتے ہیں۔ مستری صاحب نے عرض کیا۔ اس طرف توجہ نہیں کی اب انشاء اللہ ان کو بھی کرینگے۔ فرمایا ہندوؤں میں تبلیغ کرنے کی اہمیت ہے۔ آخر یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ میں نے ... کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ ایک حصہ ہندوؤں میں تبلیغ کرنے کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ... ہے کہ ہندوؤں میں سے آنے والے سوائے ... کے زیادہ مخلص ہوتے ہیں۔ غور کیا جائے تو ... ہوگا۔ کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان ... سے آئے ہوئے ہیں۔ جو مسلمان باہر سے ہندوستان میں آئے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ ہندو مسلمان نہیں ہو سکتے۔ تب سے مسلمان ہونا بھی بند ہو گئے۔ ایسا خیال کرنے والے نے یہ نہ سمجھا کہ اتنے مسلمان جو ہوئے ہیں۔ ان ہی میں سے ہوئے ہیں۔ جس طرح تازہ بارش پڑ کر گندا پانی صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مذہب میں نئے لوگ داخل ہو کر نیا جوش اور نئی زندگی لاتے ہیں۔ پرانے لوگوں میں مذہب سے تعلق محض رسم کے طور پر رہ جاتا ہے۔

(۱۰ جون ۱۹۲۳ء عصر)

جزیہ پر ایک نیا اعتراض

مولوی ... بنگالی بی اے سابق ... نے ہندوؤں کا اعتراض پیش کیا۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ ... نے غیر مسلم اقوام پر جزیہ مقرر کر کے انہیں ... رہائی دیدی اور اس طرح ان کو بزدل بنا دیا۔ فرمایا۔ Conscription (لازمی فوجی خدمت) جزیہ ادا کرنے پر موقوف تھی۔ نہ کہ ان کو جنگ ہی سے روک دیا جاتا تھا۔ تو جنگ کے لئے مجبور کئے جاتے تھے۔ مگر ...

[illegible] کئے جاتے تھے۔ موجودہ طریق حکومت میں قابل اعتراض [illegible] کر دالنیبر [illegible] نہیں سمجھا جاتا۔ حالانکہ [illegible] ہے۔ کہ غیر اقوام و مذاہب کے لوگ مسلمانوں کی فوج میں شامل ہوتے تھے۔

سوال۔ کیا وہ لوگ جو جنگ میں شامل ہوتے تھے۔ ان کو [جزیہ] معاف کر دیا جاتا تھا۔ فرمایا۔ جنگ کے باوجود [illegible] کے ٹیکس مسلمان دیتے تھے۔ بعض ان کو بھی دینے پڑتے [illegible] مسلمان بادشاہوں [illegible] جزیہ معاف بھی کر دیا تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے وقت کوئی مثال مجھے معلوم نہیں۔ میں نے (نائب ایڈیٹر) کہا۔ کہ بصورت اعتراض [illegible] ہے۔ پہلے تو یہ [illegible] تھا کہ جزیہ [illegible] دیا گیا تھا۔ اب یہ اعتراض [illegible] جزیہ [illegible] بنا دیا۔

[illegible] لوگوں کا جو یہ حال ہے [illegible] کہتے ہیں [illegible] تو کہتے ہیں کہ گرمی ستاتی ہے۔ یا مثلاً [illegible] کو کام کے لئے کہا گیا۔ تو اس نے کہدیا میں [illegible]۔ جب کھانا کھانے کے بعد کہا تو کہدیا پیٹ [illegible] ہے۔ دونوں صورتوں میں کام کرنے سے انکار [illegible]۔ حضرت صاحب کے متعلق مخالف اعتراض کیا کرتے [تھے] کہ جب یہ پیشگوئی کرتے ہیں۔ تو یہی کہ فلاں مر جائیگا [یا] فلاں پر آفت آئیگی۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے ایک [شخص] کو زندہ رکھ کر آپ کی صداقت کا نشان دکھایا [تو] اعتراض کر دیا۔ کہ یہ مرا کیوں نہیں۔ گویا اگر کوئی مرتا [ہے] تو اعتراض کہ کیوں مرتا ہے۔ اور اگر کوئی زندہ ہے۔ تو بھی اعتراض کہ کیوں نہیں مرتا۔

[illegible] اور [illegible] کا [illegible] سے تعلق نہیں

ایک صاحب نے سوال کیا کہ مسمریزم وغیرہ کا قادیانی سے کیا تعلق ہے۔ فرمایا کچھ تعلق نہیں۔ میں نے غور [illegible] کہ جب مسلمان ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور انہوں نے ہندو سادھوؤں کو دیکھا کہ وہ توجہ اور مسمریزم کرتے ہیں۔ اور لوگوں میں ان کی وجہ سے اصل [کر]امات اور کمالات کے متعلق اشتباہ اور شک پیدا ہو گیا ہے۔ تو اس شک و اشتباہ کو دور کرنے کے لئے اولیاء امت نے جو ہندوستان میں آئے۔ اس کام کو بھی کیا۔ تاکہ بتائیں کہ یہ کوئی کرامت نہیں ہے۔ در حقیقت اس کا تصوف سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جیسا علم کلام سے فلسفہ کا تعلق نہ تھا۔ مگر عوام کو دین سکھلانے کے لئے جس طرح علم کلام میں فلسفہ کو داخل کیا گیا۔ اسی طرح باطنی صوفیاء نے تصوف میں توجہ کو داخل کیا۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہدیں کہ یہ اس فن کو جانتے نہیں۔ اگر در حقیقت یہ کوئی جزو تصوف ہوتی۔ تو باہر کے ممالک میں بھی پائی جاتی۔ مگر سوائے ہندوستان اور ہندوستان سے تعلق رکھنے والے اولیاء کے عرب۔ عراق۔ مصر اور ایران کے اولیاء کی کتب میں اس کی تعلیم نہیں ہے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی [illegible] [illegible] کتب سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے [illegible] اور [illegible] کہتے اور نماز میں پڑھتے تھے۔ یہ تو اسی طرح ہے۔ جس طرح آجکل کے جو نئے علوم ہیں۔ گو ان کا دین سے تعلق نہیں۔ مگر ہمیں ان سے واقف رہنا پڑتا ہے۔ اگر [illegible] تو اس علم والے دین کی باتیں ہم سے نہیں سن سکتے۔ اگر یہ علم در حقیقت روحانیت میں داخل ہوتا۔ تو غیر مذاہب کے لوگ اس کو نہ کر سکتے۔ اور یہ صرف سچے مذہب میں پایا جاتا۔ مگر اس کی ہر ایک مذہب کے پیرو اور ہر ایک خیال کے آدمی کا مشق کر لینا بتاتا ہے۔ کہ اس کا سچے مذہب سے تعلق نہیں۔

سوال۔ کیا اس کا سیکھنا جائز ہے۔ فرمایا۔ جائز تو ہے۔ مگر لغو ہے۔ میں نے سیکھا ہے۔ اور [illegible] جاہل پیروں نے اس کو اپنی کرامت بنا لیا۔ حالانکہ یہ کرامت وغیرہ کچھ نہیں۔ اگر کوئی سیکھے۔ تو چاہئے کہ اسے لوگوں کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بنائے۔

معجزہ اور مسمریزم میں فرق

سوال۔ معجزہ اور مسمریزم میں کیا فرق ہے۔ فرمایا۔ مسمریزم والا تو جب چاہے۔ یہ کرشمہ دکھا سکتا ہے۔ اور اس کو ہر ایک شخص کر سکتا ہے۔ لیکن معجزہ ہر وقت نہیں دکھایا جاتا۔ اور نہ ہر شخص دکھا سکتا ہے۔ مسمریزم سکھایا جا سکتا ہے اور معجزہ نہیں سکھایا جا سکتا۔ [illegible]۔ اور بھی فرق ہیں۔

شق القمر ایک کشف اور پیشگوئی تھا

سوال۔ کیا شق القمر کا معجزہ [illegible] کی خواہش پر دکھایا گیا۔ فرمایا اس میں ایک پیشگوئی تھی کہ عرب کی حکومت مٹا دی جائیگی۔ چاند فی الواقع دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا۔ بلکہ کشف میں ایسا دکھایا گیا تھا۔ اور کشف ایسے ہو سکتے ہیں کہ دوسرے بھی ان میں شامل ہوں۔ چنانچہ اس مجلس والوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ اور ہندوستان کے ایک راجہ نے بھی اس کو دیکھا۔ تاکہ آئندہ کے لئے گواہی ہو۔ یہ خیال کہ فی الواقع چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا صحیح نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو علم ہیئت والے [illegible] ہوتے تھے۔ وہ ضرور دیکھتے۔ لیکن انہوں نے اس کو ریکارڈ نہیں کیا۔

فرضی اعلانات

انجمن تائید الاسلام لاہور کے رسالہ [illegible] ۲۲ء میں بعنوان مرزائیت [illegible] چند مستورات [illegible] جنہیں ایک نام نہاد [illegible] بتایا گیا ہے۔ مگر دریافت [illegible] کہ اس نام کی [illegible] [illegible] [illegible] طریق ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ [illegible] اعلانات شائع کرا دیتے ہیں [illegible] کوئی شخص ارتداد اختیار [illegible] ہے۔ [illegible] پر کوئی حرف نہیں آتا [illegible] کو خاص وقعت [illegible] ہونیوالوں کی فہرستیں جو شائع ہو [illegible] کرتے اور انہیں دیکھ کر یاد [illegible] کس طرح وہ ان بدن کامیاب ہو رہے ہیں۔

غلام جیلانی خان احمدی۔ کلرک ڈاکخانہ [illegible]

قادیان ۔۔۔ مورخہ ۔۔۔ مارچ

ربوہ میں احمدیوں کی نماز باجماعت

[illegible]

سابقہ عقیدہ ۔۔۔ نماز میں ترمیم کر ۔۔۔ کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دے لیا ہے گو

۔۔۔ معقولیت ۔۔۔ تو خیال کر سکتا تھا کہ یہ کوئی ایسا سوال نہیں ۔۔۔ آج اس کے دماغ میں پیدا ہوا ہے

ہر سال کئی احمدی حج ۔۔۔ کئے جاتے ہیں ۔ نمازوں کے متعلق جو انتظام وہ کرتے رہے ہیں ۔۔۔ کریں گے ۔

کو بھی اس میں اہلیت نہیں ۔۔۔ کو آرام و آسائش پہنچا ۔۔۔ پیغام صلح ۔۔۔ رہا ہے کہ ۔۔۔ نماز باجماعت کا کوئی قید و بست ۔۔۔ پیغام صلح ۔۔۔ کراچی ۔۔۔ کی خدمات سر انجام

[illegible]

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء

نمبر ۷۴ جلد ۱۵

قدرتی فضیلت ہے۔ اور کیونکہ وہ عورتوں کے نان نفقہ کے ذمہ وار ہیں۔

گویا فضیلت کا انحصار محض امارت تک محدود ہے اور اس کی وجہ ذمہ داری کا بوجھ ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے عورت سے طلب کیا ہے۔

فالصالحات قانتات حافظات للغیب (ن ۳۵)

کہ وہ نیکوکار اور دعا کرنے والی اور اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کرنے والی ہوں۔ ہاں یاد رہے کہ جہاں پر اسلام نے عورت کو مرد کی بہترین رفیق زندگی بننے کی تلقین کی ہے۔ وہاں پر مردوں کا معیار نیکوکاری ہی عورتوں سے حسن سلوک قرار دیا ہے۔ فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ۔ زیادہ اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرے۔ آنحضرت صلعم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں کو جبل عرفات سے آخری پیغام دیا۔

"دیکھو عورتوں کے ساتھ کبھی بدسلوکی نہ کرنا۔ ان سے ہمیشہ مہربانی سے پیش آنا" (سوانح عمری محمد صاحب صفحہ ۲۵۱)

اس قسم کی بیسیوں آیات و احادیث موجود ہیں جن میں فریقین بالخصوص مردوں کے لئے زریں ہدایات بیان کی گئی ہیں۔ قرآن پاک نے مرد کو بیوی کے اخراجات کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اس کی سہولت بہم پہونچانے کا اسے حکم دیا ہے اور پھر سورۂ نور میں علیحدہ مکان کا حق بھی قائم کیا ہے۔ غرض جو زندگی کی ضروریات ہیں۔ ان کے متعلق تفصیلی احکام بیان فرمائے ہیں۔ عورتوں کی شہادت کو قبول کیا ہے۔ مگر ان کی فطری کمزوری اور قلت تجارب کے ماتحت دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دیا ہے۔ گویا ہر پہلو سے افراط و تفریط سے پاک تعلیم ہے۔

میں اپنے مسلم بھائیوں اور بہنوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے حقوق سے تجاوز نہ کریں۔ کیونکہ ایسا تجاوز کسی کے لئے بھی مفید نہیں۔ اور نہ ہی دیرپا ہوگا۔ ہندوستان میں عورتیں بہت پس افتادہ ہیں۔ مسلم خواتین اپنے دائرہ میں بہت پیچھے ہیں۔ مسلم مردوں کا فرض ہے کہ انہیں اسلامی حقوق دیں۔ لیکن مسلم عورتوں کو چاہیئے کہ دنیا کی زہر آلود نام نہاد تحریک آزادی کا مطالبہ نہ کریں۔ کیونکہ وہ قائم نہ رہ سکے گی۔ اور نہ ہی ان کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

محترمہ عائشہ مرحومہ کے حالات زندگی

میری بیوی جو مجھے بہت پیاری تھی خدا تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت جسمانی طور پر مجھ سے علیحدہ ہو گئی ہے خدا کے رسول مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اگست ۱۹۰۶ء میں میاں بیوی بنایا تھا۔ جتنا عرصہ زندہ رہی۔ اپنی ہر حالت پر قانع رہی۔ مصائب میں صابر تھی۔ اور جزع فزع کی اسے ایسا عادت نہ تھی۔ عام عورتوں کی طرح تبرج کی کوئی ایسی شائق نہ تھی۔ ماں باپ کی فرمانبردار اور مطیع تھی۔ والدین کے آگے چون و چرا کبھی نہ کرتی تھی۔ جو کھانے کو دیتے۔ وہ کھاتی اور جو پہننے کو دیتے وہ پہنتی۔ مارچ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئی تھی۔ جب مدرسہ جایا کرتی۔ تو ہفتہ میں صرف ایک پیسہ سیاہی۔ قلم اور کاغذ کے لئے ملا کرتا تھا۔ کھانے کو اس نے کبھی نہیں مانگا۔ بارہ برس کی ہوئی۔ والد نے اپنے ایک اتقاء کی بناء پر مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے عقد میں بغیر خطبہ و مہر مقرر کرنے کے صرف مسجد میں چند لوگوں کے روبرو دیدیا۔ پندرہ برس کی عمر میں وہ دارالامان میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں اور ۱۸۹۸ء کی آخری سہ ماہی میں ان کا نکاح مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ بواسطہ مسیح موعود علیہ السلام پھر منعقد ہوا۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مولوی صاحب موصوف فوت ہوگئے۔

قریباً سات برس ان کی زوجیت میں رہیں۔ انہی ایام کے متعلق وہ روایت ہے۔ جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی حصہ دوم کے صفحہ ۱۹۷ پر ۴۰۸ لکھی ہے۔ اور جو یہ ہے:-

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھر میں ایک چھپکلی ماری۔ اور پھر اسے مذاقاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا۔ جس پر مارے ڈر کے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اور چونکہ مسجد کا قرب تھا۔ ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا۔ حتیٰ کہ ان کی یہ غصہ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔

مبارکباد دے رہے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

عین علالت کے ایام میں سیرت المہدی حصہ دوم چھپ کر قادیان آئی۔ جب میں نے روایت ۴۰۸ کو پڑھا۔ تو مرحومہ کو پڑھ کر سنائی۔ اس وقت بالکل تندرست تھیں۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اور کہا بچہ سے مراد خود راوی یعنی حضرت میاں صاحب ہیں۔

غالباً ۲ اگست ۱۹۰۲ء کی نماز ظہر کے وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت استاذی المکرم مولوی نورالدین صاحب سے فرمایا کہ کیا غلام محمد کا نکاح ہو چکا ہے یا نہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے اسی روز بعد از ظہر مجھ سے دریافت فرمایا اور کہا کہ حضرت صاحب کا ارادہ ہے کہ عائشہ کے ساتھ تمہارا نکاح کیا جائے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ میں ایام رخصت کی وجہ سے علی گڑھ سے قادیان آیا ہوا تھا کیونکہ میں اس وقت بی۔ اے میں تعلیم پا رہا تھا۔ میں نے عرض کی مجھے حضرت صاحب کا حکم بسر و چشم منظور ہے۔ ۷ اگست ۱۹۰۲ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل رقعہ حضرت استاذی المکرم مولوی نورالدین اعظم کو لکھا۔

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو امر یعنی دختر شادی خاں کی نسبت میں نے بیان کیا تھا۔ ابھی اس کو کوئی وعدہ نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس لڑکی اور اس کے باپ کے منشاء سے ہمیں اطلاع نہیں صرف گمنام طور پر بغیر تصریح کسی کے نام کے اس سے دریافت فرمادیں۔ دوسرے ایک اور موقعہ ہے یعنی شیخ نیاز احمد وزیر آبادی کی بیوی فوت ہو گئی ہے۔ وہ تو بہت مالدار ہیں ان کو بھی شادی کی ضرورت ہے۔ شاید وہ اس موقعہ کو پسند کریں۔ لیکن اگر اس جگہ اس کا نکاح ہو تو یہ فائدہ ہے کہ یہ شرط کی جاوے گی۔ کہ غلام محمد اسی جگہ رہے اس طرح ایسا آدمی کسی وقت کام آسکتا ہے۔ آئندہ جو آپ کی مرضی ہو۔ مرزا غلام احمد

پھر ۱۸ اگست ۱۹۰۲ء کو مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے مندرجہ ذیل خط حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا۔

سیدی ومولائی سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مولوی صاحب نے مجھے تحریر فرمایا تھا کہ شادی خاں صاحب کو بلا کر مہر کا فیصلہ کیا جائے میں نے بلایا تھا۔ وہ کہتے ہیں حضرت صاحب سے دریافت کیا

اگر حضور پسند فرمادیں۔ تو عصر کی نماز کے وقت ہو سکتا ہے۔ والسلام

خاکسار محمد علی

مندرجہ بالا رقعہ کی پشت پر مندرجہ ذیل جواب حضور ارقام فرماتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج میری طبیعت دوران سر کے باعث اس قدر بیمار ہی ہے کہ چارپائی سے اٹھنا مشکل تھا۔ اس وقت اٹھ کر بیٹھا ہوں۔ مگر باہر آنے کے قابل نہیں۔ میرے نزدیک پانسو روپیہ (۵۰۰) مہر کافی ہے۔ اس قدر مہر اس لئے تجویز کرتا ہوں کہ یہ نکاح قوم میں نہیں ہے۔ اور لڑکا ہونہار ہے۔ اس پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ امید کہ اس کی لیاقت اور حیثیت اس مہر سے بہت زیادہ ہو جائیگی۔ میرے نزدیک اس سے کم ہرگز نہیں۔ اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں۔

والسلام مرزا غلام احمد

غالباً اس کے بعد دوسرے یا تیسرے روز بعد نماز عصر حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے صحن میں مجلس نکاح منعقد ہوئی تھی جہاں آج کل مدرسہ خواتین ہے۔ اس نکاح کو حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے گھر میں سرانجام دیا۔ حضرت صاحب خود موجود تھے۔ اور حضرت مولوی استاذی المکرم نورالدین صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ دوران خطبہ میں کچھ قطرات بارش بھی پڑے تھے۔ اور حضور [illegible] نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ یہ نکاح مبارک ہوگا۔ کیونکہ رحمت الٰہی باران رحمت کی شکل میں نزول فرما رہی ہے۔

حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی

بہت پسند تھی۔ حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا۔ کہ اللہ تجھے اولاد دے۔ حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکی اور پانچ لڑکے جن میں سے ایک فوت ہو گیا ہے۔ اور چار لڑکے اور ایک لڑکی زندہ موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین

خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کو پورا کیا۔ کہ اگر اس جگہ اس کا نکاح ہو تو یہ فائدہ ہے کہ یہ شرط کی جاوے گی کہ غلام محمد اسی جگہ رہے۔ حضور نے مجھ سے یہاں رہنے کی کسی وقت شرط نہیں کرائی تھی۔ مگر خدا کی شان ہے کہ میں یہاں رہا اور میں نے زندگی وقف کرنے کی درخواست حضور کو دی۔ جو مفتی محمد صادق صاحب کے پاس رکھی گئی تھی۔ اس کو پورا کرنے کے لئے میں نے نورالدین اعظم کو کہا کہ مجھے تبلیغ کے لئے باہر بھیجا جائے۔ کیونکہ میرا قول ہی

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ عید الفطر

خوشی میں غم اور غم میں خوشی کا خیال رہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ جنوری سنہ ۳۴ء

[illegible] کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

[illegible] تعلیم اور دوسرے مذاہب کی تعلیم میں ایک

[illegible] الامتیاز

[illegible] سب مذاہب کی تعلیموں میں

[illegible] اشتراک

[illegible] اسلام [illegible] مذہب میں کسی نہ کسی [illegible] عبادت کی جاتی ہے۔ اسلام اگر سجدہ کا حکم دیتا [illegible] کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں سجدہ کی کوئی نہ کوئی [illegible] ہو۔ اسلام میں [illegible] ہے۔ تو ہر قوم اور ہر مذہب [illegible] مقدس مقام ہے جہاں جانا مذہبی فرض سمجھا جاتا ہے [illegible] کی تعلیم دیتا ہے۔ تو ہر مذہب میں صدقہ و خیرات [illegible] جاتی ہے۔ اور ہندو عیسائی یہودی زرتشتی سب میں [illegible] موجود ہے۔ پس

اجمالی رنگ

[illegible] ۔ تو اسلامی تعلیم اور دوسرے مذاہب میں کوئی [illegible] وہ لوگ جنہوں نے

تفصیلات اور انکی اہمیت

[illegible] ہوتا۔ کہہ دیتے ہیں۔ کہ سب مذاہب ایک ہی ہیں [illegible] نہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ سب نے خدا کی یاد اس [illegible] اور نیکی و تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ سب نے نماز روزہ [illegible] ہے پھر [illegible] کسی کو تاکید [illegible] کہیں وہ کسی کو قابل [illegible]

زمین و آسمان میں

اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے۔ کہ جیسے کپڑا ہے۔ وہ بھی کپڑے ہی ہیں۔ جو یورپ کی عورتیں پہنتی ہیں۔ جن کا نام [illegible] کپڑا ہوتا ہے مگر جسم کا ہر حصہ اس میں سے نظر آتا ہے۔ جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ

یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ

بھی دیکھوں [illegible] انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقعہ نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے جو میرے ساتھ تھے کہا۔ کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں۔ جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آ سکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف نہ تھے۔ مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے۔ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا تھیٹر کو کہتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے بتایا۔ کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے۔ جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا۔ تو ایسا معلوم ہوا۔ کہ سب عورتیں [illegible] ہیں۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا۔ کیا یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی ایک لباس ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں۔ [illegible] کا بھی لباس [illegible] مگر اس میں سے

[illegible] دوسرا اتنا باریک [illegible] بھی [illegible]

تمام دنیا کا لباس ہے

اسی طرح صرف نماز روزہ کہہ دینا کافی نہیں کو ان کا مفہوم کیا ہے۔ اور تفاصیل کیا ہیں۔ ایک طرف یہ نماز ہے۔ جس میں [illegible] کہ اس کی پرستش کے لئے [illegible] تک دیکھتے ہی [illegible] گرمیوں میں [illegible] سردیوں میں ٹھنڈے پانی میں [illegible] نکلے رہے۔ پھر نیک یہ نماز ہے۔ کہ ساتویں دن کچھ شعر پڑھے۔ گانا سنا۔ باجا بجایا۔ کچھ وعظ کے متعلق تو عام شکایت کی جاتی ہے۔ کہ [illegible] ہیں۔ صرف اسی وقت تک جاگتے ہیں۔ جب تک گیت گائے [illegible] میں بھی [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] ہوتی ہیں۔ اسی طرح گرجوں میں بھی [illegible] بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی غریب آدمی اس پر [illegible] ۔ پھر ایک عبادت آریوں نے [illegible] ساتویں دن مندر میں جمع ہو کر گا لیتے۔ اور مگر یہ عبادت ایسی ہی ہے [illegible] دیکھا [illegible] میرے [illegible] ایک دن میں نے دیکھا۔ کہ [illegible] پہنا ہے [illegible] دیانت کی [illegible] غفلت ہو گئی ہے۔ امتحان سر پر ہے۔ اور [illegible] نہیں کیا۔ یونہی وقت ضائع کر دیا۔ اس کے سزا دی ہے۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ انہیں کہنے لگے۔ میں نے [illegible] کیا آپ نے کسی غریب کو [illegible] ایسا کر سکتا [illegible] سبب۔ تو ایسا ہو جاتا ہے۔ ایسی [illegible] عبادت

سب سے زیادہ [illegible]

ہیں۔ جو ہر روز گانے بجاتے رہتے ہیں۔ بلکہ [illegible] کھنیاں ہیں۔ جنہیں [illegible] کہ جن کا [illegible] ایک طرف تو یہ عبادت ہے [illegible]

اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ اسے چاہیے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف یہ بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ ہم سلسلہ کے خادم ہیں مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ

اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے۔ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ نبی اللہ تھے۔ مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے۔ اسے لازماً

دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض

کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب کو سب سے پہلے میری خلافت میں نقائص نظر آئے۔ اب اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ پر بھی ان کا حملہ ہو۔ کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں۔ اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے۔ جس طرح میں یہ کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری خلافت پر اعتراض کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔

پس جب انہوں نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔ تو معترض اپنے دل میں سوچتا اور کہتا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رض کی باتیں صحیح تھیں۔ تو موجودہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر موجودہ خلافت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رض کی خلافت بھی باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رض پر بھی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح ان کی خلافت کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس اور جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی ان دعاؤں کو پڑھتا ہے۔ جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور کہتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دعاؤں کا ذکر سنتا ہے تو کہتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بہتیری کیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کم بختوں کی دعائیں تو قبول ہو جائیں۔ لیکن اگر دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح اور اس کے نبی کی۔ اپنے متعلق تو ان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں غلبہ دیگا۔ اللہ ہماری سنتا ہے۔ مگر کیا مسیح موعود بھی نعوذ باللہ احرار کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو نہ سنا۔ وہ سنتا ہے۔ تو انہی منافقوں اور بد باطنوں کی۔

پھر یہ لکھنے والا مجھے لکھتا ہے۔ تم نے

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے غریب کر دیا۔ تم اسوقت یہاں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ایک شخص بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے کبھی ایک پیسے کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے۔ کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا چاہتے ہیں۔ وہ کس سائز کی ہو۔ یا آپ کے بوٹ کا کیا سائز ہو۔ یا جرابیں کس سائز کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض دفعہ کوئی پیچھے پڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شائد میں ان کے خطوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں جواب اسلئے نہیں دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے بھی سوال کا ایک رنگ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست خود بخود کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ایسے تحائف قبول فرما لیا کرتے تھے آپ نے فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر اشراف نفس بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص تحفہ دے تو اسے قبول کر لو۔ بارک اللّٰہ لک فیہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے تحائف قبول کر لیا کرتے۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ کی کوئی جائداد بھی نہیں تھی۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ایسی صورت میں صحابہ میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً کچھ پیش کرتا۔ تو آپ

[illegible] … مرضی سے … احسان … حالات … مرضی … مسیح موعود علیہ … حضرت مسیح موعود … اس کا فیصلہ … نہیں اس … اپنی خوشی سے … خوشی سے مجھے … میں لے لیتا ہوں … لحاظ سے … کر سکتا … نذرانے لینے …

[illegible] مجوزہ منافق غلط قرار دے
سکتا ہے۔ اس نے آپ ہی آپ
ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ
اسے چاہئے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں
سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق
کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف ہوتا تے
[illegible] نازل کرتا۔ لیکن
[illegible] اعتراضات کرنے کے باوجود
[illegible] اخلاص [illegible]
[illegible] اور لکھا ہوتا ہے [illegible]
[illegible]

اس کی سلسلہ سے محبت کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
وہ اسی کا لکھا ہوا ہے [illegible]
گیا ہے۔ کہ حضرت [illegible]
تھے۔ اور [illegible] کبھی [illegible] کر لیا
کرتے تھے۔ اگر انہوں نے [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت مسیح موعود
علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ [illegible]
وہ کبھی کبھی [illegible] کرتے تھے [illegible]
اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کہ وہ
ہر وقت [illegible] کرتا رہتا ہے۔ [illegible]
اعتراض سے پتہ لگتا ہے کہ یہ شخص
[illegible] ہے۔ [illegible] کہ ہمارا
[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ
نبی اللہ تھے۔ مگر [illegible] اس بات کو
نہیں مانتے اور [illegible] کو صرف [illegible]
سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی
پر اعتراض کرتا ہے۔ تو اسے لازماً

دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض

کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب
کو سب سے پہلے میری خلافت میں
نقص نظر آئے۔ اب اس کا لازمی
نتیجہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول

ہے کہ کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اسی طرح
آپ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا نے
خلیفہ بنایا ہے [illegible] انسان کی یہ
طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے
معزول کرے۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ
[illegible] میری خلافت پر اعتراض
[illegible] جانتے ہو۔ اور
[illegible]
[illegible] اور خدا
[illegible] آپ [illegible]

[illegible] انہوں نے [illegible]
[illegible] تو معترض [illegible]
[illegible] ہے۔ اگر حضرت خلیفہ [illegible]
[illegible] باتیں صحیح نہیں۔ تو موجودہ خلافت
پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر
موجودہ خلافت قابل اعتراض ہے۔
[illegible] حضرت خلیفہ اول کی خلافت بھی
[illegible] ہے۔ اور چونکہ ان کے دل میں
بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض
جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول
پر بھی [illegible] اس طرح ان کی
خلافت کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس
سے اوپر وہ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کی ان پیشگوئیوں کو دیکھتا ہے
جو آپ نے میرے متعلق [illegible] ہیں۔
آپ کی ان دعاؤں کو پڑھتا ہے
جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی
تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو [illegible]
کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہی ہیں۔ وہ
پیشگوئیاں [illegible] ہے۔ یہ پوری
نہیں ہوئیں۔ اور [illegible] دعاؤں کا ذکر سنتا ہے
تو کہتا ہے۔ [illegible] حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے دعائیں بیشک کی تھیں
مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ [illegible]
کی دعائیں تو قبول ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر
دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح
[illegible] اس کے نبی کی [illegible] اپنے متعلق تو
ان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے
ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ [illegible] غلبہ

[illegible] منافقوں اور بدباطنوں کی۔
پھر یہ لکھنے والا لکھتا ہے۔ تم نے

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے [illegible] فریب کر دیا۔ تم
اس وقت جہاں ہزاروں کی تعداد میں
موجود ہو۔ کیا [illegible] سے کوئی ایک شخص
بھی کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے
کبھی [illegible] پیسے کا بھی اس سے فائدہ
اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے کہ
بعض دوست میرے پاس آتے اور
کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا
چاہتے ہیں۔ وہ کس سائز کی ہو۔ مثلاً
[illegible] کا [illegible] سائز ہو۔ یا جرابیں کس سائز
کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب
نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض دفعہ
کوئی پیچھے پڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے
تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے
کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب
نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے
ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو
وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور [illegible]
[illegible] ان کے خطوں کا [illegible] جواب
نہیں دیتا۔ کہ [illegible] کو بڑا
[illegible] ہوں۔ حالانکہ میں جواب اس لئے نہیں
دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف
ہے۔ اور میں اسے ایک سوال کا ایک
[illegible] سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست
[illegible] کوئی تحفہ [illegible] تو میں اسے
رد نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے
کہ آپ اپنے تحائف قبول فرمایا کرتے تھے۔
آپ نے فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر اشراف نفس
بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص کچھ دے
تو اسے قبول کر لو۔ بارک اللہ لک فیہ
اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے
تحائف قبول کر لیا کرتے تھے۔ آخر رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] نہیں کیا کرتے تھے
آپ کی کوئی جائداد بھی نہیں تھی۔ پھر آپ

[illegible] قبول فرما
اپنی مرضی سے
انسان جتنا
اور کینہ شخص
اور کب [illegible]
طرح میں ہمیشہ
کہ مت [illegible]
کچھ لاتے [illegible]
تو میں [illegible]
حالت میں [illegible]
شخص کچھ [illegible]
مرضی سے [illegible]
کسی سے [illegible]
مسیح موعود
کی زندگی میں
کے ایام [illegible]
زمیندار [illegible]
جو [illegible]
وقت شرم [illegible]
پسینہ پسینہ
سے [illegible]
علیہ الصلوٰۃ
میں پہنچا
کے سامنے
کہ ایک شخص
پر یہ جو [illegible]
حضرت مسیح
نے یہ [illegible]
اس کا [illegible]
نہیں [illegible]
[illegible]
ملامت کیا
کے خیال [illegible]
میں بھی [illegible]
اپنی خوشی [illegible]
لو۔ [illegible]
خوشی سے
ہیں نے [illegible]
لحاظ [illegible]

روزنامہ الفضل قادیان

یوم چہار شنبہ

مدینۃ المسیح

ے رماہ جولائی ۱۹۴۳ء | نمبر ۵

الفضل ۷ جولائی ۱۹۴۳ء
جنازہ فضل احمد
[illegible]

(از حکیم [illegible])

مدینۃ المسیح

[illegible] حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی [illegible] کے متعلق [illegible] ٹیلیفون پر اطلاع ملی ہے کہ [illegible] زیادہ [illegible] احباب حضور کی صحت کے لئے بدستور دعائیں کرتے رہیں۔

حضرت ام المؤمنین [illegible] احباب [illegible] صحت کے لئے دعا کریں۔

[illegible]

[illegible] قادیان سے کام کر رہا ہے۔ ایک طرف تو جیسے بیان کیا جا چکا ہے۔ دنیا میں [illegible] اشاعت کی جا رہی ہے اور دوسری طرف ایک ایسی جماعت قائم ہے۔ جو عملی طور پر اسلام کو دنیا میں قائم کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ اور قائم کر رہی ہے۔ وہ ہر ایک بات میں اسلامی [illegible] رکھتی ہے۔ انہی کے مطابق قدم اٹھاتی ہے [illegible] قائم کر رہی ہے [illegible] طاقت و قوت [illegible]

[illegible]

[illegible] کی فلاح و بہبود کا واحد ذریعہ ہے۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی ایسا تبلیغی مرکز چاہتے ہیں۔ جہاں کی تحریک کے نتیجہ میں قائم ہوا ہو۔ وہی بہت اعمال [illegible] مستحق ہے جس کے قیام میں ان کا [illegible] ہو۔ [illegible] لیکن نہیں [illegible] کرنا چاہئے مگر [illegible]

[illegible]

کیا آپ اس [illegible]

نہیں [illegible] کہ بعض مولوی [illegible] کے خلاف ہیں۔ [illegible]

[illegible] اعتراضات و جرح اور عیب جوئی کا سلسلہ تو نہ آج تک ختم ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا کونسا ایسا نبی اور خدا تعالیٰ کا محبوب گزرا ہے۔ جو ان نکتہ چینیوں اور ان اعتراضات سے بچا ہو۔ اور دنیا میں کب کوئی ایسی صداقت [illegible] جس پر [illegible] اور جس کی خوبیوں کو بھی عیوب کی صورت [illegible] پس جب [illegible] تو آپ ان چیزوں [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۹۴۳ء

ذکرِ حبیب علیہ السلام

روایات جناب حکیم دین محمد صاحب ملٹری کونٹنٹ

بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف قادیان

(۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو اسلام پر پڑھنے کے لئے سالانہ جلسہ لاہور میں بھیجا۔ (جلسہ ... کے بعد ... کانفرنس کی جس میں ۲۔۳۔۴ دسمبر روز انہ مذہب کے ... مختلف ... صاحب کی طرف سے ... کونسی ... کے موضوع پر مضامین ... (مرتب) واپسی پر حضرت اقدس ... ہوا کہ آریوں نے حضرت اقدس ... سے قبل ... نہیں۔ بلکہ تمام ... دگان کے مضامین پڑھے ... (مرتب) جب اپنا مضمون ... میں حضرت بانی اسلام صلی اللہ ... کے متعلق توہین آمیز الفاظ ... تو حضرت مولوی صاحب سے فرمایا۔ کہ آپ کیوں وہاں ... ے۔ اور کیوں نہ اٹھ کر چلے ...

(۱۱)

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب سید عبدالستار شاہ صاحب ... پر قادیان آئے ہوئے ... صاحبزادہ میاں مبارک احمد ... تھا (یہ صاحبزادہ صاحب ... تھی) حضور علیہ السلام نے ... کو مشورہ کے لئے بلایا ... کے ساتھ اندر چلا ... صاحب کی چارپائی برت اللہ کا ... میں تھی۔ صاحبزادہ صاحب کو اجابت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے شیر خشت اندرونی طور پر اور صابون کا حمول بیرونی طور پر تجویز ہوا۔ مگر دوسرے روز صاحبزادہ صاحب کی وفات ہوگئی۔ میں نے دیکھا حضرت اقدس بیماری کے ایام میں طبیعت میں بڑے متفکر تھے۔ اور دوا اور دعا میں بھی بڑی کوشش فرما رہے تھے۔ مگر وفات کے بعد انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر الگ ہو گئے۔ اور حضور علیہ السلام نے ان دنوں ایسی تقریریں فرمائیں۔ جن کا ماحصل یہ تھا۔ کہ مبارک احمد الہام الٰہی کے مطابق پیدا ہوا۔ اور الہام الٰہی کے مطابق ہی وفات پا گیا۔

(۱۲)

ایک دفعہ صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ عزیز مرزا مبارک احمد سے خفا ہو گئے۔ اور بچپن کی ضد ایسی کی۔ کہ صاحبزادی صاحبہ ہر طرح مناتی تھیں مگر وہ نہ مانتے تھے۔ آخر بی بی صاحبہ حضرت اقدس کے پاس گئیں۔ اور کہا۔ ابا جی مبارک مجھ سے خفا ہو گیا ہے۔ مانتا نہیں ضد کرتا ہے حضور علیہ السلام جو اس وقت کسی تصنیف میں مصروف تھے۔ انہیں چند اشعار لکھ کر دے دیئے۔ انہوں نے وہ میاں صاحب کے سامنے جا کر پڑھ دیئے۔ سنتے ہی وہ خوش ہو گئے۔

مبارک کو میں نے ستایا نہیں
کبھی میرے دل میں یہ آیا نہیں
میں بھائی کو کیوں کر ستا سکتی ہوں
وہ کیا میری اماں کا جایا نہیں
الٰہی خطا کردے میری معاف
کہ تجھ بن تو رب البرایا نہیں

(۱۳)

ایک دفعہ سیر کے دوران میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مٹی کی ہنڈیا میں پکا ہوا کھانا دیگچی کی نسبت بہتر ہوتا ہے نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی فنتری لوہے کی ہنڈیا بنائے۔ اور اس میں کھانا پکایا جائے۔ تو اس میں کچھ نہ کچھ فولاد کا جزو ضرور مل جائے گا۔ اس سے کھانا مقوی ہو جائے گا۔

(۱۴)

ایک دفعہ کسی انگریزی خوان دوست نے انگریزی زبان کے متعلق کہا۔ کہ وہ مختصر الفاظ میں زیادہ مطلب ادا کرنے کی اہمیت رکھتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ انگریزی میں میرا پانی کا کیا ترجمہ ہے۔ انہوں نے کہا مائی واٹر حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ مطلب تو عربی میں لفظ مائی سے ادا ہو جاتا ہے۔ (عربی میں مائی کے معنے میرا پانی ہے)

(۱۵)

حضور علیہ السلام کی عادت تھی۔ کہ جب کوئی مہمان بات کرتا۔ تو جبہ سے سنتے کبھی اس کی بات کو نہ کاٹتے۔ جب وہ کہہ چکتا۔ تو پھر حضور علیہ السلام خود گفتگو شروع فرماتے۔ حضور علیہ السلام کا تکیہ کلام "اصل میں بات یہ ہے" تھا۔ اپنی بات کو اصل میں بات یہ ہے کہہ کر شروع فرماتے۔ تقریر کے وقت ابتدا دھیمی آواز سے ہوتی۔ مگر رفتہ رفتہ خوب بلند ہو جاتی۔

(۱۶)

ایک دفعہ ایک فوٹو گرافر لاہور سے آیا۔ جس کی دوکان انارکلی میں ہے۔ اس سے حضور علیہ السلام نے تعلیم الاسلام ہائی سکول (جہاں اب بورڈنگ مدرسہ احمدیہ ہے مرتب) کے صحن میں (کرسی پر) بیٹھ کر تصویر کھنچوائی۔

(۱۷)

ایک دفعہ کسی امر کے تذکرہ کے ضمن میں فرمایا۔ کہ دعا کے لئے تعلق کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں۔ کسی بزرگ کے پاس کوئی شخص جس کا ایک تمسک گم ہو گیا تھا۔ دعا کے لئے آیا۔ اس بزرگ نے اس سے کہا۔ کہ چار آنے کا حلوا لاؤ۔ چنانچہ وہ حلوا لینے گیا۔ حلوائی جب حلوا دینے کے لئے ردی کے کاغذ میں ڈالنے لگا۔ تو اس شخص نے دیکھا۔ کہ وہ ردی کا کاغذ ہی اس شخص کا گم شدہ تمسک ہے۔ اسنے کہا کہ اس پر حلوہ ڈال کر اسے خراب نہ کرنا۔ چنانچہ وہ کسی اور کاغذ پر حلوا ڈلوا کر اس بزرگ کے پاس لایا۔ اور اپنا گمشدہ تمسک مل جانے کا ذکر بھی سنایا۔

(۱۸)

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے فرمایا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ایک محبت آمیز خط لکھیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ایک خط جس کا نام "رقیمۃ الوداد" تھا تبلیغی رنگ میں لکھا۔ اور حضور علیہ السلام کو سنایا۔

(۱۹)

میرے قیام کے دوران میں مرزا فضل احمد صاحب ابن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ ملتان سے قادیان لایا گیا (ملتان میں آپ سب انسپکٹر پولیس تھے۔ وہیں بیمار ہوئے اور وہیں فوت ہوئے) حضرت اقدس کو مخالف رشتہ داروں نے اطلاع دی۔ حضرت اقدس نے کہلا بھیجا۔ کہ جاؤ دفن کردو۔ حضور علیہ السلام جنازہ میں شامل نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی جماعت کے کسی فرد کو جنازہ میں شامل ہونے کا حکم دیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تقریر فرمائی تھی۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ جو خدا تعالےٰ کا نہیں بنتا۔ وہ ہمارا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ آپ سب لوگ جو اللہ تعالےٰ کے لئے اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔ ہماری اولاد ہیں۔

لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں"
اس کے بعد فرماتے ہیں۔

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ جیسے آپ کو حضرت مسیح کی حیات کے عقیدہ پر بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی الٰہی نے جبراً تبدیلی پیدا کرائی۔ اسی طرح اپنے آپ کو نبی سمجھنے پر بھی بارش کی طرح کی وحی الٰہی نے مجبور کیا۔ گویا ان دونوں عقیدوں میں ایک ہی جیسی طبیعت کام کر رہی تھی۔ دعوئے نبوت کی بابت بھی تبدیلی جبراً بذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابقہ عقیدہ میں وحی نے جبراً تبدیلی کرائی ورنہ اس سے قبل جس طرح عام مسلمانوں کی طرح حضرت مسیح کے بارہ میں آپ یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں۔ اور دوبارہ آئیں گے۔ اسی طرح نبوت اور تعریف نبوت کے متعلق بھی

عام مسلمانوں کی طرح عقیدہ

رکھتے تھے۔ مثلاً اگست ۱۸۹۹ء میں حضور سمجھتے تھے۔ کہ

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

گویا پہلے آپ نبی کی تعریف یہ کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ

عام مسلمانوں کا خیال

ہے کہ وہ نئی شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مگر بعد میں جب بارش کی طرح ... الٰہی نازل ہوئی۔ تو آپ نے اس میں تبدیلی کر کے یوں فرمایا۔

"چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

نیز فرمایا۔

"نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو ... شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

ایک اور جگہ فرمایا۔

"نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

الغرض حقیقۃ الوحی کے حوالہ نے ... کر دیا ہے۔ کہ نبوت اور حیات مسیح کے ... آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی ... کا تھا۔ مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرما... پس نبوت کے مسئلہ اور تعریف نبوت میں تبدیلی کے حل کرنے کے لئے حیات مسیح والا عقیدہ زبردست اصول ہے۔ کیونکہ حضور جس طرح مسیح کی دوبارہ ... عقیدہ پر تاویل کرتے رہے۔ اسی طرح ... کے بارہ میں تاویل فرماتے رہے۔ لہٰذا ... طرح وہاں تناقض تھا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اسی طرح کا یہاں تناقض ہے۔ غرض دونوں عقیدے بالکل متوازی اور ... جیسے نظر آتے ہیں۔ پس اب

انصاف کا تقاضا

یہ ہے کہ جس طرح ہم آمد مسیح کے مسئلہ کا حل ... ہیں ویسے ہی حضور کی نبوت کے مسئلہ کو بھی ... اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو دراصل ہم ... مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات ... کرتے ہیں جو کہ ایک خطرناک ...

اور پھر جب آپ نے قرآن مجید پر غور کیا تو قطعی طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ واقعہ میں مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں۔ اور آنے والا اسی امت محمدیہ میں سے ہوگا۔ اور تقریباً ۱۲ برس تک آپ نے باوجود الہامات میں ان باتوں کے بتائے جانے کے اعلان نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تاویل کرتے رہے۔ مگر جب نشانات الٰہیہ ظاہر ہوئے۔ تو انہوں نے جبر کرکے آپ کو منوایا۔

اب یہ بات سوچنی چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا مسئلہ [illegible] ہے۔ کہ اگر معقول [illegible] کوئی شخص آپ کے ساتھ تبادلہ خیالات کرتا تو آپ پر اس کی حقیقت کھل جاتی اور آپ [illegible] کے قائل ہو جاتے کہ عیسیٰ ابن مریم آسمان پر نہیں۔ اور کہ آنے والا اسی امت میں سے پیدا ہوگا۔ اور وہ قرآن شریف اور احادیث کی رو سے بھی اس بات کو تسلیم کر لیتے۔ کہ حضرت مسیح وفات پا گئے ہیں۔ اور آخری خلیفہ آنے والا اسی امت کا فرد ہوگا۔ مگر باوجودیکہ اتنے الہامات اور اس قدر وحی الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی۔ پھر بھی مجبور ہو کر آپ نے اس بات کو قبول کیا۔ سوال یہ ہے کہ

جبر کی کیا صورت پیش آئی؟

وہ یہی تھی۔ کہ یہاں صرف حیات مسیح کا سوال نہیں تھا۔ بلکہ آپ کی ذات کا سوال تھا۔ اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ اور آنے والا مسیح اسی امت میں پیدا ہوگا۔ جو حضرت مسیح ناصری کا مثیل ہوگا۔ تو آپ کو اس بات کے ماننے میں ہرگز کوئی تامل نہ ہوتا۔ تامل اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ کو کہا گیا۔ کہ آنے والے مسیح آپ ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آپ کی ذات میں پوری ہوئی ہے۔ اس وجہ سے آپ رکتے تھے۔ اور الہامات کی تاویل کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت کے قبول کرنے سے مانع ہو رہی تھی۔ بعض لوگوں کو چند الہام ہو جاتے ہیں۔ تو وہ سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ ہم بڑے بزرگ بن گئے ہیں مگر باوجودیکہ آپ کو آپ کی بزرگی کے بالکل نمایاں اور واضح رنگ میں الہام ہوتے رہے۔ اور بکثرت ہوتے رہے۔ لیکن پھر بھی آپ ان کی تاویل کرتے رہے۔ اور کہتے رہے کہ آنے والا موعود آسمان سے آئے گا۔ اس کی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ آپ کی طبیعت شہرت پسند نہیں بلکہ تنہائی پسند تھی۔ اور چونکہ یہ باتیں جو الہامات میں تھیں آپ کی طبیعت کے خلاف تھیں [illegible] ان کے ماننے [illegible] اپنے آپ کو مجبور [illegible] جبر کا لفظ بتاتا ہے کہ آپ کی طبیعت [illegible] ایک رکاوٹ تھی؟ اور چونکہ آپ [illegible] خاک رتی شہرت۔ وعزت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور ان خطابات کو خود اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس لئے آپ ان باتوں پر غور کرنے سے رکتے تھے۔ مگر آخر جب وحی الٰہی اور بارش کی طرح اس بات نے مجبور کر دیا تو آپ کو ناچار ماننا پڑا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

نبوت کا مسئلہ

ہے۔ جب آپ سے یہ سوال کیا گیا۔ کہ پہلے آپ لکھتے تھے۔ کہ مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور اس طرح اپنی شان کم بیان کرتے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے بیان کیا کہ میں مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔ سو ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ تو اس سوال کے جواب میں حضور نے اوائل میں اپنے حیات مسیح ناصری کے عقیدہ کا ذکر کرکے تحریر فرمایا کہ

"ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو۔ کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے۔ کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے

348

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ

اور زمین میں بعد اس کے کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہو فساد مت پھیلاؤ اور خوف اور امید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت یقیناً نیکو کاروں کے قریب ہے

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۭ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

۱۳۳۳

القول الفصل

جناب حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمرؓ
خلیفۃ المسیح والمہدی خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

نے

خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور کے رسالہ ”اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب“
کے جواب میں
صرف ایک دن میں تالیف کیا

انجمن ترقی اسلام کیلئے مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا

۳۰ جنوری ۱۹۱۵ء

کی بحث میں سیاہ نہ کرتے۔

خواجہ صاحب بار بار دلائل پر زور دیتے ہیں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ دلائل کس چیز کا نام ہے۔
ایک شخص جو ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کے معتمدین میں سے ایک معتمد کے طور پر پیش کرتا ہے۔ ایک بات بیان کرتا ہے اور بیان ہی نہیں کرتا اس کا اعلان کرتا ہے اور پھر تحریر میں اعلان کرتا ہے لیکن جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ بات کس تحریر میں ہے یا کس تقریر میں ایسا بیان ہوا ہے تو وہ نہ تحریر پیش کرتا ہے اور نہ اپنی سماعت کی حلفی شہادت دیتا ہے۔ اور اس کے دوست برابر اس غلط بیانی کو پھیلا رہے ہیں تو اب وہ کونسا طریق ہے جس سے فیصلہ ہو سکے۔ آپ ہی ان کو تین باتوں میں سے ایک پر مجبور کریں یا تو وہ میری تحریر پیش کریں یا اپنی سماعت کو حلف سے مؤکد کرکے (جیسی حلف حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب میں لکھی ہے) شائع کریں یا یہ اعلان کریں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں اپنے بیان کو واپس لیتا ہوں۔ اس کے سوا اور کونسا طریق فیصلہ ہے؟

میں پھر بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں جیسا کہ پہلے متعدد بار اعلان کر چکا ہوں کہ میں مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں۔ لیکن نہ ایسا کہ وہ نئی شریعت لائے ہیں۔ اور نہ ایسا کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نبوت ملی ہے۔ اور ان معنوں سے آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ ہاں اگر حقیقی نبی کے یہ معنے ہوں کہ وہ نبی ہے یا نہیں تو میں کہوں گا کہ اگر حقیقی کے مقابلہ میں نقلی یا بناوٹی یا اسمی نبی کو رکھا جائے تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ بناوٹی نقلی یا اسمی نہیں مانتا۔ میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت لانے والے ہیں دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے۔ اور کام وہ پہلی اُمت کا ہی کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان ذکریا یحیٰ علیہم السلام اور ایک وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے۔ لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔ اور سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گذرا کہ اس کی اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے۔ لہٰذا اس قسم کی نبوت صرف اس اکمل انسان کے اتباع میں ہی پائی جا سکتی تھی۔ اس لئے پہلی اُمتوں میں اس کی نظیر نہیں۔ اور اس اُمت میں سے بھی صرف مسیح موعودؑ کو اس وقت تک یہ درجہ عطا ہوا ہے۔ اور پہلی اُمتوں میں اس کی نظیر نہ ملنے کی یہ وجہ بھی ہو کہ پہلے حقیقی نبی آ سکتے تھے۔ اس لئے ایسے نبی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

مقبول ہو۔اس کا یہی جواب دیتے ہیں کہ جس پر گورنمنٹ خوش ہو اسی کو پیش کیا کرتے ہیں۔پس اگر گورنمنٹ کے سامنے اپنا ڈیپوٹیشن لے جانے کے لئے کسی ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو اسکی نظر میں مقبول ہو۔ تو پھر یہ کونسی عقلمندی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے ایک ایسے آدمی کو اپنے آگے کھڑا کیا جائے جو مغضوب ہو یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے اس لئے ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہیئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور مغضوب ٹھہر چکے ہیں۔ اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے۔اور ہم میں شامل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے مامور ایک بڑی چیز ہوتے ہیں جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں قبول نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض غیر احمدی ایسے ہونگے جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں مانتے۔ اس لئے قبول نہیں کرتے۔لیکن ہم بھی مجبور ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ خواہ کسی وجہ سے سہی وہ حق کے منکر ہیں۔ غیر احمدیوں کا اس بات پر چڑنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ایک لغو امر ہے۔ وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے۔ اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دُنیاوی اور تمدّنی تعلقات کو منقطع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہنچانے کا حکم ہے تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ دوسروں سے محبت کرو پیار کرو۔ ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ۔ بیمار کا علاج کرو۔ بھوکے کو روٹی

351
منظور احمد چنیوٹی

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق

آئینہ صداقت

جس میں

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

نے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے معدودے چند رفقاء کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے

اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا انکشاف اور اُس سے پیدا ہو سکنے والی

غلط فہمیوں کا سدباب فرمایا ہے

تاریخ اشاعت ۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ
اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ مظفر الدین چھپا اور نظارت تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

باب اوّل

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتلانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے جس میں انھوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض اشخاص سے متاثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

تعداد عقائد

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل: یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہٗ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۃ صف آیت) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

ہر سہ عقائد کا بیان

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعود کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچر دل میں بیان کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے

هو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

بفضل مجیبان حضرت ہادی عالم و عالیان رحمت بیکران رہنمائے گم گشتگان حجاب الجواب

البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

براہین احمدیہ

مصنفہ

مرسل مامور ربانی ... حضرت مرزا **غلام احمد** قادیانی مسیح موعود و امام مہدی ...

جس کے جواب لکھنے اور ... کرنے کے عوض مبلغ **دس ہزار** روپیہ انعام دیئے جانے کا اشتہار ...

سنہ ۱۸۸۰ء سے اعلان ہے

اور جس انعام کا آج تک کوئی دعویدار ہی نہیں ہو سکا

حسب فرمائش ... **سراج الدین عمر**

باہتمام محمد فیروز الدین ...

... مطبع ... لاہور میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت پانچ روپے ... تعداد جلد ۲۵۰۰

چاہتی تھی کہ آپ نوکری پر لگے رہیں اور خوب استغراق سے کام کر کے کوئی بڑا معزز عہدہ حاصل کریں لیکن محبت اس بات پر زور دیتی تھی کہ کبھی کبھی ہم اپنے پیارے لخت جگر کو آنکھوں سے دور رہنا برداشت نہیں کر سکتے اس کشمکش میں محبت غالب آئی اور آخر فرمایا کہ آپ نوکری چھوڑ کر گھر پہنچ جائیں۔ اس حکم کو بھی آپ نے بسر و چشم قبول فرمایا اور فوراً استعفاء دے کر سیالکوٹ سے قادیان پہنچ گئے اگرچہ خدا کر کے آپکو ملازمت کے دھندوں سے مخلصی ہوئی تھی اور خیال تھا کہ اب آپکو خلوت فرصت میسر آجائے گی لیکن قادیان پہنچتے ہی والد صاحب نے بدستور آپکو زمینداری کے کاموں میں مصروف کر دیا۔ اس جگہ آپ اپنے کام کے لیے بہت وقت نکال لیتے اور اکثر قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں مشغول رہتے اور بسا اوقات والد صاحب کو بھی وہ کتابیں سنایا کرتے تھے۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا ایک کلام ہے یا کہ "بیٹے" یہ بات کہ [illegible] کی کاروبار دنیا سے فرصت اور تقوے [illegible] اور مطالعہ کتب میں مشغول دیکھ کر [illegible] کسی کام کے لائق نہیں [illegible] غلام احمد کہاں ہے [illegible] کہ آپ ایسے مستغرق رہتے [illegible] کی بعض دوستوں کو [illegible] میں گئے اگر کبھی اتفاق سے ان [illegible] کہ مرزا غلام احمد کہاں ہیں؟ تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جا کر سقاوہ کی ٹونٹی میں تلاش کرو مگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی ناامید ہو کر لوٹ مت آنا کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اسکو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کریگا آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی مدت سے آپکو لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے اسی قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں کیسی محویت تھی کہ بعض وقت اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔

اور اصل والد صاحب کی زندگی بھی آپکے لیے ایک کتب کی طرح تھی زندگی سے اسقدر حسرت اور ندامت ظاہر کیا کرتے تھے کہ سن کر رونا آتا اظہار کیا کرتے تھے کہ جسقدر اس پلید دنیا کے لیے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لیے کرتا تو شاید آج قطب یا غوث وقت ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؏ عمر بگزشت و نماند است جز ایامے چند ؏ بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند ہی دفعہ یہ پنجابی شعر بھی بڑے سوز کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ؏ آپ دیہ عشاق و خاک پایۂ کسے ؏ مرا دلے ست کہ در خون تپد بجائے کسے ایک دفعہ انہوں نے خوب بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ بڑی شان کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے تو میں اسوقت آپکی طرف پیشوائی کے لیے دوڑا۔ جب قریب پہنچا تو مجھے خیال آیا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیے یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا۔ اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے یہ دیکھ کر میں چشم پر آب ہو گیا

سال عمر کی دعا جو فرشتہ سے کرائی
بس تیری عمر سو سے بڑھا دوں گا
۲۲۳ سے مرد کہا ہے صفحہ ۱۹۱
ثمانین حولا او قریبا من ذلک ۲۵۵
غلام احمد قادیانی ہے سوا کسی کا نام نہیں ۲۵۲
نور الحق ڈھیلی یقینی کتاب کو اللہ شخص نہیں کر سکتا خواہ دنیا جمع ہو جائے

تذکرہ

مجموعہ الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انتم عالم الموت احد من العالمین ۴۵۸
مٹھن لال فرشتہ ۵۵۶
ٹیچی فرشتہ ۵۳۶ ۸۲۸
۲۲۶
انا مسکلو مسلما کما ارسلنا ابا ھا ورادوسا الیک
بس ہو گئی کہ تیری لسٹ نوٹ آئیں گے۔

۲۲۸ ۲۸۳ ۳۲۶

رقم ۱۰۲۳

الناشر
الشركة الاسلامية لميٹڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

تَذْکِرَہ

یعنی

یعنی مرزا یہودا کا

وحی مقدس

و

رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تاریخ نزول	وحی مقدس و متعلقات وحی
زمانہ تحصیل علم	(۱)[1] وَرَاَیْتُ ذَاتَ لَیْلَۃٍ وَّ اَنَا غُلَامٌ حَدِیْثُ السِّنِّ کَاَنِّیْ فِیْ بَیْتٍ لَطِیْفٍ نَظِیْفٍ یُذْکَرُ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فَقُلْتُ اَیُّھَا النَّاسُ اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فَاَشَارُوْا اِلٰی حُجْرَۃٍ۔ فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاخِلِیْنَ۔ فَبَشَّ بِیْ حِیْنَ وَافَیْتُہٗ۔ وَحَیَّانِیْ بِاَحْسَنِ مَا حَیَّیْتُہٗ۔ وَمَا اَنْسٰی حُسْنَہٗ وَ جَمَالَہٗ وَمَلَاحَتَہٗ وَتَحَنُّنَہٗ اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا شَغَفَنِیْ حُبًّا وَّ

[1] (ترجمہ از مرتب) اور اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے

حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں[1] پر امر تائید حق اور اشاعتِ اسلام کو منقسم کر دیا۔ ...... یہ پانچ طور کا سلسلہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ ..... خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں۔ اور جس اصلاح کے لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔" (فتح اسلام ص۱۹ و ص۴۳)

۲۱۸ "مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بے دین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی۔ اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دینِ متین کے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسی قدر اس عاجز نے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ پر عمل کیا۔ مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی۔ اس لئے الہام ہوا۔ کہ ۱۸۹۰ء

تیرے بیان میں سختی بہت ہے۔ رِفق چاہیئے رِفق۔"

(مکتوب بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مکتوبات احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۶)

۲۱۹ "فضل[2] الرحمن کی نسبت اس عاجز کو پہلے سے حُسن نیت ہے۔ ایک دفعہ اس کی نسبت ۱۸۹۱ء

سَبُهْدٰی[3]

کا الہام ہو چکا ہے۔" (از مکتوب مورخہ ۹ مارچ ۱۸۹۱ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۹۷)

۲۲۰ "اللہ جلّ شانہٗ کی وحی اور الہام سے مَیں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ میں پہلے سے قرآن شریف ۱۸۹۱ء

---

[1] یہ پانچ شاخیں ہیں جن کی تفصیل حضور اقدس نے آگے اسی کتاب میں فرمائی ہے۔ پہلی شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے۔ دوسری اشتہارات۔ تیسری مہمانخانہ اور مہمانوں کی خاطر مدارات۔ چوتھی مکتوبات اور پانچویں شاخ سلسلہ بیعت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتح اسلام صفحہ ۱۹ تا ۴۱ (مرتب)

[2] مفتی فضل الرحمٰن صاحب داماد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ (مرتب)

[3] (ترجمہ از مرتب) وہ رشد و ہدایت سے راستہ پر ڈالا جائے گا۔ (مرتب)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔
وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ وَمَنْ كَانَ
لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامٌ شَدِيْدٌ۔

کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو سو میری پیروی کرو۔ یعنی اتباع رسول مقبول کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ اور یہ بات جان لو۔ کہ اللہ تعالیٰ نئے سر سے زمین کو زندہ کرتا ہے۔ اور جو شخص خدا کے لئے ہو جائے۔ خدا اس کے لئے ہو جاتا ہے۔ کہہ اگر میں نے یہ افترا کیا ہے۔ تو میرے پر جرم شدید ہے۔

اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ۔ وَاِنَّ عَلَيْكَ
رَحْمَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ۔ وَاِنَّكَ مِنَ الْمَنْصُوْرِيْنَ

آج تو میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے۔ اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے۔ اور تو مدد دیا گیا ہے۔

يَحْمَدُكَ اللّٰهُ وَيَمْشِيْ اِلَيْكَ

خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

خبردار ہو خدا کی مدد نزدیک ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سیر کرایا۔ یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے۔ مقامات معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا۔

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَكْرَمَهٗ

پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اس کا۔

جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَآءِ۔

جری اللہ نبیوں کے حلّوں میں۔

انہوں نے عام گھر والوں کو اس سے اطلاع دے دی۔ اور پھر چند ہفتہ میں ہی اس جہان فانی سے گذر گئے۔" (تریاق القلوب ص۳۹)

سنہ ۱۸۸۳ء "اکسٹھواں نشان اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ۱۳۷
ہے۔ جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا۔

اے عمی بازیٔ خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی[1]

یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی۔ اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بے وقت اور ناگہانی موت ہوگی، جو موجب صدمہ ہوگی۔ . . . اور بعد اس کے میرے پر کھولا گیا۔ کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہوگیا۔ اور میرے اس لڑکے کو اس کی موت کا صدمہ پہنچا۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۲۲)

سنہ ۱۸۸۳ء "ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن ۱۳۸
پہلے الہام ہوا۔

جنازہ

اور مَیں نے اس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دے دی۔ چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوئے[2]۔" (نزول المسیح ص۲۲۵)

سنہ ۱۸۸۳ء ۱۰؍ دسمبر "اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ . . . اور ۱۳۹
وہ کلمات یہ ہیں :-

پریشن - عمر براطوس - یا پلاطوس

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اے چچا! تو اپنی جان پر کھیل گیا اور مجھے بہت افسوس میں چھوڑ گیا۔

[2] خاکسار مرتب کے عرض کرنے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت اُمّ المومنین سے دریافت کیا۔ کہ مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کس سنہ میں ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میری شادی سے (جو سنہ ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی) ایک سال قبل اُن کی وفات ہو چکی تھی۔ نیز کتاب پنجاب چیفس میں بھی سنہ وفات سنہ ۱۸۸۳ء ہی لکھا ہے۔

یعنے پراطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں۔ کہ کیا ہیں، اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں؟ پھر دو لفظ اور ہیں۔

ھُوْشَعْنَا[له]۔ نَعْسَا

معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔ اور انگریزی یہ ہیں۔ اول عربی فقرہ ہے۔

یَادَاوُدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّ اِحْسَانًا

یُو مسٹ ڈو وہاٹ آئی ٹولڈ یو[1]۔ تم کو وہ کرنا چاہیئے۔ جو میں نے فرمایا ہے۔

یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے۔ اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں۔ ۔ ۔ ۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں۔ اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ الہام یہ ہیں:۔

دو آل مین شُڈ بی اینگری بٹ گاڈ از وِد یو۔ ہی شیل ہیلپ یو۔ ورڈس آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج[2]

صفحہ ۶۷
معلوم نہیں
تعداد الفاظ
صفحہ ۵۲

له (ا) "یہ ایک عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں 'نجات دے' فرمایا کہ یامسیح الخلق عدوانا کا مضمون اس سے ملتا جلتا ہے۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۱۶ پرچہ ۸ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲۲)

(ب) "چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے۔ اور الہام الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔ یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت اِنَّ هٰذَانِ لَسَاحِرَانِ انسانی نحو کی رو سے اِنَّ هٰذَيْنِ چاہیئے۔ منہ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۶ حاشیہ)

1 You must do what I told you.

2 Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.

ترجمہ۔ اگرچہ تمام آدمی ناراض ہوں گے، لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کی کلام بدل نہیں سکتی۔

پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں۔ جن میں سے کچھ تو معلوم ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

آئی شیل ہیلپ یو[۵۱]

مگر بعد اس کے یہ ہے:۔

یُو ہیو ٹو گو امرتسر[۵۲]

پھر ایک فقرہ ہے۔ جس کے معنے معلوم نہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

"ہی ہلٹس اِن دی ضلع پشاور"[۵۳]

(مکتوب ۱۲، دسمبر ۱۸۸۳ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۸ و ۶۹)

۱۸۸۴ء

"ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا۔ کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ کی آواز آئی۔ اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہرًا و باطنًا حضرت رب العالمین ہے۔" (ہم اور ہماری کتاب۔ آخری صفحہ ٹائٹل براہین احمدیہ حصہ چہارم)

---

۵۱ I shall help you. میں تمہاری مدد کروں گا۔

۵۲ You have to go Amritsar. تمہیں امرتسر جانا ہوگا۔

۵۳ He halts in the Zilla Peshawar. وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔

Zilla :۔ "ضلع" کا لفظ انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو Public Servants Inquiries Act Sec 8

(دی پبلک سرونٹس انکوائریز ایکٹ دفعہ ۸)

نیز دی پنجاب کورٹس ایکٹ شائع کردہ شمیر چند ۱۹۲۳ء صفحہ ۸۳ زیر دفعہ ۳۲ (The Punjab Courts Act)

نیز آکسفورڈ ڈکشنری زیر لفظ "ضلع" (مرتب)

میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی۔ کہ مَیں نے دلی یقین سے معلوم کیا۔ کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پُورے تندرست انسان کو دُنیا میں مِل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی۔ اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۳۵، ۳۶)

۱۵۵ — ۱۸۸۴ء

إِنَّ اللّٰهَ بَشَّرَنِيْ فِيْ أَبْنَائِيْ بِشَارَةً بَعْدَ بِشَارَةٍ۔ حَتّٰى بَلَّغَ عَدَدَهُمْ إِلٰى ثَلٰثَةٍ وَّ أَنْبَاءَنِيْ بِهِمْ قَبْلَ وُجُوْدِهِمْ بِالْإِلْهَامِ۔[۱] (انجام آتھم صفحہ ۱۸۲)

۱۵۶ — ۱۸۸۴ء ۲۰ دسمبر

إِنِّيْ فَضَّلْتُكَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ قُلْ أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔[۲] (مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۱۹ نمبر ۲ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۲)۔

۱۵۷ — ۱۸۸۵ء اوائل مارچ

"مصنّف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے۔ کہ وہ مجدّدِ وقت ہے۔ اور رُوحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک کو دُوسرے سے بشدّت مناسبت اور مشابہت ہے۔ اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت ہے۔ اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے"۔ (اشتہار ضمیمہ سرمہ چشم آریہ)

۱۵۸ — ۱۸۸۵ء ۵ مارچ

"یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت قادرِ مطلق جلّ شانہٗ کی طرف سے مامور ہُوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و

---

[۱] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہانتک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی۔ اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ از مرتب) اس کے متعلق حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ فرمایا "جب میری شادی ہوئی۔ اور میں ایک مہینہ قادیان ٹھیر کر واپس دہلی گئی۔ تو ان ایام میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے ایک خط لکھا کہ مَیں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں"۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۴۲)

[۲] (ترجمہ از مرتب) مَیں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ کہہ مَیں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالینگے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں[1] اس سے برکت

[1] "یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں۔ بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے۔ کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک رُوح واپس منگوایا جاوے۔ . . . . جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ مگر اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہٖ و بہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتٰی کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردوں کی بھی رُوح ہی دُعا سے واپس آتی ہے۔ اور اس جگہ بھی دُعا سے ایک رُوح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان رُوحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کا

ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۴ و ۶۵)

۵۹ — تخمیناً ۱۸۸۱ء

"تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ

جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہوگیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں۔ اور بیوہ کے الہام کی انتظار[1] ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۴) و ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۴

۶۰ — ۱۸۸۱ء

(ا) "ایک ہندو آریہ . . . . ایک مدت سے بمرض دق مبتلا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اس کی مرض انتہا کو پہنچ گئی۔ اور آثار مایوسی کے ظاہر ہوگئے۔ ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے ناامید ہوکر بہت بیقراری سے رویا۔ میرا دل اس کی عاجزانہ حالت پر پگھل گیا۔ اور میں نے حضرت احدیت میں اس کے حق میں دعا کی۔ چونکہ حضرت احدیت میں اس کی صحت مقدر تھی۔ اس لئے دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا

یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ اسی وقت اس ہندو

[1] خاکسار کی رائے میں یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری آئیں۔ اور ثیّب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واللہ اعلم۔ (مرتب)

[2] بس صورت سے کہ بکر کے نکاح کا الہام پورا ہوگیا کیونکہ مرزا نے خود لکھا ہے۔ کہ دو جزو میں سے ایک جز باطل ہو جائے تو وہ اس بات کی مستلزم ہوگی کہ دوسرا جز بھی باطل ہے۔ دیکھو [illegible]

نمبر	سنہ	
		سپاہی دیا جائے گا۔ تب مَیں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ پر اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اُس وقت مَیں نے یہ آیت پڑھی۔ کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۹۷ و ۹۸ حاشیہ)
۲۳۱	سنہ ۱۸۹۱ء	"اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ جو بات اس عاجز کی دُعا کے ذریعہ سے ردّ کی جائے۔ وہ کسی اور ذریعہ سے قبول نہیں ہو سکتی۔ اور جو دروازہ اس عاجز کے ذریعہ سے کھولا جائے۔ وہ کسی اور ذریعہ سے بند نہیں ہو سکتا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۸ حاشیہ)
۲۳۲	سنہ ۱۸۹۱ء	"اَنْتَ[1] اَشَدُّ مُنَاسَبَةً بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ خُلْقًا وَّخَلْقًا وَّزَمَانًا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۴)
۲۳۳	سنہ ۱۸۹۱ء	"خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا۔ اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں۔ رہائی دے گا۔ فرزند[2] دلبند گرامی و ارجمند۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶)
۲۳۴	سنہ ۱۸۹۱ء	"چند روز کا ذکر ہے۔ کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی۔ کہ کیا اس حدیث کا جو اَلْآيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ ہے۔ ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز

[1] (ترجمہ از مرتب) تُو کیا بلحاظ اخلاق کیا بلحاظ صورت و خلقت اور کیا بلحاظ زمانہ عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔

[2] (ترجمہ از مرتب) فرزند دلبند۔ بزرگ و بااقبال فرزند۔ حق اور رفعت کا مظہر گویا کہ خدا آسمان سے اُتر آیا ہے۔

قائم ہو جائے گی۔ اور فتح کھلی کھلی ہوگی۔ کیا[۱۷] یہ لوگ کہتے ہیں
کہ ہم لوگ ایک بھاری جماعت ہیں۔ یہ سب بھاگ جائینگے
اور پیٹھ پھیرلیں گے۔ اگر لوگ[۱۸] تجھے چھوڑدیں گے، پر میں نہیں
چھوڑونگا۔ اور اگر لوگ تجھے نہیں بچائینگے پر میں بچاؤں گا۔
میں[۱۹] اپنی چمکار دکھلاؤنگا اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤنگا۔
اے[۲۰] ابراہیم تجھ پر سلام۔ ہم[۲۱] نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ
چُن لیا۔ خدا[۲۲] تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں
تجھے دیگا۔ تو[۲۳] مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔
خدا[۲۴] ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے۔ جب تک وہ خبیث کو
طیّب سے جُدا نہ کرے۔ وہ[۲۵] تیرے مجد کو زیادہ کریگا۔ اور
تیری ذرّیت کو بڑھائیگا۔ اور من بعد تیرے خاندان کا تجھ
سے ہی ابتدا قرار دیا جائیگا۔ میں[۲۶] تجھے زمین کے کناروں تک
عزّت کے ساتھ شہرت دُونگا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔
اور[۲۷] تیری محبّت دِلوں میں ڈال دُونگا۔ جعلناک[۲۸] المسیح
ابن مریم (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا)۔ ان کو کہدے[۲۹]
کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔ یأتی[۳۰] علیک[له] زمان
مختلف بازواج مختلفۃ۔ وترٰی[۳۱] نسلاً بعیدًا۔
ولنحیینک[۳۲] حیوۃً طیبۃً ثمانین حولا
او قریبًا من ذالک۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۴-۶۳۵)

۳۲۰ "یہ وہ زمانہ ہے۔ جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جو کمال طغیان ۱۸۹۱ء
اس کا اس سن ہجری میں شروع ہوگا۔ جو آیت وَ اِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ

له ترجمہ از مرتب :۔ تجھ پر مختلف ازواج (یعنی رفقاء) کے ساتھ مختلف زمانے آئیں گے۔ اور تو دُور کی نسل
دیکھے گا۔ اور ہم تجھے خوش زندگی نصیب کریں گے۔ اسّی سال یا اس کے قریب۔

لوگوں پر اثر بہت کم پڑیگا۔ ہاں اتمام حجت ہوگا۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۰)

۲۹۰ "قَدْ اَلْهَمَنِیْ رَبِّیْ فِیْ اَمْرِکُمْ وَقَالَ[1] سنہ ۱۸۹۳ء

اِنَّهُمْ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۶۶)

۲۹۱ "هُوَ نَادَانِیْ وَقَالَ[2] سنہ ۱۸۹۳ء

قُلْ لِّعِبَادِیْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۶۷)

"نَادَانِیْ رَبِّیْ مِنَ السَّمَآءِ اَنْ[3] سنہ ۱۸۹۳ء

۲۹۲ اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَقُمْ وَاَنْذِرْ

فَاِنَّكَ مِنَ الْمَاْمُوْرِیْنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ

اٰبَآؤُهُمْ۔ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔

اِنَّا جَعَلْنَاكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ لِاُتِمَّ حُجَّتِیْ

عَلٰی قَوْمٍ مُّتَنَصِّرِیْنَ۔ قُلْ هٰذَا فَضْلُ رَبِّیْ۔ وَاِنِّیْ

اُجَرِّدُ نَفْسِیْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ۔ وَاُمِرْتُ

---

[1] (ترجمہ از مرتب) (اے فقراء و مشائخ!) مجھے میرے رب نے آپ لوگوں کے متعلق الہام کے ذریعہ سے بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ دُور سے پکارے جاتے ہیں۔ یعنی بہت دُور جا پڑے ہیں۔

[2] (ترجمہ از مرتب) اُس نے مجھے پکار کر فرمایا۔ کہ میرے بندوں سے کہدے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

[3] (ترجمہ از مرتب) میرے رب نے مجھے آسمان سے پکار کر فرمایا کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت یہ کشتی تیار کر (لوگوں کو آنیوالے عذابوں سے) ڈرا۔ کیونکہ تو مامور ہے کہ اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادوں کے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے۔ تاکہ نصرانیت کو اختیار کرنیوالے لوگوں پر میں اپنی حجت پوری کروں۔ تو کہہ کہ یہ میرے رب کا فضل ہے۔ اور میں اپنے آپ کو ہر قسم کے خطابوں سے الگ رکھتا ہوں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے حکم ملا ہے۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہوں۔

الْحَیَاۃِ۔ مَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَھُوَ یُحْیٰی۔ بَلْ یَکُوْنُ
مِنَ الْمُحْیِیْنَ۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۵ و ۵۴۶)

۱۸۹۲ء "یَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰہُ فِیْكَ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ ۲۹۹
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاءُ ھُمْ۔ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ
الْمُجْرِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُكَ مِنَ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ
اَمِیْنٌ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ فَحَانَ
اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ وَیُعَلِّمُكَ اللّٰہُ مِنْ
عِنْدِہٖ۔ تُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ وَتُحْیِ الدِّیْنَ۔ اِنَّا جَعَلْنَاكَ
الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنْ عِنْدِہٖ وَلَوْ

...ترجمہ) وہ ایک سمندر ہے جس میں آبحیات موجیں مار رہا ہے۔ جو اس میں سے پیتا ہے۔ وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو زندہ کرنے والا بن جاتا ہے۔

ترجمہ از مرتب) اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ خدا نے رحمان نے تجھے قرآن سکھلایا۔ تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے۔ جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ ... تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا۔ اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور ...وں کے ہر ایک الزام اور تہمت سے تیرا دامن پاک کروں گا۔ اور تیرے تابعین کو ان ... منکر ہیں۔ قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ آج تو میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے۔ تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا میری توحید اور تفرید۔ سو وہ وقت آگیا۔ جو تیری مدد کی جائے۔ اور تجھے ... معروف و مشہور کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے اپنے پاس سے سکھائے گا۔ تو شریعت کو قائم ...ے۔ اور دین کو زندہ کریگا۔ ہم نے تجھے مسیح بن مریم بنایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کریگا۔ اگرچہ لوگ

وَاَعَدَّنِیْ لِلْاِصْطِخَامِ لِاُحَارِبَ الْفَرَاعِنَةَ وَ
الظَّالِمِیْنَ ۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۷۱)

۲۰۲ ۱۸۹۳ء "وَهَنَّانِیْ رَبِّیْ وَقَالَ[۵۱]
اِنَّا مُهْلِكُوْ بَعْلِهَا كَمَا اَهْلَكْنَا اَبَاهَا وَرَادُّوْهَا اِلَيْكَ ۔
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔ وَمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا
لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۔ قُلْ تَرَبَّصُوْا الْاَجَلَ وَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِنَ
الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۔ وَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْحَقِّ اَهٰذَا الَّذِیْ
كَذَّبْتُمْ بِهٖ اَمْ كُنْتُمْ عَمِيْنَ ۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۶)

۲۰۳ ۱۸۹۳ء (ل) "وَرَاَيْتُ[۵۲] فِی الْمَنَامِ كَاَنِّیْ اَسْرَجْتُ جَوَادِیْ لِبَعْضِ مُرَادِیْ وَمَا اَدْرِیْ
اَيْنَ تَاَهُّبِیْ وَاَیَّ اَمْرٍ مَطْلَبِیْ ۔ وَكُنْتُ اُحِسُّ فِیْ قَلْبِیْ اَنَّنِیْ لِاَمْرٍ مِنَ
الْمَشْغُوْفِيْنَ ۔ فَامْتَطَيْتُ اَجْرُدِیْ ۔ بِاسْتِصْحَابِ بَعْضِ السِّـ...
مُتَوَكِّلًا عَلَى اللّٰهِ كَسُنَّةِ اَهْلِ الصَّلَاحِ ۔ وَلَمْ اَكُنْ كَالْمُتَبَاعِدِ...
وَجَدْتُنِیْ كَاَنِّیْ عَثَرْتُ عَلٰی خَيْلٍ تَقْصِدُوْا مُتَسَلِّحِيْنَ دَارِیْ

(بقیہ ترجمہ) کے لئے تیار کیا۔ تاکہ میں فرعونی سیرت لوگوں اور ظالموں سے جنگ کروں۔

۵۱ (ترجمہ از مرتب) اور میرے رب نے مجھے مبارک دی اور فرمایا۔ ہم اس کے خاوند کو ہلاک کریں گے۔ جیساکہ ہم نے اس کے باپ کو ہلاک کیا۔ اور اس (لڑکی) کو تیری طرف لوٹائیں گے۔ تیرے رب کی طرف سے (یہ) سچ ہے۔ پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ اور ہم اسے صرف گنتی کی مدت تاخیر کریں گے۔ کہہ اس عرصہ کی انتظار کرو۔ اور میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں ... اور جب خدا کا وعدہ آئے گا (تب کہا جائیگا) کیا یہ وہی ہے۔ جس کو تم نے جھٹلایا تھا۔ یا تم اندھے ...

۵۲ (ترجمہ از مرتب) اور (ایک مرتبہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نے کسی مقصد کے لئے جانے کی غرض سے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ہے۔ اور یہ بات میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر اور کس مقصد کیلئے جانے کی تیاری ... حال میں اپنے دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں کسی خاص بات کے شغف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا ... کچھ ہتھیار لگا لئے۔ اور صالحین کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے چستی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ... ہیں۔ میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے۔ جو مسلح ہیں۔ اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے

إِلَيْكَ أَمْرٌ مِّنْ لَّدُنَّا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ۔ إِنَّهُمْ كَانُوْا
يُكَذِّبُوْنَ بِآيَاتِيْ وَكَانُوْا بِيْ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ۔
فَبُشْرٰى لَكَ فِي النِّكَاحِ۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ إِنَّا زَوَّجْنَاكَهَا۔ لَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ وَإِنَّا رَادُّوْهَا إِلَيْكَ إِنَّ رَبَّكَ
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ فَضْلٌ مِّنْ لَّدُنَّا۔ لِيَكُوْنَ آيَةً
لِّلنَّاظِرِيْنَ۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا
فَانٍ۔ وَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِيْ أَنْفُسِهِمْ۔
وَنُرِيْهِمْ جَزَاءَ الْفَاسِقِيْنَ۔ إِذَا جَاءَ نَصْرُ
اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَانْتَهٰى أَمْرُ الزَّمَانِ إِلَيْنَا أَلَيْسَ
هٰذَا بِالْحَقِّ۔ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ ضَلَالٍ
مُّبِيْنٍ۔ كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ۔
إِنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا۔
قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ترجمہ:- یہ لوگ میرے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور مجھ پر تمسخر کرتے تھے۔ پس تجھے نکاح کے متعلق بشارت ہو۔ یہ بات تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ پس تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ ہم نے اس کو تیرے ساتھ ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ اور ہم اسے تیری طرف واپس لائیں گے۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ ہمارا فضل ہے تا دیکھنے والوں کے لئے ایک نشان ہو۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور روئے زمین کے سب لوگ فنا ہونے والے ہیں۔ اور ہم انہیں ارد گرد اور خود ان کی ذات میں نشان دکھائیں گے۔ اور انہیں ہم نافرمانوں کی سزا (کا نمونہ) دکھائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کی فتح آئے گی۔ اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا۔ (اس دن کہا جائے گا کہ) کیا یہ حق نہ تھا؟ بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کھلی گمراہی میں ہیں۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ آسمان اور زمین بند گٹھری کی طرح تھے۔ پس ہم نے ان کو کھول دیا۔ کہہ میں محض ایک بشر ہوں جس پر وحی کی جاتی ہے۔

اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم
القيامة۔ نظر الله اليك معطرا۔ وقالوا
اتجعل فيها من يفسد فيها قال اني اعلم
ما لا تعلمون۔ وقالوا كتاب ممتلئ من
الكفر والكذب۔ قل تعالوا ندع ابناءنا
وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا و
انفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله
على الكاذبين۔ سلام على ابراهيم
صافيناه ونجيناه من الغم۔ تفردنا
بذلك۔ يا داؤد عامل بالناس رفقا و
احسانا۔ تموت وانا راض منك۔ والله
يعصمك من الناس۔ كذبوا بآياتي وكانوا بها
يستهزءون۔ فسيكفيكهم الله ويردها اليك۔
امر من لدنا انا كنا فاعلين۔ زوجناكها۔
الحق من ربك فلا تكونن من الممترين۔
لا تبديل لكلمات الله۔ ان ربك فعال لما
يريد۔ انا رادوها اليك۔ يوم تبدل الارض
غير الارض۔ اذا نفخ في الصور فلا انساب
بينهم۔ انما يؤخرهم الى اجل مسمى۔
اجل قريب۔ يأتي قمر الانبياء وامرك
يتأتى۔ هذا يوم عصيب۔ توجهت لفصل
الخطاب۔ انا رادوها اليك۔ ان استجارتك
فاجرها۔ ولا تخف سنعيدها سيرتها الاولى۔

تکلّف کے طور پر یہ سمجھا۔ کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن دل نہیں مانتا تھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو۔ سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔" (از مکتوب مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء بنام ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۴)

۴۹۹ — ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء

"اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی۔ کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا۔ کہ یکدفعہ الہام ہوا۔

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عزیزی ایوب[1] بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے۔ جس کی ایسی موت ہو۔" (از مکتوب مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء بنام ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۰ء)

۵۰۰ — ۱۹۰۰ء

" خدا نے مجھے کہا۔ کہ اُٹھ اور ان لوگوں کو کہہ دے۔ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم خدا کی گواہی رد کر دو گے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا۔ اُس کے یہ الفاظ ہیں۔

قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔

قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

وَقُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔

(از اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۳ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

(ترجمہ) ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس تم قبول کرو گے یا نہیں۔ کہہ اگر تم

[1] مرزا ایوب بیگ صاحب۔ (مرتب)

سَبِيْلَهٗ۔ اَنْتَ[194] الْقَائِمُ عَلٰى نَفْسِهٖ۔ مَظْهَرُ[195]
الْحَيِّ۔ وَاَنْتَ[196] مِنِّيْ مَبْدَءُ الْاَمْرِ۔ وَاَنْتَ[197] مِنْ
مَّاءِ نَا وَهُمْ مِنْ فَشَلٍ۔ اِذَا[198] الْتَقَى الْفِئَتَانِ۔
فَاِنِّيْ[199] مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ وَيَنْصُرُهُ[200] الْمَلٰئِكَةُ۔
اِنِّيْ[201] اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰى۔ وَمَا[202] يَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ[203] هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔
اَرَدْتُّ[204] اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔
وَلِلّٰهِ[205] الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔[206] يَا عَبْدِيْ
لَا تَخَفْ۔ اَلَمْ[207] تَرَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا
مِنْ اَطْرَافِهَا۔ اَلَمْ[208] تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۱ تا ۳۲)

بقیہ ترجمہ:۔[190] نعمتیں تیرے پر پوری کرے گا۔ تاکہ خدا کا یہ کام مومنوں کے لئے نشان ہو۔[191] اے ابراہیم! تو میرے ساتھ ہے۔ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو روشن[192] نشان اور فیصلہ کن نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ[193] تیرے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی راہ دکھائے گا۔ تو وہ[194] ہے جو اپنے نفس کا ہر وقت نگران ہے۔ زندہ[195] خدا کا مظہر۔ اور تو میری[196] طرف سے امر مقصود کا مبدأ ہے۔ اور[197] تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ اور وہ فشل سے ہیں۔ جب[198] دو گروہ آمنے سامنے ہوں گے۔ تو میں[199] اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور ملائکہ اس[200] کی مدد کریں گے۔ میں[201] ہی رحمان ہوں بزرگی اور بلندی والا۔ اور وہ[202] اپنی خواہش کے ماتحت نہیں بولتا۔ بلکہ وحی[203] کا تابع ہے۔ جو نازل کی جاتی ہے۔ میں[204] نے ارادہ کیا کہ میں خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو پیدا کیا۔ اور[205] شروع میں بھی اور بعد میں بھی اللہ ہی کی حکومت ہے۔ اے[206] میرے بندے مت ڈر۔ کیا تو نہیں[207] دیکھتا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے چلے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں[208] جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْصَلَنِیْ صَحِیْحًا[۱]"

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ و بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۹۷۹ — ۱۴؍جنوری ۱۹۰۶ء — (۱) کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (۲) سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔

(ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چھوڑا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے (۲) خدائے رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے۔ یعنی خائب وخاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیساکہ وہاں دشمن کو قہر کیساتھ مغلوب کیا گیا تھا اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنے ہیں۔ کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فقرہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ مدینہ کی طرف"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

۹۸۰ — ۱۵؍جنوری ۱۹۰۶ء — "تزلزل[۲] در ایوانِ کسریٰ فتاد"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(بقیہ حاشیہ) کا ہے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ کا مثیل دہلی جائیگا۔ لوگ اس پر پتھراؤ کریں گے۔ یہ جو سنگباری کی گئی در اصل مجھ پر تھی۔ جیسے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسند پر بٹھایا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آپ کو یعنی آپ کے مظہر کو صحیح و سالم واپس قادیان لائیگا۔ . . . . یہ جو کہا گیا ہے کہ مجھے صحیح و سالم پہونچا دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض دوسروں کو نقصان پہنچے گا۔" (الفضل جلد ۳۲ نمبر ۱۰۲ مورخہ ۳؍مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۵)

[۱] (ترجمہ) سب حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے صحیح و سالم پہنچا دیا۔

[۲] (ترجمہ از مرتب) شاہ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔ (نوٹ از مرتب) چنانچہ اس الہام کے بعد بالکل خلاف توقع ایران میں جلد ہی شورِ بغاوت برپا ہوا۔ اور مظفر الدین شاہِ ایران نے مجبورًا بتاریخ

کہتے ہیں۔ یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ ؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۰ — مارچ ۱۹۰۶ء

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔" (مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مُرتد)

۱۰ — ۲؍اپریل ۱۹۰۶ء

(۱) "هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔ (۲) اِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَنَّ عَلَیْنَا۔"[1]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ ؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱ — ۳؍اپریل ۱۹۰۶ء

"کل خواب میں مولوی عبدالکریم صاحب کو دیکھا۔ کہ ایک بڑے کمرے میں پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا آؤ۔ مصافحہ کر لیں۔ پھر مصافحہ کیا۔ اور میں اُنہیں کہتا ہوں۔ دعا کرو۔ دشمنوں پر خدا مجھے غلبہ دے۔ اور پھر آج دیکھا۔ کہ ایک کمرے میں پھرتے ہیں۔ بہت جوش میں اور سخت ناراض ہیں۔ کہ وہ میرا نام لے کر کہتے ہیں۔ کہ کیوں لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور کیوں نہیں مانتے اور بڑے جوش اور غضب سے کہہ رہے ہیں۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ ؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۰۲۱ — ۷؍اپریل ۱۹۰۶ء

"یَأْتِیْكَ الْفَرَجُ"[2]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۰۲۲ — ۸؍اپریل ۱۹۰۶ء

(۱) "رَبِّ اَرِنِیْ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ[3] (۲) یُرِیْكُمُ اللّٰهُ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ (۲) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔

[2] (ترجمہ) تیرے پاس خوشی اور کشائش آئے گی۔

[3] (ترجمہ) خدایا مجھے زلزلہ دکھا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہے۔ (۲) خدا تعالیٰ تمہیں وہ زلزلہ دکھائے گا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہوگا۔

نَحْنُ اَوْلِيَاءُ كُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ۔

ہم تمہارے متولی اور متکفل دنیا اور آخرت میں ہیں۔

اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ۔ وَ كُلَّمَا اَحْبَبْتَ

جس پہ تو غضب ناک ہو میں غضب ناک ہوتا ہوں اور جس سے تو محبت کرتا ہے

اَحْبَبْتُ۔ مَنْ عَادٰى وَلِيًّا لِّيْ فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ

میں بھی محبت کرتا ہوں۔ جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کیلئے

لِلْحَرْبِ۔ اِنِّيْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ وَ اَلُوْمُ مَنْ

اس کو متنبہ کرتا ہوں۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور اس شخص کو ملامت کرونگا

يَّلُوْمُ۔ وَ اُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ۔ يَاْتِيْكَ الْفَرَجُ۔

جو اسکو ملامت کرے۔ اور تجھے وہ چیز دونگا جو ہمیشہ رہیگی۔ کشائش تجھے ملے گی۔

سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ صَافَيْنَاهُ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ

اس ابراہیم پہ سلام۔ ہم نے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے

الْغَمِّ۔ تَفَرَّدْنَا بِذٰلِكَ۔ فَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ

نجات دی۔ ہم اس امر میں اکیلے ہیں۔ سو تم اس ابراہیم کے مقام سے

اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ

عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پہ چلو۔ ہم نے اس کو قادیان کے قریب

الْقَادِيَانِ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ۔

اتارا ہے۔ اور وہ عین ضرورت کے وقت اتارا ہے اور ضرورت کے وقت اترا ہے

صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ۔ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔

خدا اور اسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔

اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔

أَنْ يُّتِمَّ أَمْرَكَ - [۱۹۶] إِنِّيْ أَنَا الرَّحْمٰنُ - سَأَجْعَلُ لَكَ
تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ میں رحمان ہوں۔ ہر ایک امر میں تجھے

سُهُوْلَةً فِيْ كُلِّ أَمْرٍ - [۱۹۷] أُرِيْكَ بَرَكَاتٍ مِّنْ كُلِّ طَرْفٍ -
سہولت دوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔

[۱۹۸] نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى ثَلَاثٍ اَلْعَيْنِ وَعَلَى الْأُخْرَيَيْنِ -
میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت

[۱۹۹] تُرَدُّ إِلَيْكَ أَنْوَارُ الشَّبَابِ - [۲۰۰] تَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا - [۱]
رکھونگا اور جوانی کے نور تیری طرف عود کرینگے اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا۔

[۲۰۱] إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعُلَا - كَأَنَّ
ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا۔ گویا

اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ - [۲۰۲] إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ
آسمان سے خدا اُترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

نَافِلَةً لَّكَ - [۲۰۳] سَبَّحَكَ اللّٰهُ وَرَافَاكَ - وَعَلَّمَكَ
جو تیرا پوتا ہو گا۔ خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف

مَا لَمْ تَعْلَمْ - [۲۰۴] إِنَّهٗ كَرِيْمٌ تَمَشّٰى أَمَامَكَ وَعَادٰى
تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا۔ وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا۔ اور تیرے دشمنوں کا

مَنْ عَادٰى - [۲۰۵] وَقَالُوْا إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ - [۲۰۶] أَلَمْ
وہ دشمن ہوا۔ اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ اے معترض کیا تو

تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - [۲۰۷] يُلْقِي الرُّوْحَ
نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے

[۱] یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی تَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا قریباً تیس سال کی ہے۔ منہ

(حقیقۃ الوحی ص۹۵ حاشیہ)

۲۳۰ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ ۲۳۱ دستِ تو دعائے تو
مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ تیرا ہاتھ ہے اور تیری دعا

ترحم ز خدا۔ ۲۳۲ زلزلہ کا دھکّا۔ ۲۳۳ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّھَا
اور خدا کی طرف سے رحم ہے۔ زلزلہ کا دھکا جس سے ایک حصہ عمارت مٹ جائے گا مستقل سکونت

وَمَقَامُھَا۔ ۲۳۴ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ۔ ۲۳۵ پھر بہار آئی
کی جگہ اور عارضی سکونت کی جگہ سب مٹ جائیگی۔ اسکے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ

خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ ۲۳۶ پھر بہار آئی تو آئے
آئیگی تو پھر ایک اور زلزلہ آئیگا۔ پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائینگے

ثلج کے آنے کے دن۔ ۲۳۷ رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ ھٰذَا۔
اور اسوقت تک خدا کئی نشان ظاہر کریگا۔ اے خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور میں کسی قدر تاخیر کر دے

۲۳۸ اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی ۲۳۹ لہ تَرٰی نَصْرًا
خدا نمونہ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کر دیگا۔ تب تو ایک

لہ پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا۔ بہت جلد آنے والا ہے۔ اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جو وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔ مگر بعد اس کے کہ میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ ھٰذَا۔ اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی۔ یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے۔ اور یہ

سَفِیْنَۃٌ وَّسَکِیْنَۃٌ - اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ - اُرِیْدُ
کشتی ہے اور آرام ہے۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں میں وہی ارادہ کرونگا

مَا تُرِیْدُوْنَ - پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم
جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ سو اہل بنگالہ کی دل آزاری کی

جاری کیا گیا تھا، اب ان کی دلجوئی ہو گی۔
گئی۔ خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائیگی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ[1]
اس خدا کی تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رو سے تیرے پر احسان کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الْحَزَنَ وَ اٰتَانِیْ
اُس خدا کی تعریف ہے جس نے میرا غم دُور کیا۔ اور مجھ کو وہ چیز دی

مَالَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ - یٰسٓ - اِنَّکَ
جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔ اے سردار! تو

بقیہ حاشیہ۔ مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں۔ اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کے لئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ خان۔ یعنی خدا کا کلمہ۔ عالم کباب۔ ورڈ۔ شادی خان۔ کلمۃ العزیز وغیرہ۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دُنیا خدا ہی کلمے ہیں۔ اسلئے اسکا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا اب کی دفعہ پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی۔ یعنی وہ زلزلۃ الساعۃ جس کے لئے وہ لڑکا نشان ہوگا۔ ہم نے اس کو ایک اور وقت پر ڈال دیا۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۶ حاشیہ)

[1] یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا۔ اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۶ حاشیہ)

لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ تَنْزِیْلَ
خدا کا مرسل ہے راہِ راست پر۔ اس خدا کیطرف سے

الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ [۲۲۲] اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ
جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں۔

فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ [۲۲۳] یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ۔
سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا وہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا۔

[۲۲۴] چو دورِ خسروی[1] آغاز کردند۔ مسلماں را مسلماں
جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمان کو جو صرف رسمی مسلمان تھے سر نئے

باز کردند۔ [۲۲۵] اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا
مسلمان بنانے لگے۔ آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے ہم نے ان دونوں

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا۔ [۲۲۶] قَرُبَ اَجَلُكَ الْمُقَدَّرُ۔
کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی۔ اب تیرا وقتِ موت قریب

[۲۲۷] اِنَّ ذَا الْعَرْشِ یَدْعُوْكَ۔ [۲۲۸] وَلَا نُبْقِیْ لَكَ مِنَ
آگیا۔ ذو العرش تجھے بلاتا ہے۔ اور ہم تیرے لئے کوئی

الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔ [۲۲۹] قَلَّ مِیْعَادُ رَبِّكَ۔ [۲۳۰] وَلَا نُبْقِیْ
رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے۔ تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے

لَكَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ شَیْئًا۔ [۲۳۱] بہت تھوڑے دن
لئے کوئی امر رسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے۔ زندگی کے دن بہت تھوڑے

رہ گئے ہیں۔ [۲۳۲] اُس دن خدا کی طرف سے سب پہ اُداسی
رہ گئے ہیں۔ اُس دن سب جماعت دل برداشتہ اور اوداس

[1] خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے۔ یعنی وہ آیندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا۔ اور بڑے بڑے اکابر اس کے پیرو ہوں گے۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۱ حاشیہ)

(۲) قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ - أُجِيْبَتْ دَعْوَتُكَ - إِنَّ اللّٰهَ
مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔[1]

(۳) بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ إِلْهَامِكَ وَوَحْيِكَ وَرُؤْيَاكَ ۔[2]

(۴) كَتَبْتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَحْمَةً - وَكَتَبْتُ
لَكَ رَحْمَةً فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔[3]

(۵) نَزِيْدُ فِيْ رَحْمَتِكَ وَصِدْقِكَ وَوَفَاءِكَ ۔[4]
(اَیْ نَزِیْدُ بَرَکَاتٍ یہ خدا کی طرف سے نہیں صرف تفہیم ہے میرے لفظوں میں)

(۶) كُلُّ مُكَذِّبٍ جَاءَ - يَا أَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا
وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ
لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا - إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي
الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۔[5]

(۷) مَا أَنَا إِلَّا كَالْقُرْاٰنِ وَسَيَظْهَرُ عَلٰى يَدَيَّ
مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ ۔[6]

---

[1] (۲) اللہ تعالیٰ نے دُعا سُن لی۔ تیری دُعا قبول کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کرتے ہیں۔

[2] (۳) برکت دی اللہ نے تیرے الہام میں اور تیری وحی میں اور تیری رؤیا میں۔

[3] (۴) تجھ پر ایمان لانے والوں کے لئے مَیں نے رحمت لکھ دی ہے۔ اور تیرے لئے دُنیا اور آخرت میں مَیں نے رحمت لکھ دی ہے۔

[4] (۵) تیری رحمت اور صدق اور وفا میں ہم زیادتی کرینگے یعنی تجھ پر برکات کی زیادتی کی جائے گی۔

[5] (۶) سب مکذّب آئے اور کہنے لگے۔ اے عزیز ہم اور ہمارے اہل و عیال تکلیف میں ہیں اور ہم تھوڑی سی پُونجی لائے ہیں۔ پس ہمیں پُورا پُورا ناپ تول دے۔ اور ہم پر صدقہ کر۔ اللہ تعالےٰ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔

[6] (۷) مَیں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر وہ سب کچھ ظاہر ہوگا جو فرقان سے ظاہر ہوا۔

میں اسی عہدہ پر نوکر تھا۔ میں نے اس کو بلانا چاہا۔ وہ بھی نہ آیا۔ لاپرواہ رہا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ روپیہ کی بہت کمی ہے۔ کسی طرح بات نہیں بنتی۔ اسی اثناء میں ایک صالح مرد سادہ طبع سادہ پوشش آیا۔ اس نے اپنی بھری ہوئی مٹھی روپیہ کی میری جھولی میں ڈال دی۔ اور ایسے جلدی چلا گیا کہ میں اسکا نام بھی نہیں پوچھ سکا۔ مگر پھر بھی روپیہ کی کمی رہی۔ پھر ایک صالح مرد آیا۔ جو محض نورانی شکل سادہ طبع ...[1] ایک صوفی کی شکل کے مشابہ تھا جس کا نام غالباً کرم الٰہی یا فضل الٰہی ہے۔ جس نے کرتہ بیچ کر ہمیں روپیہ دیا تھا۔ صورت انسان کی ہے مگر علیحدہ خلقت کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپیہ سے بھر کر میری جھولی میں وہ روپیہ ڈال دیا۔ اور وہ بہت سا روپیہ ہو گیا۔ میں نے پوچھا آپ کا نام کیا۔ اس نے کہا۔ نام کیا ہوتا ہے۔ نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا بتلاؤ نام کیا ہے۔ اس نے کہا۔ ٹیچی۔ اور میں اس وقت چشم پُر آب ہو گیا کہ ہماری جماعت میں ایسے بھی ہیں۔ جو اس قدر روپیہ دیتے ہیں اور نام نہیں بتلاتے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ یہ تو آدمی نہیں ہے، یہ تو فرشتہ ہے۔ اور جب بہت سے مال کا نظارہ میرے سامنے آیا۔ میں نے کہا میں اس میں سے ...[2] کو دونگا کہ وہ حاجتمند ہے۔ اور جب میں نے یہ خواب دیکھا اس وقت رات کا ایک بجکر اوپر پینتیس ۳۵ منٹ زیادہ گذر چکے تھے۔

تخمیناً ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء ۸۱

میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہتا ہے۔ **موت**۔ یعنی چالیس[۴۰] دن کے بعد موت کا حکم ہے۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب سے پوچھا ہے۔ اس حکم کا اپیل بھی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اپیل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اپیل در اپیل بھی۔ پھر بعد اس کے مجھے ۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو بخار ہوا۔ پیشاب نہایت شدید درد سے آتا تھا۔ اور پیشاب کی راہ خون آنا شروع ہوا۔ یہاں تک

[1] و [2] لفظ پڑھا نہیں گیا۔ (مرتب)

ضیاء الاسلام پریس میں چھپا اور الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ نے
ربوہ سے شائع کیا

(مشین مین خواجہ عبدالرحمٰن)

مصا
بدورانش رسو ر

فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من

[illegible]

اشعار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible])

آنچہ داد است ہر نبی را جام	ابیات	داد آں جام را مرا بتمام
انبیا گرچہ بودہ اند بسے	حقیقۃ الوحی	من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین		ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کتاب

حقیقۃ النبوۃ

۲۶ مارچ ۱۹۱۵ء

حصہ اول

ازافادات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر خلیفۃ المسیح المہدی خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جسمیں اصولی طور پر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کیگئی ہے اور ہر پہلو سے اسپر مفصل بحث کیگئی ہے بیس روز کے اندر تصنیف اور طبع ہوکر انجمن ترقی اسلام کیطرف سے شائع ہوئی + مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۵ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

١١٥٩
١٥٢

رکھتا تھا۔ کہ اس کی قوت قدسیہ سے ایک نبی کا پیدا ہو جانا کچھ بھی بعید نہیں۔ اور جسے اس بات میں کچھ شک ہے۔ اس نے درحقیقت خاتم النبیین کے کمالات کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ اپنی ہوا و ہوس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کو قربان کر رہا ہے۔ اور لوگوں کے خوش کرنے کے لئے اپنے آقا پر حملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے۔ اور انکو راہ راست کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تمہید کے بعد میں حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق چند دلائل ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) اوّل دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہکر پکارا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد سے ثابت ہے۔ کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔ دوم آیت اذا الرسل اقتت سے ثابت ہے۔ کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ کیونکہ اس آیت میں مسیح موعود کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور اس کے زمانہ کی نسبت ان الفاظ میں خبر دی گئی ہے۔ کہ جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے۔ یعنے ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا اور مسیح موعود کے وجود میں وہ ظاہر ہوں گے۔ اس آیت کو بھی خود حضرت مسیح موعود نے اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ پس جس کا نام قرآن کریم رسول رکھتا ہے اسکے تو مسیح موعود کے رسول نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ جو دلیل پہلوں کے نبی ہونے کی ہے۔ وہی حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی ہے + اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نبی اور رسول تھے۔ تو مسیح موعود بھی نبی تھے

386

حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کی سوانح حیات و سیرۃ کا سلسلہ

(نمبر اوّل)

نام نیک رفتگان ضائع مکن ۔ تا بماند نام نیکت برقرار

۱۲۷
۱۹۵۸

حیاتِ ناصرؑ

یعنی

حضرت میر ناصر نواب صاحب نبیرہ حضرت خواجہ میر درد

رضی اللہ عنہما کے سوانح حیات و سیرۃ

جسکو

حضرت والد صاحب قبلہ شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم و تادیب النساء نے مرتب کیا

اور

ابوالخیر محمود احمد (مجاہد مصری) ناظم انوار احمدیہ بکڈپو نے انتظامیہ پریس

میں چھپوا کر تراب منزل دارالامان قادیان سے شائع کیا۔

۶ دسمبر ۱۹۲۷ء

بار اوّل — تعداد جلد ۵۰۰ - قیمت فی جلد علاوہ محصول ۱۰/

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد
چنیوٹ پاکستان

بچشم خود دیکھے۔ بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا۔ زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمٰعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے۔ لاہور میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل وہ ڈاکٹر ہو گا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا۔ اور آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ کہ یہ مریگا نہیں۔

دہلی میں علالت اور حضرت کی دعا سے صحت

ایک دفعہ تین چار گھنٹے میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہو گئیں مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا۔ میں نے جب آپ کو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہو گئے۔ تنہائی میں جا کر دعا شروع کر دی۔ جس کا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہو گیا۔ ایک دفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دلی گئے۔ وہاں میں سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمٰعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم نور الدین صاحب کو تار دیا۔ کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً دلی چلے گئے۔ اللہ تعالے نے مجھے شفا فرما دی۔ اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتدا

حضرت اقدس کی خدمت

میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے۔ تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے۔ تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا۔ تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔ اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔

اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی۔ اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی۔ کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا۔ اور آپ کا حال دیکھا۔ تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے

۷۸۶

گر سگِ نفسِ دنی را پروریم
از سگانِ کوچۂ ما ہم کمتریم

بر رضائے خویش کن انجامِ ما
تا برآید در دو عالم کامِ ما

(حضرت شاہ)

خطوطِ امام بنامِ غلام

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است	خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش	در ہر مکاں ندائے جمالِ محمد است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم	یک قطرہ ز بحرِ کمالِ محمد است

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمد است

(حضرت مسیح)

حضورِ ... غلام ... حکیم محمد حسین قریشی مالک کارخانہ رفیق ... لاہور

سے زیادہ نہ ہو۔ اور گوٹہ لگا ہوا ہو جیسا کہ پہلے بنا کر
بھیجیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیج دی جاویگی۔ یا آپ کے
آنے پر آپ کو دیجاویگی۔ رنگ کوئی ہو مگر پارچہ ریشمی یا
جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ
پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
۱۴ فروری ۱۸۹۸ء

۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اِس وقت میاں یار محمد
بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک
بوتل شانک ایِن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر شانک
وائین چاہئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۳

ذیل کا خط بجواب میرے ایک عریضہ کے ہے جبکہ
ہم بمعہ عیال و اطفال قادیان میں گئے اور واپسی
کے وقت چونکہ برسات کے دن تھے راستہ سخت
خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے لئے
یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرورتاً
حضرت سے ایک پینس طلب کی۔ کیونکہ یکے کی
سواری حالت حمل میں خطرناک ہوتی ہے اسپر
حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے ذیل کا خط لکھا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ انشاء اللہ و عاکرونگا۔ آپ کو
اختیار ہے کہ پینس لے جائیں۔ مگر میں نے سنا ہے کہ بٹالہ کی
سڑک تک راستہ نہایت خراب ہے۔ پینس کی سواری خطرناک
ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک
راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ دنوں میں
اسوقت گورداسپور سے بٹالہ کی راہ آیا تھا جب بارش پر
ایک ہفتہ گذر چکا تھا۔ تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تو اب تو
بہت ہی خطرناک ہوگا۔ حمل کی حالت میں ان دنوں میں
ساتھ لیجانا گویا عمداً ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ خود بٹالہ کی
سڑک تک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب
بغیر گذرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک
ہے۔ والسلام +

غلام احمد عفی عنہ

۱۴

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں چند روز سے سخت
بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے
ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سردرد
بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی
ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔
اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ
خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو۔ اور
کہنہ نہ ہو اور نیز اسکے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک بوتل
خرید کر بھیج دیں۔ پانچ روپیہ قیمت اسکی ارسال ہے۔ اور
نیز ہمارا پہلا کلاک یعنی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ اسلئے ایک کلاک
عمدہ دوسرا خرید کرنے کے لئے مبلغ لعہ بھیجتا ہوں یہ کلاک
بخوبی امتحان کر کے ارسال فرماویں۔ اسمیں یہ بھی شرط
ہے کہ اسکے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل ہرگز نہ ہو
صرف گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا
اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی دوسری
چیزیں بھی خریدنی ہیں...... اُن چیزوں کی تفصیل ذیل
میں ہے۔ والسلام + مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور
بھی گئے۔ مگر افسوس نہایت ضروری کام یاد نہ رہا اسلئے
تاکیداً لکھتا ہوں کہ ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھیچھڑا
نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر
ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ واری پر بھیجدیں۔ اور دو ڈبیا سرد رد
کی ٹکیا کی جیسیں بتاشہ کی طرح ٹکیا ہوتی ہیں۔ مگر تازی
بنی ہو۔ ورنہ بذریعہ وی۔ پی روانہ فرمادیں زیادہ
خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ دو تار پہنچیں نہایت
فکر ہوا۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ
شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا کہ لاہور
سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر پہنچ گئی۔ خدا تعالیٰ
آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں دعا کرونگا

390

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

تحفۃ الملوک

الحمد للہ

کہ

مجلد سوم از کتاب تحفۃ الملوک

مسمّٰی بہ

دعوۃ الامیر

یعنی مکتوب حضرت حاجی میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ

خلیفہ دوم حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ وعلیٰ مطاعہ الصلوٰۃ والسلام

بخدمتِ عالی

شاہ والاجاہ امیر امان اللہ خاں بالقابہ

فرمانروائے دولتِ مستقلہ افغانستان وممالکِ محروسہ

نبی کی دوبارہ بعثت کی پیشگوئی کرادی تھی تا قومی منافرت خاتم النبیین علیہ السلام پر ایمان لانے میں روک نہ ہو۔ ان پیشگوئیوں میں درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک اُمتی مامور کی خبر دی گئی تھی تا اس کے ذریعے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہو کر تمام ادیان آپ کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ چنانچہ یہ سب پیشگوئیاں آپ کے وجود سے پوری ہو گئیں اور آپ مسیحیوں اور یہودیوں کے لئے مسیح - زردشتیوں کے لئے میسودر بہمی اور ہندوؤں کے لئے کرشن کے مثیل ہو کر نازل ہوئے تا تمام اہلِ مذاہب پر انہیں کی کتب سے آپکی صداقت ثابت ہو اور پھر آپ کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت معلوم ہو کر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ غلامی میں باندھے جائیں۔

آپؑ کے دعوے کے دلائل

آپؑ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد مَیں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مامور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ اُن دلائل کے ذریعے سے آپکے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقلِ سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مامور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دُور بھی لے جاتا ہو۔ اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہو گا اور ثابت ہو گا کہ نعوذ باللہ من ذالک اُس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایسے شخص کو اپنا مامور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالےٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اسکے کہ یہ عقیدہ عقلِ سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيّٖنَ

بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ (آلِ عمران ع) یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوّت دیکر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ وہ تو یہی کہیگا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اِس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو۔ اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو ربّ سمجھ لو۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر اُن کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعیٔ ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اُس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اُس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اُس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اُس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس مَیں اِسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظرِ ثانی کرنا چاہتا ہوں تا جناب والا کو اُن دلائل سے مختصراً آگاہی حاصل ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اِس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اِس وقت تک قبول کیا ہے +

پہلی دلیل

ضرورتِ زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی مامور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورتِ زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سُنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا۔ جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اُسے نازل نہیں کرتا۔ اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اُسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو۔ چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اُس کی پُوری کر دی ہے۔ پس جب کہ دُنیاوی ضروریات کے پُورا کرنیکا اُس نے اِس قدر اہتمام کیا ہے۔ تو یہ اُس کی شان اور اُس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ اُس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور اُن کے پُورا کرنے کے لئے کوئی سامان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون

الحمد للہ

سیرت المہدی علیہ السلام

حصہ اول

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب فرمایش

مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اول مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

شیخ محمد فخر الدین احمدی (ملتانی) مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان دارالامان کو شائع کرنیکا فخر حاصل ہے

۱۹۳۵ء

قیمت فی جلد عہ مجلد عہ

بشیر احمد بھٹی تحریر نمود

لاہوری نے آپکی چھاتی میں پستان کے پاس انجکشن یعنی دوائی کی پچکاری
کی۔ جس سے وہ جگہ کچھ اُبھر آئی۔ مگر کچھ افاقہ محسوس نہ ہُوا۔ بلکہ بعض لوگوں نے
بُرا منایا۔ کہ اس حالت میں آپ کو کیوں یہ تکلیف دی گئی ہے تھوڑی دیر
تک غرغرہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ
لمبا ہوتا گیا۔ حتّٰی کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیق اعلٰی
کی طرف پرواز کر گئی۔ اللھم صل علیہ وعلٰی مطاعہ محمد
بارك وسلم۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج
کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی۔ اور
حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر آیا۔ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح
موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اسکے بعد تھوڑی دیر
تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔ اور آپ آرام سے لیٹ کر سو
گئے۔ اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی
اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے
اسکے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔ تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں
اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں
آپکے پاؤں دبانے کے لیئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب
نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپکو
ایک اور دست آیا۔ مگر اب اسقدر ضعف تھا۔ کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔
اسلیئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ
ہُوئے اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو
گیا تھا اسکے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ
قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے۔ تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت
کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت

دگرگوں ہوگئی۔ اسپر میں نے گھبرا کر کہا "اماں یہ کیا ہونے لگا ہے" تو آپ نے فرمایا "یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا" خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کیا آپ سمجھ گئی تھیں۔ کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ 'ہاں' والدہ صاحبہ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جب حالت خراب ہوئی اور ضعف بہت ہو گیا۔ تو میں نے کہا کیا مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب) کو بلا لیں؟ آپ نے فرمایا! بلا لو نیز فرمایا۔ محمود کو جگا لو۔ پھر میں نے پوچھا محمد علی خان یعنی نواب صاحب کو بلا لوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت صاحب نے اس کا کچھ جواب دیا یا نہیں اور دیا تو کیا دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ مرض موت میں آنحضرت صلعم کو بھی سخت کرب تھا۔ اور نہایت درجہ بے چینی اور گھبراہٹ اور تکلیف کی حالت تھی اور ہم نے دیکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا بھی بوقت وفات قریباً ایسا ہی حال تھا۔ یہ بات ناواقف لوگوں کے لیئے موجب تعجب ہو گی۔ کیونکہ دوسری طرف وہ یہ سنتے اور دیکھتے ہیں کہ صوفیاء اور اولیاء کی وفات نہایت اطمینان اور سکون کی حالت میں ہوتی ہے سو دراصل بات یہ ہے۔ کہ نبی جب فوت ہونے لگتا ہے۔ تو اپنی امت کے متعلق اپنی تمام ذمہ واریاں اسکے سامنے ہوتی ہیں۔ اور ان کے مستقبل کا فکر مزید برآں اسکے دامنگیر ہوتا ہے۔ تمام دنیا سے بڑھ کر اس بات کو نبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ موت ایک دروازہ ہے جس سے گزر کر انسان نے خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ پس موت کی آمد جہاں اس لحاظ سے اس کو مسرور کرتی ہے۔ کہ وصالِ محبوب کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ وہاں اسکی عظیم الشان ذمہ داریوں کا احساس اور اپنی اُمت کے متعلق آیندہ کا فکر اسے غیر معمولی کرب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ مگر صوفیاء اور اولیاء ان فکروں سے آزاد ہوتے ہیں۔ ان پر صرف اِن کے نفس کا بار ہوتا ہے مگر نبیوں پر ہزاروں

اور میں نے بہت استغفار پڑھا۔ یہ قصہ سنا کر میں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ خواجہ صاحب آپ کی عزت بھی کہیں اسی طریق کی نہ ہو۔ چنانچہ میں آپ کو سناتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپ کمزور ایمان والوں اور منافقوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا۔ مگر ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جسکے متعلق سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ وہ میرے خیال میں مومن تھا۔ اور ان لوگوں کی نسبت زیادہ حقدار تھا۔ جن کو آپ نے مال دیا چنانچہ سعدؓ نے اسکی طرف آپ کو توجہ دلائی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر توجہ دلائی۔ مگر آپ پھر خاموش رہے۔ سعدؓ نے پھر تیسری دفعہ توجہ دلائی۔ اس پر آپ نے فرمایا سعدؓ تو ہم سے جھگڑا کرتا ہے۔ خدا کی قسم بات یہ ہے کہ بعض وقت میں کسی کو کچھ دیتا ہوں۔ حالانکہ غیر اس کا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مگر میں اسے اسلئے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل آگ میں نہ جا پڑے۔ یعنی تالیف قلب کے طور پر دیتا ہوں۔ کہ کہیں اسے ابتلاء نہ آجاوے قاضی صاحب نے بیان کیا کہ جسکے ایمان کی حالت مطمئن ہو اسے ظاہری عزت اور خاطر مدارات کی ضرورت نہیں ہوتی اسکے ساتھ اور طریق پر معاملہ ہوتا ہے۔

(۴۱۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور انکا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اسلئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آجتک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کرلی ہے اسلئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں کرونگا تو میں گنہگار ہونگا۔ اسلئے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤنگا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں

بڑھاپے میں کیا طلاق لونگی۔ بس مجھے خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دیدی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲؍مئی ۱۸۹۱ء کو شایع کیا تھا اور جسکی سرخی تھی "اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالفِ دین" اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہو گئے۔ تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہونگے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہو گی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی۔ میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ کہ پھجے کی ماں بیمار ہے۔ اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں۔ یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے اپنی طرف سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں سو میں کر دیا کرتی تھی۔

(۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا

مصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضٰے صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آ گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع اٰبائك ویبدأ منك اور یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

(۴۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایکدفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی۔ تو وہ آپکو پھسلا [illegible] اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا پھر جب [illegible] سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح مو[illegible] شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں۔ تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔ جسپر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیئے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں اسی

۱۸۶۸ء

عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں دو دو جرابیں اوپر تلے پہن لیتے تھے۔
پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے
کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ سردی
گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔
اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر
تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی ثم لاہوری
احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب
کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایکدفعہ کوئی شخص آپ کے لئے
گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اسکے الٹے سیدھے پاؤں کا آپکو پتہ نہیں لگتا تھا کئی
دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ
ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپکی سہولت
کیواسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اسکے
آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت
صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کی ناپسندیدگی
کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپکے لئے انگریزی طرز
کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو
پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بٹن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بٹنوں
کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا
کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام
اصول یہ تھا۔ کہ جس قسم کا کپڑا مل جاتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند
نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ
ایسے لباس سے جو اعضاء کو جکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپکے لئے صرف ململ کے
کرتے اور پگڑیاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے عموماً ہدیۃً آپ کو آ جاتے تھے۔ شیخ

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب قادیان چلے آئے بعد میں ہمنے سنا کہ مجسٹریٹ نے سرٹیفکٹ پر بڑی جرح کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر کو شہادت کے لیئے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکٹ بالکل درست ہے اور میں اپنے فن کا ماہر ہوں اسپر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کرسکتا اور میرا سرٹیفکٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ مجسٹریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ پیش نہ گئی۔ پھر اسی وقفہ میں اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہوگیا۔ اور نیز کسی ظاہرا نامعلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہوگیا۔ یعنی وہ ای۔ اے۔ سی سے منصف کر دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس مجسٹریٹ کا نام چندو لال تھا اور وہ تاریخ جسپر اس موقعہ پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایکدفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ حضور حدیث میں آتا ہے۔ کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں میں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اسنے کہا کہ میں ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اسکی بکریاں چرانی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شایع ہوئیں۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوے کرے۔ تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اسکی بات کو قبول کرینگے میرا یہ جواب سنکر وہ بولا۔

۱۰۶

سے ملتے۔ جو تیمور کے چچا تھے۔ مرزا ہادی بیگ سے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک کا شجرہ نسب شمولہ ورق پر درج ہے۔ اس شجرہ میں جن خانوں کے کونوں میں آڑے خطوط دکھائے گئے ہیں۔ ان میں ایسے لوگوں کے نام درج ہیں۔ جن کی نسل آگے نہیں چلی۔

(۱۲۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ اپنے قلم سے اپنے اور اپنے خاندان کے حالات لکھے ہیں مگر سب سے مفصل وہ بیان ہے جو کتاب البریہ میں درج ہے یہ بیان ایسا تو نہیں ہے کہ اس میں سب ضروری باتیں آگئی ہوں اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حالات جو حضرت مسیح موعود نے خود دوسری جگہ تحریر فرمائے ہیں۔ وہ سب اسمیں آگئے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بیان سب سے زیادہ مفصل ہے اور حضرت صاحب نے ایک خاص تحریک کی بناء پر تحریر فرمایا تھا اسلئے اسکے خاص خاص حصے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں۔ کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پڑدادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس[1] ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو ابتک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور انکے ساتھ

[1] حاشیہ۔ عرصہ سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات میری ان ہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کردئے تھے۔ جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جاکر اسکو لے آتا اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفروا رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ۔ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے انکے مذاہب کو رد کردیا۔ خدا اسکی کوشش کا شکرگزار ہے یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظھرہ اللہ۔ منہ۔

نونہال سنگھ شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دور دورہ میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا۔ ۱۸۴۱ء میں یہ جرنل ونچورا کے ساتھ منڈی اور کُلّو کی طرف بھیجا گیا اور ۱۸۴۳ء میں ایک پیادہ فوج کا کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارہ کے مفسدے میں اسنے کارہائے نمایاں کیئے اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی تو وہ اپنی سرکار کا وفادار رہا اور اس کیطرف سے لڑا۔ اس موقعہ پر اسکے بھائی غلام محی الدین نے بھی اچھی خدمات کیں۔ جب بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج کو لیئے دیوان مولراج کی امداد کے واسطے ملتان جا رہا تھا۔ تو غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداران لنگر خان ساہیوال اور صاحب خان ٹوانہ نے مسلمان آبادی کو برانگیختہ کیا اور مصر صاحبدیال کی فوج کے ساتھ ملکر باغیوں پر حملہ کرکے ان کو شکست فاش دی۔ اور دریائے چناب کی طرف دھکیل دیا۔ جہاں چھ سو سے زیادہ باغی دریا میں غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔ انگریزی گورنمنٹ کی آمد پر اس خاندان کی جاگیر ضبط ہو گئی۔ مگر سات سو کی ایک پنشن غلام مرتضیٰ اور اسکے بھائیوں کو عطا کی گئی اور قادیان اور اسکے گرد و نواح پر انکے حقوق مالکانہ قائم رہے۔ اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء میں نہایت عمدہ خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اس کا بیٹا غلام قادر اسوقت جنرل نکلسن کی فوج میں تھا۔ جبکہ افسر موصوف نے تریمو گھاٹ پر نمبر ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے۔ تہ تیغ کیا تھا۔ جنرل نکلسن نے غلام قادر کو ایک سند دی۔ جس میں یہ لکھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں خاندان قادیان نے ضلع کے دوسرے تمام خاندانوں سے زیادہ وفاداری دکھائی ہے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسالہ کشف الغطاء میں جو حکام گورنمنٹ کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میرا خاندان ایک خاندان ریاست ہے اور میرے بزرگ والیان ملک اور خود سر امیر تھے۔ جو سکھوں کے وقت میں یکلخت تباہ ہوئے اور سرکار انگریزی کا اگرچہ سب پر احسان ہے

حال بیان کرنا شروع کیا۔ مگر ڈپٹی کمشنر نے نہایت غصہ کے لہجہ میں کہا کہ تم بہت سے آدمی جمع ہو کر مجھ پر رعب ڈالنا چاہتے ہو۔ میں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں اور میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ یہ جماعت کیوں بن رہی ہے۔ اور میں تمہاری باتوں سے ناواقف نہیں اور میں اب جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں۔ اور تم کو پتہ لگ جائیگا۔ کہ کس طرح ایسی جماعت بنایا کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں۔ ہم ناچار وہاں سے بھی ناکام واپس آگئے۔ اور حضرت صاحب کو سارا ماجرا سنایا۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ ان دنوں میں مخالفت کا سخت زور تھا۔ اور انگریز حکام بھی جماعت پر بہت بدظن تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ یہ کوئی سازش کے لیئے سیاسی جماعت بن رہی ہے۔ اور بٹالہ میں ان دنوں پولیس کے افسر بھی سخت معاند و مخالف تھے اور طرح طرح سے تکلیف دیتے رہتے تھے اور قادیان کے اندر بھی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین وغیرہ اور انکی انگیخت سے قادیان کے ہندو اور سکھ اور غیر احمدی سخت ایذا رسانی پر تلے ہوئے تھے۔ اور قادیان میں احمدیوں کو سخت ذلت اور تکلیف سے رہنا پڑتا تھا۔ اور ان دنوں میں قادیان میں احمدیوں کی تعداد بھی معمولی تھی۔ اور احمدی سوائے حضرت کے خاندان کے قریباً سب ایسے تھے جو باہر سے دین کیخاطر ہجرت کرکے آئے ہوئے تھے۔ یا مہمان ہوتے تھے۔ حضرت صاحب نے یہ حالات دیکھے اور جماعت کی تکلیف کا مشاہدہ کیا تو جماعت کے آدمیوں کو جمع کرکے مشورہ کیا اور کہا کہ اب یہاں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ یہاں رہنا مشکل ہو گیا ہے اور ہم نے تو کام کرنا ہے۔ یہاں نہیں تو کہیں اور سہی۔ اور ہجرت بھی انبیا کی سنت ہے۔ پس میرا ارادہ ہے۔ کہ کہیں باہر چلے جائیں۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ اسپر پہلے حضرت خلیفہ اول نے عرض کیا۔ کہ حضور بھیرہ تشریف لے چلیں۔ وہاں میرے مکانات حاضر ہیں اور کسی طرح کی تکلیف نہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے سیالکوٹ کی دعوت دی۔ شیخ رحمت اللہ صاحب نے کہا لاہور ہمارے ہاں تشریف لے چلیں۔ میرے دل میں بھی بار بار اٹھتا تھا۔ کہ میں اپنا مکان پیش کروں۔ مگر میں شرم سے رک جاتا تھا۔ آخر میں نے بھی کہا۔ کہ حضور میرے گاؤں میں تشریف لے چلیں۔ وہ سالم گاؤں ہمارا ہے اور کسیکا دخل

کرتا ہے کہ لالہ بھیم سین صاحب کی کامیابی کے متعلق بھی حضرت صاحب نے خواب دیکھا تھا۔
کہ جتنے لوگوں نے امتحان دیا ہے ان میں سے صرف لالہ بھیم سین صاحب پاس ہوئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنی کتاب (۱۵۰)
حیاۃ النبی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ملازمت سیالکوٹ کے متعلق مولوی
سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کی ایک تحریر نقل کی ہے۔ جو میں مولوی صاحب موصوف سے
براہِ راست تحریری روایت لے کر درج ذیل کرتا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف
سید میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی کے چچا ہیں۔ اور سیالکوٹ کے ایک بڑے مشہور
مولوی ہیں۔ مولوی صاحب مذہباً احمدی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبع نہیں بلکہ
سرسید مرحوم کے خیالات کے دِلدادہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"حضرت مرزا صاحب سنہ ۱۸۶۴ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف
لائے اور قیام فرمایا۔ چونکہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز
تھے۔ اسواسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی تھی۔ آپ پسند
نہیں فرماتے تھے۔ لالہ بھیم سین صاحب وکیل جن کے نانا ڈپٹی مٹھن لال صاحب بٹالہ
میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھے۔ انکے بڑے رفیق تھے۔ اور چونکہ بٹالہ میں مرزا صاحب اور لالہ
صاحب آپس میں تعارف رکھتے تھے۔ اسلیئے سیالکوٹ میں بھی ان سے اتحاد کامل رہا
پس سب سے کامل دوست مرزا صاحب کے اگر اس شہر میں تھے۔ تو لالہ صاحب ہی تھے اور
چونکہ لالہ صاحب سلیم طبع اور لیاقت زبان فارسی اور ذہن رسا رکھتے تھے اس سبب سے
بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کے باعث ان سے بہت محبت تھی۔ مرزا صاحب کی
علمی لیاقت سے کچہری والے آگاہ نہ تھے۔ مگر چونکہ اسی سال کے اوائل گرما میں ایک عرب
نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے اور ان پر جاسوسی کا شبہ ہوا۔ تو ڈپٹی کمشنر
صاحب نے (جن کا نام پرکسن تھا۔ اور پھر وہ آخر میں کمشنر راولپنڈی کی کمشنری کے ہو گئے
تھے) محمد صالح کو اپنے محکمہ میں بغرض تفتیش حالات طلب کیا۔ ترجمان کی ضرورت تھی۔
مرزا صاحب چونکہ عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے۔ اور عربی زبان میں تحریر و تقریر بخوبی

کرنا ہے کہ یہ خاص حالت کی باتیں ہیں انبیاء جنہوں نے لوگوں کیلئے اسوہ حسنہ بننا ہوتا ہے اور حقوق العباد کی بھی بہترین مثال قائم کرنی ہوتی ہے عموماً ایسا طریق اختیار نہیں کرتے۔

(١٦٠) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الخ ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ وظیفہ ختم ہونے پر دانے میرے پاس لے آنا اسکے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائینگے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینکدوں۔ تو ہم سب کو سرعت کیساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینکدیا۔ اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ اور ہم بھی آپکے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کیطرف نہیں دیکھا۔

(اس روایت میں جس طرح دانوں کے اوپر وظیفہ پڑھنے۔ اور پھر ان دانوں کو کنوئیں میں ڈالنے کا ذکر ہے۔ اسکی تشریح حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۱۲ میں کی جا چکی ہے۔ جہاں پیر سراج الحق صاحب مرحوم کی روایت سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کام ایک شخص کی خواب کو ظاہر میں پورا کرنے کے لیئے کروایا گیا تھا۔ ورنہ ویسے اس قسم کا فعل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت اور سنت کے خلاف ہے اور دراصل اس خواب کے تصویری زبان میں ایک خاص معنی تھے۔ جو اپنے وقت پر پورے ہوئے)

(١٦١) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک

پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اس سے اظہار ہمدردی کیا اور پوچھا کہ گرم قہوہ یا اور کوئی چیز منگوائیں؟ اس نے کہا نہیں کوئی بات نہیں۔ مگر بیچارے کو چوٹ سخت آئی تھی۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ حضرت صاحب اسے خود ایک کمرے سے دوسرے کی طرف لیجاتے تھے اور ایک ایک چیز دکھاتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس خانہ تلاشی کا ذکر اپنے اشتہار مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۹۷ء میں کیا ہے جہاں لکھا ہے۔ کہ خانہ تلاشی ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو ہوئی تھی اور نیز یہ کہ مہمان خانہ مطبع وغیرہ کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہوا تھا۔ اور اسکے قتل پر آریوں کی طرف سے ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہو گیا تھا۔ سنا گیا ہے کہ کئی جگہ مسلمان بچے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ اور حضرت صاحب کے قتل کے لئے بھی بہت سازشیں ہوئیں۔ اور یہ خانہ تلاشی بھی غالباً آریوں ہی کی تحریک پر ہوئی تھی۔

(۲۴۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں پکیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی۔ جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا۔ مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی۔ اور والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانیوالی سے پوچھا اس نے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لیکر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا۔ اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈالدی

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا ۔

(۲۴۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر راکھ کے روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے ۔

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لیئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ چھڑی مُدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جا کر حضور سے ملا۔ اور

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب
فرماتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں۔

(۲۴۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت
صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ (یعنی خدا کی رضا سب سے مقدم ہونی چاہیئے)

(۲۴۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے
کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور اُن کو
دُوسری بیوی کی تلاش تھی۔ تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے اُن سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو
لڑکیاں رہتی ہیں۔ اُن کو میں لاتا ہوں آپ اُن کو دیکھ لیں۔ پھر اُن میں سے جو آپ کو پسند ہو اُس
سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے
باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آکر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ
میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے اُن کو رخصت کر دیا۔ اور
اسکے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پُوچھنے لگے۔ کہ اب بتاؤ۔ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے۔ وہ
نام تو کسی کا جانتے نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے۔ وہ اچھی ہے اسکے
بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود
فرمانے لگے۔ کہ ہمارے خیال میں تو دُوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا مُنہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص
کا چہرہ لمبا ہوتا ہے۔ وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی
قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں
ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں
کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا جس سے
ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا۔ یہ
مدت کی بات ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔
دراصل جو شخص حقیقی حُسن کو پہچانتا اور اسکی قدر کرتا ہے۔ وہ مجازی حسن کو بھی ضرور پہچانیگا۔ اور

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

۳۶
۱۵۱۶

سیرۃ المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا ؎

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون موچی دروازہ لاہور میں باہتمام محمد عبدالرحمٰن منیجر کے چھپا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپ کے لئے نیا کرتہ بنوا لاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پرانے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اسوقت کوئی اترا ہوا بے دھلا کرتہ موجود نہیں۔ جس پر آپ نے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص غالباً یہ تو جانتا ہوگا کہ دھوبی کے ہاں دھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی لیکن محبت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اترا ہوا اسیطرح بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو دھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

(۳۷۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اسوقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(۳۷۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوا کر پیتے تھے۔

زیادہ بچے کرکوئی حرج نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو بڑے ہوکر بچے اور شادی کرلیں گے نیز والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ اسلامی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے احمدی زیادہ شادیاں کریں تاکہ نسل جلدی جلدی ترقی کرے اور قوم پھیلے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بے شک نسل کی ترقی کا یہ ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے اور نیز اس طرح یہ فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحبت یافتوں کو اپنے سامنے زیادہ بچوں کی تربیت کا موقعہ مل سکتا ہے۔ جو قومی فلاح و بہبودی کے لئے بہت ضروری ہے لیکن تعدد ازدواج کے متعلق عدل وانصاف کی جو کڑی شرطیں اسلام پیش کرتا ہے۔ ان کا پورا کرنا بھی ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہاں جن کو یہ توفیق حاصل ہو اور ان کو کوئی جائز ضرورت پیش آجائے وہ بے شک زیادہ بیویاں کریں تاکہ علاوہ ان فوائد کے جو اوپر بیان ہوئے ہیں یہ فائدہ بھی حاصل ہو کہ ایسے لوگوں کے نیک نمونے سے وہ بدظنی اور بدگمانی دور ہو جو بعض لوگوں کے بدنمونے کے نتیجہ میں تعدد ازدواج کے متعلق اس زمانہ میں خصوصاً حلقہ نسواں میں پیدا ہو رہی ہے۔

(۳۸۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (یعنے مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اسکے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

(۳۸۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی اور ان کے والد میر حسام الدین صاحب قادیان میں موجود تھے حضرت صاحب کے سامنے ذکر ہوا کہ میر حسام الدین صاحب کی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب کہیں اور شادی کرالیں۔ بلکہ میر حامد شاہ صاحب سے فرمایا کہ میر حسام الدین صاحب کی شادی کا بندوبست کرادیں۔ اسوقت میر حسام الدین صاحب بہت معمر تھے۔

اپنی جگہ بدل دے۔ چنانچہ یہ تجویز کارگر ہوئی اور اس کی اصلاح ہوگئی۔ علم توجہ جسے انگریزی میں ہپنوٹزم کہتے ہیں وہ بھی اسی قسم کی قلبی رو کا نتیجہ ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہپنوٹزم میں توجہ ڈالنے والا ارادہ اور شعور کے ساتھ اپنی توجہ کا ایک مرکز قائم کرتا ہے لیکن اس قسم کی عام حالت میں بلا ارادہ ہر شخص کے قلب سے ایک رو جاری رہتی ہے اور اسی لئے یہ رو ہپنوٹزم کی رو کی نسبت بہت کمزور اور بطئی الاثر ہوتی ہے۔

(۴۰۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بڑھی عورت ہے وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اسکے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو عذر کر دینا چاہئے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔

(۴۰۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ قادیان کے قصابوں نے کوئی شرارت کی تو اس پر حضرت صاحب نے حکم دیا کہ ان سے گوشت خریدنا بند کر دیا جاوے۔ چنانچہ کئی دن تک گوشت بند رہا اور سب لوگ دال وغیرہ کھاتے رہے۔ ان دنوں میں نے (مولوی سید سرور شاہ صاحب نے) حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے وہ میں حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں حضور اسے ذبح کروا کے اپنے استعمال میں لائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمارا دل اسبات کو پسند نہیں کرتا کہ ہمارے دوست دالیں کھائیں اور ہمارے گھر میں گوشت پکے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت صاحب اسبات کے قائل تھے کہ سب مومنوں کے گھروں میں ایک سا کھانا پکنا چاہئے اور سب کا تمدن و طریق ایک سا ہونا چاہئے۔ بلکہ منشاء صرف یہ ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ گوشت خریدنے کی ممانعت کی گئی تھی آپ کے اخلاق نے یہ گوارا نہیں کیا کہ آپ اپنے لئے کوئی خاص انتظام کرلیں اور دوسرے ذی استطاعت احباب

آگاہ نہ کردیا۔

جسم اور قد آپکا جسم دُبلا نہ تھا۔ نہ آپ بہت موٹے تھے۔ البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا۔ اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے تمام جسم کے اعضاء میں تناسب تھا۔ یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہ تھی۔ جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت نہ کھُردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپکا جسم پلپلا اور نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لئے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی نہ آپ کے جسم پر جھُرّیاں پڑیں۔

آپ کا رنگ۔ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور سُرخی جھلک مارتی تھی۔ اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلا، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اور ہمیشہ چہرہ مبارک کُندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپکے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اسکے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا۔ اور ایمان کا نور بدکار کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہوسکتا۔ آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اُداسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں۔ مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے ہنستا ہوا اور جماعت کے سربرآوردوں کو مسجد میں بلاتا ہے مُسکراتا ہوا۔ ادھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے

کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے۔ اوسیطرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اس وقت پہننا پڑتا۔ اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کرتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اترا ہوا تبرک مرحمت فرماویں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیض۔ پائجامہ۔ صدری۔ کوٹ۔ عمامہ۔ اسکے علاوہ رومال بھی ضرور رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوئے تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر وہ بھی بہت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے۔ اور جبّے اور چوغہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے کہ بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔

بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیض جو پہنتے تھے ان کا اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیص کے کفوں میں اگر بٹن ہوں تو وہ بھی ہمیشہ کھلے رہتے تھے آپکا طرز عمل "ما انا من المتکلفین" کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی جکڑ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ صرف لباس کی اصلی غرض مطلوب تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔ اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اسلئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ ململ کا رہتا تھا بجائے گرم کرتے کے۔ پاجامہ آپ کا

خواب فرمایا کرتے تھے؛

صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے تھے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے۔ اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات پوستین بھی؛

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں ایک رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔ نہ کہ چھوٹا جنٹلمینی رومال جو آجکل کا بہت مروج ہے اس کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے۔ اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کر دیتے تھے باندھ لیا کرتے؛

گھڑی بھی آپ ضرور اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کنجی (چابی) دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اسلئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا۔ اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اسلئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھتے نہ زیبائش کے لئے۔

گھڑی

آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنع ہے یا یہ زیب و زینت دنیوی کا دلدادہ ہے۔ ہاں البتہ والرجز فاہجر کے ماتحت آپ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت رکھتے؛ صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی موجود نہ ہو تو بیت الخلا میں خود فینائل ڈالتے تھے

عمامہ شریف آپ ململ کا باندھا کرتے تھے۔ اور اکثر ۱۰ گز یا کچھ اوپر لمبا ہوتا تھا۔ شملہ آپ لمبا چھوڑتے تھے کبھی کبھی شملہ کو آگے ڈال لیا کرتے۔ اور کبھی اس کا پلہ دہن مبارک پر بھی رکھ لیتے۔ جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔ عمامہ کے باندھنے کی آپ کی خاص وضع تھی۔ نوک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر ڈھیلا ڈھالا لپٹا ہوا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے اکثر رومی ٹوپی رکھتے تھے اور گھر میں عمامہ اُتار کر صرف یہ ٹوپی ہی پہنے رہا کرتے۔ مگر نرم قسم کی دوہری جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسول صلعم کے

اصحاب ایسی موزوں پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے ۔

جوتی آپ کی دیسی ہوتی۔ خواہ کسی وضع کی ہو۔ پٹھواری۔ لاہوری۔ لدھیانوی سلیم شاہی ہر وضع کی پہن لیتے مگر ایسی جو کھلی کھلی ہو۔ انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا۔ گرگابی حضرت صاحب کو پہنے میں نے نہیں دیکھا۔

جوتی اگر تنگ ہوتی تو اُس کی ایڑی بٹھا لیتے۔ مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لیجاتے تھے۔ لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آپ عصا ضرور رکھتے تھے۔ گھر میں یا جب مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا۔ تب تو نہیں مگر مسجد اقصیٰ کو جانے کے وقت یا جب باہر سیر وغیرہ کے لئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اس پر سہارا یا بوجھ دیکر نہ چلتے تھے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ عمامہ رات کو اُتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے۔ اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اُتار دیتے اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اُتار دیا کرتے۔ تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا۔ اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔

آپ کے پاس کچھ کنجیاں بھی رہتی تھیں۔ یہ یا تو رومال میں یا اکثر ازار بند میں باندھ کر رکھتے

روئی دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل نہ تھا۔ نہ ایسی رضائی اوڑھ کر باہر تشریف لاتے بلکہ چادر یا پشمینہ کی یا دُھسّہ رکھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور

علی عبدالمسیح الموعود

سیرت المہدی

حصہ سوم

مرتبہ فرمودہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

نے

خاکسار

محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دارالامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول صفر ۱۳۵۸ھ اپریل ۱۹۳۹ء

تک میں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے واسطہ سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۶۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلّی اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (مثلاً پنجسورہ۔ دعا گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروا دیا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۶۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور ولادتہً آنکھوں کی یہ حالت

خو تم میرے بیٹے ہو گے تو ناول نہیں پڑھو گے۔"
خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ یاد نہیں۔ مگر اس روایت سے مجھے ایک خاص سرور حاصل ہوا ہے کیونکہ مَیں بچپن سے محسوس کرتا آیا ہوں کہ مجھے ناول خوانی کی طرف کبھی توجہ نہیں ہوئی۔ نہ بچپن میں نہ جوانی میں اور نہ اب۔ بلکہ ہمیشہ اس کی طرف سے بے رغبتی رہی ہے حالانکہ اکثر نوجوانوں کو اس میں کافی شغف ہوتا ہے اور خاندان میں بھی بعض افراد کبھی کبھی ناول پڑھتے رہے ہیں۔
نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت صاحب نے کسی کو ناول پڑھتے دیکھا ہوگا۔ یا کسی اور وجہ سے ادھر توجہ ہوئی ہوگی۔ جس پر بطریق انتباہ مجھے یہ نصیحت فرمائی۔ والحمدللہ مَیں حضرت صاحب کی توجہ سے خدا کے فضل کے ساتھ اس لغو شغل سے محفوظ رہا۔

۴۸۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین نے ایک دن سُنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اُسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو مَیں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی "ہاں جی تدّے تے تہاڈی لتّاں لکڑی دا نگر ہویاں ہویاں این" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدّت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔ مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھانو مذکورہ قادیان کے ایک قریب کے گاؤں بسرا کی رہنے والی تھی۔ اور اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی مخلصہ اور دیندار تھی۔

۴۸۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قریباً ۱۸۹۵ء یا ۱۸۹۶ء کا واقعہ ہے کہ کہیں سے ایک بہت بڑا لوہے چینی کا پیالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا جس کی بڑائی کی وجہ سے معلوم نہیں اہل بیت نے یا خود حضرت صاحب نے اس کا نام

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیر کا مرید کی نذر رد کرنا مرید کے لئے بہت سے بڑھکر ہوتا ہے اس لئے سوائے اس کے کہ کسی پر کوئی خاص ناراضگی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب کی نذر قبول فرما لیتے تھے اور سب کے لئے دعا کرتے تھے اور ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں دعا فائدہ پہونچاتی تھی۔ کسی کو فتح کے رنگ میں اور کسی کو اور رنگ میں۔

۷۸۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک ... کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سُنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رضاعی ماں ہیں اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ان کے داماد ہیں۔

۷۸۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں قادیان میں تھا اور اوپر سے رمضان شریف آگیا۔ تو میں نے گھر آنے کا ارادہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں سارا رمضان یہیں رہیں۔ میں نے عرض کی۔ حضور ایک شرط ہے کہ حضور کے سامنے کا جو کھانا ہو۔ وہ میرے لئے آجایا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ دونوں وقت حضور برابر اپنے سامنے کا کھانا مجھے بھجواتے رہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ خبر ہوگئی اور وہ مجھ سے چھین لیتے تھے یہ کھانا بہت سا ہوتا تھا۔ کیونکہ حضور بہت کم کھاتے تھے۔ اور بیشتر حصہ سامنے سے اسی طرح اٹھکر آجاتا تھا۔

۷۸۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی کبھی دوران سر کی تکلیف ہوجاتی تھی۔ جو بعض اوقات اچانک پیدا ہوجاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب گھر میں ایک چارپائی کو کھینچکر ایک طرف کرنے لگے۔ تو اس وقت آپ کو اچانک چکر آگیا

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ ورنہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہوا کہ شاید کوئی بھید ہوگا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر اسٹیشن پر ہجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکا پیل سے زمین پر گر گئے تھے اور پولیس والے بھی عاجز آ گئے تھے گرد و غبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چوبیس گھنٹے ٹھہریں گے ملنے والے وہاں قیامگاہ پر آجائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدر ہجوم آپ کی [illegible] [illegible] ہو گیا تھا۔

[illegible] حضور اقدس علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا۔ جس میں ہندو عیسائی مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ حالانکہ بوجہ سفر [illegible] کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر [illegible] تین گھنٹے تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف سا طاری ہوا مولوی محمد حسن صاحب [illegible] رمضان میں [illegible] لیکن [illegible] کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اس موقعہ پر یہاں [illegible] مولوی سید محمد احسن صاحب کی [illegible] حضرت مولوی نور الدین صاحب کی [illegible] حضور اقدس علیہ السلام کی [illegible] یہاں سے حضور امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں سُنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازار میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ حضور بازار کے اندر صرف صدری میں پھر رہے تھے۔ اور جسم پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر ہمیشہ کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ پس اگر میر صاحب کو کوئی غلطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا جلدی میں کسی کام کی وجہ سے نکل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں آیا ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھکو پنکھا ہلاتے گذر جاتی تھی۔ مجھکو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھکو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے۔ تو مجھکو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گذارنی پڑیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔

۹۱۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفہ اوّل کے درس میں جب آیت وما ابرّئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ ان ربی غفور رحیم آیا کرتی۔ تو آپ کہا کرتے تھے کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے بھی یہ بات کسی دوست نے پیش کردی۔ کہ مولوی صاحب اسے امراۃ العزیز کا قول کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ کیا کسی کافر یا بدکار عورت کے منہ سے بھی ایسی معرفت کی بات نکل سکتی ہے۔ اس فقرہ کا تو لفظ لفظ کمال معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تو سوائے نبی کے کسی کا کلام نہیں ہوسکتا۔ یہ عجز اور اعتراف کمزوری کا اور اللہ تعالےٰ پر توکل اور اس کی صفات کا ذکر یہ انبیاء ہی کی شان ہے۔ آیت کا مضمون ہی بتا رہا ہے۔ کہ یوسف کے سوا اور کوئی اسے نہیں کہہ سکتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت ۲۴۷ میں بھی آچکا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ کسی تکلیف کے علاج کے لئے اس عاجز کو یہ حکم دیا۔ کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہوری ساکن بھاٹی دروازہ سے (جو مدّت ہوئے فوت ہو چکے ہیں) نسخہ لکھوا کر لاؤ۔ اور اپنا حال بھی لکھدیا۔ اور پتا بھی دیا۔ چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے نسخہ لاکر حضرت صاحب کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب ان سے پہلے

حدیث لوکان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من ابناء فارسی ورد آیہ کریمہ

وآخرین منهم لما یلحقوا بهم

خلیفۃ اللہ فی ہذا الزمان وکلیم اللہ فی الدوران شمس الہدیٰ وبدر الدجیٰ صاحب ملکۃ الملکیہ وبید قوۃ القدسیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس ناچیز رسالہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا جس سے اس ہیچمدان کو ایک ہمت بلندی اور حوصلہ پیدا ہوا کہ اگر اور کوئی کتاب بھی خاکسار کی قلم سے نکلے تو انشاء اللہ وہ بھی ایسی ہی عزت و فخر کا تاج پہنے گی کیونکہ محض دینی جوش سے لکھی جائے گی اور اس میں کبھی یا ریا تفاخر کو دخل نہیں ہوگا محض ابتغاء لوجہ اللہ وہ کارروائی ہوگی۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔

تیسرا باعث جو اس کتاب کے لکھنے کا محرک ہوا وہ یہ ہے کہ سفرہائے سابقہ میں جو قریباً ملک پنجاب کے کل اضلاع وممالک مغربی وشمالی وملک اودھ وصوبہ ہائے وسطی ہند وعلاقہ بمبئی ومدراس کے بڑے بڑے شہروں میں کئے گئے اور بعد ازاں کے سفروں میں جو چھچھ ورپوٹھوہار وملک سندھ میں وقوع میں آئے مشاہیر علماء سے شرف ملازمت کے مواقع پیش آئے اور مسئلہ حیات وممات مسیح علیہ السلام پر گفتگوئیں بھی ہوئیں اور جہانتک میں نے دیکھا یہی پایا کہ علماء وقت صرف لکیر کے فقیر ہیں علوم دینی میں وسیع معلومات نہیں رکھتے۔ کم ہمت اور کم حوصلہ ہو رہے ہیں۔ انکی دلی اور پسندیدہ بات یہی ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو بقیہ زندگی بے کھٹکے کٹ جائے۔ مسائل میں تدبر وغوض سے بالکل عاری۔ اسرار آیات قرآنیہ ومعارف احادیث نبویہ سے بیزاری انکی عادت ہو رہی ہے۔ حقائق قرآن حمید ودقایق فرقان مجید سے معذوری اور علوم جدیدہ وفنون پسندیدہ سے مہجوری گویا انکی قسمت

اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کرلیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور نا آشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

پہلی صدی میں بااتفاق ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

(۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔ علاوہ انکے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد حقیقی تصور مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی مجدد ہوتا تھا۔ تو دوسرے انکے تابع ہو کر کام کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے [illegible] عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ [illegible] و قرۃ العیون و مجالس الابرار۔

دوسری صدی کے مجدد بااتفاق ذیل ہیں

(۱) امام محمد بن ادریس ابو عبداللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین [illegible] (۴) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیسی (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن ریحلہ شافعی (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبداللہ صوفی بغدادی (۱۱) اور بقول قاضی القضات علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبلی بغدادی۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔ قرۃ العیون و مجالس الابرار۔

تیسری صدی کے مجدد بااتفاق ذیل ہیں

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۲) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی (۳) ابوجعفر طحاوی ازدی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبدالرحمٰن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی

(۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبید اللہ بن حسین (۹) ابو الحسن کرخی صوفی حنفی (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابو حامد اسفرائنی (۴) حافظ ابو نعیم (۵) ابو بکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف الحاکم نیشاپوری (۷) امام بیہقی (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیات سے ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابو اسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (۲) بقول عینی ترکمانی حضرت راعی حنفی (۳) [illegible] مقتدی بامر اللہ عباسی (۴) [illegible] [illegible]

[illegible]

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابو عبد اللہ فخر الدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عز الدین ابن اثیر (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین نووی (۷) حافظ عبد الرحمن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبد الحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن دقیق العید (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی درعی دمشقی حنبلی (۶) عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی (۷) قاضی بدر الدین محمد بن عبد اللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبد الرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بنام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری مہدی۔ اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں

دسویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ (۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی مکی۔

گیارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بنام ربانی مجدد الف ثانی

بارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد رہے ہیں۔

(سندھی مدنی)

تیرھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد اسمٰعیل شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع جمیع صفات انسانی تھے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلام کے تمام محکمجات کی خدمات کو سرانجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ فہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی مجدد فقیہ ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی صوفی کوئی متکلم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع جمیع صفات انسانی بحسن وخوبی سرانجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور اسلام ایسے نرغہ میں پھنس گیا ہے۔ کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

ہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا انکسار یہ ہوتا تھا کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا۔ حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ

پنجم لفظ توفی کا استعمال کاغذات سرکاری میں

وہ انکے کاغذات سرکاری میں جب کسی مرے ہوئے کا ذکر ہوتا ہے یا اگر کوئی دوران
میں مر جاتا ہے تو ہمیشہ لفظ متوفی اسکی بابت لکھا جاتا ہے اور نیز کاغذات پٹواری
[illegible] کی نسبت بجز متوفی کے اور کوئی لفظ نہیں لکھا جاتا۔
الغرض میں مرے ہوئے
[illegible] کلام اللہ و حدیث رسول اللہ و آثار صحابہ و اقوال [illegible] و محاورات سرکاری و
[illegible] کاغذات پٹواری سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ توفی موت کے لئے آتا ہے۔ اب ہم ان لوگوں
[illegible] ہیں جو توفی کے معنے موت کے نہیں لیتے۔ کہ کبھی ان لوگوں کی نسبت بھی یہ خیال
[illegible] فلاں شخص بھی آسمان پر اٹھایا گیا یا کبھی کلام سرکاری [illegible] کورٹ نے یہ [illegible]
[illegible] متوفی [illegible] ممکن ہے کہ وہ شخص جسکی نسبت متوفی استعمال کیا گیا ہے کہیں [illegible]
[illegible] آسمان پر چلا گیا [illegible] کی تقسیم کی درخواست کر دی [illegible]
[illegible] ایک مثال بھی [illegible]

ششم لفظ توفی کے معنے لغت عرب سے

[illegible] جلد [illegible] توفی [illegible] توفاہ اللہ تعالیٰ اسے قبض روح [illegible]
[illegible] جیسے توفی اللہ کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسکی روح قبض کر لی۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] البلاغت جلد [illegible] صفحہ [illegible] توفی فلان و توفاہ اللہ و ادرکتہ الوفاۃ [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ نے اسکو مار دیا [illegible] موت [illegible] آن دبایا۔
مجمع البحار جلد [illegible] صفحہ [illegible] متوفیک و رافعک علی التقدیم والتاخیر وقیل یکون الوفاۃ
[illegible] یعنی متوفیک و رافعک مقدم و موخر ہیں اور موت قبض کی صورت ہوگی نہ حقیقی
[illegible] حال توفی کے معنے قبض روح یا موت سے لئے ہیں پس مقدم و موخر کا بار ثبوت صاحب کتاب پر
اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۱۴۷۲۔ توفی۔ المدۃ بلغہا واستکملہا توفی اللہ زیداً۔
[illegible] توفی فلان مجہولاً قبضت روحہ ومات فاللہ المتوفی والعبد المتوفی
[illegible] کے معنے مدت کا پورا ہونا اور کامل ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو متوفی کر دیا یعنی اسکی روح کو
[illegible] کر لیا۔ فلاں شخص متوفی کیا گیا یعنے اسکی روح قبض کی گئی اور مر گیا جہاں خدا فاعل اور بندہ

زہی اُن پر نگہبان تھا۔

۵۔ تفسیر حسینی قلمی۔ زیر آیۃ فلما توفیتنی۔ پس آں ہنگام کہ مرا فرا گرفتی یعنے رفع کردی بآسمان یا بمیرانیدی مرا
اسوقت جب تو نے مجھے اٹھالیا یا ماردیا۔

۶۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۳ صفحہ ۷۴ زیر آیۃ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ پس چون میرانیدی
ابودی تو مراقب برآنہا یعنے جب تو نے مجھے [illegible] تو اُن پر نگہبان تھا۔

۷۔ تفسیر صافی جلد ۱۔ زیر آیۃ فلما توفیتنی۔ التوفی اخذ الشئ وافیا والموت نوع منہ۔ یعنے توفی
کے معنی شئے کا پورا لینا اور موت بھی اُس کی ایک قسم ہے۔

۸۔ تفسیر مواہب الاسرار جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ زیر آیۃ بالا۔ پس ہرگاہ کہ میرانیدی مرا یا بآسمان برداشتی بودی
تو [illegible] بر ایشاں۔ یعنے جب تو نے مجھکو ماردیا یا آسمان پر لے گیا تو تو اُن پر نگران تھا۔

۹۔ تفسیر فتح المنان جلد ۴ صفحہ ۴۷ زیر آیۃ بالا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دی تو اُن پر تو ہی نگہبان تھا۔

۱۰۔ تفسیر اکسیر اعظم جلد ۲ صفحہ [illegible] زیر آیۃ بالا۔ پھر جب تو نے مجھے لے لیا تو اُن پر نگہبان تھا۔

۱۱۔ حاشیہ شیخ احمد صادی مالکی جلالین جلد اول صفحہ ۳۱۵ زیر آیۃ فلما توفیتنی۔ یستعمل التوفی
فی اخذ الشئ وافیا اے کاملا والموت نوع منہ۔ یعنے توفی کسی چیز کے پورا لینے کے وقت استعمال ہوتا
ہے موت بھی اسکی ایک قسم ہے۔

۱۲۔ تفسیر فتح القدیر قلمی میں زیر آیۃ فلما توفیتنی لکھا ہے۔ قیل ھذا یدل علی ان اللہ سبحانہ
توفاہ قبل ان یرفعہ۔ یعنے کہتے ہیں کہ یہ آیت اسی بات پر دال ہے کہ اللہ سبحانہ نے مسیح علیہ السلام کو
رفع سے پہلے ماردیا تھا۔

۱۳۔ تفسیر جامع البیان صفحہ ۱۱۱۔ التوفی اخذ الشئ وافیا۔ یعنے توفی کے معنے کسی چیز کا پورا پورا لے لینا
ہے۔

۱۴۔ تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۱۴۵ زیر آیۃ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي۔ عن الجبائی ان المعنی امتنی ادعی
رافعہ علیہ السلام الی السماء وکان بعد موتہ یعنے جبائی سے مروی ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ تو نے
ماردیا۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء موت کے بعد تھا۔

۱۵۔ تفسیر فتح مجید جلد ۲ صفحہ ۲۶ زیر آیۃ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم پس ہرگاہ کہ وفات دی تو نے مجھ کو تو تھا تو نگہبان
۱۶۔ تفسیر مواہب جلد صفحہ [illegible] زیر آیۃ [illegible] پس ہرگاہ کہ امتیوفا گردانیدی و بجائے دیگر رسانیدی بود تو نگاہ بان و [illegible] کار و بار ایشان

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ

فصل الخطاب

لمقدمہ

اہل الکتاب

از افاضات

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ

ناشر:- الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

حضرت اقدس علیہ السلام مؤلف کتاب ہذا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے

" ایسی کتابیں تصنیف کی ہیں جو بہت سے مفید مطالب اور بہت سے نکات پر مشتمل ہیں۔ جن کی نظیر پہلے لوگوں کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ ان کی عبارتیں باوجود مختصر ہونے کے فصاحت سے پُر ہیں۔ اور ان کے الفاظ نہایت دلربا خوبصورت اور عمدہ ہیں۔ جو غور سے پڑھنے والوں کو پاکیزہ شربت پلاتی ہیں۔ اور اس کی کتابوں کی مثال اُس ریشم کی مانند ہے جو مُشک سے معطّر ہو۔ اور مزید براں اس میں موتی اور یاقوت اور بہت سی کستوری ملائی گئی ہو۔ پھر اس میں عنبر ملا کر معجون کی طرح بنایا گیا ہو۔

آپ کی تصنیفات کیا بلحاظ مضامین کی جامعیت اور تنوع کے اور کیا بلحاظ جاذب قلوب دلائل و براہین کی قوت کے دوسرے لوگوں کی تصانیف پر فوقیت لے گئی ہیں۔ مبارک ہو اُس شخص کو جو انہیں حاصل کرے۔ اور دوسروں کو اُن کی حقیقت سے آگاہ کرے اور انہیں بنظر غائر پڑھے۔ وہ انکی مانند کوئی مددگار نہیں پائیگا۔ اور جو شخص چاہے کہ قرآن مجید کے عقدوں کو حل کرے اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے اسرار پر واقف ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان کتابوں کی پوری توجہ سے ورق گردانی کرے اور اس پر دوام اختیار کرے کیونکہ یہ کتب کفیل ہیں اس امر کی جو ایک ذہین طالب علم کا مقصود ہوتا ہے۔ ان کے ریحان کی خوشبو دلوں کو فریفتہ کرتی ہے۔ ان کی شاخوں میں کثرت سے میوے ہیں اور کوئی شک نہیں کہ وہ اس باغ کی طرح ہیں

جس کے خوشے جھکے ہوئے ہیں۔ اور اس میں کوئی لغو بات سنائی نہیں دیتی۔ اور پاک
لوگوں کے لئے وہ مقام راحت بابرکت ہے۔ اُن میں سے ایک کا نام فصل الخطاب
لمقدمۃ اہل الکتاب ہے۔ اور دوسری کا نام تصدیق براہین احمدیہ ہے۔ ان میں
باوجود متانت الفاظ اور لطافت (مبانی) مضامین کے قیمتی معانی پرو دیئے
گئے ہیں یہاں تک کہ وہ مؤلفین کے لئے اُسوۂ حسنہ ہو گئی ہیں۔ علمائے کلام
خواہش رکھتے ہیں کہ وہ انہیں کتابوں کی طرز پر لکھیں۔ اور بڑے بڑے علماء نے
ان کتابوں کی مدح سرائی کی ہے۔ . . . . اور مؤلف فاضل نے
ان کتابوں میں قرآن شریف کے نکات کی تفسیر کے لئے پوری کوشش کی
ہے اور اپنی تحقیق میں روایت و درایت کے متفق کرنے کی طرف توجہ
مبذول کی ہے۔ پس آفرین ہے اُس کی عالی ہمت کے لئے اور اُسکے
روشن پسندیدہ افکار کے لئے۔

وہ مسلمانوں کا فخر ہے۔ اور ... کے دقائق کے استخراج میں
اور قرآن حمید کے حقائق کے خزانوں ... عجیب ... بلکہ عجیبہ
بل ... وہ مشکوٰۃ نبوت کے انوار ... منوّر ہے ... تعالیٰ طرز ...
مناسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سے منوّر ہے۔ وہ ایک عجیب غریب
بلند ہمت مرد ہے۔ اس کے ایک ایک لمحہ کے ساتھ انوار کی نہریں بہتی
ہیں۔ اس کے ایک ایک رشحہ کے ساتھ فکروں کے مشرب پھوٹتے
ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور وہ
سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۸۴-۵۸۵)

مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ
عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔ سیپارہ ۶۔ سورۂ نساء۔ رکوع ۲۔

بات دُور چلی گئی۔ ان باغبانوں نے اپنے آخری نبی راستباز صلح کار کو اپنے زعم میں قتل کیا۔ مار ڈالا۔ بنی اسرائیل کے سارے نبی خدا کے پلوٹھے تھے۔ اور مسیح آخری پلوٹھے۔ اب باغ اوروں کے سپرد ہوا۔ باغ یروشلم تھا۔ پہلے اسکے باغبان بنی اسرائیل میں سے رہے۔ ان کی بے ایمانی سے اب وہ باغ بنی اسمٰعیل کے سپرد ہوا۔ ماجوج دراز گوش کہتے ہیں۔ وہ آخری آچکے اب محمدؐ کون ہے۔ عقل والو سوچو۔ انجیل میں لکھا ہے۔ مالک باغ باغ اوروں کو سپرد کریگا۔ آخر کہاں آچکے۔ معاملہ ختم نہیں۔ کبھی پہلے بنی اسمٰعیل اس کے مالک ہوئے۔ اب تیرہ سو ۱۳۰۰ برس سے مالک ہیں۔ یہود اور عیسائیوں کے لئے عہدۂ باغبانی نہیں رہا۔ باغ کا نام بھی بدل گیا۔ یروشلم سے بیت المقدس بنا۔

متی اس نئی قوم کے حق میں کہتا ہے۔ وہ موسم پر پھل دینگے۔ متی ۲۱ باب ۴۱۔ اور عرب میں حج کے ایام کو موسم کہتے ہیں۔ پھر لوقا ۲۰ باب ۱۶۔ اُنہوں (بنی اسرائیل) نے یہ سُن کے کہا۔ ایسا نہ ہو۔ تب اُسنے اُنکی طرف دیکھ کے کہا۔ پھر وہ کیا ہے جو لکھا ہے کہ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ ہر ایک جو اس پتھر پر گرے۔ چور ہوگا۔ اور جسپر وہ گرے اُسے پیس ڈالیگا۔ اور متی ۲۱ باب ۴۳۔ اِسلیئے مَیں تمہیں کہتا ہوں

بقیہ حاشیہ شک میں ہیں اور ان لوگوں کو اس کا کچھ بھی یقینی علم نہیں ہے مگر گمان کی پیروی۔ اور نہ مارا اُسکو از راہ یقین۔ بلکہ اللہ نے اُس کو اپنی طرف اُٹھا لیا ۱۲۔

لہ اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لادیگا ساتھ اسکے پہلے موت اُسکی کے اور دن قیامت کے ہوگا اُوپر اُنکے گواہ ۱۲

ملہ بنی اسرائیل کو خدا نے مصر سے لاکر یروشلم میں آباد کیا۔ اور اُن میں انبیاء و رُسل بھیجے۔ یسعیاہ باب۔

۴۳۴

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

کلمۃ الفصل ۹۱ - ۱۸۴

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیے اولٰئک ہم الکافرون حقا فرمایا ہے۔ فتدبروا

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعودؑ کا کوئی ذکر نہیں تو یہ کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعودؑ کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم۔ اور مسیح موعودؑ نے بھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

خوب سمجھتی تھیں کہ لانبی بعدی کے وہی معنی ہیں جو خاتم النبیین کے ہیں لیکن آپ نے
عوام الناس کو ٹھوکر سے بچانے کے لیئے فرمایا کہ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا
نبی بعدہٗ مگر وائے قسمت مسلمانوں کی کہ جس ٹھوکر سے انکو ان کی مادر مشفق نے متنبہ کردیا
تھا انہوں نے اسی جگہ ٹھوکر کھائی۔

اس جگہ یہ یاد رہے کہ آجتک نبوت تین قسم پر ظاہر ہوچکی ہے اوّل تشریعی نبوت
جس کی دو موٹی مثالیں موسیٰؑ کی نبوت اور نبوت محمدیہ ہیں ایسی نبوت کو مسیح موعودؑ نے
حقیقی نبوت کے نام سے پکارا ہے۔ دوئم وہ نبوت جس کے لیئے تشریعی یعنی حقیقی ہونا ضروری
نہیں بلکہ صرف اتنا ضروری ہے کہ وہ بلا واسطہ جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ملے جیسے
عیسیٰ یحییٰ داؤد سلیمان اور ذکریا علیہم السلام کی نبوتیں یہ لوگ گو موسیٰؑ کی شریعت کے
پابند تھے اور ان کا مشن صرف تورات کی اشاعت تھا لیکن تاہم انہوں نے موسیٰؑ کی
اتباع کی وجہ سے نبوت نہیں پائی کیونکہ تورات کی تعلیم بوجہ خصوصیات زمانی اور مکانی کے
اس درجہ کی نہ تھی کہ اس پر کار بند ہونے کی وجہ سے کوئی شخص نبوت کا درجہ پاسکے بلکہ ایک حد
تک تورات انسان کو چلاتی تھی اور پھر جبکو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا درجہ دینا ہوتا تھا اسی براہ راست
بلند کرکے نبوت عطا کی جاتی تھی ایسی نبوت حضرت مسیح موعودؑ کی اصطلاح میں مستقل نبوت
ہے تیسری قسم نبوت کی ظلی نبوت ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ نہ تو انسان کوئی نئی شریعت
لائے جس سے حقیقی نبی بنجاتا ہے جیسے موسیٰؑ اور نہ اُسے براہ راست نبوت ملی ہو جس سے
مستقل نبی کہلاتا ہے جیسے عیسیٰ بلکہ ایک ایسے کامل انسان کی اتباع کی وجہ سے نبوت ملے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت مل سکے اور نہ قرآن کریم سے پہلے کوئی ایسی کتاب تھی جسپر پورے
طور پہ کار بند ہونے سے انسان نبوت کا درجہ حاصل کرسکے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے پہلے حقیقی اور مستقل نبی تو ہوتے رہے مگر ظلی نبی کوئی نہ ہوا کیونکہ آپ سے پہلے دنیا میں
کوئی کامل انسان موجود نہ تھا اور قرآن سے پہلے کوئی کامل کتاب نہ تھی مگر آپ کی آمد سے

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہوتا ہے وہ نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمدؐ کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ مستقل نبوت "۔ اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکا ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لیئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اسقدر غرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پالے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائیگا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھیگا کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جاکر وہ ظلی نبی کہلائیگا پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاءؑ کا اتفاق ہے تو وہ ناداں جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اسکے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے انکے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عیسیٰ کے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ نبی کریمؐ کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ وہ تو موسیٰ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مباحثہ راولپنڈی

(مابین)

جماعت احمدیہ راولپنڈی و احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

مضامین مناظرہ

صـ ۱ — ۱- "پیشگوئی مصلح موعود"

صـ ۹۳ — ۲- "خلافت اور انجمن"

صـ ۱۲۶ — ۳- "نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام"

صـ ۲۱۶ — ۴- "مسئلہ کفر و اسلام"

الادارة ... اسم الكتاب ... رقم الكتاب ۱۵۹۸ الفن

یہ مناظرہ مشترکہ اخراجات سے شائع ہو رہا ہے

سید محمد داؤد خوشنویس قادیان

جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ انبیاء علیہم السّلام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) براہ راست نبوت پانے والے (۲) نبیٔ تشریعی کی اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے۔

یہ ہر قسم کے نبی نبی ہیں۔ تشریعی ہوں۔ یا غیر تشریعی۔ براہ راست ہوں یا غیر تشریعی اتباع سے فیض نبوت پانے والے ہوں جنہیں امتی نبی اور مجازی نبی بھی حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیشتر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔ کیونکہ کوئی نبی مقام خاتم الانبیاء کو حاصل نہ کر چکا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ خاتم الانبیاء کے بعد براہ راست نبوت کا دروازہ بند کر کے اس کی اتباع میں یہ مقام جاری کر دیا جائے۔ یہ فخر صرف حضرت سرور کائنات صلعم کو بخشا گیا۔ کہ آپ کا امتی آپ کی پیروی سے مقام نبوت بھی پاتا ہے۔

۲۔ مجازی ظلی۔ بروزی یہ اصطلاحات حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی ہیں۔ اور اس لئے کہ دوسرے لوگ حضرت کے دعوے نبوت سے یہ نتیجہ نہ اخذ کریں۔ کہ حضور آنحضرت صلعم سے علیحدہ ہو کر اور قرآنی شریعت کو چھوڑ کر دعا فرما رہے ہیں۔ اس وہم کے ازالہ کے لئے یہ تمام اصطلاحیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان سے نبوت کی نفی مراد نہیں۔ بلکہ طریق حصول نبوت سے آگاہ کرنا مدنظر ہے۔ ورنہ حضرت اقدس کے الہامات میں بالاتفاق نبی اور رسول کے لفظ بغیر کسی ظلی۔ مجازی یا بروزی کی قید کے استعمال ہوئے ہیں۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہ ہوگا۔ کہ آج حضرت کے ماننے کا دعوے کرنے والے محض

ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اِسلئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں
کو بھی جو تُم سے پہلے تھے اِسی طرح ستایا تھا ۝
۱۳ تُم زمین کے نمک ہو لیکن اگر نمک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس
چیز سے نمکین کیا جائیگا؟ پھر وہ کسی کام کا نہیں سوا اِسکے کہ باہر
۱۴ پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے رَوندا جائے ۝ تُم
۱۵ دُنیا کے نُور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہے وہ چھپ نہیں سکتا ۝ اور
چراغ جلاکر پیمانہ کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس
۱۶ سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے ۝ اِسی طرح تُمہاری
روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تُمہارے نیک کاموں کو
دیکھکر تُمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں ۝
۱۷ یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے
۱۸ آیا ہُوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہُوں ۝ کیونکہ مَیں
تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک
نُقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کُچھ
۱۹ پُورا نہ ہو جائے ۝ پس جو کوئی اِن چھوٹے سے چھوٹے حُکموں
میں سے بھی کسی کو توڑیگا اور یہی آدمیوں کو سِکھائیگا وہ آسمان
کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائیگا لیکن جو اُن پر عمل کریگا
۲۰ اور اُنکی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائیگا ۝ کیونکہ
میں تُم سے کہتا ہُوں کہ اگر تُمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں
کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تُم آسمان کی بادشاہی میں
ہرگز داخل نہ ہوگے ۝
۲۱ تُم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خُون نہ کرنا اور جو
۲۲ کوئی خُون کریگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا ۝ لیکن مَیں
تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت
کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہیگا وہ صدرِ
عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اُسکو احمق کہیگا وہ آتشِ جہنم
۲۳ کا سزاوار ہوگا ۝ پس اگر تُو قربانگاہ پر اپنی نذر گذرانتا ہو اور
۲۴ وہاں تُجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مُجھ سے کُچھ شکایت ہے ۝ تو
وہیں قربانگاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جاکر پہلے اپنے
۲۵ بھائی سے ملاپ کر تب آکر اپنی نذر گذران ۝ جب تک تُو اپنے
مُدعی کے ساتھ راہ میں ہے اُس سے جلد صُلح کرلے۔ کہیں
ایسا نہ ہو کہ مُدعی تُجھے مُنصف کے حوالہ کردے اور مُنصف
تُجھے سپاہی کے حوالہ کر دے اور تُو قیدخانہ میں ڈالا جائے ۝

مَیں تُجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک تُو کوڑی کوڑی ادا نہ کردیگا
وہاں سے ہرگز نہ چھُوٹیگا ۝
تُم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا ۝ لیکن مَیں تُم سے
یہ کہتا ہُوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ
کی وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھ زنا کرچکا ۝ پس اگر تیری دہنی
آنکھ تُجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نکالکر اپنے پاس سے پھینک دے
کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضا میں سے ایک جاتا رہے اور
تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے ۝ اور اگر تیرا دہنا ہاتھ تُجھے
ٹھوکر کھلائے تو اُسکو کاٹکر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے
لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضا میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا
بدن جہنم میں نہ جائے ۝ یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے
اُسے طلاقنامہ لکھ دے ۝ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ جو کوئی
اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اَور سبب سے چھوڑ دے وہ
اُس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہُوئی سے بیاہ کرے وہ
زنا کرتا ہے ۝
پھر تُم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھُوٹی قسم نہ کھانا
بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پُوری کرنا ۝ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں
کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خُدا کا تخت ہے ۝ نہ
زمین کی کیونکہ وہ اُسکے پاؤں کی چوکی ہے۔ نہ یروشلیم کی کیونکہ وہ
بزرگ بادشاہ کا شہر ہے ۝ نہ اپنے سر کی قسم کھا کیونکہ تُو ایک بال
کو بھی سفید یا کالا نہیں کرسکتا ۝ بلکہ تُمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں
نہیں ہو کیونکہ جو اِس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے ۝
تُم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے
بدلے دانت ۝ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ شریر کا مقابلہ نہ
کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دُوسرا بھی اُسکی
طرف پھیر دے ۝ اور اگر کوئی تُجھ پر نالش کرکے تیرا کُرتا لینا چاہے
تو چوغہ بھی اُسے لے لینے دے ۝ اور جو کوئی تُجھے ایک کوس بیگار میں
لے جائے اُسکے ساتھ دو کوس چلا جا ۝ جو کوئی تُجھ سے مانگے اُسے
دے اور جو تُجھ سے قرض چاہے اُس سے مُنہ نہ موڑ ۝
تُم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور
اپنے دُشمن سے عداوت ۝ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ اپنے
دُشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دُعا کرو ۝ تاکہ
تُم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سُورج

بھیجتا ہُوں۔ اُن میں سے تُم بعض کو قتل اور مصلُوب کروگے
اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے اور
۳۵ شہر بشہر ستاتے پھروگے ۔ تاکہ سب راستبازوں کا خُون جو زمین
پر بہایا گیا تُم پر آئے۔ راستباز ہابل کے خُون سے لیکر برکیاہ کے
بیٹے زکریاہ کے خُون تک جسے تُم نے مقدِس اور قُربان گاہ کے
۳۶ درمیان قتل کیا ۔ مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ یہ سب کُچھ اس زمانہ
کے لوگوں پر آئیگا ۔
۳۷ اَے یروشلیم! اَے یروشلیم! تُو جو نبیوں کو قتل کرتا اور جو تیرے
پاس بھیجے گئے اُنکو سنگسار کرتا ہے! کتنی بار مَیں نے چاہا کہ جس طرح
مُرغی اپنے بچّوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح مَیں بھی تیرے
۳۸ لڑکوں کو جمع کر لُوں مگر تُم نے نہ چاہا! ۔ دیکھو تُمہارا گھر تُمہارے لئے
۳۹ ویران چھوڑا جاتا ہے ۔ کیونکہ مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ اب سے مُجھے
پھر ہرگز نہ دیکھوگے جب تک نہ کہوگے کہ مُبارک ہے وہ جو خُداوند
کے نام سے آتا ہے ۔

باب ۲۴

۱ اور یسُوع ہیکل سے نِکل کر جا رہا تھا کہ اُسکے شاگرد اُسکے پاس
۲ آئے تاکہ اُسے ہیکل کی عمارتیں دِکھائیں ۔ اُس نے جواب میں
اُن سے کہا کیا تُم اِن سب چیزوں کو نہیں دیکھتے؟ مَیں تُم سے
سچ کہتا ہُوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہیگا جو گرایا نہ
جائیگا ۔
۳ اور جب وہ زیتُون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اُسکے شاگردوں نے
الگ اُسکے پاس آکر کہا ہمکو بتا کہ یہ باتیں کب ہونگی؟ اور تیرے
۴ آنے اور دُنیا کے آخر ہونے کا نِشان کیا ہوگا؟ ۔ یسُوع نے جواب
۵ میں اُن سے کہا کہ خبردار! کوئی تُمکو گُمراہ نہ کر دے ۔ کیونکہ بہتیرے
میرے نام سے آئینگے اور کہینگے مَیں مسیح ہُوں اور بہت سے لوگوں
۶ کو گُمراہ کرینگے ۔ اور تُم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سُنوگے۔ خبردار!
گھبرا نہ جانا! کیونکہ اِن باتوں کا واقع ہونا ضرُور ہے لیکن اُس وقت
۷ خاتمہ نہ ہوگا ۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی
۸ کریگی اور جگہ جگہ کال پڑینگے اور بھونچال آئینگے ۔ لیکن یہ سب باتیں
۹ مُصیبتوں کا شرُوع ہی ہونگی ۔ اُس وقت لوگ تُمکو ایذا دینے کے
لئے پکڑوائینگے اور تُمکو قتل کرینگے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تُم سے
۱۰ عداوت رکھینگی ۔ اور اُس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائینگے اور ایک
۱۱ دُوسرے کو پکڑوائینگے اور ایک دُوسرے سے عداوت رکھینگے ۔ اور
بہت سے جھُوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیروں کو گُمراہ کرینگے ۔

۱۲ اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیگی ۔
۱۳ مگر جو آخر تک برداشت کریگا وہ نجات پائیگا ۔ اور بادشاہی کی
اِس خُوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے
لئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہوگا ۔
۱۵ پس جب تُم اُس اُجاڑنے والی مکرُوہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایل
نبی کی معرفت ہُوا۔ مُقدّس مقام میں کھڑا ہُوا دیکھو (پڑھنے والا
۱۶ سمجھ لے) ۔ تو جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں ۔
۱۷ جو کوٹھے پر ہو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اُترے ۔ اور جو
۱۸ کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لَوٹے ۔ مگر افسوس اُن پر
۱۹ جو اُن دِنوں میں حاملہ ہوں اور جو دُودھ پلاتی ہوں! ۔ پس دُعا مانگو
۲۰ کہ تُمکو جاڑوں میں یا سبت کے دِن بھاگنا نہ پڑے ۔ کیونکہ اُس
وقت اَیسی بڑی مُصیبت ہوگی کہ دُنیا کے شرُوع سے نہ اب تک
۲۲ ہوئی نہ کبھی ہوگی ۔ اور اگر وہ دِن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر
۲۳ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دِن گھٹائے جائینگے ۔ اُس وقت
اگر کوئی تُم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ
کرنا ۔ کیونکہ جھُوٹے مسیح اور جھُوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور
بڑے نِشان اور عجیب کام دِکھائینگے کہ اگر مُمکن ہو تو برگزیدوں کو بھی
گُمراہ کریں ۔ دیکھو مَیں نے پہلے ہی تُم سے کہہ دیا ہے ۔ پس اگر وہ
تُم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا دیکھو وہ
کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا ۔ کیونکہ جَیسے بجلی پورب سے کوند
کر پچھم تک دِکھائی دیتی ہے وَیسے ہی ابنِ آدم کا آنا ہوگا ۔ جہاں
مُردار ہے وہاں گِدھ جمع ہو جائینگے ۔
اور فوراً اُن دِنوں کی مُصیبت کے بعد سُورج تاریک ہو جائیگا اور
چاند اپنی رَوشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گرینگے اور آسمان کی
قوّتیں ہلائی جائینگی ۔ اور اُس وقت ابنِ آدم کا نِشان آسمان پر
دِکھائی دیگا۔ اور اُس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹینگی اور
ابنِ آدم کو بڑی قُدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر
آتے دیکھینگی ۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں
کو بھیجیگا اور وہ اُسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اِس
کنارے سے اُس کنارے تک جمع کرینگے ۔
اب انجیر کے درخت سے ایک تمثیل سیکھو۔ جُونہی اُسکی ڈالی
نرم ہوتی اور پتّے نِکلتے ہیں تُم جان لیتے ہو کہ گرمی نزدیک ہے ۔ اِسی
طرح جب تُم اِن سب باتوں کو دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے

٦٠ ڈھونڈنے لگے۔ مگر نہ پائی گو بہت سے جھوٹے گواہ آئے۔ لیکن
٦١ آخرکار دو گواہوں نے آکر کہا کہ۔ اس نے کہا ہے میں خدا کے
مقدس کو ڈھا سکتا اور تین دن میں اُسے بنا سکتا ہوں۔ اور
٦٢ سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اُس سے کہا تو جواب نہیں دیتا؟
٦٣ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر یسوع خاموش ہی رہا
سردار کاہن نے اُس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں
٦٤ کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اُس
سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اِسکے بعد تم
ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر
٦٥ آتے دیکھو گے۔ اِس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے
کہ اُس نے کفر بکا ہے۔ اب ہمکو گواہوں کی کیا حاجت رہی؟
٦٦ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ اُنہوں
٦٧ نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے۔ اِس پر اُنہوں نے اُسکے
مُنہ پر تھوکا اور اُسکے مُکے مارے اور بعض نے طمانچے مار کر کہا۔
٦٨ اَے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ تجھے کس نے مارا؟
٦٩ اور پطرس باہر صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی نے اُسکے پاس
٧٠ آکر کہا تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا۔ اُس نے سب کے سامنے
٧١ یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے۔ اور جب وہ
ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اُسے دیکھا اور جو وہاں تھے
٧٢ اُن سے کہا یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ اُس نے قسم
٧٣ کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اِس آدمی کو نہیں جانتا۔ تھوڑی
دیر کے بعد جو وہاں کھڑے تھے اُنہوں نے پطرس کے پاس آ
کر کہا بیشک تو بھی اُن میں سے ہے کیونکہ تیری بولی سے بھی
٧٤ ظاہر ہوتا ہے۔ اِس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں
٧٥ اِس آدمی کو نہیں جانتا اور فی الفور مرغ نے بانگ دی۔ پطرس
کو یسوع کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ مرغ کے بانگ دینے
سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا اور وہ باہر جا کر زار زار رویا۔

باب ۲۷

١ جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں
٢ نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اُسے مار ڈالیں۔ اور اُسے باندھ
کر لے گئے اور پیلاطس حاکم کے حوالہ کیا۔
٣ جب اُسکے پکڑوانے والے یہوداہ نے یہ دیکھا کہ وہ مجرم ٹھہرایا
گیا تو پچھتایا اور وہ تیس روپے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس
٤ واپس لاکر کہا۔ میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا
٥ اُنہوں نے کہا ہمیں کیا؟ تو جان۔ اور وہ روپیوں کو مقدس میں
٦ پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی۔ سردار کاہنوں
نے روپے لیکر کہا اِنکو ہیکل کے خزانہ میں ڈالنا روا نہیں کیونکہ یہ
٧ خون کی قیمت ہے۔ پس اُنہوں نے مشورہ کر کے اُن روپیوں سے
٨ کمہار کا کھیت پردیسیوں کے دفن کرنے کے لئے خریدا۔ اِسی سبب
٩ سے وہ کھیت آج تک خون کا کھیت کہلاتا ہے۔ اُس وقت وہ
پورا ہوا جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا کہ جسکی قیمت ٹھہرائی گئی
تھی اُنہوں نے اُسکی قیمت کے وہ تیس روپے لے لئے۔ (اُسکی قیمت
١٠ بعض بنی اسرائیل نے ٹھہرائی تھی)۔ اور اُنکو کمہار کے کھیت کے لئے
دیا جیسا خداوند نے مجھے حکم دیا۔
١١ یسوع حاکم کے سامنے کھڑا تھا اور حاکم نے اُس سے یہ پوچھا کہ
کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ یسوع نے اُس سے کہا تو خود کہتا
١٢ ہے۔ اور جب سردار کاہن اور بزرگ اُس پر الزام لگا رہے تھے
١٣ اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اِس پر پیلاطس نے اُس سے کہا کیا تو نہیں
١٤ سنتا یہ تیرے خلاف کتنی گواہیاں دیتے ہیں؟ اُس نے ایک
بات کا بھی اُسکو جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ حاکم نے بہت تعجب
١٥ کیا۔ اور حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے
١٦ وہ چاہتے تھے چھوڑ دیتا تھا۔ اُس وقت برابا نام اُنکا ایک مشہور
١٧ قیدی تھا۔ پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلاطس نے اُن سے کہا
تم کسے چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ برابا کو یا یسوع
١٨ کو جو مسیح کہلاتا ہے؟ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اُنہوں نے اِسکو
١٩ حسد سے پکڑوایا ہے۔ اور جب وہ تخت عدالت پر بیٹھا تھا تو
اُسکی بیوی نے اُسے کہلا بھیجا کہ تو اِس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ
کیونکہ میں نے آج خواب میں اِسکے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے
٢٠ لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو اُبھارا کہ برابا کو مانگ
٢١ لیں اور یسوع کو ہلاک کرائیں۔ حاکم نے اُن سے کہا کہ اِن دونوں
میں سے کس کو چاہتے ہو کہ تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ اُنہوں نے
٢٢ کہا برابا کو۔ پیلاطس نے اُن سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا
٢٣ ہے کیا کروں؟ سب نے کہا وہ مصلوب ہو۔ اُس نے کہا کیوں
اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر کہنے لگے وہ
٢٤ مصلوب ہو۔ جب پیلاطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ
اُلٹا بلوا ہوا جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے
اور کہا میں اِس راستباز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو۔ سب

ہوگیا اور صوبہ دار کو بُلا کر اُس سے پُوچھا کہ اُسکو مرے ہوئے دیر ہوگئی ہے؟
جب صوبہ دار سے حال معلوم کر لیا تو لاش یُوسف کو دِلا دی۔ اُس
نے ایک مہین چادر مول لی اور لاش کو اُتار کر اُس چادر میں کفنایا
اور ایک قبر کے اندر جو چٹان میں کھودی گئی تھی رکھا اور قبر کے مُنہ پر
ایک پتھر لُڑھکا دیا۔ اور مریم مگدلینی اور یوسیس کی ماں مریم دیکھ رہی
تھیں کہ وہ کہاں رکھا گیا ہے۔

جب سبت کا دِن گُذر گیا تو مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم
اور سلومی نے خوشبودار چیزیں مول لیں تاکہ آکر اُس پر ملیں۔ وہ
ہفتہ کے پہلے دِن بہت سویرے جب سورج نِکلا ہی تھا قبر پر آئیں۔
اور آپس میں کہتی تھیں کہ ہمارے لئے پتھر کو قبر کے مُنہ پر سے کون
لُڑھکائیگا؟ جب اُنہوں نے نِگاہ کی تو دیکھا کہ پتھر لُڑھکا ہوا ہے
کیونکہ وہ بہت ہی بڑا تھا۔ اور قبر کے اندر جا کر اُنہوں نے ایک جوان
کو سفید جامہ پہنے ہوئے دہنی طرف بیٹھے دیکھا اور نہایت حیران
ہوئیں۔ اُس نے اُن سے کہا ایسی حیران نہ ہو۔ تُم یِسُوع ناصری
کو جو مصلُوب ہُوا تھا ڈھونڈتی ہو۔ وہ جی اُٹھا ہے۔ وہ یہاں نہیں
ہے۔ دیکھو یہ وہ جگہ ہے جہاں اُنہوں نے اُسے رکھا تھا۔ لیکن تُم
جا کر اُسکے شاگردوں اور پطرس سے کہو کہ وہ تُم سے پہلے گلیل کو جائیگا
تُم وہیں اُسے دیکھوگے جیسا اُس نے تُم سے کہا۔ اور وہ نِکل کر قبر سے بھاگیں
کیونکہ لرزش اور ہیبت اُن پر غالب آگئی تھی اور اُنہوں نے کسی سے
کُچھ نہ کہا کیونکہ وہ ڈرتی تھیں۔

ہفتہ کے پہلے روز جب وہ سویرے جی اُٹھا تو پہلے مریم مگدلینی کو

10 جِس میں سے اُس نے سات بدرُوحیں نِکالی تھیں دِکھائی دیا۔ اُس
11 نے جا کر اُسکے ساتھیوں کو جو ماتم کرتے اور روتے تھے خبر دی۔ اور
اُنہوں نے یہ سُنکر کہ وہ جیتا ہے اور اُس نے اُسے دیکھا ہے یقین نہ
کیا۔
12 اِسکے بعد وہ دُوسری صُورت میں اُن میں سے دو کو جب وہ دیہات
13 کی طرف پیدل جا رہے تھے دِکھائی دیا۔ اُنہوں نے بھی جا کر باقی لوگوں
کو خبر دی مگر اُنہوں نے اُنکا بھی یقین نہ کیا۔
14 پھر وہ اُن گیارہ کو بھی جب کھانا کھانے بیٹھے تھے دِکھائی دیا اور اُس نے
اُنکی بے اعتقادی اور سخت دِلی پر اُنکو ملامت کی کیونکہ جنہوں نے اُسکے
15 جی اُٹھنے کے بعد اُسے دیکھا تھا اُنہوں نے اُنکا یقین نہ کیا تھا۔ اور
اُس نے اُن سے کہا کہ تُم تمام دُنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے اِنجیل
16 کی مُنادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا اور
17 جو ایمان نہ لائے وہ مُجرم ٹھہرایا جائیگا۔ اور ایمان لانے والوں
کے درمیان یہ مُعجزے ہونگے۔ وہ میرے نام سے بدرُوحوں کو
18 نِکالینگے۔ نئی نئی زبانیں بولینگے۔ سانپوں کو اُٹھا لینگے اور اگر
کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئینگے تو اُنہیں کُچھ ضرر نہ پہنچیگا۔ وہ بیماروں پر
ہاتھ رکھینگے تو اچھے ہو جائینگے۔
19 غرض خُداوند یِسُوع اُن سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اُٹھایا
20 گیا اور خُدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا۔ پھر اُنہوں نے نِکل کر ہر جگہ مُنادی
کی اور خُداوند اُنکے ساتھ کام کرتا رہا اور کلام کو اُن مُعجزوں کے وسیلہ
سے جو ساتھ ساتھ ہوتے تھے ثابت کرتا رہا۔ آمین ◆

لُوقا کی اِنجیل

چونکہ بہتوں نے اِس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان
واقع ہوئیں اُنکو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ اُنہوں نے جو شُروع
سے خُود دیکھنے والے اور کلام کے خادِم تھے اُنکو ہم تک پہنچایا۔ اِسلئے
اے مُعزز تھِیُفِلُس میں نے بھی مُناسب جانا کہ سب باتوں کا سِلسلہ
شُروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے اُنکو تیرے لئے ترتیب سے
لِکھوں۔ تاکہ جِن باتوں کی تُو نے تعلیم پائی ہے اُنکی پُختگی تُجھے
معلوم ہو جائے۔
5 یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں ابیاہ کے فریق میں
سے زکریاہ نام ایک کاہِن تھا اور اُسکی بیوی ہارُون کی اَولاد میں سے
6 تھی اور اُسکا نام اِلیشبع تھا۔ اور وہ دونوں خُدا کے حضُور راستباز
7 اور خُداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے۔ اور
اُنکے اَولاد نہ تھی کیونکہ اِلیشبع بانجھ تھی اور دونوں عُمر رسیدہ تھے۔

عدالت نہیں نے اُس میں کچھ قصور پایا ۔ نہ ہیرودیس نے
کیونکہ اُس نے اُسے ہمارے پاس واپس بھیجا ہے اور دیکھو
اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہُؤا جس سے وہ قتل
کے لائق ٹھہرتا ۔ پس میں اُسکو پٹوا کر چھوڑے دیتا ہُوں ۔
اُسے ہر عید میں ضرور تھا کہ کسی کو اُنکی خاطر چھوڑ دے] ۔ وہ
سب مِل کر چلا اُٹھے کہ اِسے لے جا اور ہماری خاطر برابا کو چھوڑ
دے ۔ (یہ کسی بغاوت کے باعث جو شہر میں ہُوئی تھی اور خون کرنے
کا سبب سے قید میں ڈالا گیا تھا) ۔ مگر پیلاطُس نے یسُوع کو
چھوڑنے کے ارادہ سے پھر اُن سے کہا ۔ لیکن وہ چِلا کر کہنے لگے
کہ اِسکو مصلُوب کر مصلُوب ۔ اُس نے تیسری بار اُن سے کہا کیوں
اِس نے کیا بُرائی کی ہے ؟ میں نے اِس میں قتل کی کوئی وجہ
نہیں پائی ۔ پس میں اِسے پٹوا کر چھوڑے دیتا ہُوں ۔ مگر وہ
چِلا چِلا کر سر ہوتے رہے کہ وہ مصلُوب کیا جائے اور اُنکا
چِلانا کارگر ہُؤا ۔ پس پیلاطُس نے حکم دیا کہ اُنکی درخواست
کے مُوافق ہو ۔ اور جو شخص بغاوت اور خون کرنے کے سبب
قید میں پڑا تھا اور جسے اُنہوں نے مانگا تھا اُسے چھوڑ
دیا مگر یسُوع کو اُنکی مرضی کے مُوافق سپاہیوں کے حوالہ کیا ۔
اور جب اُسکو لِئے جاتے تھے تو اُنہوں نے شمعون نام
ایک کُرینی کو جو دیہات سے آتا تھا پکڑ کر صلیب اُس پر لاد دی کہ
یسُوع کے پیچھے پیچھے لے چلے ۔
اور لوگوں کی ایک بڑی بِھیڑ اور بہت سی عورتیں جو اُسکے
واسطے روتی پیٹتی تھیں اُسکے پیچھے پیچھے چلیں ۔ یسُوع نے اُنکی
طرف پھر کر کہا اَے یروشلیم کی بیٹیو ! میرے لِئے نہ رو بلکہ اپنے
اور اپنے بچوں کے لِئے رو ۔ کیونکہ دیکھو وہ دِن آتے ہیں جن
میں کہینگے مُبارک ہیں بانجھیں اور وہ رحم جو بار ور نہ ہُوئے
اور وہ چھاتیاں جنہوں نے دُودھ نہ پلایا ۔ اُس وقت وہ پہاڑوں
سے کہنا شروع کرینگے کہ ہم پر گر پڑو اور ٹیلوں سے کہ ہمیں چھپا لو ۔
کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ اَیسا کرتے ہیں تو سُوکھے
کے ساتھ کیا کُچھ نہ کیا جائیگا ؟ ۔
اور وہ دو اور آدمیوں کو بھی جو بدکار تھے لِئے جاتے تھے کہ
اُسکے ساتھ قتل کِئے جائیں ۔
جب وہ اُس جگہ پر پہنچے جسے کھوپڑی کہتے ہیں تو وہاں
اُسے مصلُوب کیا اور بدکاروں کو بھی ایک کو دہنی اور دُوسرے

۳۴ کو بائیں طرف ۔ یسُوع نے کہا اَے باپ ! اِنکو مُعاف کر کیونکہ یہ
جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں ۔ اور اُنہوں نے اُسکے کپڑوں کے
۳۵ حِصّے کِئے اور اُن پر قُرعہ ڈالا ۔ اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور
سردار بھی ٹھٹھے مار مار کر کہتے تھے کہ اِس نے اَوروں کو بچایا ۔ اگر
۳۶ یہ خُدا کا مسیح اور اُسکا برگزیدہ ہے تو اپنے آپ کو بچائے ۔ سپاہیوں
نے بھی پاس آکر اور سرکہ پیش کر کے اُس پر ٹھٹھا مار کر کہا کہ
۳۷ اگر تُو یہُودیوں کا بادشاہ ہے تو اپنے آپ کو بچا ۔ اور ایک نوشتہ
۳۸ بھی اُسکے اُوپر لگایا گیا تھا کہ یہ یہُودیوں کا بادشاہ ہے ۔
۳۹ پھر جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے اُن میں سے ایک اُسے
یُوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تُو مسیح نہیں ؟ تُو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا ۔
۴۰ مگر دُوسرے نے اُسے جِھڑک کر جواب دیا کہ کیا تُو خُدا سے بھی
۴۱ نہیں ڈرتا حالانکہ اُسی سزا میں گرفتار ہے ؟ ۔ اور ہماری سزا تو
واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن اِس نے
۴۲ کوئی بیجا کام نہیں کیا ۔ پھر اُس نے کہا اَے یسُوع جب تُو
۴۳ اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا ۔ اُس نے اُس سے کہا
میں تجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ آج ہی تُو میرے ساتھ فردوس
میں ہوگا ۔
۴۴ پھر دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام مُلک میں
۴۵ اندھیرا چھایا رہا ۔ اور سُورج کی روشنی جاتی رہی اور مقدِس
۴۶ کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا ۔ پھر یسُوع نے بڑی آواز سے پُکار
کر کہا اَے باپ ! میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا
۴۷ ہُوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا ۔ یہ ماجرا دیکھ کر صُوبہ دار نے خُدا
۴۸ کی تمجید کی اور کہا بیشک یہ آدمی راستباز تھا ۔ اور جتنے لوگ اِس
۴۹ نظارہ کو آئے تھے یہ ماجرا دیکھ کر چھاتی پیٹتے ہُوئے لَوٹ گئے ۔ اور
اُسکے سب جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیل سے اُسکے ساتھ
آئی تھیں دُور کھڑی یہ باتیں دیکھ رہی تھیں ۔
۵۰ اور دیکھو یُوسف نام ایک شخص مُشیر تھا جو نیک اور راستباز
۵۱ آدمی تھا ۔ اور اُنکی صلاح اور کام سے رضامند نہ تھا یہ یہُودیوں
۵۲ کے شہر ارِمتیہ کا باشندہ اور خُدا کی بادشاہی کا منتظر تھا ۔ اُس
۵۳ نے پیلاطُس کے پاس جا کر یسُوع کی لاش مانگی ۔ اور اُسکو اُتار
کر مہین چادر میں لپیٹا ۔ پھر ایک قبر کے اندر رکھ دیا جو چٹان
۵۴ میں کھُدی ہُوئی تھی اور اُس میں کوئی کبھی رکھا نہ گیا تھا ۔ وہ
۵۵ تیاری کا دِن تھا اور سبت کا دِن شروع ہونے کو تھا ۔ اور اُن

عورتوں نے جو اُسکے ساتھ گلیل سے آئی تھیں پیچھے پیچھے جاکر اُس
۵۶ قبر کو دیکھا اور یہ بھی کہ اُسکی لاش کِس طرح رکھی گئی ۰ اور لَوٹ کر
خوشبُودار چیزیں اور عطر تیار کیا۔
باب ۲۴ ۱ سبت کے دِن تو اُنہوں نے حُکم کے مُطابق آرام کیا ۰ لیکن
ہفتہ کے پہلے دِن وہ صُبح سویرے ہی اُن خوشبُودار چیزوں کو
۲ جو تیار کی تھیں لیکر قبر پر آئیں ۰ اور پتھر کو قبر پر سے لُڑھکا ہُوا پایا ۰
۳ مگر اندر جاکر خُداوند یِسُوعؔ کی لاش نہ پائی ۰ اور اَیسا ہُوا کہ جب
۴ وہ اِس بات سے حیران تھیں تو دیکھو دو شخص براق پوشاک پہنے
۵ اُنکے پاس آ کھڑے ہُوئے ۰ جب وہ ڈر گئیں اور اپنے سر زمین پر
جُھکائے تو اُنہوں نے اُن سے کہا کہ زِندہ کو مُردوں میں کیوں
۶ ڈھونڈتی ہو؟ ۰ وہ یہاں نہیں بلکہ جی اُٹھا ہے۔ یاد کرو کہ
۷ جب وہ گلیل میں تھا تو اُس نے تُم سے کہا تھا ۰ ضرور ہے کہ
ابنِ آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جائے اور مصلُوب
۸ ہو اور تیسرے دِن جی اُٹھے ۰ اُسکی باتیں اُنہیں یاد آئیں ۰
۹ اور قبر سے لَوٹ کر اُنہوں نے اُن گیارہ اور باقی سب لوگوں
۱۰ کو اِن سب باتوں کی خبر دی ۰ جنہوں نے رسُولوں سے یہ
باتیں کہیں وہ مریم مگدلینی اور یوأنہ اور یعقوب کی ماں مریم
۱۱ اور اُنکے ساتھ کی باقی عورتیں تھیں ۰ مگر یہ باتیں اُنہیں
کہانی سی معلُوم ہُوئیں اور اُنہوں نے اُنکا یقین نہ کیا ۰
۱۲ اِس پر پطرس اُٹھ کر قبر تک دَوڑا گیا اور جُھک کر نظر کی اور دیکھا
کہ صِرف کفن ہی کفن ہے اور اِس ماجرے سے تعجب کرتا ہُوا
اپنے گھر چلا گیا ۰
۱۳ اور دیکھو اُسی دِن اُن میں سے دو آدمی اُس گاؤں کی
طرف جا رہے تھے جِسکا نام اِماؤس ہے۔ وہ یروشلیم سے قریباً
۱۴ سات میل کے فاصلہ پر ہے ۰ اور وہ اِن سب باتوں کی بابت
۱۵ جو واقع ہُوئی تھیں آپس میں بات چیت کرتے جاتے تھے ۰ جب
وہ بات چیت اور پُوچھ پاچھ کر رہے تھے تو اَیسا ہُوا کہ یِسُوعؔ
۱۶ آپ نزدِیک آکر اُنکے ساتھ ہو لیا ۰ لیکن اُنکی آنکھیں بند کی
۱۷ گئی تھیں کہ اُسکو نہ پہچانیں ۰ اُس نے اُن سے کہا یہ کیا
باتیں ہیں جو تُم چلتے چلتے آپس میں کرتے ہو؟ وہ غمگین سے
۱۸ کھڑے ہوگئے ۰ پھر ایک نے جِسکا نام کلیُپاس تھا جواب
میں اُس سے کہا کیا تُو یروشلیم میں اکیلا مُسافر ہے جو نہیں
۱۹ جانتا کہ اِن دِنوں اُس میں کیا کیا ہُوا ہے؟ ۰ اُس نے اُن

سے کہا کیا ہُوا ہے؟ اُنہوں نے اُس سے کہا یِسُوعؔ ناصری کا
ماجرا جو خُدا اور ساری اُمّت کے نزدِیک کام اور کلام میں
قُدرت والا نبی تھا ۰ اور سردار کاہِنوں اور ہمارے حاکِموں
نے اُسکو پکڑوا دِیا تاکہ اُس پر قتل کا حُکم دِیا جائے اور اُسے
مصلُوب کیا ۰ لیکن ہم کو اُمّید تھی کہ اِسرائیل کو مخلصی یہی
دیگا اور علاوہ اِن سب باتوں کے اِس ماجرے کو آج تیسرا
دِن ہوگیا ۰ اور ہم میں سے چند عورتوں نے بھی ہم کو حیران
کر دِیا ہے جو سویرے ہی قبر پر گئی تھیں ۰ اور جب اُسکی
لاش نہ پائی تو یہ کہتی ہُوئی آئیں کہ ہم نے رویا میں فرشتوں
کو بھی دیکھا۔ اُنہوں نے کہا وہ زِندہ ہے ۰ اور بعض ہمارے
ساتھیوں میں سے قبر پر گئے اور جیسا عورتوں نے کہا تھا ویسا
ہی پایا مگر اُسکو نہ دیکھا ۰ اُس نے اُن سے کہا اَے نادانو اور
نبیوں کی سب باتوں کے ماننے میں سُست اِعتقادو! ۰
کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا
پھر مُوسیٰ سے اور سب نبیوں سے شرُوع کر کے سب نوِشتوں
میں جتنی باتیں اُسکے حق میں لکھی ہُوئی ہیں وہ اُنکو سمجھا دیں
اِتنے میں وہ اُس گاؤں کے نزدِیک پُہنچ گئے جہاں جاتے تھے اور
اُسکے ڈھنگ سے اَیسا معلُوم ہُوا کہ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے ۰
اُنہوں نے اُسے یہ کہہ کر مجبُور کیا کہ ہمارے ساتھ رہ کیونکہ شام
ہُوا چاہتی ہے اور دِن اب بہت ڈھل گیا۔ پس وہ اندر گیا
تاکہ اُنکے ساتھ رہے ۰ جب وہ اُنکے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تو ایسا
ہُوا کہ اُس نے روٹی لیکر برکت دی اور توڑ کر اُنکو دینے لگا ۰ اِس
پر اُنکی آنکھیں کُھل گئیں اور اُنہوں نے اُسکو پہچان لیا اور وہ اُنکی
نظر سے غائب ہوگیا ۰ اُنہوں نے آپس میں کہا کہ جب وہ راہ میں
ہم سے باتیں کرتا اور ہم پر نوِشتوں کا بھید کھولتا تھا تو کیا ہمارے
دِل جوش سے نہ بھر گئے تھے؟ ۰ پس وہ اُسی گھڑی اُٹھ کر یروشلیم
کو لَوٹ گئے اور اُن گیارہ اور اُنکے ساتھیوں کو اِکٹھا پایا ۰ وہ کہہ
رہے تھے کہ خُداوند بیشک جی اُٹھا اور شمعُون کو دِکھائی دِیا ہے
اور اُنہوں نے راہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہ اُسے روٹی توڑتے
وقت کس طرح پہچانا ۰
وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یِسُوعؔ آپ اُنکے بیچ میں آکھڑا
ہُوا اور اُن سے کہا تُمہاری سلامتی ہو ۰ مگر اُنہوں نے گھبرا کر
اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی رُوح کو دیکھتے ہیں ۰ اُس نے اُن

سے کہا تم کیوں گھبراتے ہو؟ اور کس واسطے تمہارے دل میں
شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو
کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ رُوح کے گوشت
اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہہ کر
اُس نے اُنہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے
خوشی کے اُنکو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اُس نے اُن
سے کہا کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اُنہوں
نے اُسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اُس نے لے کر اُنکے
روبرو کھایا۔
پھر اُس نے اُن سے کہا یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے
تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے
کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور
میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ پھر اُس نے اُنکا
۴۶ ذہن کھولا تاکہ کتاب مقدس کو سمجھیں۔ اور اُن سے کہا یوں
لکھا ہے کہ مسیح دکھ اُٹھائیگا اور تیسرے دن مُردوں میں سے
۴۷ جی اُٹھیگا۔ اور یروشلیم سے شروع کرکے سب قوموں میں توبہ
۴۸ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُسکے نام سے کی جائیگی۔ تم
۴۹ اِن باتوں کے گواہ ہو۔ اور دیکھو جسکا میرے باپ نے وعدہ
کیا ہے میں اُسکو تم پر نازل کرونگا لیکن جب تک عالم بالا
سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے اِس شہر میں ٹھہرے رہو۔
۵۰ پھر وہ اُنہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور
۵۱ اپنے ہاتھ اُٹھا کر اُنہیں برکت دی۔ جب وہ اُنہیں برکت دے
رہا تھا تو ایسا ہوا کہ اُن سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا
۵۲ گیا۔ اور وہ اُسکو سجدہ کرکے بڑی خوشی سے یروشلیم کو لوٹ
۵۳ گئے۔ اور ہر وقت ہیکل میں حاضر ہو کر خدا کی حمد کیا کرتے
تھے۔

یُوحنّا کی اِنجیل

اِبتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام
خدا تھا۔ یہی اِبتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں
اُسکے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں
سے کوئی چیز بھی اُسکے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اُس میں زندگی
تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی۔ اور نور تاریکی میں چمکتا
ہے اور تاریکی نے اُسے قبول نہ کیا۔ ایک آدمی یوحنا نام آ موجود ہوا جو
خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ یہ گواہی کے لئے آیا کہ نور
کی گواہی دے تاکہ سب اُسکے وسیلہ سے ایمان لائیں۔ وہ خود
تو نور نہ تھا مگر نور کی گواہی دینے کو آیا تھا۔ حقیقی نور جو ہر ایک
آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا۔ وہ دنیا میں تھا
اور دنیا اُسکے وسیلہ سے پیدا ہوئی اور دنیا نے اُسے نہ پہچانا۔
وہ اپنے گھر آیا اور اُسکے اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن جتنوں
نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق
بخشا یعنی اُنہیں جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون
سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا
۱۴ سے پیدا ہوئے۔ اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور
ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُسکا ایسا جلال دیکھا
۱۵ جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔ یوحنا نے اُسکی بابت گواہی
دی اور پکار کر کہا ہے کہ یہ وہی ہے جسکا میں نے ذکر کیا کہ جو
میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے مقدم ٹھہرا کیونکہ وہ مجھ سے پہلے
۱۶ تھا۔ کیونکہ اُسکی معموری میں سے ہم سب نے پایا یعنی فضل
۱۷ پر فضل۔ اسلئے کہ شریعت تو موسیٰ کی معرفت دی گئی مگر فضل
۱۸ اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی۔ خدا کو کسی نے کبھی
نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر
کیا۔
۱۹ اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلیم سے
کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اُسکے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟
۲۰ تو اُس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح
۲۱ نہیں ہوں۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو
ایلیاہ ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟

تیری ماں یہ ہے اور اُسی وقت سے وہ شاگرد اُسے اپنے
گھر لے گیا ۝
اِسکے بعد جب یسُوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں
تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پُورا ہو تو کہا کہ مَیں پیاسا ہُوں ۝ وہاں
سرکہ سے بھرا ہُوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس اُنہوں نے
سرکہ میں بھگوئے ہوئے سپنج کو زُوفے کی شاخ پر رکھ کر
اُسکے مُنہ سے لگایا ۝ پس جب یسُوع نے وہ سرکہ پیا تو
کہا کہ تمام ہُوا اور سر جھکا کر جان دے دی ۝
پس چُونکہ تیاری کا دن تھا یہُودیوں نے پیلاطُس سے
درخواست کی کہ اُنکی ٹانگیں توڑ دی جائیں اور لاشیں اُتار
لی جائیں تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں کیونکہ وہ سبت
ایک خاص دن تھا ۝ پس سپاہیوں نے آ کر پہلے اور
دُوسرے شخص کی ٹانگیں توڑیں جو اُسکے ساتھ مصلُوب ہُوئے
تھے ۝ لیکن جب اُنہوں نے یسُوع کے پاس آ کر دیکھا کہ
وہ مر چکا ہے تو اُسکی ٹانگیں نہ توڑیں ۝ مگر اُن میں سے
ایک سپاہی نے بھالے سے اُسکی پسلی چھیدی اور فی الفور
اُس سے خُون اور پانی بہ نکلا ۝ جس نے یہ دیکھا ہے
اُسی نے گواہی دی ہے اور اُسکی گواہی سچّی ہے اور وہ
جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے تاکہ تُم بھی ایمان لاؤ ۝ یہ باتیں اِسلئے
ہوئیں کہ یہ نوشتہ پُورا ہو کہ اُسکی کوئی ہڈّی نہ توڑی جائیگی ۝
پھر ایک اور نوشتہ کہتا ہے کہ جسے اُنہوں نے چھیدا
اُس پر نظر کرینگے ۝
اِن باتوں کے بعد ارِمتیہ کے رہنے والے یُوسُف نے
جو یسُوع کا شاگرد تھا (لیکن یہُودیوں کے ڈر سے خفیہ طور
پر) پیلاطُس سے اجازت چاہی کہ یسُوع کی لاش لیجائے
پیلاطُس نے اجازت دی۔ پس وہ آ کر اُسکی لاش لے گیا ۝
اور نیکُدیمُس بھی آیا۔ جو پہلے یسُوع کے پاس رات کو گیا
تھا اور پچاس سیر کے قریب مُر اور عُود ملا ہُوا لایا ۝ پس اُنہوں
نے یسُوع کی لاش لے کر اُسے سُوتی کپڑے میں خُوشبُودار
چیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح کہ یہُودیوں میں دفن کرنے
کا دستُور ہے ۝ اور جس جگہ وہ مصلُوب ہُوا وہاں ایک باغ
تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں کبھی کوئی نہ
رکھا گیا تھا ۝ پس اُنہوں نے یہُودیوں کی تیاری کے دن کے
باعث یسُوع کو وہیں رکھ دیا کیونکہ یہ قبر نزدیک تھی ۝

باب ۲۰

۱ ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا
ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہُوا دیکھا ۝ پس وہ شمعُون
۲ پطرس اور اُس دُوسرے شاگرد کے پاس جسے یسُوع عزیز
رکھتا تھا دَوڑی ہُوئی گئی اور اُن سے کہا کہ خُداوند کو قبر سے
نکال لے گئے اور ہمیں معلُوم نہیں کہ اُسے کہاں رکھ دیا ۝
۳ پس پطرس اور وہ دُوسرا شاگرد نکل کر قبر کی طرف چلے ۝ اور
۴ دونوں ساتھ ساتھ دَوڑے مگر وہ دُوسرا شاگرد پطرس سے
آگے بڑھ کر قبر پر پہلے پہنچا ۝ اور اُس نے جُھک کر نظر کی اور سُوتی
۵ کپڑے پڑے ہُوئے دیکھے مگر اندر نہ گیا ۝ شمعُون پطرس
۶ اُسکے پیچھے پیچھے پہنچا اور اُس نے قبر کے اندر جا کر دیکھا کہ
سُوتی کپڑے پڑے ہیں ۝ اور وہ رُومال جو اُسکے سر سے
۷ بندھا ہُوا تھا سُوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں بلکہ لپٹا ہُوا ایک
جگہ الگ پڑا ہے ۝ اِس پر دُوسرا شاگرد بھی جو پہلے قبر پر
۸ آیا تھا اندر گیا اور اُس نے دیکھ کر یقین کیا ۝ کیونکہ وہ اب
۹ تک اُس نوشتہ کو نہ جانتے تھے جسکے مُطابق اُسکا مُردوں
میں سے جی اُٹھنا ضرور تھا ۝ پس یہ شاگرد اپنے گھر کو واپس
۱۰ گئے ۝
۱۱ لیکن مریم باہر قبر کے پاس کھڑی روتی رہی اور جب
۱۲ روتے روتے قبر کی طرف جُھک کر اندر نظر کی ۝ تو دو فرشتوں
کو سفید پوشاک پہنے ہُوئے ایک کو سرہانے اور دُوسرے
کو پیتانے بیٹھے دیکھا جہاں یسُوع کی لاش پڑی تھی ۝
۱۳ اُنہوں نے اُس سے کہا اَے عورت تُو کیوں روتی ہے؟
اُس نے اُن سے کہا اِسلئے کہ میرے خُداوند کو اُٹھا لے گئے
۱۴ ہیں اور معلُوم نہیں کہ اُسے کہاں رکھا ہے ۝ یہ کہہ کر وہ
پیچھے پھری اور یسُوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یسُوع
۱۵ ہے ۝ یسُوع نے اُس سے کہا اَے عورت تُو کیوں روتی
ہے؟ کس کو ڈھونڈتی ہے؟ اُس نے باغبان سمجھ کر اُس سے
کہا میاں اگر تُو نے اُسکو یہاں سے اُٹھایا ہو تو مُجھے بتا دے
۱۶ کہ اُسے کہاں رکھا ہے تاکہ مَیں اُسے لے جاؤں ۝ یسُوع
نے اُس سے کہا مریم! اُس نے مُڑ کر اُس سے عبرانی زبان
۱۷ میں کہا ربُّونی! یعنی اَے اُستاد! ۝ یسُوع نے اُس سے کہا
مُجھے نہ چھُو کیونکہ مَیں اب تک باپ کے پاس اُوپر نہیں

گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جاکر اُن سے کہہ دیں
اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خُدا اور تمہارے خدا
۱۸ کے پاس اُوپر جاتا ہُوں ۔ مریم مگدلینی نے آکر شاگردوں کو
خبر دی کہ میں نے خُداوند کو دیکھا اور اُس نے مجھ سے یہ
باتیں کہیں ۔
۱۹ پھر اُسی دِن جو ہفتہ کا پہلا دِن تھا شام کے وقت جب
وہاں کے دروازے جہاں شاگرد تھے یہودیوں کے ڈر سے
بند تھے یسُوع آکر بیچ میں کھڑا ہُوا اور اُن سے کہا تمہاری
۲۰ سلامتی ہو! ۔ اور یہ کہہ کر اُس نے اپنے ہاتھوں اور پسلی
کو اُنہیں دِکھایا۔ پس شاگرد خُداوند کو دیکھ کر خُوش ہُوئے ۔
۲۱ یسُوع نے پھر اُن سے کہا تمہاری سلامتی ہو جِس طرح باپ نے
۲۲ مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہُوں ۔ اور یہ
۲۳ کہہ کر اُن پر پھُونکا اور اُن سے کہا رُوح القُدس لو ۔ جِنکے گُناہ
تُم بخشو اُنکے بخشے گئے ہیں۔ جِنکے گُناہ تُم قائم رکھو اُنکے قائم
رکھے گئے ہیں ۔
۲۴ مگر اُن بارہ میں سے ایک شخص یعنی توما جِسے توآم کہتے
۲۵ ہیں یسُوع کے آنے کے وقت اُنکے ساتھ نہ تھا ۔ پس باقی
شاگرد اُس سے کہنے لگے کہ ہم نے خُداوند کو دیکھا ہے مگر اُس
نے اُن سے کہا جب تک میں اُسکے ہاتھوں میں میخوں کے
سُوراخ نہ دیکھ لُوں اور میخوں کے سُوراخوں میں اپنی اُنگلی نہ
ڈال لُوں اور اپنا ہاتھ اُسکی پسلی میں نہ ڈال لُوں ہرگز یقین
نہ کرونگا ۔
۲۶ آٹھ روز کے بعد جب اُسکے شاگرد پھر اندر تھے اور توما اُنکے
ساتھ تھا اور دروازے بند تھے یسُوع نے آکر اور بیچ میں کھڑا
۲۷ ہو کر کہا تمہاری سلامتی ہو ۔ پھر اُس نے توما سے کہا اپنی اُنگلی
پاس لاکر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لاکر میری
۲۸ پسلی میں ڈال اور بے اعتقاد نہ ہو بلکہ اعتقاد رکھ ۔ توما نے
جواب میں اُس سے کہا اَے میرے خُداوند! اَے میرے خدا! ۔
۲۹ یسُوع نے اُس سے کہا تُو تو مجھے دیکھ کر ایمان لایا ہے مُبارک
وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے ۔
۳۰ اور یسُوع نے اَور بہت سے معجزے شاگردوں کے
۳۱ سامنے دِکھائے جو اِس کتاب میں لکھے نہیں گئے ۔ لیکن
یہ اِسلئے لکھے گئے کہ تُم ایمان لاؤ کہ یسُوع ہی خُدا کا بیٹا مسیح

ہے اور ایمان لاکر اُسکے نام سے زندگی پاؤ ۔
ان باتوں کے بعد یسُوع نے پھر اپنے آپ کو تبریاس کی جھیل
۲ کے کنارے شاگردوں پر ظاہر کیا اور اِس طرح ظاہر کیا ۔ شمعون
پطرس اور توما جو توآم کہلاتا ہے اور نتن ایل جو قانای گلیل کا
تھا اور زبدی کے بیٹے اور اُسکے شاگردوں میں سے دو اور
شخص جمع تھے ۔ شمعون پطرس نے اُن سے کہا میں مچھلی
کے شکار کو جاتا ہُوں۔ اُنھوں نے اُس سے کہا ہم بھی تیرے
ساتھ چلتے ہیں۔ وہ نکل کر کشتی پر سوار ہُوئے مگر اُس رات
۴ کچھ نہ پکڑا ۔ اور صبح ہوتے ہی یسُوع کنارے پر آکھڑا ہُوا مگر
۵ شاگردوں نے نہ پہچانا کہ یہ یسُوع ہے ۔ پس یسُوع نے اُن
سے کہا بچو! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اُنہوں نے
۶ جواب دیا کہ نہیں ۔ اُس نے اُن سے کہا کشتی کی دہنی طرف
جال ڈالو تو پکڑو گے۔ پس اُنہوں نے ڈالا اور مچھلیوں کی
کثرت سے پھر کھینچ نہ سکے ۔ اِسلئے اُس شاگرد نے جِس سے
یسُوع محبت رکھتا تھا پطرس سے کہا کہ یہ تو خُداوند ہے۔ پس
شمعون پطرس نے یہ سُنکر کہ خُداوند ہے کُرتہ کمر سے باندھا
کیونکہ ننگا تھا اور جھیل میں کُود پڑا ۔ اور باقی شاگرد چھوٹی کشتی
پر سوار مچھلیوں کا جال کھینچتے ہُوئے آئے کیونکہ وہ کنارے سے
۹ کچھ دُور نہ تھے بلکہ تخمیناً دو سَو ہاتھ کا فاصلہ تھا ۔ جِس وقت
کنارے پر اُترے تو اُنہوں نے کوئلوں کی آگ اور اُس پر مچھلی
۱۰ رکھی ہُوئی اور روٹی دیکھی ۔ یسُوع نے اُن سے کہا جو مچھلیاں
۱۱ تُم نے ابھی پکڑی ہیں اُن میں سے کچھ لاؤ ۔ شمعون پطرس نے
چڑھ کر ایک سَو ترپن بڑی مچھلیوں سے بھرا ہُوا جال
کنارے پر کھینچا مگر باوجُود مچھلیوں کی کثرت کے جال نہ
۱۲ پھٹا ۔ یسُوع نے اُن سے کہا آؤ کھانا کھالو اور شاگردوں میں
سے کِسی کو جُرأت نہ ہُوئی کہ اُس سے پُوچھتا کہ تُو کون ہے
۱۳ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خُداوند ہی ہے ۔ یسُوع آیا اور روٹی
۱۴ لے کر اُنہیں دی۔ اِسی طرح مچھلی بھی دی ۔ یسُوع مُردوں
میں سے جی اُٹھنے کے بعد یہ تیسری بار شاگردوں پر
ظاہر ہُوا ۔
۱۵ اور جب کھانا کھا چکے تو یسُوع نے شمعون پطرس سے
کہا اَے شمعون یُوحنّا کے بیٹے کیا تُو اِن سے زیادہ مجھ سے
محبت رکھتا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا ہاں خُداوند تُو

جانتا ہی ہے کہ مَیں تجھے عزیز رکھتا ہُوں۔ اُس نے اُس
سے کہا۔ تو میرے برّے چرا۔ اُس نے دوبارہ اُس سے
پھر کہا اَے شمعون یُوحنّا کے بیٹے کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا
ہے؟ اُس نے کہا ہاں خُداوند تُو تو جانتا ہی ہے کہ مَیں تجھ
کو عزیز رکھتا ہُوں۔ اُس نے اُس سے کہا تو میری بھیڑوں
کی گلّہ بانی کر۔ اُس نے تیسری بار اُس سے کہا اَے
شمعون یُوحنّا کے بیٹے کیا تُو مجھے عزیز رکھتا ہے؟ چُونکہ
اُس نے تیسری بار اُس سے کہا کیا تُو مجھے عزیز رکھتا ہے
اِس سبب سے پطرس نے دلگیر ہو کر اُس سے کہا اَے
خُداوند! تُو تو سب کچھ جانتا ہے۔ تجھے معلوم ہی ہے کہ
مَیں تجھے عزیز رکھتا ہُوں۔ یِسُوع نے اُس سے کہا تو میری
بھیڑیں چرا۔ مَیں تجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تُو جوان
تھا تو آپ ہی اپنی کمر باندھتا تھا اور جہاں چاہتا تھا پھرتا
تھا مگر جب تُو بُوڑھا ہوگا تو اپنے ہاتھ لمبے کریگا اور دُوسرا شخص
تیری کمر باندھیگا اور جہاں تُو نہ چاہیگا وہاں تجھے لیجائیگا۔
اُس نے اِن باتوں سے اِشارہ کر دیا کہ وہ کِس طرح کی مَوت
سے خُدا کا جلال ظاہر کریگا اور یہ کہہ کر اُس سے کہا میرے
۲۰ پیچھے ہو لے۔ پطرس نے مُڑ کر اُس شاگرد کو پیچھے آتے
دیکھا جِس سے یِسُوع محبت رکھتا تھا اور جِس نے شام کے
کھانے کے وقت اُسکے سینہ کا سہارا لے کر پُوچھا تھا کہ
۲۱ اَے خُداوند تیرا پکڑوانے والا کَون ہے؟ پطرس نے اُسے
۲۲ دیکھ کر یِسُوع سے کہا اَے خُداوند! اِسکا کیا حال ہوگا؟ یِسُوع
نے اُس سے کہا اگر مَیں چاہُوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا
۲۳ رہے تو تجھ کو کیا؟ تُو میرے پیچھے ہو لے۔ پس بھائیوں میں
یہ بات مشہور ہو گئی کہ وہ شاگرد نہ مریگا لیکن یِسُوع نے اُس سے
یہ نہیں کہا تھا کہ یہ نہ مریگا بلکہ یہ کہ اگر مَیں چاہُوں کہ یہ میرے
آنے تک ٹھہرا رہے تو تجھ کو کیا؟
۲۴ یہ وُہی شاگرد ہے جو اِن باتوں کی گواہی دیتا ہے اور
جِس نے اِنکو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اُسکی گواہی سچّی ہے۔
۲۵ اور بھی بہت سے کام ہیں جو یِسُوع نے کِئے۔ اگر وہ
جُدا جُدا لکھے جاتے تو مَیں سمجھتا ہُوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں
اُنکے لِئے دُنیا میں گُنجایش نہ ہوتی ◆

رسُولوں کے اعمال

اَے تھِیُفِلُس! مَیں نے پہلا رسالہ اُن سب باتوں
کے بیان میں تصنیف کیا جو یِسُوع شُروع میں کرتا
اور سکھاتا رہا۔ اُس دِن تک جِس میں وہ اُن رسُولوں
کو جنہیں اُس نے چُنا تھا رُوحُ القُدس کے وسیلہ سے
حکم دے کر اُوپر اُٹھایا گیا۔ اُس نے دُکھ سہنے کے بعد
بہت سے ثبوتوں سے اپنے آپ کو اُن پر زندہ ظاہر بھی
کیا چُنانچہ وہ چالیس دِن تک اُنہیں نظر آتا اور خُدا کی
بادشاہی کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن سے مِل کر اُنکو حکم دیا
کہ یروشلیم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدہ کے
پُورا ہونے کے مُنتظر رہو جِسکا ذِکر تُم مجھ سے سُن چکے ہو۔
کیونکہ یُوحنّا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تُم تھوڑے دِنوں
کے بعد رُوحُ القُدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔
پس اُنہوں نے جمع ہو کر اُس سے یہ پُوچھا کہ اَے
خُداوند کیا تُو اِسی وقت اِسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کریگا؟
۷ اُس نے اُن سے کہا اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں
باپ نے اپنے ہی اِختیار میں رکھا ہے تُمہارا کام نہیں۔
۸ لیکن جب رُوحُ القُدس تُم پر نازِل ہوگا تو تُم قُوّت پاؤ گے اور
یروشلیم اور تمام یہُودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی اِنتہا تک میرے
۹ گواہ ہو گے۔ یہ کہہ کر وہ اُنکے دیکھتے دیکھتے اُوپر اُٹھا لیا گیا اور
۱۰ بدلی نے اُسے اُنکی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اُسکے جاتے
وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو
دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُنکے پاس آ کھڑے ہوئے۔
۱۱ اور کہنے لگے اَے گلیلی مردو! تُم کیوں کھڑے آسمان کی طرف
دیکھتے ہو؟ یہی یِسُوع جو تُمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا
گیا ہے اِسی طرح پھر آئیگا جِس طرح تُم نے اُسے آسمان پر جاتے
دیکھا ہے۔

پطرس اور یوحنا کو ہیکل میں جاتے دیکھا تو اُن سے بھیک مانگی ۝
۴ پطرس اور یوحنا نے اُس پر غور سے نظر کی اور پطرس نے کہا
۵ ہماری طرف دیکھ ۝ وہ اُن سے کچھ ملنے کی اُمید پر اُنکی طرف
۶ متوجہ ہُوا ۝ پطرس نے کہا چاندی سونا تو میرے پاس ہے
نہیں مگر جو میرے پاس ہے وہ تجھے دیئے دیتا ہُوں۔ یسوع
۷ مسیح ناصری کے نام سے چل پھر ۝ اور اُسکا دہنا ہاتھ پکڑ کر
اُسکو اُٹھایا اور اُسی دم اُسکے پاؤں اور ٹخنے مضبوط ہو گئے ۝
۸ اور وہ کود کر کھڑا ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا اور چلتا اور کودتا اور
۹ خدا کی حمد کرتا ہُوا اُنکے ساتھ ہیکل میں گیا ۝ اور سب لوگوں
۱۰ نے اُسے چلتے پھرتے اور خدا کی حمد کرتے دیکھ کر ۝ اُسکو پہچانا
کہ یہ وُہی ہے جو ہیکل کے خوبصورت دروازہ پر بیٹھا بھیک
مانگا کرتا تھا اور اُس ماجرے سے جو اُس پر واقع ہُوا تھا بہت
دنگ اور حیران ہُوئے ۝
۱۱ جب وہ پطرس اور یوحنا کو پکڑے ہُوئے تھا تو سب لوگ بہت
حیران ہو کر اُس برآمدہ کی طرف جو سلیمان کا کہلاتا ہے اُنکے
۱۲ پاس دوڑے آئے ۝ پطرس نے یہ دیکھ کر لوگوں سے کہا اَے
اِسرائیلیو! اِس پر تم کیوں تعجب کرتے ہو اور ہمیں کیوں اِس
طرح دیکھ رہے ہو کہ گویا ہم نے اپنی قدرت یا دینداری سے
۱۳ اِس شخص کو چلتا پھرتا کر دیا؟ ۝ ابرہام اور اِضحاق اور یعقوب کے
خدا یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے خادم یسوع کو
جلال دیا جسے تم نے پکڑوا دیا اور جب پیلاطس نے اُسے چھوڑ
۱۴ دینے کا قصد کیا تو تم نے اُسکے سامنے اُسکا انکار کیا ۝ تم نے
اُس قدوس اور راستباز کا انکار کیا اور درخواست کی کہ ایک
۱۵ خونی تمہاری خاطر چھوڑ دیا جائے ۝ مگر زندگی کے مالک کو قتل
کیا جسے خدا نے مُردوں میں سے جلایا۔ اِسکے ہم گواہ ہیں ۝
۱۶ اُسی کے نام نے اُس ایمان کے وسیلہ سے جو اُسکے نام پر
ہے اِس شخص کو مضبوط کیا جسے تم دیکھتے اور جانتے ہو۔ بیشک
اُسی ایمان نے جو اُسکے وسیلہ سے ہے یہ کامل تندرستی تم سب
۱۷ کے سامنے اُسے دی ۝ اور اب اَے بھائیو! مَیں جانتا ہُوں کہ
تم نے یہ کام نادانی سے کیا اور ایسا ہی تمہارے سرداروں
۱۸ نے بھی ۝ مگر جن باتوں کی خدا نے سب نبیوں کی زبانی
پیشتر خبر دی تھی کہ اُسکا مسیح دُکھ اُٹھائیگا وہ اُس نے اِسی
۱۹ طرح پوری کیں ۝ پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ

مٹائے جائیں اور اِس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے
۲۰ دن آئیں ۝ اور وہ اُس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہُوا ہے
۲۱ یعنی یسوع کو بھیجے ۝ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت تک
رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا
نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے
۲۲ ہوتے آئے ہیں ۝ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں
میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کریگا۔ جو کچھ وہ تم
۲۳ سے کہے اُسکی سننا ۝ اور یوں ہوگا کہ جو شخص اُس نبی کی نہ سنیگا
۲۴ وہ اُمت میں سے نیست و نابود کر دیا جائیگا ۝ بلکہ سموئیل سے
لیکر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا اُن سب نے اِن
۲۵ دنوں کی خبر دی ہے ۝ تم نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے
شریک ہو جو خدا نے تمہارے باپ دادا سے باندھا جب ابرہام
سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سب گھرانے برکت پائینگے ۝
۲۶ خدا نے اپنے خادم کو اُٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم
میں سے ہر ایک کو اُسکی بدیوں سے ہٹا کر برکت دے ۝
جب وہ لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے تو کاہن اور ہیکل کا سردار
۲ اور صدوقی اُن پر چڑھ آئے ۝ وہ سخت رنجیدہ ہُوئے کیونکہ یہ
لوگوں کو تعلیم دیتے اور یسوع کی نظیر دے کر مُردوں کے جی
۳ اُٹھنے کی منادی کرتے تھے ۝ اور اُنہوں نے اُنکو پکڑ کر دوسرے
۴ دن تک حوالات میں رکھا کیونکہ شام ہو گئی تھی ۝ مگر کلام کے
سننے والوں میں سے بہتیرے ایمان لائے۔ یہاں تک کہ مردوں
کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہو گئی ۝
۵ دوسرے دن یوں ہُوا کہ اُنکے سردار اور بزرگ اور فقیہ
اور سردار کاہن حنا اور کائفا اور یوحنا اور اِسکندر اور جتنے سردار
کاہن کے گھرانے کے تھے یروشلیم میں جمع ہُوئے ۝ اور اُنکو
بیچ میں کھڑا کر کے پوچھنے لگے کہ تم نے یہ کام کس قدرت اور
کس نام سے کیا؟ ۝ اُس وقت پطرس نے روح القدس سے
معمور ہو کر اُن سے کہا ۝ اَے اُمت کے سردارو اور بزرگو اگر
آج ہم سے اُس احسان کی بابت بازپرس کی جاتی ہے جو
ایک ناتوان آدمی پر ہُوا کہ وہ کیونکر اچھا ہو گیا ۝ تو تم سب
اور اِسرائیل کی ساری اُمت کو معلوم ہو کہ یسوع مسیح ناصری کے
تم نے مصلوب کیا اور خدا نے مُردوں میں سے جلایا اُسی کے
۱۱ نام سے یہ شخص تمہارے سامنے تندرست کھڑا ہے ۝ یہ

ہوگی اور خُدا اور برّہ کا تخت اُس شہر میں ہوگا اور اُسکے
۴ بندے اُسکی عبادت کرینگے۔ اور وہ اُسکا مُنہ دیکھینگے اور
۵ اُسکا نام اُنکے ماتھوں پر لِکھا ہُوا ہوگا۔ اور پھر رات نہ ہوگی
اور وہ چراغ اور سُورج کی روشنی کے مُحتاج نہ ہونگے کیونکہ
خُداوند خُدا اُنکو روشن کریگا اور وہ ابدُالآباد بادشاہی کرینگے۔
۶ پھر اُس نے مجھ سے کہا یہ باتیں سچ اور برحق ہیں
چُنانچہ خُداوند نے جو نبیوں کی رُوحوں کا خُدا ہے اپنے
فرِشتہ کو اِسلئے بھیجا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دِکھائے
۷ جنکا جلد ہونا ضرُور ہے۔ اور دیکھ مَیں جلد آنے والا
ہُوں۔ مُبارک ہے وہ جو اِس کِتاب کی نبُوّت کی باتوں
پر عمل کرتا ہے۔
۸ مَیں وُہی یُوحنّا ہُوں جو اِن باتوں کو سُنتا اور دیکھتا
تھا اور جب مَیں نے سُنا اور دیکھا تو جس فرِشتہ نے مجھے
یہ باتیں دِکھائیں مَیں اُسکے پاؤں پر سجدہ کرنے کو گرا۔
۹ اُس نے مجھ سے کہا خبردار! اَیسا نہ کر۔ مَیں بھی تیرا
اور تیرے بھائی نبیوں اور اِس کِتاب کی باتوں پر عمل
کرنے والوں کا ہمخدمت ہُوں۔ خُدا ہی کو سجدہ کر۔
۱۰ پھر اُس نے مجھ سے کہا اِس کِتاب کی نبُوّت کی
۱۱ باتوں کو پوشِیدہ نہ رکھ کیونکہ وقت نزدیک ہے۔ جو بُرائی
کرتا ہے وہ بُرائی ہی کرتا جائے اور جو نجس ہے وہ
نجس ہی ہوتا جائے اور جو راستباز ہے وہ راستبازی ہی
کرتا جائے اور جو پاک ہے وہ پاک ہی ہوتا جائے۔

۱۲ دیکھ مَیں جلد آنے والا ہُوں اور ہر ایک کے کام کے مُوافق
۱۳ دینے کے لِئے اجر میرے پاس ہے۔ مَیں الفا اور اومیگا۔
۱۴ اوّل و آخر۔ اِبتدا و اِنتہا ہُوں۔ مُبارک ہیں وہ جو اپنے
جامے دھوتے ہیں کیونکہ زندگی کے درخت کے پاس آنے
کا اِختیار پائینگے اور اُن دروازوں سے شہر میں داخِل ہونگے
۱۵ مگر کُتّے اور جادُوگر اور حرامکار اور خُونی اور بُت پرست اور
جھُوٹی بات کا ہر ایک پسند کرنے اور گھڑنے والا باہر رہیگا۔
۱۶ مجھ یِسُوع نے اپنا فرِشتہ اِسلئے بھیجا کہ کلیسیاؤں کے
بارے میں تمہارے آگے اِن باتوں کی گواہی دے۔ مَیں داؤد
کی اصل و نسل اور صُبح کا چمکتا ہُوا سِتارہ ہُوں۔
۱۷ اور رُوح اور دُلہن کہتی ہیں آ اور سُننے والا بھی کہے
آ۔ اور جو پیاسا ہو وہ آئے اور جو کوئی چاہے آبِ حیات
مُفت لے۔
۱۸ مَیں ہر ایک آدمی کے آگے جو اِس کِتاب کی نبُوّت کی
باتیں سُنتا ہے گواہی دیتا ہُوں کہ اگر کوئی آدمی اُن میں کُچھ
بڑھائے تو خُدا اِس کِتاب میں لِکھی ہُوئی آفتیں اُس پر نازِل
۱۹ کریگا۔ اور اگر کوئی اِس نبُوّت کی کِتاب کی باتوں میں سے کُچھ
نِکال ڈالے تو خُدا اُس زِندگی کے درخت اور مُقدّس شہر میں سے
جنکا اِس کِتاب میں ذِکر ہے اُسکا حصّہ نِکال ڈالیگا۔
۲۰ جو اِن باتوں کی گواہی دیتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ بیشک
مَیں جلد آنے والا ہُوں۔ آمین۔ اَے خُداوند یِسُوع آ۔
۲۱ خُداوند یِسُوع کا فضل مُقدّسوں کے ساتھ رہے۔ آمین۔

۱۳
۲۹۵۴

…شاہ کے انگوری حوضوں تک اپنے مقام پر
…ہوگا۔ اور لوگ اِس میں سکونت کرینگے اور پھر
…ملق نہ ہوگی بلکہ یروشلیم امن وامان سے
…بیگا۔ اور خداوند یروشلیم سے جنگ کرنے والی
…قوموں پر یہ عذاب نازل کریگا کہ کھڑے کھڑے
…ت سوکھ جائیگا اور اُنکی آنکھیں چشم خانوں
…ن جائینگی اور اُنکی زبان اُنکے مُنہ میں سڑ جائیگی۔
…روز خداوند کی طرف سے اُنکے درمیان بڑی
…ہوگی اور ایک دُوسرے کا ہاتھ پکڑینگے اور ایک
…ے کے خلاف ہاتھ اُٹھائیگا۔ اور یہوداہ بھی یروشلیم
…ڑیگا اور اِردگرد کی سب قوموں کا مال یعنی
…ی اور لباس بڑی کثرت سے فراہم کیا جائیگا۔
…ں خچروں اُونٹوں گدھوں اور سب حیوانوں
…جو اُن لشکرگاہوں میں ہونگے وُہی عذاب نازل

16 ہوگا۔ اور یروشلیم سے لڑنے والی قوموں میں سے جو بچ رہینگے
سال بسال بادشاہ ربُّ الافواج کو سجدہ کرنے اور عیدِ خیام
17 منانے کو آئینگے۔ اور دُنیا کے اُن تمام قبائل پر جو بادشاہ
ربُّ الافواج کے حضور سجدہ کرنے کو یروشلیم میں نہ آئینگے مینہ
18 نہ برسیگا۔ اور اگر قبائلِ مصر جن پر بارش نہیں ہوتی نہ آئیں تو
اُن پر وُہی عذاب نازل ہوگا جسکو خداوند اُن غیر قوموں پر
19 نازل کریگا جو عیدِ خیام منانے کو نہ آئینگی۔ اہلِ مصر اور اُن
سب قوموں کی جو عیدِ خیام منانے کو نہ جائیں یہی سزا ہوگی۔
20 اُس روز گھوڑوں کی گھنٹیوں پر مرقوم ہوگا خداوند کے لئے
مُقدّس اور خداوند کے گھر کی دیگیں مذبح کے پیالوں کی
21 مانند مُقدّس ہونگی۔ بلکہ یروشلیم اور یہوداہ میں کی سب
دیگیں ربُّ الافواج کے لئے مُقدّس ہونگی اور سب ذبیحہ
گذراننے والے آئینگے اور اُنکو لیکر اُن میں پکائینگے اور اُس
روز پھر کوئی کنعانی ربُّ الافواج کے گھر میں نہ ہوگا ۔

ملاکی

…اوند کی طرف سے ملاکی کی معرفت اِسرائیل کے
…ت ۔
…اوند فرماتا ہے مَیں نے تم سے محبت رکھی توبھی
…ہو تُو نے کس بات میں ہم سے محبت ظاہر کی ؟
…ماتا ہے کیا عیسو یعقوب کا بھائی نہ تھا؟ لیکن
…یعقوب سے محبت رکھی۔ اور عیسو سے عداوت
…سکے پہاڑوں کو ویران کیا اور اُسکی میراث بیابان
…وں کو دی۔ اگر ادوم کہے ہم برباد تو ہوئے پر
…ہوں کو پھر آکر تعمیر کرینگے تو ربُّ الافواج فرماتا ہے
…تعمیر کریں پر مَیں ڈھاؤنگا اور لوگ اُنکا یہ نام رکھینگے
…لوگ جن پر ہمیشہ خداوند کا قہر ہے۔ اور
…آنکھیں دیکھینگی اور تم کہو گے کہ خداوند کی تمجید
…کی حدود سے آگے تک ہو۔
…الافواج تمکو فرماتا ہے اَے میرے نام کی تحقیر

کرنے والے کاہنو! بیٹا اپنے باپ کی اور نوکر اپنے آقا کی تعظیم
کرتا ہے۔ پس اگر مَیں باپ ہوں تو میری عزت کہاں ہے؟
اور اگر آقا ہوں تو میرا خوف کہاں ہے؟ پر تم کہتے ہو ہم نے
7 کس بات میں تیرے نام کی تحقیر کی؟۔ تم میرے مذبح پر ناپاک
روٹی گذرانتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم نے کس بات میں تیری توہین
8 کی؟ اِسی میں جو کہتے ہو خداوند کی میز حقیر ہے۔ جب تم اندھے کی
قربانی کرتے ہو تو کچھ بُرائی نہیں! اور جب لنگڑے اور بیمار
کو گذرانتے ہو تو کچھ نقصان نہیں! اب یہی اپنے حاکم کی
نذر کر۔ کیا وہ تجھ سے خوش ہوگا اور تُو اُسکا منظورِ نظر ہوگا؟
9 ربُّ الافواج فرماتا ہے۔ اب ذرا خدا کو مناؤ تاکہ وہ ہم پر رحم
فرمائے۔ تمہارے ہی ہاتھوں نے یہ گذرانا ہے۔ کیا تم اُسکے
10 منظورِ نظر ہوگے؟ ربُّ الافواج فرماتا ہے۔ کاشکہ تم میں کوئی
ایسا ہوتا جو دروازے بند کرتا اور تم میرے مذبح پر عبث آگ
نہ جلاتے! ربُّ الافواج فرماتا ہے مَیں تم سے خوش نہیں

آواز نہیں سُنائی دیتی تھی پس عیلی کو گُمان ہُؤا کہ وہ نشہ
میں ہے ۔ سو عیلی نے اُس سے کہا کہ تُو کب تک نشہ میں
رہیگی؟ اپنا نشہ اُتار ۔ حنّہ نے جواب دِیا نہیں اَے
میرے مالِک مَیں تو غمگین عورت ہُوں ۔ مَیں نے نہ تو مَے
نہ کوئی نشہ پیا پر خُداوند کے آگے اپنا دِل اُنڈیلا ہے ۔ تُو
اپنی لَونڈی کو خبیث عورت نہ سمجھ ۔ مَیں تو اپنی فِکروں اور
دُکھوں کے ہجُوم کے باعث اب تک بولتی رہی ۔ تب عیلی
نے جواب دِیا تُو سلامت جا اور اِسرائیل کا خُدا تیری مُراد
جو تُو نے اُس سے مانگی ہے پُوری کرے ۔ اُس نے کہا
تیری خادِمہ پر تیرے کرم کی نظر ہو ۔ تب وہ عورت چلی
گئی اور کھانا کھایا اور پھر اُسکا چہرہ اُداس نہ رہا ۔ اور
صُبح کو وہ سویرے اُٹھے اور خُداوند کے آگے سجدہ کیا اور
رامہ کو اپنے گھر لَوٹ گئے اور اِلقانہ نے اپنی بیوی حنّہ
سے مُباشرت کی اور خُداوند نے اُسے یاد کیا ۔ اور اَیسا ہُؤا
کہ وقت پر حنّہ حامِلہ ہُوئی اور اُسکے بیٹا ہُؤا اور اُس نے
اُسکا نام سموئیل رکھا کیونکہ وہ کہنے لگی مَیں نے اُسے
خُداوند سے مانگ کر پایا ہے ۔ اور وہ شخص اِلقانہ اپنے
سارے گھرانے سمیت خُداوند کے حضُور سالانہ قُربانی
چڑھانے اور اپنی مَنّت پُوری کرنے کو گیا ۔ لیکن حنّہ نہ
گئی کیونکہ اُس نے اپنے خاوند سے کہا جب تک لڑکے کا
دُودھ چُھڑایا نہ جائے مَیں یہیں رہُونگی اور تب اُسے لیکر
جاؤنگی تاکہ وہ خُداوند کے سامنے حاضِر ہو اور پھر ہمیشہ
وہیں رہے ۔ اور اُسکے خاوند اِلقانہ نے اُس سے کہا جو
تُجھے اچھا لگے سو کر جب تک تُو اُسکا دُودھ نہ چُھڑائے ٹھہری
رہ ۔ فقط اِتنا ہو کہ خُداوند اپنے سُخن کو برقرار رکھے ۔ سو وہ
عورت ٹھہری رہی اور اپنے بیٹے کو دُودھ چُھڑانے کے
وقت تک پِلاتی رہی ۔ اور جب اُس نے اُسکا دُودھ چُھڑایا
تو اُسے اپنے ساتھ لیا اور تین بچھڑے اور ایک ایفہ آٹا اور
مَے کی ایک مشک اپنے ساتھ لے گئی اور اُس لڑکے کو
سَیلا میں خُداوند کے گھر لائی اور وہ لڑکا بہت ہی چھوٹا
تھا ۔ اور اُنہوں نے ایک بچھڑے کو ذبح کیا اور لڑکے کو
عیلی کے پاس لائے ۔ اور وہ کہنے لگی اَے میرے مالِک
تیری جان کی قسم ! اَے میرے مالِک مَیں وُہی عورت

ہُوں جس نے تیرے پاس یہیں کھڑی ہو کر خُداوند سے
دُعا کی تھی ۔ مَیں نے اِس لڑکے کے لئے دُعا کی تھی اور ۲۷
خُداوند نے میری مُراد جو مَیں نے اُس سے مانگی پُوری
کی ۔ اِسی لئے مَیں نے بھی اِسے خُداوند کو دے دیا ۔ ۲۸
یہ اپنی زِندگی بھر کے لئے خُداوند کو دے دیا گیا ہے ۔ تب
اُس نے وہاں خُداوند کے آگے سجدہ کیا ۔

باب ۲

اور حنّہ نے دُعا کی اور کہا کہ ۱
میرا دِل خُداوند میں مگن ہے ۔
میرا سینگ خُداوند کے طُفیل سے اُونچا ہُؤا ۔
میرا مُنہ میرے دُشمنوں پر کُھل گیا ہے
کیونکہ مَیں تیری نجات سے خُوش ہُوں ۔
خُداوند کی مانند کوئی قُدُّوس نہیں ۲
کیونکہ تیرے سِوا اور کوئی ہے ہی نہیں
اور نہ کوئی چٹان ہے جو ہمارے خُدا کی مانند ہو ۔
اِس قدر غرُور سے اور باتیں نہ کرو ۳
اور بڑا بول تُمہارے مُنہ سے نہ نِکلے
کیونکہ خُداوند خُدایِ علِیم ہے
اور اعمال کا تولنے والا ۔
زور آوروں کی کمانیں ٹُوٹ گئیں ۴
اور جو لڑکھڑاتے تھے وہ قُوّت سے کمربستہ ہُوئے ۔
وہ جو آسُودہ تھے روٹی کی خاطِر مزدُور بنے ۵
اور جو بُھوکے تھے اَیسے نہ رہے
بلکہ جو بانجھ تھی اُسکے سات ہُوئے
اور جِسکے پاس بہت بچّے ہیں وہ گُھلتی جاتی ہے ۔
خُداوند مارتا ہے اور جِلاتا ہے ۔ ۶
وُہی قبر میں اُتارتا اور اُس سے نِکالتا ہے ۔
خُداوند مسکِین کر دیتا اور دَولتمند بناتا ہے ۔ ۷
وُہی پست کرتا اور سرفراز بھی کرتا ہے ۔
وہ غریب کو خاک پر سے اُٹھاتا ۸
اور کنگال کو گھُورے میں سے نِکال کھڑا کرتا ہے
تاکہ اِنکو شاہزادوں کے ساتھ بِٹھائے
اور جلال کے تخت کے وارِث بنائے
کیونکہ زمین کے سُتُون خُداوند کے ہیں ۔

454

المملكة العربية السعودية
جامعة أم القرى
مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي
كلية الشريعة والدراسات الإسلامية
مكة المكرمة

من التراث الإسلامي
الكتاب الثالث والخمسون

تفسير ابن عباس

ومروياته في التفسير من كتب السنة

تأليف
الدكتور عبدالعزيز بن عبدالله الحميدي

(الجزء الأول)

٤ ـ ما جاء في قوله تعالى

﴿ إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك ورافعك إلي ﴾ (آل عمران/٥٥).

* * *

(٤٧) قال الإمام البخاري: قال ابن عباس رضي الله عنهما: ﴿ متوفيك ﴾ مميتك.[١]

وقد أخرجه الإمام ابن جرير الطبري من طريق علي بن أبي طلحة عن ابن عباس.[٢]

وإسناد هذا الأثر حسن كما تقدم.[٣]

بيان المعنى:

قوله «مميتك» محمول على وفاة عيسى عليه السلام في آخر الزمان، ومما يؤيد هذا ما أخرجه إسحاق بن بشر وابن عساكر من طريق جويبر

---

(١) صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة المائدة، باب رقم (١٣).

(٢) تفسير الطبري ٣/٢٩٠.

(٣) انظر الحديث رقم (٢).

عن الضحاك عن ابن عباس في قوله ﴿ إني متوفيك ورافعك ﴾ يعني رافعك ثم متوفيك في آخر الزمان.[١]

فعلى هذا يكون هذا الكلام من المقدم والمؤخر كما روى عن قتادة وغيره فيكون تقدير الكلام: إني رافعك إلى ومتوفيك بعد ذلك.[٢]

وتقديم التوفي على الرفع لا يقتضي التقدم في الزمن لأن الواو لا تقتضي الترتيب.

وذكر الله سبحانه توفي عيسى عليه السلام على سبيل الامتنان عليه حيث جاء رداً على اليهود الذين حاولوا المكر به ليقتلوه فبين الله له أنهم لن يصلوا إليه، بل سيتوفاه ربه إذا حان أجل موته.

وقد جاء في القرآن والأحاديث الصحيحة أن عيسى عليه السلام قد رفعه الله حياً وأنه سينزل في آخر الزمان فمن ذلك قوله تعالى ﴿ وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله إليه ﴾ (النساء/١٥٨).

وقوله تعالى ﴿ ويكلم الناس في المهد وكهلاً ﴾ (آل عمران/٤٦) - وعيسى عليه السلام رفع شاباً وإنما يكون كهلاً حينما ينزل في آخر الزمان.

وقد أشار إلى هذا ابن جرير الطبري في روايته عن عبدالرحمن بن زيد بن أسلم.[٣]

---

(١) الدر المنثور ٢/٣٦.

(٢) تفسير ابن كثير ١/١/٣٨١.

(٣) تفسير الطبري ٣/٢٩٠.

457

تفسير
البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي الغرناطي
٦٥٤ - ٧٥٤ هـ

وبهامشه

١ - تفسير النهر الماد من البحر لأبي حيان نفسه
٢ - كتاب الدر اللقيط من البحر المحيط للإمام تاج الدين الحنفي النحوي تلميذ أبي حيان
٦٨٢ - ٧٤٩ هـ

الجزء الثالث

طبع بالتصوير
عن طبعة مولاي السلطان عبد الحفيظ سلطان المغرب
١٣٢٨هـ

الطبعة الثانية
١٣٩٨هـ - ١٩٧٨م

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

شئ وجه جرى في كلامه وقوله مع الذين أنعم الله عليهم تفسير لقوله صراط الذين أنعمت عليهم وهم من ذكر في هذه الآية والظاهر أن قوله من النبيين تفسير للذين أنعم الله عليهم فكأنه قيل من يطع الله ورسوله منكم ألحقه الله بالذين تقدمهم ممن أنعم عليهم * قال الراغب ممن أنعم عليهم من الفرق الأربع في المنزلة والثواب النبي بالنبي والصديق بالصديق والشهيد بالشهيد والصالح بالصالح وأجاز الراغب أن يتعلق من النبيين بقوله ومن يطع الله والرسول أي من النبيين ومن بعدهم ويكون قوله فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم اشارة الى الملا الأعلى ثم قال وحسن أولئك رفيقا ويبين ذلك قول النبي صلى الله عليه وسلم حين الموت اللهم ألحقني بالرفيق الأعلى وهذا ظاهر انتهى وهذا الوجه الذي هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنى ومن جهة النحو أما من جهة المعنى فان الرسول هنا هو محمد صلى الله عليه وسلم أخبر الله تعالى أن من يطيعه ويطيع رسوله فهو مع من ذكر ولو كان من النبيين متعلقا بقوله ومن يطع الله والرسول لكان قوله من النبيين تفسيرا لمن في قوله ومن يطع فيلزم أن يكون في زمان الرسول أو بعده أنبياء يطيعونه وهذا غير ممكن لأنه قد أخبر تعالى أن محمدا هو خاتم النبيين * وقال هو صلى الله عليه وسلم لا نبي بعدي وأما من جهة النحو فما قبل فاء الجزاء لا يعمل فيما بعدها لو قلت ان تقم هند فعمرو ذاهب ضاحكة لم يجز واختلفوا في الأوصاف الثلاثة التي بعد النبيين * فقال بعضهم كلها أوصاف لموصوف واحد وهي صفات متداخلة فانه لا يمتنع في الشخص الواحد أن يكون صديقا وشهيدا وصالحا * وقيل المراد بكل وصف صنف من الناس فأما الصديق فهو فعيل للمبالغة كشريب * فقيل هو الكثير الصدق * وقيل هو الكثير الصدقة وللمفسرين في تفسيره وجوه * الأول أن كل من صدق بكل الدين لا يتخالجه فيه شك فهو صديق لقوله تعالى والذين آمنوا بالله ورسله أولئك هم الصديقون * الثاني أفاضل أصحاب الرسول * الثالث السابق الى تصديق الرسول فصار في ذلك قدوة لسائر الناس وأما الشهيد فهو المقتول في سبيل الله المخصوص بفضل الميتة وفرق الشرع حكمهم في ترك الغسل والصلاة لأنهم أكرم من أن يشفع فيهم وقد تقدم الكلام في كونهم شهداء ولكن لفظ الشهداء في الآية يعم أنواع الشهداء الذين ذكرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم * وقال أبو عبد الله الرازي لا يجوز أن تكون الشهادة مفسرة بكون الانسان مقتول الكافر بل نقول الشهيد فعيل بمعنى فاعل وهو الذي يشهد بدين الله تارة بالحجة والبيان وتارة بالسيف والسنان فالشهداء هم القائمون بالقسط وهم الذين ذكرهم الله في قوله شهد الله أنه لا إله الا هو * والصالح هو الذي يكون صالحا في اعتقاده وعمله وجاء هذا التركيب على هذا القول على حسب التنزل من الأعلى الى الأدنى الى أدنى منه وفي هذا ترغيب للمؤمنين في طاعة الله وطاعة رسوله حيث وعدوا بمرافقة أقرب عباد الله الى الله وأرفعهم درجات عنده * وقال الراغب قسم الله المؤمنين في هذه الآية أربعة أقسام وجعل لهم أربعة منازل بعضها دون بعض وحث كافة الناس أن يتأخروا عن منزل واحد منهم * الأول الأنبياء الذين تمدهم قوة الالهية ومثلهم كمن يرى الشئ عيانا من قريب ولذلك قال تعالى أفتمارونه على ما يرى * الثاني الصديقون وهم الذين يزاحمون الأنبياء في المعرفة ومثلهم كمن يرى الشئ عيانا من بعيد واياه عنى أمير المؤمنين حين قيل له هل رأيت الله فقال ما كنت لأعبد شيئا لم أره ثم قال لم تره العيون بشواهد الأبصار ولكن رأته القلوب بحقائق الايمان * الثالث الشهداء وهم الذين يعرفون الشئ

(الدر)

أكرمك لمن قال أزورك هي جواب وجزاء وذهب الأستاذ أبو علي الى انها تتقدر بالجواب والجزاء في كل موضع وقوفا مع ظاهر كلام سيبويه والصحيح قول الفارسي (ح) أجاز الراغب أن يتعلق من النبيين بقوله ومن يطع الله والرسول أي من النبيين ومن بعدهم ويكون قوله فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم اشارة الى الملا الأعلى ثم قال وحسن أولئك رفيقا ويبين ذلك قول النبي صلى الله عليه وسلم حين الموت اللهم ألحقني بالرفيق الأعلى وهذا ظاهر انتهى كلامه (ح) وهذا الوجه الذي هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنى ومن جهة النحو أما من جهة المعنى فان الرسول هنا هو محمد صلى الله عليه وسلم أخبر الله تعالى ان من يطيعه ويطيع رسوله فهو مع من ذكر ولو كان من النبيين متعلقا بقوله ومن يطع الله والرسول لكان قوله من النبيين تفسيرا لمن في قوله ومن يطع فيلزم أن يكون في زمان الرسول أو بعده أنبياء يطيعونه وهذا غير ممكن لأنه قد أخبر تعالى ان محمدا هو خاتم النبيين وقال هو صلى الله عليه وسلم لا نبي بعدي وأما من جهة النحو فما قبل فاء

459

تفسير

الدر المنثور في التفسير المأثور

للإمام

عبد الرحمن بن الكمال جلال الدين السيوطي

٩١١هـ

ضبط النص والتصحيح وإسناد الآيات ووضع الحواشي والفهارس

بإشراف دار الفكر

حقوق الطبع محفوظة للناشر

الجزء الثاني

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

وأخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن أبي حاتم عن الحسن قال ﴿متوفيك﴾ من الأرض.

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم من وجه آخر عن الحسن في قوله ﴿إني متوفيك﴾ يعني وفاة المنام رفعه الله في منامه ، قال الحسن : قال رسول الله ﷺ لليهود : «ان عيسى لم يمت وأنه راجع اليكم قبل يوم القيامة» .

وأخرج ابن أبي حاتم عن قتادة ﴿إني متوفيك ورافعك اليّ﴾ قال : هذا من المقدم والمؤخر . أي رافعك اليّ ومتوفيك .

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن مطر الوراق في الآية قال ﴿متوفيك﴾ من الدنيا وليس بوفاة موت .

وأخرج ابن جرير بسند صحيح عن كعب قال : لما رأى عيسى قلة من اتبعه وكثرة من كذبه ، شكا ذلك الى الله . فاوحى الله إليه ﴿إني متوفيك ورافعك اليّ﴾ واني سأبعثك على الاعور الدجال فتقتله ، ثم تعيش بعد ذلك أربعا وعشرين سنة . ثم أميتك ميتة الحي . قال كعب : وذلك تصديق حديث رسول الله ﷺ حيث قال «كيف تهلك أمة أنا في أولها وعيسى في آخرها ؟» .

وأخرج اسحق بن بشر وابن عساكر عن الحسن قال : لم يكن نبي كانت العجائب في زمانه أكثر من عيسى الى أن رفعه الله ، وكان من سبب رفعه ان ملكاً جباراً يقال له داود بن نوذا ، وكان ملك بني اسرائيل هو الذي بعث في طلبه ليقتله ، وكان الله أنزل عليه الإنجيل وهو ابن ثلاث عشرة سنة ، ورفع وهو ابن أربع وثلاثين سنة من ميلاده . فأوحى الله إليه ﴿إني متوفيك ورافعك إليّ ومطهرك من الذين كفروا﴾ يعني ومخلصك من اليهود فلا يصلون الى قتلك .

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم من وجه آخر عن الحسن في الآية قال : رفعه الله إليه فهو عنده في السماء .

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن وهب قال : توفى الله عيسى بن مريم ثلاث ساعات من النهار حتى رفعه إليه .

وأخرج ابن عساكر عن وهب قال : أماته الله ثلاثة أيام ثم بعثه ورفعه .

وأخرج الحاكم عن وهب ان الله توفى عيسى سبع ساعات ثم أحياه ، وان مريم حملت به ولها ثلاث عشرة سنة ، وأنه رفع ابن ثلاث وثلاثين ، وان أمه بقيت بعد رفعه ست سنين .

461

التفسير الكبير

للإمام

الفخر الرازي

الجزء الثامن

الطبعة الثانية

الناشر

دار الكتب العلمية

طهران

(والجواب) من وجوه (الأول) أن المراد منه بيان كونه متقلبا فى الأحوال من الصبا إلى الكهولة والتغير على الإله تعالى محال ، والمراد منه الرد على وفد نجران فى قولهم : إن عيسى كان إلها (والثانى) المراد منه أن يكلم الناس مرة واحدة فى المهد لإظهار طهارة أمه ، ثم عند الكهولة يتكلم بالوحى والنبوة (والثالث) قال أبو مسلم : معناه أنه يتكلم حال كونه فى المهد ، وحال كونه كهلا على حد واحد وصفة واحدة وذلك لا شك أنه غاية فى المعجز (الرابع) قال الأصم : المراد منه أنه يبلغ حال الكهولة .

﴿ السؤال الثالث ﴾ نقل أن عمر عيسى عليه السلام إلى أن رفع كان ثلاثا وثلاثين سنة وستة أشهر ، وعلى هذا التقدير : فهو ما بلغ الكهولة .

(والجواب) من وجهين (الأول) بينا أن الكهل فى أصل اللغة عبارة عن الكامل التام ، وأكمل أحوال الإنسان إذا كان بين الثلاثين والأربعين ، فصح وصفه بكونه كهلا فى هذا الوقت (والثانى) هو قول الحسين بن الفضل البجلى : أن المراد بقوله (وكهلا) أن يكون كهلا بعد أن ينزل من السماء فى آخر الزمان ، ويكلم الناس ، ويقتل الدجال ، قال الحسين بن الفضل : وفى هذه الآية نص فى أنه عليه الصلاة والسلام سينزل إلى الأرض

﴿ المسألة الرابعة ﴾ أنكرت النصارى كلام المسيح عليه السلام فى المهد ، واحتجوا على صحة قولهم بأن كلامه فى المهد من أعجب الأمور وأغربها ، ولا شك أن هذه الواقعة لو وقعت لوجب أن يكون وقوعها فى حضور الجمع العظيم الذى يحصل القطع واليقين بقولهم ، لأن تخصيص مثل هذا المعجز بالواحد والإثنين لا يجوز ، ومتى حدثت الواقعة العجيبة جدا عند حضور الجمع العظيم فلا بد وأن تتوفر الدواعى على النقل فيصير ذلك بالغا حد التواتر ، وإخفاء ما يكون بالغا إلى حد التواتر ممتنع ، وأيضاً فلو كان ذلك لكان ذلك الإخفاء ههنا ممتنعا لأن النصارى بالغوا فى إفراط محبته إلى حيث قالوا إنه كان إلها ، ومن كان كذلك يمتنع أن يسعى فى إخفاء مناقبه وفضائله بل ربما يجعل الواحد ألفاً فثبت أن لو كانت هذه الواقعة موجودة لكان أولى الناس بمعرفتها النصارى ، ولما أطبقوا على إنكارها علمنا أنه ما كان موجوداً البتة .

أجاب المتكلمون عن هذه الشبهة ، وقالوا : إن كلام عيسى عليه السلام فى المهد إنما كان للدلالة على براءة حال مريم عليها السلام من الفاحشة ، وكان الحاضرون جمعا قليلين ، فالسامعون لذلك الكلام كان جمعا قليلا ، ولا يبعد فى مثله التواطؤ على الإخفاء ، وبتقدير : أن يذكروا ذلك إلا أن اليهود كانوا يكذبونهم فى ذلك وينسبونهم إلى البهت ، فهم أيضاً قد سكتوا لهذه العلة فلأجل هذه الأسباب بقى الأمر مكتوما مخفيا إلى أن أخبر الله سبحانه وتعالى محمدا صلى الله عليه وسلم بذلك ، وأيضاً فليس كل النصارى ينكرون ذلك ، فانه نقل عن جعفر بن أبى طالب : لما قرأ على النجاشى

463

التفسير الكبير

للإمام

الفخر الرازي

الجزء التاسع

الطبعة الثانية

الناشر

دار الكتب العلمية

طهران

﴿المسألة الأولى﴾ اعلم أنهم طلبوا من الله تعالى فى هذا الدعاء ثلاثة أشياء: أولها: غفران الذنوب، وثانيها: تكفير السيئات، وثالثها: أن تكون وفاتهم مع الأبرار. أما الغفران فهو الستر والتغطية. والتكفير أيضاهو التغطية، يقال: رجل مكفر بالسلاح، أى مغطى به، والكفر منه أيضا، وقال لبيد:

فى ليلة كفر النجوم ظلامها

اذا عرفت هذا: فالمغفرة والتكفير بحسب اللغة معناهما شيء واحد.

أما المفسرون فذكروا فيه وجوها: أحدها: أن المراد بهما شيء واحد وإنما أعيد ذلك للتأكيد لأن الالحاح فى الدعاء والمبالغة فيه مندوب، وثانيها: المراد بالأول ما تقدم من الذنوب، وبالثانى المستأنف، وثالثها: أن يريد بالغفران ما يزول بالتوبة، وبالتكفير ما تكفره الطاعة العظيمة، ورابعها: أن يكون المراد بالاول ماأتى به الانسان مع العلم بكونه معصية وذنبا. وبالثانى: ما أتى به الانسان مع جهله بكونه معصية وذنبا.

وأما قوله ﴿وتوفنا مع الأبرار﴾ ففيه بحثان: الاول: أن الأبرار جمع بر أو بار، كرب وأرباب، وصاحب وأصحاب، الثانى: ذكر القفال فى تفسير هذه المعية وجهين: الاول: أن وفاتهم معهم هى أن يموتوا على مثل أعمالهم حتى يكونوا فى درجاتهم يوم القيامة، قد يقول الرجل أنا مع الشافعى فى هذه المسألة، ويريد به كونه مساويا له فى ذلك الاعتقاد، والثانى: يقال فلان فى العطاء مع أصحاب الألوف، أى هو مشارك لهم فى أنه يعطى ألفا. والثالث: أن يكون المراد منه كونهم فى جملة أتباع الأبرار وأشياعهم، ومنه قوله (فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين)

﴿المسألة الثانية﴾ احتج أصحابنا على حصول العفو بدون التوبة بهذه الآية أعنى قوله تعالى حكاية عنهم (فاغفر لنا ذنوبنا) والاستدلال به من وجهين: الأول: أنهم طلبوا غفران الذنوب ولم يكن للتوبة فيه ذكر، فدل على أنهم طلبوا المغفرة مطلقا، ثم ان الله تعالى أجابهم اليه لأنه قال فى آخر الآية (فاستجاب لهم ربهم) وهذا صريح فى أنه تعالى قد يعفو عن الذنب وان لم توجد التوبة. والثانى: وهو أنه تعالى حكى عنهم أنهم لما أخبروا عن أنفسهم بأنهم آمنوا، فعند هذا قالوا فاغفر لنا ذنوبنا، والفاء فى قوله (فاغفر) فاء الجزاء، وهذا يدل على أن مجرد الايمان سبب لحسن طلب المغفرة من الله، ثم ان الله تعالى أجابهم اليه بقوله (فاستجاب لهم ربهم) فدلت هذه الآية على ان مجرد الايمان سبب لحصول الغفران، إما من الابتداء وهو بأن يعفو عنهم ولا يدخلهم النار أو بأن يدخلهم النار ويعذبهم مدة ثم يعفو عنهم ويخرجهم من النار، فثبت دلالة هذه الآية من

465

التفسير الكبير

للإمام

الفخر الرازي

الجزء العاشر

الطبعة الثانية

الناشر

دار الكتب العلمية

طهران

أي ومن يطع الله في كونه إلهاً، وطاعة الله في كونه إلهاً هو معرفته والاقرار بجلاله وعزته وكبريائه وصمديته، فصارت هذه الآية تنبيها على أمرين عظيمين من أحوال المعاد، فالأول: هو أن منشأ جميع السعادات يوم القيامة إشراق الروح بأنوار معرفة الله، وكل من كانت هذه الانوار في قلبه أكثر، وصفاؤها أقوى، وبعدها عن التكدر بمحبة عالم الاجسام أتم كان إلى السعادة أقرب وإلى الفوز بالنجاة أوصل. والثاني: انه تعالى ذكر في الآية المتقدمة وعد أهل الطاعة بالأجر العظيم والثواب الجزيل والهداية إلى الصراط المستقيم، ثم ذكر في هذه الآية وعدهم بكونهم مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين، وهذا الذي وقع به الختم لابد أن يكون أشرف وأعلى مما قبله، ومعلوم أنه ليس المراد من كون هؤلاء معهم هو أنهم يكونون في عين تلك الدرجات، لأن هذا ممتنع، فلا بد وأن يكون معناه أن الأرواح الناقصة إذا استكملت علائقها مع الأرواح الكاملة في الدنيا بسبب الحب الشديد، فاذا فارقت هذا العالم ووصلت إلى عالم الآخرة بقيت تلك العلائق الروحانية هناك، ثم تصير تلك الأرواح الصافية كالمرايا المجلوة المتقابلة، فكأن هذه المرايا ينعكس الشعاع من بعضها على بعض، وبسبب هذه الانعكاسات تصير أنوارها في غاية القوة، فكذا القول في تلك الأرواح فانها لما كانت مجلوة بصقالة المجاهدة عن غبار حب ماسوى الله، وذلك هو المراد من طاعة الله وطاعة الرسول، ثم ارتفعت الحجب الجسدانية أشرقت عليها أنوار جلال الله، ثم انعكست تلك الأنوار من بعضها إلى بعض وصارت الأرواح الناقصة كاملة بسبب تلك العلائق الروحانية، فهذا الاحتمال خطر بالبال والله أعلم بأسرار كلامه.

(المسألة الثالثة) ليس المراد بكون من أطاع الله وأطاع الرسول مع النبيين والصديقين، كون الكل في درجة واحدة، لأن هذا يقتضي التسوية في الدرجة بين الفاضل والمفضول، وإنه لايجوز. بل المراد كونهم في الجنة بحيث يتمكن كل واحد منهم من رؤية الآخر، وإن بعد المكان، لأن الحجاب إذا زال شاهد بعضهم بعضا، وإذا أرادوا الزيارة والتلاقي قدروا عليه، فهذا هو المراد من هذه المعية.

(المسألة الرابعة) اعلم أنه تعالى ذكر النبيين، ثم ذكر أوصافا ثلاثة: الصديقين والشهداء والصالحين، واتفقوا على أن النبيين مغايرون للصديقين والشهداء والصالحين، فأما هذه الصفات الثلاثة فقد اختلفوا فيها، قال بعضهم: هذه الصفات كلها لموصوف واحد، وهي صفات متداخلة فانه لايمتنع في الشخص الواحد أن يكون صديقاً وشهيداً وصالحا. وقال الآخرون: بل المراد

467

جامع البيان
عن
تأويل آي القرآن

تأليف
أبي جعفر محمد بن جرير الطبري
المتوفى ٣١٠هـ سنة

قدم له
الشيخ خليل الميس

ضبط وتوثيق وتخريج
صدقي جميل العطار

الجزء الثالث

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

من قولهم، واختلاف أمرهم كله، صَدْرَ سورة آل عمران إلى بضع وثمانين آية منها، فقال: ﴿اللَّهُ لا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ﴾ فافتتح السورة بتبرئة نفسه تبارك وتعالى مما قالوا، وتوحيده إياها بالخلق والأمر، لا شريك له فيه، وردًّا عليهم ما ابتدعوا من الكفر، وجعلوا معه من الأنداد، واحتجاجاً عليهم بقولهم في صاحبهم، ليعرفهم بذلك ضلالتهم، فقال: ﴿اللَّهُ لا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ أي ليس معه شريك في أمره.

٥١٣٧ ـ **حدثني** المثنى، قال: ثنا إسحاق، قال: ثنا ابن أبي جعفر، عن أبيه، عن الربيع في قوله: ﴿الم اللَّهُ لا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ﴾ قال: إن النصارى أتوا رسول الله ﷺ، فخاصموه في عيسى ابن مريم، وقالوا له: من أبوه؟ وقالوا على الله الكذب والبهتان، لا إله إلا هو، لم يتخذ صاحبة ولا ولداً. فقال لهم النبيّ ﷺ: «أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَا يَكُونُ وَلَدٌ إِلَّا وَهُوَ يُشْبِهُ أَبَاهُ؟» قالوا: بلى. قال: «أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لا يَمُوتُ، وأَنَّ عِيسَى يَأْتِي عَلَيْهِ الفَنَاءُ؟». قالوا: بلى. قال: «أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا قَيِّمٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ يَكْلَؤُهُ وَيَحْفَظُهُ وَيَرْزُقُهُ؟». قال: بلى. قال: «فَهَلْ يَمْلِكُ عِيسَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئاً؟». قالوا: لا. قال: «أَفَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلا فِي السَّمَاءِ؟». قالوا: بلى. قال: «فَهَلْ يَعْلَمُ عِيسَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئاً إِلَّا مَا عُلِّمَ؟» قالوا: لا. قال: «فَإِنَّ رَبَّنَا صَوَّرَ عِيسَى فِي الرَّحِمِ كَيْفَ شَاءَ، فَهَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟». قالوا: بلى. قال: «أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ ولا يَشْرَبُ الشَّرابَ ولا يُحْدِثُ الحَدثَ؟». قالوا: بلى. قال: «أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عِيسَى حَمَلَتْهُ امْرَأَةٌ كَمَا تَحْمِلُ المَرأَةُ، ثُمَّ وَضَعَتْهُ كَمَا تَضَعُ المَرأَةُ وَلَدَها، ثُمَّ غُذِّيَ كَمَا يُغَذَّى الصَّبِيُّ، ثُمَّ كَانَ يَطْعَمُ الطَّعَامَ وَيَشْرَبُ الشَّرابَ وَيُحْدِثُ الحَدثَ؟». قالوا: بلى. قال: «فَكَيْفَ يَكُونُ هَذَا كَمَا زَعَمْتُمْ؟». قال: فعرفوا ثم أبوا إلا جحوداً، فأنزل الله عز وجل: ﴿الم اللَّهُ لا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ﴾.

القول في تأويل قوله تعالى: ﴿الحَيُّ القَيُّومُ﴾.

اختلفت القراء في ذلك، فقرأته قراء الأمصار: ﴿الحَيُّ القَيُّومُ﴾. وقرأ ذلك عمر بن الخطاب وابن مسعود فيما ذكر عنهما: «الحَيُّ القَيَّامُ». وذكر عن علقمة بن قيس أنه كان يقرأ: «الحَيُّ القَيِّمُ».

٥١٣٨ ـ **حدثنا** بذلك أبو كريب، قال: ثنا عثام بن عليّ، قال: ثنا الأعمش، عن إبراهيم، عن أبي معمر، قال: سمعت علقمة يقرأ: «الحَيُّ القَيِّمُ» قلت: أنت سمعته؟ قال: لا أدري.

469

الترغيب والترهيب

من الحديث الشريف

تأليف

الإمام الحافظ زكي الدين
عبد العظيم بن عبد القوي المنذري

تحقيق
سعيد محمد اللحام

مراجعة
مكتب البحوث والدراسات

الجزء الثاني

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

470

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ مِائَةَ مَرَّةٍ، إِلَّا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا مَلَائِكَتِي: مَا جَزَاءُ عَبْدِي هٰذَا سَبَّحَنِي وَهَلَّلَنِي، وَكَبَّرَنِي، وَعَظَّمَنِي، وَعَرَفَنِي، وَأَثْنَى عَلَيَّ، وَصَلَّى عَلَى نَبِيِّي. اشْهَدُوا مَلَائِكَتِي(١) أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَشَفَّعْتُهُ فِي نَفْسِهِ، وَلَوْ سَأَلَنِي عَبْدِي هٰذَا لَشَفَّعْتُهُ فِي أَهْلِ الْمَوْقِفِ». رواه البيهقي، وقال: هذا متن غريب، وليس في إسناده من ينسب إلى الوضع، والله أعلم.

(١٨١٢) - ١٦ - وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الدَّرَانِيِّ قَالَ: سُئِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْوُقُوفِ بِالْجَبَلِ، وَلِمَ لَمْ يَكُنْ فِي الْحَرَمِ. قَالَ: لِأَنَّ الْكَعْبَةَ بَيْتُ اللَّهِ، وَالْحَرَمَ بَابُ اللَّهِ، فَلَمَّا قَصَدُوهُ وَافِدِينَ أَوْقَفَهُمْ بِالْبَابِ يَتَضَرَّعُونَ. قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَالْوُقُوفُ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ لَمَّا أَذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُولِ إِلَيْهِ، أَوْقَفَهُمْ بِالْحِجَابِ الثَّانِي، وَهُوَ الْمُزْدَلِفَةُ، فَلَمَّا أَنْ طَالَ تَضَرُّعُهُمْ أَذِنَ لَهُمْ بِتَقْرِيبِ قُرْبَانِهِمْ بِمِنًى. فَلَمَّا أَنْ قَضَوْا تَفَثَهُمْ، وَقَرَّبُوا قُرْبَانَهُمْ فَتَطَهَّرُوا بِهَا مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ أَذِنَ لَهُمْ بِالزِّيَارَةِ إِلَيْهِ عَلَى الطَّهَارَةِ. قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَمِنْ أَيْنَ حَرُمَ الصِّيَامُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ؟ قَالَ: لِأَنَّ الْقَوْمَ زُوَّارُ اللَّهِ، وَهُمْ فِي ضِيَافَتِهِ، وَلَا يَجُوزُ لِلضَّيْفِ أَنْ يَصُومَ دُونَ إِذْنِ مَنْ أَضَافَهُ. قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَعَلُّقُ الرَّجُلِ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ لِأَيِّ مَعْنًى هُوَ؟ قَالَ: هُوَ مِثْلُ الرَّجُلِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَاحِبِهِ جِنَايَةٌ فَيَتَعَلَّقُ بِثَوْبِهِ، وَيَتَنَصَّلُ إِلَيْهِ(٢)، وَيَتَخَدَّعُ لَهُ(٣) لِيَهَبَ لَهُ جِنَايَتَهُ. رواه البيهقي وغيره هكذا منقطعاً، ورواه أيضاً عن ذي النون من قوله: وهو عندي أشبه، والله أعلم.

(١٠) الترغيب في رمي الجمار، وما جاء في رفعها

[قال الحافظ]: تقدم في الباب قبله في حديث ابن عمر الصحيح: «وَإِذَا رَمَى الْجِمَارَ لَا يَدْرِي أَحَدٌ مَا لَهُ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». لفظ ابن حبان، ولفظ البزار: «وَأَمَّا رَمْيُكَ الْجِمَارَ فَلَكَ بِكُلِّ حَصَاةٍ رَمَيْتَهَا تَكْفِيرُ كَبِيرَةٍ مِنَ الْمُوبِقَاتِ».

(١) اشهدوا يا ملائكتي. (٢) يتبرأ إليه من آثامه وذنوبه. (٣) يتخدع له: يتذلل أمامه.

471

سنن الدارقطني

للإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

٣٠٦ هـ — ٣٨٥ هـ

طبعة جديدة منقحة تمتاز

- بضبط الأحاديث والأسماء بالشكل الكامل
- وترقيم الأبواب والأحاديث
- والإشارة إلى الأحاديث التي تكلم عنها الحافظ الغساني بالضعف

ومزودة بفهارس علمية شاملة للأحاديث والآيات

المجلد الأول

الأحاديث: ١ - ٢٧٨٩

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

472

ـُ الله ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَجَلَّى لِشَيءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ» تابعه نوح بن قيس عن ـو بن عبيد.

١٧٧٧ ـ **حدثنا** أبو سعيد الأصطخري، ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل، ثنا عبيد بن ـي، ثنا يونس بن بكير، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن محمد بن علي قال: «إن ـنا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض، تنكسف القمر لأول ليلة من رمضان، ـنف الشمس في النصف منه، ولم تكونا منذ خلق الله السماوات والأرض».

١٧٧٨ ـ **حدثنا** ابن أبي داود، ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلمة قالا: نا ابن ـ، عن عمرو بن الحارث، أن عبد الرحمن بن القاسم حدثه، عن أبيه، عن الله بن عمر، عن رسول الله ﷺ قال: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آياتِ اللَّهِ لا ـيفانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ ولا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُما آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا».

473

كنز العمال
في سنن الأقوال والأفعال

تأليف
العلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
المتوفى سنة ٩٧٥هـ

تحقيق
محمود عمر الدمياطي

الجزء الحادي عشر

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت لبنان

الباب الثاني

في فضائل سائر الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين

وفيه فصلان:

الفصل الأول

في بعض خصائص الأنبياء عمومًا

٣٢٢٢٤ ـ النبيُّ لا يُورَثُ. (ع ـ عن حذيفة).

٣٢٢٢٥ ـ لم يبعثِ الله عزّ وجلّ نبيًا إلا بلغةِ قومه. (حم ـ عن أبي ذر).

٣٢٢٢٦ ـ إذا أراد الله تعالى أن يبعثَ نبيًا نظر إلى خيرِ أهل الأرض قبيلةً فبعث خيرَها رجلاً. (ابن سعد ـ عن قتادة بلاغًا).

٣٢٢٢٧ ـ إن الأنبياء لا يُتركون في قبورِهم بعد أربعين ليلةً ولكن يُصلُّون بين يدي الله تعالى حتى يُنفخَ في الصورِ. (ك في تاريخه، هق في حياة الأنبياء ـ عن أنس).

٣٢٢٢٨ ـ إنه لم يُقبض نبيٌّ قطُّ حتى يَرى مقعدَه من الجنة ثم يُخيَّرُ. (حم، ق ـ عن عائشة).

٣٢٢٢٩ ـ إنه ليس لنبيٍ إذا لبس لأمتَهُ أن يضعها حتى يُقاتلَ. (حم، ن ـ عن جابر).

٣٢٢٣٠ ـ ما بعثَ الله نبيًا إلا شابًا. (ابن مردويه والضياء ـ عن ابن عباس).

٣٢٢٣١ ـ ما بعثَ الله نبيًا إلا رعى الغنم، وأنا كنتُ أرعاها لأهل مكةَ بالقراريطِ. (خ، هـ ـ عن أبي هريرة).

٣٢٢٣٢ ـ ما توفَّى الله عز وجلّ نبيًا قطُّ إلا دُفنَ حيثُ يُقبضُ روحُه. (ابن سعد ـ عن أبي مليكة مرسلاً).

٣٢٢٣٣ ـ ما قبضَ الله تعالى نبيًا إلا في الموضع الذي يحبُّ أن يُدفنَ فيه. (ت ـ عن أبي بكر).

٣٢٢٣٤ ـ لم يُقبر نبيٌّ إلا حيثُ يموت. (حم ـ عن أبي بكر).

475

ميزان الاعتدال
في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الثالث

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان
ص.ب ٥٧٦٩

ومنها : لا تمشوا فى المساجد ، وعليكم بالقميص وتحته الإزار .

ومنها : المرافقة أولها ملامة ، وأوسطها ندامة ، وآخرها عذاب يوم القيامة .

ثم قال أبو حاتم بن حبان: والصواب فى عمرو بن شعيب أن يحوّل إلى تاريخ الثقات؛ لأن عدالته قد تقدمت . فأما المناكير فى حديثه - إذا كانت فى روايته عن أبيه عن جده - فحكمه حكم الثقات إذا رووا[1] المقاطيع والمراسيل بأن يترك من حديثهم المرسل[2] والمقطوع ، ويحتج بالخبر الصحيح .

قلت : قد أجبنا عن روايته عن أبيه عن جده بأنها ليست بمرسلة ولا منقطعة . أما كونها وجادة ، أو بعضها سماع وبعضها وجادة ، فهذا محل نظر . ولسنا نقول : إن حديثه من أعلى أقسام الصحيح ، بل هو من قبيل الحسن .

وقد توفى بالطائف سنة ثمان عشرة ومائة .

٦٣٨٤ — عمرو بن شمر الجعفى الكوفى الشيعى ، أبو عبد الله . عن جعفر بن محمد ؛ وجابر الجعفى ، والأعمش .

روى عباس عن يحيى : ليس بشىء . وقال الجوزجانى : زائغ كذاب . وقال ابن حبان : رافضى يشتم الصحابة ، ويروى الموضوعات عن الثقات .

وقال البخارى : منكر الحديث . قال يحيى : لا يكتب حديثه ، ثم قال البخارى : حدثنا حامد بن داود ، حدثنا أسيد بن زيد ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبى الطفيل ، عن على وعمار ، قالا : كان النبىُّ صلى الله عليه وسلم يقنتُ فى الفجر ويكبِّر يوم عرفة من صلاة الغداة ، ويقطع صلاةَ العصر آخر أيام التشريق .

وبه : عن عمرو ، عن عمران بن مسلم ، عن سويد بن غفلة ، عن بلال ، عن أبى بكر ، عن النبى صلى الله عليه وسلم : لا يتوضأ من طعام أحلّ الله أكله .

وبه : عن سويد ، عن على : كان رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يأمرُ منادِيَه أن يحملَ أطرافَ أنامله عند مسامعه ، وأن يثوبَ فى صلاة الفجر وصلاة العشاء إلا فى سفر .

(١) س : رأوا . (٢) س : المراسيل .

وقال النسائى والدارقطنى وغيرهما : متروك الحديث .

على بن الجعد ، حدثنا عمرو بن شمر ، أخبرنا جابر ، عن الشعبي ، عن صعصعة بن صُوحان : سمعتُ زامل بن عَمْرو الجذامى يحدث عن ذى الكلاع الحيرى ، سمعت عُمر يقول : سمعت رسول‌الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما يبعث المقتتلون على النيات[1] .
قال السليمانى : كان عمرو يضع على الروافض[2].

٦٣٨٥ — عمرو بن شَوْذب . قال الأزدى : لا يساوى شيئاً .

قلت : أظنه عمر بن شوذب .

٦٣٨٦ — عمرو بن صالح . عن صهيب بن مهران . مجهول .

٦٣٨٧ — عمرو بن صالح . عن إسماعيل بن أمية . كذلك .

٦٣٨٨ — عمرو بن صالح قاضى رامَهُرْمز . روى عنه زيد بن الحَرِيش وغيره . تكلم فيه . ساق ابن عدى له هذا الحديث عن العمرى ، عن نافع ، عن ابن عمر — مرفوعاً: أنا نشبة عثمان بأبينا إبراهيم . رواه زيد بن الحَرِيش عنه . وهو منكر جداً.

٦٣٨٩ — عمرو بن صفوان . عن عروة . لا يعرف .

٦٣٩٠ — عمرو بن عاتكة . منكر الحديث ، والإسناد إليه فظلم . قاله الأزدىّ .

٦٣٩١ — عمرو بن عاصم الكلابى ، صدوق مشهور، من علماء التابعين[3]. روى عن شعبة وطبقته ، وعنه البخارى والفَسَوى وخَلْق.
وثقه ابن معين . وقال النسائى : ليس به بأس . وقال إسحاق بن سيار : سمعتُ عَمْرو بن عاصم يقول : كتبتُ عن حماد بن سلمة بضعة عشر ألفاً . وقال بُنْدار : لولا شىء لتركته .

(١) هـ : الأنساب . (٢) ل : للروافض . وفى س : كان يصنع الروافض .

(٣) فى قوله من علماء التابعين نظر ، ولعله تجوز فى ذلك ، وقد ذكره ابن حبان فى ثقاته فى الطبقة الرابعة والله أعلم (هامش س) .

478

اليواقيت والجواهر

في بيان عقائد الأكابر

وبأسفله

الكبريت الأحمر

في بيان علوم الشيخ الأكبر

محيي الدين بن العربي (متوفى سنة ٦٣٨ هـ)

وهو منتخب من كتاب لواقح الأنوار القدسية
المختصر من الفتوحات المكية

تأليف

الشيخ عبد الوهاب بن أحمد بن علي الشعراني المصري الحنفي

(ت ٩٧٣ هـ)

طبعة جديدة مصححة ومرقمة الأبواب الفرعية المرقمة

الجزء الأول

دار إحياء التراث العربي — مؤسسة التاريخ العربي

بيروت – لبنان

وخالف أمره هلك ودخل النار ليقوم العدل من الله تعالى في عباده بعد إقامة الحجة والله أعلم. وقد رأيت في كتاب سراج العقول للإمام أبي طاهر القزويني في الباب الخامس والثلاثين منه ما نصه: اعلم أن الله تعالى قد خلق جميع الكائنات من فضله وكرمه بعد أن لم يكن للمكون أثر ولا للمكون خبر ثم أنه تعالى لما خلقهم من فضله لم يتركهم سدى هملاً غافلين عما يرجع إلى مصالحهم في الأمور الدينية والدنيوية ولما كان الجليل جل جلاله منزهاً عن المجيء إليهم والنزول عليهم ولم يكن كلامه بحرف ولا صوت حتى يسمعوا كلامه كفاحاً بعث إليهم منهم رسلاً مبشرين ومنذرين ليبلغوا إلى أسماع عباده كلامه وقد ألم بعض الشعراء بهذا المعنى فقال:

ولما تعذر أن نلتقي وزاد النزاع وجد القدم
سعيت إليك برجل الرسول وناجاك عني لسان القلم

قال تعالى: ﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ﴾ [النساء: ١٦٥]. إن الحق تعالى من جملة فضله علينا إرسال الرسل إلينا كما أنه خلقنا بفضله من العدم إذ لا يجب عليه تعالى شيء ألبتة.

(فإن قلت): فما حقيقة النبوة؟

(فالجواب): هو خطاب الله تعالى شخصاً بقوله: «أنت رسولي واصطفيتك لنفسي». كما مر في المبحث قبله الله أعلم حيث يجعل رسالته.

(فإن قلت): فهل النبوة مكتسبة أو موهوبة؟

(فالجواب): ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل إليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقى فإن الله تعالى حكى عن الرسل بقوله: ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ﴾ [إبراهيم: ١١] وأمر النبي ﷺ، أن يقول: ﴿سُبْحَانَ رَبِّى هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا﴾ [الإسراء: ٩٣] فالنبوة إذن محض فضل الله تعالى كما مر خلافاً للمعتزلة ومن تابعهم من قولهم: بوجوب النبوة عقلاً من جهة اللطف والحق أنها جائزة عقلاً واجبة تواتراً ونقلاً ينتهي إلى المعاينة وهي من فضل الله ورحمته وتدبيره في الملك والملكوت بأوامره ونواهيه على من يشاء كيف يشاء وعلى هذا فالنبوة صفة راجعة إلى اصطفاء الله شخصاً بخطابه

الجان والجان خلق بين الملائكة والبشر الذي هو الإنسان وهو عنصري، ولهذا تكبر فلو كان طبيعياً خالصاً من غير حكم العنصر ما تكبر وكان مثل الملائكة وهو برزخي النشأة له وجه إلى الأرواح النورية بلطافة النار منه فله الحجاب والتشكل وله وجه إلينا أيضاً به كان عنصرياً ومارجاً فأعطاه الاسم اللطيف أن يجري من ابن آدم مجرى الدم ولا يشعر به وأطال في ذلك ثم قال: فالاسم اللطيف هو الذي جعل الجان يستتر عن أعين الناس فلا تدركهم الأبصار إلا متجسدين والله أعلم. وقال في الباب الثاني ومائتين ما نصه اعلم أن آداب الشريعة كلها ترجع إلى ما نذكره وهو أن لا يتعدى العبد في الحكم موضعه في جوهر كان، أو في عرض، أو في زمان،

480

ولو بواسطة الملك ولا ترجع إلى نفس ذلك الشخص الذي هو النبي حتى إنه يقال: استحق النبوة لذاته وإذا كانت كذلك فلا تبطل بالموت كما لا تبطل بالنوم والغفلة من قال: أن النبوة مأخوذة من النبأ وهو الخبر إذ هو المخبر عن الله تعالى ومن مات لا يخبر نقول له: حكم النبوة باقٍ عليه أبداً حياً وميتاً كما أن حكم نكاحه كذلك. وفي الحديث: «زوجاتي في الدنيا زوجاتي في الآخرة». وفي الحديث أيضاً: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون». وقد أفتى المالكية وغيرهم بكفر من قال: إن النبوة مكتسبة والله أعلم.

(فإن قيل): هلاً أرسل الله تعالى الملائكة فإنهم كانوا بهيئتهم الملكية أدعى إلى الحق والاستجابة لهم وكانت الكفرة لا تقول: ﴿أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُۥ﴾ [القمر: ٢٤].

(فالجواب): أن هذا السؤال قد سبق من كفار مكة وأجاب الله تعالى عن ذلك بقوله تعالى: ﴿قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَٰٓئِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾﴾ [الإسراء: ٩٥] وقال تعالى: ﴿وَلَوْ جَعَلْنَٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَٰهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ ﴿٩﴾﴾ [الأنعام: ٩]. والمعنى في ذلك أن في الرسالة امتحاناً واختباراً فينظر تعالى وهو العالم بما يكون قبل أن يكون هل يقوم بهم داء الحسد فلا يطيعون ذلك الرسول أو يطيعونه وذلك أن الحسد موضوعه أن يكون بين الجنس الواحد فليس بين البشر والملك حسد ولذلك طلب كفار مكة أن يكون الرسول إليهم ملكاً لعدم الحسد بينهم وبين الملك بخلاف محمد ﷺ، وأيضاً فإن عامة البشر لا تطيق أن ترى الملائكة بأعيانهم وصفاتهم في صورهم فضلاً عن أخذ الكلام عنهم وإنما يستأنس الجنس بالجنس ولا عجب من أن يفزع الآدمي من صورة الملك الذي يسد الخافقين بنشر جناح واحد. ولقد بلغنا أن الله تعالى خلق عجائب في أعالي الهند وأقاصي بلاد الصين وجزائرها أناساً إذا أبصروا أحداً منا خروا لوجوههم ميتين ولو أبصر منا واحدٌ صورة أحدهم لانشقت مرارته خيفة منه وفي القصر المشيد خلق لا يقع بصر أحد منا عليهم إلا ترامى فمات لوقته ولقد ربطوا إنساناً بحبال وثيقة وقالوا له: انظر ونحن نمسك فنظر إليهم فتمزع من الحبال ونزل إليهم قطعاً قطعاً. وحديث بدء الوحي مشهور فإن رسول الله ﷺ، مع قوته وشهامته لما رأى الملك أولاً بحراء قاعداً على كرسي بين السماء والأرض، وله صوتٌ هائل

أو في مكان، أو في وضع، أو في إضافة، أو في حال، أو في مقدار، أو عدد، أو في مؤثر، أو في مؤثر فيه فأما أدبه في الجوهر فهو أن يعلم العبد حكم الشرع في ذلك فيجريه فيه، بحسبه وأما أدب العبد في الأعراض فهو ما يتعلق بأفعال المكلفين من وجوب، وحظر، وإباحة، ومكروه، وندب وأما أدبه في الزمان فلا يتعلق إلا بأوقات العبادات المرتبطة بالأوقات فكل وقت له حكم في المكلف ومنه ما يضيق وقته ومنه ما يتسع وأما أدبه في المكان كمواضع العبادات مثل بيوت الله فيرفعها عن البيوت المنسوبة إلى الخلق ويذكر فيها اسمه وأما أدبه في الوضع فلا يسمى الشيء بغير اسمه ليغير عليه حكم الشرع بتغيير اسمه فيحلل ما كان محرماً

اليواقيت والجواهر

في بيان عقائد الأكابر

وبأسفله

الكبريت الأحمر

في بيان علوم الشيخ الأكبر

محيي الدين بن العربي المتوفى سنة [illegible] هـ

وهو منتخب من كتاب لواقح الأنوار القدسية
المختصر من الفتوحات المكية

تأليف
الشيخ عبد الوهاب بن أحمد بن علي الشعراني المصري الحنفي
(ت ٩٧٣ هـ)

طبعة جديدة مصححة ومخرجة الآيات القرآنية الكريمة

الجزء الثاني

دار إحياء التراث العربي — مؤسسة التاريخ العربي
بيروت - لبنان

طلوعها من المغرب فيقال لهم أليس الله تعالى قد أجرى العادة بأن كل دوارة ودورها من رحى ودولاب إذا انتهى ردوها ترجع منعكسة ثم تقف فبم تنكرون أن الله تعالى يعكس دوران الشمس عند انتهاء أدوارها قال تعالى: ﴿وَٱلشَّمۡسُ تَجۡرِي لِمُسۡتَقَرّٖ لَّهَاۚ﴾ [يس: ٣٨] والمستقر مصدر بمعنى الاستقرار واللام بمعنى إلى كما قال الله تعالى: ﴿بِأَنَّ رَبَّكَ أَوۡحَىٰ لَهَا ۝٥﴾ [الزلزلة: ٥] أي إليها قال: وعند وقوف الشمس في وسط السماء تشقق السماء وتنكدر النجوم ويقولون في المثل السائر الدولاب إذا تعطل تكسر وهنا تظهر الشمس والقمر في وسط السماء كالفرارتين وفي رواية أخرى كالثورين الأسودين فإذا طلعا إلى وسط السماء رجعا نازلين إلى المغرب لا أنهما يغربان في المشرق كما توهمه بعضهم وفي الحديث أنهما يطلعان من المغرب مكورتين كالفرارتين فلا ضوء للشمس ولا نور للقمر وما بين طلوع الشمس من مغربها إلى نفخ الصور أقل من أن يركب الرجل المهر بعد النتاج.

(فإن قيل): قد ورد في الحديث أنهما يطلعان ذلك اليوم من المشرق إلى نفخ الصور؟

(فالجواب): لا اعتبار بذلك الطلوع إذ هو طلوع اضطراب للوقوف والانتهاء لا طلوع دؤب لهما بحساب وكذلك يكون حال كل دوارة إذا انتهى دورها تنعكس مرة وترجع أخرى ثم تقف هكذا سنة الله في الخلق ﴿وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ ٱللَّهِ تَحۡوِيلًا﴾ [فاطر: ٤٣] وتقدم في مبحث الإيمان أن الشمس إذا طلعت من مغربها أغلق باب التوبة فمن كان مؤمناً لا يدخل قلبه بعد ذلك كفر ومن كان كافراً لا يدخل قلبه بعد ذلك إيمان فراجعه.

(فإن قيل): فما الدليل على نزول عيسى عليه السلام من القرآن؟

(فالجواب): الدليل على نزوله قوله تعالى: ﴿وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦ﴾ [النساء: ١٥٩] أي حين ينزل ويجتمعون عليه وأنكرت المعتزلة والفلاسفة واليهود والنصارى عروجه بجسده إلى السماء وقال تعالى في عيسى عليه السلام ﴿وَإِنَّهُۥ لَعِلۡمٞ لِّلسَّاعَةِ﴾ [الزخرف: ٦١] قرىء لعلم بفتح اللام والعين والضمير في أنه راجع إلى عيسى عليه السلام لقوله تعالى: ﴿ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦ مَرۡيَمَ مَثَلًا﴾ [الزخرف: ٥٧] ومعناه أن نزوله علامة القيامة وفي الحديث في صفة الدجال فبينما هم في الصلاة إذ بعث الله المسيح ابن مريم فنزل عند المنارة البيضاء

وشرائع ما فيه جناح، وأما ما تولد عن نكاح الشبه في العقول والأشباح فهو سفاح وهذا الباب مقفل ... مبت إليك بالمفتاح. وقال: لما دعا الله تعالى الأرواح من هياكلها بمشاكلها حنت إلى ذلك ... وهان عليها مفارقة الوعاء فكان لها الانفساح بالسراح من هذه الأشباح ثم إذا وقعت الإعدة عادت إلى ما كانت عليه روحاً وجسماً هذا معنى الرجوع. وقال اسوداد الوجوه من الحق المكروه وكالغيبة والنميمة وإفشاء السر فهو مذموم وإن كان صدقاً فلذلك قال الله تعالى: ﴿لِّيَسۡـَٔلَ ٱلصَّٰدِقِينَ عَن صِدۡقِهِمۡۚ﴾ [الأحزاب: ٨] أي هل أذن لهم في إفشائه أم لا فما كل صدق حق واعلم أنه لو كان نسبتنا إليه حقاً ما ذم أحد خلقاً ولو ذمه لكفر ولو كان ما استتر

483

شرقي دمشق بين يديه مهرذبتان واضعاً كفه على أجنحة ملكين والمهرذبتان بالذال المعجمة والمهملة معاً حلتان مصبوغتان بالورس فقد ثبت نزوله عليه السلام بالكتاب والسنة وزعمت النصارى أن ناسوته صلب ولاهوته رفع والحق أنه رفع بجسده إلى السماء والإيمان بذلك واجب قال تعالى: ﴿بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيْهِ﴾ [النساء: ١٥٨] قال أبو طاهر القزويني: واعلم أن كيفية رفعه ونزوله وكيفية مكثه في السماء إلى أن ينزل من غير طعام ولا شراب مما يتقاصر عن دركه العقل ولا سبيل لنا إلا أن نؤمن بذلك تسليماً لسعة قدرة الله تعالى وأطال في ذكر شبه الفلاسفة وغيرهم في إنكار الرفع.

(فإن قيل): فما الجواب عن استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه؟ فإن الله تعالى قال: ﴿وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ ٱلطَّعَامَ﴾ [الأنبياء: ٨].

(فالجواب): أن الطعام إنما جعل قوتاً لمن يعيش في الأرض لأنه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فينحل بدنه فإذا انحل عوضه الله تعالى بالغذاء إجراء لعادته في هذه الخطة الغبراء وأما من رفعه الله إلى السماء فإنه يلطفه بقدرته ويغنيه عن الطعام والشراب كما أغنى الملائكة عنهما فيكون حينئذٍ طعامه التسبيح وشرابه التهليل كما قاله ﷺ «إني أبيت عند ربي يطعمني ويسقيني» وفي الحديث مرفوعاً أن بين يدي الدجال ثلاث سنين، سنة تمسك السماء قطرها والأرض ثلث نباتها وفي السنة الثانية تمسك السماء ثلثي قطرها والأرض ثلثي نباتها وفي السنة الثالثة تمسك السماء قطرها كله فقالت له أسماء بنت زيد: يا رسول الله إنا لنعجن عجيننا فما نخبزه حتى نجوع فكيف بالمؤمنين حينئذ فقال يجزيهم ما يجزي أهل السماء من التسبيح والتقديس. قال الشيخ أبو طاهر: وقد شاهدنا رجلاً اسمه خليفة الخراط كان مقيماً بأبهر من بلاد المشرق مكث لا يطعم طعاماً منذ ثلاث وعشرين سنة وكان يعبد الله ليلاً ونهاراً من غير ضعف فإذا علمت ذلك فلا يبعد أن يكون قوت عيسى عليه السلام التسبيح والتهليل والله أعلم

فهو تعالى المعروف بأنه غير معروف والحق الذي يقال: ما قبح وذم فمنا، وما حسن وحمد فمما خرج عنا. وقال العارف مسود الوجه في الدنيا والآخرة، لكن اسوداد السيادة لما كان عليه من العبادة فإن وجه الشيء كونه وذاته وعينه وقال في قوله: ﴿وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ [طه: ١١٤] الإنسان مجبول على الطمع فلا يقال فيه يوماً إنه قنع فإن قنع فقد جهل وأساء الأدب ومن هنا كان العارف لا يزهد قط في الطلب وما أراد منك بذلك إلا دوام الافتقار في الليل والنهار ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَٱنصَبْ ﴿٧﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرْغَب ﴿٨﴾﴾ [الشرح: ٧ - ٨] ولا يتقبل الحق من العباد إلا بما به عليهم جاد فمنه بدأ الجود وإليه يعود فيا من يطلب القديم أنت عديم فقل لربك إنما نحن بك ولك خلقتنا لنعبدك وفي عبادتنا نشهدك ثم على قدر ما سألناك من الشهادة تنقصنا من العبادة.

(وقال): لا يؤثر الحرص في القدر إلا إذا كان من القدر وكم من حريص لم يحصل على طائل لعدم الأمر من القائل من قصرت همته في طلب المزيد فليس من كمل العبيد لا تستكثر

484

شرح الشفا

للقاضي عياض

شرحه

الملا علي القاري الهروي الحنفي

المتوفى سنة ١٠١٤هـ

ضبطه وصححه

عبد الله محمد الخليلي

الجزء الثاني

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

أو تكذيباً لنبوته (أوْ ليس الذي كان بمكة والحجاز) الشامل لها وللمدينة يحتمل أن يكون جهلاً وأن يكون تكذيباً (أوْ لَيْسَ بقرشي) وفيه أن العلم بكونه قريشاً ليس ضرورياً فغايته أن يكون كاذباً به جاهلاً بوصفه ولا يلزم منه كونه مكذباً به وأغرب الدلجي حيث قال لأنه كذبه عليه الصلاة والسلام في قوله أنا أفصح من نطق بالضاد بيد أني من قريش فإن الحفاظ أجمعوا على أنه حديث موضوع والحاصل أنه يكفر بهذا كله إذا أراد نفي نبوته عليه الصلاة والسلام كما يشير إليه قوله (لأنّ وَصْفَهُ بِغَيْرِ صِفَاتِهِ المَعْلُومَةِ) عند كل واحد (نَفْيٌ لَهُ) أي لوجوده (وَتَكْذِيبٌ به) أي بشهوده وسيأتي أن الجهل ببعض صفات الباري سبحانه وتعالى لا يخرجه عن الإيمان كما عليه أكثر علماء الأعيان فكيف الجهل ببعض صفاته عليه الصلاة والسلام لاسيما ولم يتعلق به حكم من شرائع الإسلام (وكذلك مَن ادّعى نُبُوّةَ أحَدٍ مَعَ نَبِيّنا عليه الصلاة والسلام) كأصحاب مسيلمة والأسود العبسي (أوْ بَعْدَهُ كالعِيسَوِيّةِ) أصحاب عيسى ابن إسحاق بن يعقوب الأصبهاني كان موجوداً في خلافة المنصور وهو (مِنَ اليَهُودِ) إلا أنه خالفهم في أشياء منها أنه حرم الذبائح (القَائِلِينَ بِتَخْصِيص رِسَالَته) أي نبينا (إلى العَرَب) خاصة (وكالخُرّمِيّةِ) بضم الخاء المعجمة وتشديد الراء المفتوحة لأنهم تبعوا بابك الخرمي فنسبوا إليه قال الجوهري هم أصحاب التناسخ والإباحة وفي نسخة بجيم مفتوحة فراء ساكنة قال التلمساني ويجوز كسر الحاء المهملة وسكون الراء لقولهم ما حرم حلال لأنهم أباحوا المحرمات (القَائِلِينَ بِتَوَاتُرِ الرُّسُل) أي لا ينقطعون ما دامت الدنيا (وكَأكْثَرِ الرّافِضَةِ القَائِلِينَ بِمُشَارَكَة عليّ في الرّسَالَةِ للنَّبِيّ صلى الله تعالى عليه وسلم) أي حال وجوده (وَبَعْدَهُ) أي وبعد فقد شهوده (فَكذلك كلُّ إمَامٍ) أي من الأئمة الاثني عشر (عِنْدَ هٰؤلاءِ) الرافضة (يَقُومُ مَقَامَهُ في النُّبُوّةِ والحُجّةِ) يعني إن أرادوا بها الحقيقة وإلا فالمنزلة المجازية لا توجب الكفر ولا البدعة (وكالْبَزِيغيّةِ) بموحدة مفتوحة وزاء مكسورة فتحتية ساكنة فمعجمة أو مهملة (والبَيَانِيّةِ) بفتح موحدة فتحتية بعدها ألف فنون وقيل الصواب بموحدة مضمومة ونونين بينهما ألف (مِنْهُمْ) أي من الرافضة لا من البزيغية كما توهم الدلجي (القَائِلِينَ بِنُبُوّةِ بزِيغ) رجل غير معروف (وَبَيَانٍ) أي ابن إسماعيل الهندي من غلاة الروافض وقد تقدم أن اعتقادهم أن الله تعالى حل في علي وأولاده كذا ذكره الحلبي وقال التلمساني بنان بن سمعان التميمي (وَأشْبَاهِ هٰؤلاءِ أوْ مَنِ ادّعى النُّبُوّةَ لِنَفْسِهِ) كالمختار بن أبي عبيد الثقفي (أوْ جَوّزَ اكْتِسَابَهَا) أي تحصيل النبوة بالمجاهدة والرياضة (والبُلُوغَ بِصَفَاءِ القَلْبِ إلى مَرْتَبَتِهَا) أي منزلة النبوة بأخذ الفيض من جهة القلب عن الرب عز وجل (كالفَلاسِفَةِ) أي الحكماء ومنهم أبو علي بن سينا صاحب الشفاء الذي يورث مرض الشقاء (وغُلاةِ المُتَصَوِّفَةِ) أي الجهلاء (وَكَذٰلِكَ مَن ادّعى مِنْهُمْ) وكذا من غيرهم (أنهُ يُوحَى إلَيْهِ) أي وحياً جلياً لا إلهاماً يسمى وحياً خفياً كما يحصل لبعض أرباب المكاشفة وأصحاب الفراسة كما يشير إليه قوله تعالى ﴿إن في ذلك لآيات للمتوسمين﴾ أي المتفرسين وقوله عليه الصلاة والسلام اتقوا فراسة المؤمن وقوله في أمتي محدثون أي

ملهمون (وإنْ لَمْ يدَّعِ النُّبُوَّةَ) كعبد الله بن أبي سرح من قريش كان يكتب الوحي لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلما نزل ﴿ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طين﴾ عجب من تفصيل خلق الإنسان فقال ﴿فتبارك الله أحسن الخالقين﴾ فقال عليه الصلاة والسلام أكتبها كذلك نزلت فشك وقال لئن كان محمد صادقاً لقد أوحي إلي كما أوحي إليه أو كاذباً لقد [illegible] فأخذ له عثمان عام الفتح أماناً فأسلم وحسن إسلامه وكان أخاه لأمه وولاه زمن خلافته مصر (أوْ أنَّهُ) أي أو يدعي أنه حال اليقظة (يَصْعَدُ إلى السَّماءِ وَيَدْخُلُ الجَنَّةَ وَيَأْكُلُ مِنْ ثِمارِهَا وَيُعانِقُ الحُورَ العِينَ) أي البيض الواسعة الأعين وفيه أن هذا كله يقتضي الكذب لا الكفر كما لا يخفى (فَهؤلاء) الطوائف (كُلُّهُمْ كُفَّارٌ) أي فإنهم (مُكَذِّبُونَ للنَّبِيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم لأنَّهُ أخْبَرَ) عن نفسه (أنه خاتَمُ النَّبِيِّينَ لا نَبِيَّ بَعْدَهُ) أي ينبأ فلا يرد عيسى لأنه نبي قبله وينزل بعده ويحكم بشريعته ويصلي إلى قبلته ويكون من جملة أمته (وأخْبَرَ عَنِ الله تَعالَى أنهُ خاتَمُ النَّبِيِّينَ) وهذا أقوى دليلاً ما قبله فتأمل (وأنهُ أُرْسِلَ كافَّةً) أي رسالة جامعة (لِلنَّاسِ) لقوله تعالى ﴿وما أرسلناك إلا كافة للناس﴾ أي أصالة وللجن تبعاً (واجْتَمَعَتِ الأُمَّةُ على حَمْلِ هٰذا الكَلامِ) الذي صدر عنه عليه الصلاة والسلام (على ظاهِرِهِ) لعدم صارف عنه (وأنَّ مَفْهُومَهُ المُرادُ به) هو المقصود منه (دُونَ تأْوِيلٍ) في ظاهره (ولا تخْصِيصٍ) في عمومه (فلا شَكَّ في كُفْرِ هٰؤلاءِ الطَّوائِفِ. كُلِّهَا) أي لتكذيبهم الله ورسوله (قَطْعاً) أي بلا شبهة (إجْماعاً) بلا مخالفة (وَسَمْعاً) أي وسماعاً من الكتاب والسنة ما يدل على كفرهم بلا مرية (وَكَذٰلِكَ وَقَعَ الإجْماعُ على تَكْفِيرِ كُلِّ مَنْ دافَعَ نَصَّ الكِتابِ) القديم وحمله على خلاف ما ورد به من المعنى القويم كحمل بعض المتصوفة قوله تعالى في قوم نوح ﴿مما خطيئاتهم أغرقوا فأدخلوا ناراً﴾ على ما حاصله أغرقوا في بحر المحبة فأدخلوا نارها ووجد الله دون غيره أنصارهم وكذلك قوله في قوله تعالى ﴿وإذا جاءتهم آية قالوا لن نؤمن حتى نؤتى مثل ما أوتي رسل الله أعلم حيث يجعل رسالاته﴾ أن الكلام تم في أوتي وأن رسل الله مبتدأ وخبره الله وأعلم خبر مبتدأ محذوف وأمثال ذلك مما صدر عنهم هنالك (أوْ خَصَّ حديثاً) أيْ أو دافع صريح حديث (مُجْمَعاً على نَقْلِهِ مَقْطُوعاً به) أي بصحته (مُجمَعٍ على حَمْلِهِ على ظاهِرِهِ) من غير تأويله وفي نسخة أو خص حديثاً مجمعاً على نقله من جهة مبناه وحمله على ظاهره من جهة معناه (كَتَكْفِيرِ الخَوارِجِ بإبْطالِ الرَّجْمِ) بالجيم للمحصن الثيب ولم يشرط الشافعي الإسلام في الرجم لظاهر حديث الموطأ وغيره أن اليهود أتوا رسول الله تعالى عليه وسلم برجل وامرأة من اليهود قد زنيا فرجمهما وشرطه أبو حنيفة ومالك لحديث من أشرك بالله فليس بمحصن ثم اعلم أن العلماء اجمعوا على وجوب جلد الزاني البكر مائة وهو الثابت بالآية ورجم المحصن الثيب المأخوذ من الآية المنسوخة تلاوة لا حكماً وهو قوله تعالى ﴿الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموها البتة نكالاً من الله والله عزيز حكيم﴾ وقد عمل بها صلى الله تعالى عليه وسلم في

الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

الحمد لله علی احسانه که درین زمان فرخی قران کتاب مستطاب لاجواب نسخه عدیم المثال

شرح فقه اکبر

مصنفه

ملا علی قاری

بلا کیف

مع ... علو ... و متن

کلام حبیب جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب بماه محرم الحرام ۱۳۲۴ھ

کتابانه ... ملقزو ...

در مطبع مجتبائی واقع دهلی طبع شد

كان بمكة فى اوائل البعثة حين لم تولد عائشة رضى الله عنها او بعد ان انقال القضية كانت متعددة ولذا اختلف فى الانتهاء فقيل الى الجنة وقيل الى العرش وقيل الى ما فوقه وهو مقام دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى ولا يلزم من تعدد الواقعة فرض الصلوة كل مرة كما توهم ابن القيم معترضا

وخروج الدجال ويأجوج ومأجوج كما قال الله تعالى حتى اذا فتحت يأجوج ومأجوج وهم من كل حدب ينسلون اى يسرعون **وطلوع الشمس من مغربها** كما قال الله تعالى يوم يأتى بعض ايت ربك لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت فى ايمانها خيرا اى لا ينفع الكافر ايمانه فى ذلك الحين اى طلوع الشمس من المغرب ولا الفاسق الذى ما كسبت خيرا فى ايمانه توبته يعنى لا ينفع نفسا ايمانها ولا كسبها فى الايمان ان لم تكن امنت من قبل او كسبت فيه خيرا

ونزول عيسى عليه السلام من السماء كما قال الله تعالى وانه اى عيسى لعلم للساعة اى علامة القيمة وقال الله تعالى وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته اى قبل موت عيسى بعد نزوله عند قيام الساعة فيصير الملل واحدة وهى ملة الاسلام الحنيفية وفى نسخة قدم طلوع الشمس على البقية وعلى كل تقدير فالواو لمطلق الجمعية والا فترتيب القضيات ان المهدى يظهر اولا فى الحرمين الشريفين ثم يأتى بيت المقدس فيأتى الدجال ويحصره فى ذلك الحال فينزل عيسى من المنارة الشرقية فى دمشق الشام ويجئ الى قتال الدجال فيقتله بضربة فى الحال فانه يذوب كالملح فى الماء عند نزول عيسى عليه السلام من السماء فيجتمع عيسى بالمهدى وقد اقيمت الصلوة فيشير المهدى لعيسى بالتقدم فيمتنع معللا بان هذه الصلوة اقيمت لك فانت اولى بان تكون الامام فى هذا المقام ويقتدى به ليظهر متابعته لنبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كما اشار الى هذا المعنى صلى الله تعالى عليه وسلم بقوله لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعى وقد بينت وجه ذلك عند قوله تعالى واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتب وحكمة ثم جاءكم رسول الاية فى شرح الشفاء وغيره وقد ورد انه يبقى فى الارض اربعين سنة ثم يموت ويصلى عليه المسلمون ويدفنونه على ما رواه الطيالسى فى مسنده وروى غيره انه يدفن بين النبى صلى الله تعالى عليه وسلم والصديق رضى الله عنه وروى انه يدفن

لم يتصنف تقدم عيسى على

489

المصباح المنير

في غريب الشرح الكبير للرافعي

تأليف العالم العلامة

أحمد بن محمد بن علي المقري الفيومي

المتوفى عام ٧٧٠ هـ

الجزء الثاني

من منشورات دار الهجرة

ايران - قم

(تَمَعَّطَتْ) فَأْرَةً هُوَ عَلَى حَذْفِ مُضَافٍ وَالأَصْلُ تَمَعَّطَ شَعْرُ فَأْرَةٍ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُمْ (تَمَعَّطَ) الذِّئْبُ إِذَا سَقَطَ شَعْرُهُ .

مع : ظَرْفٌ عَلَى الْمُخْتَارِ بِمَعْنَى لَدُنْ لِدُخُولِ التَّنْوِينِ نَحْوُ خَرَجْنَا (مَعاً) وَدُخُولِ مِنْ عَلَيْهِ نَحْوُ جِئْتُ (مِنْ مَعِهِ) أَىْ مِنْ عِنْدِهِ وَلٰكِنِ اسْتِعْمَالُهُ شَاذٌّ وَهُوَ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَإِسْكَانُهَا لُغَةٌ لِبَنِى رَبِيعَةَ فَتُكْسَرُ عِنْدَهُمْ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ نَحْوُ (مَعِ) الْقَوْمِ وَقِيلَ هُوَ فِى السُّكُونِ حَرْفُ جَرٍّ وَقَالَ الرُّمَّانِىُّ إِنْ دَخَلَ عَلَيْهِ حَرْفُ جَرٍّ كَانَ اسْماً وَإِلاَّ كَانَ حَرْفاً وَتَقُولُ خَرَجْنَا (مَعاً) أَىْ فِى زَمَانٍ وَاحِدٍ وَكُنَّا (مَعاً) أَىْ فِى مَكَانٍ وَاحِدٍ مَنْصُوبٌ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ وَقِيلَ عَلَى الْحَالِ أَىْ مُجْتَمِعِينَ وَالْفَرْقُ بَيْنَ فَعَلْنَا (مَعاً) وَفَعَلْنَا جَمِيعاً أَنَّ (مَعاً) تُفِيدُ الاجْتِمَاعَ حَالَةَ الْفِعْلِ وَ (جَمِيعاً) بِمَعْنَى كُلِّنَا يَجُوزُ فِيهَا الاجْتِمَاعُ وَالافْتِرَاقُ وَأَلِفُهَا عِنْدَ الْخَلِيلِ بَدَلٌ مِنَ التَّنْوِينِ لِأَنَّهُ عِنْدَهُ لَيْسَ لَهُ لَامٌ وَعِنْدَ يُونُسَ وَالأَخْفَشِ كَالأَلِفِ فِى الْفَتَى فَهِىَ بَدَلٌ مِنْ لَامٍ مَحْذُوفَةٍ وَافْعَلْ هٰذَا مَعَ هٰذَا أَىْ مَجْمُوعاً إِلَيْهِ .

المعمعة : اخْتِلَاطُ الأَصْوَاتِ وَأَصْلُهَا فِى الْتِهَابِ النَّارِ وَ (مَعْمَعَةُ) الْقِتَالِ شِدَّتُهُ .

معكته : فِى التُّرَابِ (مَعْكاً) مِنْ بَابِ نَفَعَ دَلَكْتُهُ بِهِ وَ (مَعَّكْتُهُ) (تَمْعِيكاً) (فَتَمَعَّكَ) أَىْ مَرَّغْتُهُ فَتَمَرَّغَ .

معن : الْمَاءُ (يَمْعَنُ) بِفَتْحَتَيْنِ جَرَى فَهُوَ (مَعِينٌ) وَ (أَمْعَنَ) الْفَرَسُ (إِمْعَاناً) تَبَاعَدَ فِى عَدْوِهِ وَمِنْهُ قِيلَ (أَمْعَنَ) فِى الطَّلَبِ إِذَا بَالَغَ فِى الاسْتِقْصَاءِ وَ (الْمَعَانُ) وِزَانُ كَلَامٍ الْمَنْزِلُ وَ (وَالْمَاعُونُ) اسْمٌ جَامِعٌ لِأَثَاثِ الْبَيْتِ كَالْقِدْرِ وَالْفَأْسِ وَالْقَصْعَةِ وَ (الْمَاعُونُ) أَيْضاً الطَّاعَةُ .

المعى : الْمُصْرَانُ وَقَصْرُهُ أَشْهَرُ مِنَ الْمَدِّ وَجَمْعُهُ (أَمْعَاءٌ) مِثْلُ عِنَبٍ وَأَعْنَابٍ وَجَمْعُ الْمَمْدُودِ (أَمْعِيَةٌ) مِثْلُ حِمَارٍ وَأَحْمِرَةٍ .

المغرة : الطِّينُ الأَحْمَرُ بِفَتْحِ الْمِيمِ وَالْغَيْنِ وَالتَّسْكِينُ تَخْفِيفٌ وَ (الأَمْغَرُ) فِى الْخَيْلِ الأَشْقَرُ .

المغص : وَجَعٌ فِى الأَمْعَاءِ وَالْتِوَاءٌ وَهُوَ بِالسُّكُونِ قَالَ الْجَوْهَرِىُّ وَالْفَتْحُ عَامِّىٌّ وَقَالَ الأَزْهَرِىُّ أَيْضاً الصَّوَابُ مَا قَالَهُ ابْنُ السِّكِّيتِ وَهُوَ (الْمَغْصُ) وَ (الْمَغْسُ) بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ سَاكِنَةً وَلَا يُقَالُ بِتَحْرِيكِهَا وَ (مُغِصَ) فُلَانٌ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُولِ فَهُوَ (مَمْغُوصٌ) وَحَكَى ابْنُ الْقُوطِيَّةِ (مَغِسَ) (مَغَساً) مِنْ بَابِ تَعِبَ وَ (مُغِسَ) بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُولِ (مَغْساً) بِالسُّكُونِ وَبِالصَّادِ لُغَةٌ فِيهِمَا .

مغل : (مَغَلاً) مِنْ بَابِ تَعِبَ فَهُوَ (مَغِلٌ) مَغْصٌ يَأْخُذُ الدَّوَابَّ عَنْ أَكْلِ التُّرَابِ .

مقته : (مَقْتاً) مِنْ بَابِ قَتَلَ أَبْغَضَهُ أَشَدَّ الْبُغْضِ عَنْ أَمْرٍ قَبِيحٍ وَ (مَقُتَ) إِلَى النَّاسِ

۱۵۱۸
۳۷

قال اللہ تعالیٰ ومن اٰیٰتہ الّیل والنہار والشمس والقمر
رات اور دن اور چاند اور سورج سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ ہدایت و صداقت کا چشمہ یعنی رسالہ لاثانی

دوسری شہادت آسمانی

جسمیں نہایت محققانہ طور سے ثابت کیا گیا ہے کہ رمضان میں معمولی گہنوں کا اجتماع
جیساکہ سنہ ۱۳۱۲ھ میں ہوا تھا امام مہدی کی علامت نہیں ہے صرف مرزا صاحب نے
اپنی بناوٹ اور فریب سے اسکو اپنے لئے آسمانی نشان قرار دیا ہے

از افادات کاملہ

مقبول خدا محدود دوران حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ

از امداد

عزیزان عالی ہمت مولوی حکیم سراج الدین احمد و سید اختر حسن و سید مختار احمد صاحبان سلمہم اللہ تعالیٰ

بار دوم
در دین پرنٹنگ ورکس دہلی میں باہتمام لالہ ٹھاکر داس چھپا

تعداد طبع ۲۰۰۰

ہیں لکھا گئے ہیں اسوقت میرے پاس اس فن کی دو کتابیں موجود ہیں مسٹر کیتھ کی کتاب یوز آف دی گلوبس اور حدائق النجوم[۱] پہلی کتاب انگریزی میں ہے اور دوسری فارسی میں ان دونوں کتابوں میں لکھنے کے وقت آئندہ گہنوں کی فہرست دی ہے مسٹر کیتھ نے پورے سو برس کی فہرست دی ہے یعنی ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک کی۔ مسٹر کیتھ کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ سو برس کے عرصہ میں پانچ مرتبہ سورج گہن اور چاند گہن کا اجتماع رمضان شریف میں ہوا اور حدائق النجوم کی فہرست میں ترسٹھ برس کے اندر تین گہنوں کا اجتماع رمضان شریف میں لکھا ہے چونکہ یہ تین[۲] اجتماع ایسے ہیں کہ دونوں کتابوں کے مولف اسپر متفق ہیں اور ان تینوں گہنوں کے دیکھنے والے بھی اسوقت تک موجود ہیں اور ان گہنوں کا ظہور بھی بالاتفاق ۱۳۔ رمضان شریف اور ۲۸۔ کو ہوا ہے۔ اسلیئے میں صرف پینتالیس[۵] برس کے گہنوں کی فہرست ان دونوں کتابوں سے نقل کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس قلیل مدت میں تین مرتبہ ایسے گہنوں کا اجتماع رمضان میں ہوا پھر دنیا کی ابتدا سے اس کثیر مدت میں کسقدر ہوا ہوگا۔ اسے خیال کرو۔

۱۔ یہ مبسوط کتاب فارسی زبان میں ہیئت فیثاغورسی کے بیان میں ۱۵۰۸ صفحوں پر ۱۲۵۶ھ میں مطبع محمدی لکھنؤ میں چھپی ہے اسوقت نہایت کمیاب ہے جو فہرست گہنوں کی نقل کیگئی ہے وہ صفحہ ۱۰۲ سے صفحہ ۱۰۴ تک ہے اور مسٹر کیتھ کی کتاب کا جو نسخہ میرے پاس ہے وہ لندن میں ۱۸۶۹ء میں چھپا ہے اُسکے صفحہ ۲۰۳ سے صفحہ ۲۰۶ تک یہ فہرست ہے یہ کتاب بھی ان دنوں کمیاب ہے ۱۲

۲۔ یہ تقریر مرزا صاحب کے خیال کے موجب کی گئی ہے مگر ہر ایک ذی علم سمجھتا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائیگا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دو نشانوں کی پیشین گوئی کی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کہا ہے اسلیئے اگر ۱۳ تاریخ اور ۲۸ رمضان کو گہن ہونا نشان ہے تو حدیث کے بموجب ہر ایک گہن کو نشان ہونا چاہیئے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہیئے مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ نوے[۹۰] برس کے عرصہ میں چاند گہن رمضان کے ۱۳ تاریخ کو پانچ مرتبہ ہوا یعنی ۱۲۶۳ھ اور ۱۲۶۷ھ اور ۱۲۹۱ھ اور ۱۳۱۰ھ و ۱۳۱۱ھ اور ۱۳۱۲ھ ہے اور سورج گہن ۲۸ رمضان کو ۴۶ برس میں چھ[۶] مرتبہ ہوا اور دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا۔ پھر کیا ایسے ہی گہن نشان و معجزہ ہو سکتے ہیں۔ ذرا ہوش کر کے جواب دو۔ ۱۲

گہنوں کی فہرست ملاحظہ ہو

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن — انگریزی مہینہ: مہینہ	انگریزی مہینہ: تاریخ	عربی مہینہ: مہینہ	عربی مہینہ: تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جنوری	۱۷	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۲	چاند	جزئی	〃	〃	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳	سورج		〃	〃	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	دوپہر کے بعد
۴	چاند	کلی	۱۸۵۲	۱۲۶۸	جنوری	۷	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۵	چاند	کلی	〃	〃	جولائی	۱	رمضان	۱۲	دوپہر کے بعد
۶	سورج		〃	۱۲۶۹	دسمبر	۱۱	صفر	۲۸	آدھی رات کے بعد
۷	چاند	جزئی	〃	〃	دسمبر	۲۶	ربیع الاول	۱۴	دوپہر کے بعد
۸	چاند	جزئی	۱۸۵۳	〃	جون	۲۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۹	چاند	〃	۱۸۵۴	۱۲۷۰	مئی	۱۲	شعبان	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰	چاند	〃	〃	۱۲۷۱	نومبر	۴	صفر	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۱	چاند	کلی	۱۸۵۵	〃	مئی	۲	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲	سورج		〃	〃	مئی	۱۶	شعبان	۲۸	〃
۱۳	چاند	کلی	〃	۱۲۷۲	اکتوبر	۲۵	صفر	۱۳	〃
۱۴	چاند	جزئی	۱۸۵۶	۱۲۷۲	اپریل	۲۰	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۵	سورج		〃	۱۲۷۳	ستمبر	۲۹	محرم	۲۸	〃
۱۶	چاند	جزئی	۱۸۵۶	〃	اکتوبر	۱۳	صفر	۱۳	دوپہر کے بعد

رمضان شریف میں گہنونکا پہلا اجتماع

گہنوں کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۱۷	سورج		۱۸۵۷	۱۲۷۴	ستمبر	۱۸	محرم	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۸	چاند	جزئی	۱۸۵۸	″	فروری	۲۷	رجب	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۹	سورج		″	″	مارچ	۱۵	رجب	۲۸	″
۲۰	چاند	جزئی	″	۱۲۷۵	اگست	۲۴	محرم	۱۴	″
۲۱	چاند	کلی	۱۸۵۹	″	فروری	۱۷	رجب	۱۳	آدھی رات کے بعد
۲۲	سورج		″	″	جولائی	۲۹	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۳	چاند	کلی	″	۱۲۷۶	اگست	۱۳	محرم	۱۳	″
۲۴	چاند	جزئی	۱۸۶۰	″	فروری	۷	رجب	۱۴	آدھی رات کے بعد
۲۵	سورج		″	″	جولائی	۱۸	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۶	چاند	جزئی	″	۱۲۷۷	اگست	۱	محرم	۱۳	″
۲۷	سورج		۱۸۶۱	۱۲۷۷	جنوری	۱۱	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۲۸	سورج		″	″	جولائی	۸	ذی الحجہ	۲۹	″
۲۹	چاند	جزئی	″	۱۲۷۸	دسمبر	۱۷	جمادی الثانی	۱۴	″
۳۰	سورج		″	″	دسمبر	۳۱	جمادی الثانی	۲۸	دوپہر کے بعد
۳۱	چاند	کلی	۱۸۶۲	″	جون	۱۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۲	چاند	کلی	″	۱۲۷۹	دسمبر	۶	جمادی الثانی	۱۳	″

گہنوں کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۳۳	سورج		۱۸۶۲	۱۲۷۹	دسمبر	۲۱	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۳۴	سورج		۱۸۶۳	〃	مئی	۱۷	ذیقعدہ	۲۷	دوپہر کے بعد
۳۵	چاند	کلی	〃	〃	جون	۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۰	نومبر	۲۵	جمادی الثانی	۱۳	〃
۳۷	سورج		۱۸۶۴	〃	مئی	۶	ذیقعدہ	۲۹	〃
۳۸	چاند	جزئی	۱۸۶۵	۱۲۸۱	اپریل	۱۱	ذیقعدہ	۱۴	〃
۳۹	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۲	اکتوبر	۴	جمادی الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۴۰	سورج		۱۸۶۵	۱۲۸۲	اکتوبر	۱۹	جمادی الاول	۲۸	دوپہر کے بعد
۴۱	سورج		۱۸۶۶	〃	مارچ	۱۶	شوال	۲۸	〃
۴۲	چاند	کلی	〃	〃	مارچ	۳۱	ذیقعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۴۳	چاند	کلی	〃	۱۲۸۳	ستمبر	۲۴	جمادی الاول	۱۴	دوپہر کے بعد
۴۴	سورج		۱۸۶۷	〃	مارچ	۶	شوال	۲۸	آدھی رات کے بعد
۴۵	چاند	جزئی	〃	〃	مارچ	۲۰	ذیقعدہ	۱۳	〃
۴۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۴	ستمبر	۱۴	جمادی الاول	۱۵	〃
۴۷	سورج		۱۸۶۸	〃	اگست	۱۸	ربیع الثانی	۲۸	〃
۴۸	چاند	جزئی	۱۸۶۹	〃	جنوری	۲۸	شوال	۱۴	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۴۹	چاند	جزئی	۱۸۶۹	۱۲۸۶	جولائی	۲۳	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۰	سورج		〃	〃	اگست	۷	ربیع الثانی	۲۸	〃
۵۱	چاند	کلی	۱۸۷۰	〃	جنوری	۱۷	شوال	۱۴	〃
۵۲	چاند	کلی	〃	۱۲۸۷	جولائی	۱۲	ربیع الثانی	۱۲	〃
۵۳	سورج		۱۸۷۰	۱۲۸۷	دسمبر	۲۲	رمضان	۲۸	دوپہر کے بعد
۵۴	چاند	جزئی	۱۸۷۱	〃	جنوری	۶	شوال	۱۴	〃
۵۵	سورج		〃	۱۲۸۸	جون	۱۸	ربیع الاول	۲۸	آدھی رات کے بعد
۵۶	چاند	جزئی	〃	〃	جولائی	۲	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۵۷	سورج		〃	〃	دسمبر	۱۲	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۵۸	چاند	جزئی	۱۸۷۲	۱۲۸۹	مئی	۲۲	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۹	سورج		〃	〃	جون	۶	ربیع الاول	۲۸	آدھی رات کے بعد
۶۰	چاند		〃	〃	نومبر	۱۵	شعبان	۱۳	〃
۶۱	چاند	کلی	۱۸۷۳	۱۲۹۰	مئی	۱۲	ربیع الاول	۱۴	〃
۶۲	سورج		〃	〃	مئی	۲۶	ربیع الاول	۲۸	〃
۶۳	چاند	کلی	〃	〃	نومبر	۴	رمضان	۱۲	دوپہر دن کے بعد
۶۴	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	مئی	۱	ربیع الاول	۱۴	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی گہن	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن — انگریزی — مہینہ	تاریخ	عربی — مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۶۵	سورج		۱۸۷۴	۱۲۹۱	اکتوبر	۱۰	شعبان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۶۶	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	اکتوبر	۲۵	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۶۷	سورج		۱۸۷۵	۱۲۹۲	اپریل	۶	صفر	۲۸	″
۶۸	سورج		″	″	ستمبر	۲۹	شعبان	۲۸	دوپہر دن کے بعد
۶۹	چاند	جزئی	۱۸۷۶	۱۲۹۳	مارچ	۱۰	صفر	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۰	چاند	جزئی	″	″	ستمبر	۳	شعبان	۱۴	دوپہر دن کے بعد
۷۱	چاند	کلی	۱۸۷۷	۱۲۹۴	فروری	۲۷	صفر	۱۳	″
۷۲	سورج		″	″	مارچ	۱۵	صفر	۲۹	آدھی رات کے بعد
۷۳	سورج		″	″	اگست	۹	رجب	۲۸	″
۷۴	چاند	کلی	″	″	اگست	۲۳	شعبان	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۷۵	چاند	کلی	۱۸۷۸	۱۲۹۵	فروری	۱۷	صفر	۱۴	آدھی رات کے بعد
۷۶	سورج		″	″	جولائی	۲۹	رجب	۲۸	دوپہر کے بعد
۷۷	چاند	جزئی	″	″	اگست	۱۳	شعبان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۸	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جنوری	۲۲	محرم	۲۸	دوپہر کے بعد
۷۹	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جولائی	۱۹	رجب	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۰	چاند	جزئی	″	۱۲۹۷	دسمبر	۲۸	محرم	۱۴	دوپہر کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۸۱	سورج		۱۸۸۰	۱۲۹۷	جنوری	۱۱	محرم	۱۴	دوپہر کے بعد
۸۲	چاند	کلی	″	″	جون	۲۲	رجب	۱۳	″
۸۳	چاند	کلی	″	۱۲۹۸	دسمبر	۱۶	محرم	۱۳	″
۸۴	سورج		″	″	دسمبر	۳۱	محرم	۲۸	″
۸۵	سورج		۱۸۸۱	″	مئی	۲۸	جمادی الثانی	۲۹	آدھی رات کے بعد
۸۶	چاند	کلی	″	″	جون	۱۲	شعبان	۱۴	″
۸۷	چاند	جزئی	″	۱۲۹۹	دسمبر	۵	محرم	۱۲	دوپہر کے بعد
۸۸	سورج		۱۸۸۲	″	مئی	۱۷	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۹	سورج		″	″	نومبر	۱۱	ذی الحجہ	۲۹	″
۹۰	چاند		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اپریل	۲۲	جمادی الثانی	۱۴	دوپہر کے بعد
۹۱	چاند	جزئی	″	″	اکتوبر	۱۶	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۹۲	سورج		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اکتوبر	۳۱	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد
۹۳	سورج		۱۸۸۴	۱۳۰۱	مارچ	۲۷	جمادی الاولی	۲۸	
۹۴	چاند	کلی	″	″	اپریل	۱۰	جمادی الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۹۵	چاند	کلی	″	″	اکتوبر	۴	ذی الحجہ	۱۴	
۹۶	سورج		″	″	اکتوبر	۱۹	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۹۷	چاند	جزئی	۱۸۸۵	۱۳۰۲	مارچ	۳۰	جمادی الثانی	۱۲	دوپہر کے بعد
۹۸	چاند	جزئی	”	”	ستمبر	۲۴	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۹۹	سورج		۱۸۸۶	۱۳۰۳	اگست	۲۹	ذیقعدہ	۸	دوپہر کے بعد
۱۰۰	چاند	جزئی	۱۸۸۷	۱۳۰۴	فروری	۸	جمادی الاولی	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۱	چاند	جزئی	”	”	اگست	۳	ذیقعدہ	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۰۲	سورج		”	”	اگست	۱۹	ذیقعدہ	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۰۳	چاند	کلی	۱۸۸۸	۱۳۰۵	جنوری	۲۸	جمادی الاولی	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰۴	چاند	کلی	”	”	جولائی	۲۳	ذیقعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۰۵	چاند	جزئی	۱۸۸۹	۱۳۰۶	جنوری	۱۷	جمادی الاولی	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۶	چاند	جزئی	”	”	جولائی	۱۲	ذیقعدہ	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۰۷	سورج		”	۱۳۰۷	دسمبر	۲۲	ربیع الثانی	۲۸	”
۱۰۸	چاند	جزئی	۱۸۹۰	”	جون	۳	شوال	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۹	سورج		”	”	جون	۱۷	شوال	۲۸	”
۱۱۰	چاند	جزئی	”	۱۳۰۸	نومبر	۲۶	جمادی الاولی	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۱	چاند	کلی	۱۸۹۱	”	مئی	۲۳	شوال	۱۴	”
۱۱۲	سورج		”	”	جون	۶	شوال	۲۸	”

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی گہن	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۱۱۳	چاند	کلی	۱۸۹۱	۱۳۰۹	نومبر	۱۶	ربیع الثانی	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۱۴	چاند	جزئی	۱۸۹۲	〃	مئی	۱۱	شوال	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۵	چاند	کلی	〃	۱۳۱۰	نومبر	۴	ربیع الثانی	۱۳	〃
۱۱۶	سورج		۱۸۹۳	〃	اپریل	۱۶	رمضان	۲۸	〃
۱۱۷	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۱۸	سورج		〃	〃	اپریل	۶	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۱۹	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۲	ستمبر	۱۵	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲۰	سورج		〃	〃	ستمبر	۲۹	ربیع الاول	۲۸	〃
۱۲۱	چاند	کلی	۱۸۹۵	〃	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۲۲	سورج		〃	〃	مارچ	۲۶	رمضان	۲۸	〃
۱۲۳	سورج		〃	۱۳۱۳	اگست	۲۰	صفر	۲۸	دوپہر کے بعد
۱۲۴	چاند	کلی	〃	〃	ستمبر	۴	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد

رمضان شریف میں گہنوں کا دوسرا اجتماع

رمضان شریف میں گہنوں کا تیسرا اجتماع

یہ پینتالیس ۴۵ برس کے گہنوں کی فہرست ہے جو حدائق النجوم فارسی اور مسٹر کیتھ کی انگریزی کتاب یوز آف دی گلوبس سے نقل کی گئی ہے صرف سن ہجری کی مطابقت زیادہ کردی گئی ہے اس فہرست میں دو باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ اس فہرست سے معلوم ہوا کہ ماہر علم ہیئت اور نجوم نے خاص گہن کے

کہ ایسا واقعہ کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ یہ کہنا حدیث کے صریح خلاف ہے۔ حدیث میں نہایت صاف طور سے دو واقعے بیان کئے ہیں ایک چاند گہن کا دوسرا سورج گہن کا اور دونوں کی نسبت یہ کہا ہے کہ ان دونوں واقعوں کا ظہور کسی وقت میں نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے حدیث میں کہا گیا کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔

دوسری غلط بیانی اس جملہ میں یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے اُن گہنوں کیلئے یہ قید بڑہائی ہے کہ کسی رسول یا نبی کے وقت میں اُن کا ظہور نہیں ہوا۔ حالانکہ حدیث کے کسی جملہ یا کسی لفظ میں اس قید کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کا آخری جملہ نہایت وضاحت سے بتا رہا ہے کہ ان گہنوں کے دونوں واقعے ایسے بےنظیر ہیں کہ مہدی سے پہلے کسی وقت میں انکا ظہور نہوا ہوگا۔ یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ کسی رسول یا نبی کی وقت کی قید غلط ہے

غرضکہ اس جملے میں مرزا صاحب نے دو غلطیاں کیں یا یوں کہا جائے کہ دو تحریفیں کیں **ایک** یہ کہ دو واقعوں کو ایک بتایا **دوسری** یہ کہ حدیث میں رسول کی وقت کی قید بھی مرزا صاحب نے اپنی طرف سے بڑہا دی۔

ناظرین اس پر نظر کریں کہ یہاں تک نفس حدیث کا بیان تھا جسمیں سے چھ فقرے مرزا صاحب کے نقل کئے گئے۔ ان چھ فقروں میں مختلف طریقے سے **گیارہ غلطیاں** **مرزا صاحب** کی بیان کی گئیں **صاحبان دانش** غور کے بعد اس کو بخوبی معلوم کرسکتے ہیں۔

اب بیان حدیث کے بعد مرزا صاحب کے دعوے اور دفع اعتراضات کو ملاحظہ کیا جائے لکھتے ہیں۔

(۷) جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال گذر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے۔ اس قول میں مرزا صاحب اس طرح کے گہن کو اپنے زمانہ سے خاص کرتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ میرے ہی زمانہ میں اس صفت کا گہن وقوع میں آیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ جملہ ماہرین ہیئت اور ناظرین **حدائق النجوم** اور رسالہ **یوز آف دی گلوبس** اس کے غلط ہونے پر گواہ ہیں اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس صفت کے گہن اپنے وقت پر ہوتے رہتے ہیں اس کا شمار کوئی نہیں بتا سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کتنے مرتبہ اور کس کس وقت رمضان کی ۱۳ اور اٹھائیس تاریخ کو گہن ہوا ہے۔ بیان سابق سے ظاہر ہے کہ صرف چھیالیس برس کے عرصہ میں تین مرتبہ اس قسم کا گہن ہوا اسپر قیاس کیا جائے کہ اس سے قبل بے انتہا زمانہ میں کتنے مرتبہ ہوا ہوگا۔ اس کے بعد صفحہ ۱۹۵ میں لکھتے ہیں۔

(۸) اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں ۱۳

واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے" اس قول کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے اس قسم کے گہن دو مرتبہ ہوں گے۔ مگر یہ محض غلط ہے کسی حدیث میں ایسا نہیں آیا۔ اگر کسی کو دعوے ہو تو اس حدیث کو دکھائے مگر نہیں دکھا سکتا۔ اور مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں کر سکتا۔ کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جس سے صراحۃً یا اشارۃً یہ دعوے ثابت ہوتا ہو اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دارقطنی کی مذکورہ روایت اس کو غلط ثابت کرتی ہے۔

دوسری غلطی اس قول میں یہ ہے کہ ایسے گہنوں کا دو مرتبہ وقوع میں آنا لکھ کر ۱۴
کہتے ہیں۔ کہ **اول** اس ملک میں یعنی ہندوستان میں۔ **دوسرے** امریکہ میں حالانکہ اسکے برعکس ہوا ہے یعنی اول امریکہ میں ۱۳۱۱ھ کے رمضان میں ہوا۔ یہ وہ ملک ہے جہاں مسٹر ڈوئی مدعی کاذب موجود تھا۔ اور دوسرے ہندوستان میں ۱۳۱۲ھ کے رمضان میں۔ اور مرزا صاحب نے اول اسی سن کے گرہن کو اپنے لئے شہادت قرار دیا تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب ۴۰)

محمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبداللہ صاحب معمار مرحوم امرتسری ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء

فاضل مرزائیات

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ، لاہور ۲

باب چہارم

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر تیرھویں دلیل

مرزا صاحب نے جب اپنے جھوٹے دعاوی سے دنیا کو گمراہ کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر فرعونے را موسیٰ والی قدیم سنت کو کام فرما کر مرزا صاحب کا سر کچلنے کو حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو کھڑا کیا۔ چنانچہ مولانا موصوف نے مرزا صاحب کے جال کو تار تار بکھیر دیا اور ہر میدان میں قادیانی علماء کو فاش شکستیں دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب اپنی عمارت کو گرتے دیکھ کر اپنے باغ کو اجڑتے ملاحظہ کر کے اپنے گھر کو برباد ہوتے اپنی زمین کو تاخت و تاراج ہوتے دیکھ کر بظاہر سر دھڑ کی بازی مگر بہ باطن چالبازی پر اتر آئے چنانچہ آپ نے ایک نہایت ہی پرفریب اور دجل آمیز اشتہار دیا اور باوجودیکہ مرزا کو خدا پر قطعاً ایمان نہ تھا۔ پھر بھی لوگوں کے دکھلانے کو اس اشتہار میں خدا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کی:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے
آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ
اپنے اس پرچہ میں کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں
میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور
اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت
دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے
مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے
ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی
زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت
عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی
میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تا کہ خدا کے بندوں
کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ
سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ
آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے
ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ
مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے
نہیں۔ یہ کسی وحی یا الہام کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا
سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و
قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ
مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد
اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک

ختم نبوت پر چند منتخب آیات واحادیث

بحمد اللہ پندرہ روزہ ردقادیانیت کورس اوراس میں آنے والے حوالہ جات کا عکسی ضمیمہ مکمل ہوا۔اب آخر میں طلبہ کی آسانی وسہولت کے لئے ختم نبوت کی دلیل بننے والی کچھ منتخب آیات واحادیث اجمالی طور پر ذکر کی جارہی ہیں۔ان کی مزید تفصیل تشریح تفاسیر وشروح کے علاوہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ختم نبوت کامل''میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ختم النبوة فی القرآن:

آیت نمبر۱:- **ماکان محمدأباأحد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شیٔ علیما.** (الأحزاب:۴۰)

آیت نمبر۲:- **الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دیناً.** (المائدہ:۳)

آیت نمبر۳:- **وإذ أخذ الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه.** (آل عمران:۸۱)

آیت نمبر۴:- **قل یٰاَیها الناس إنی رسول الله إلیکم جمیعاً الذی له ملک السمٰوٰت والأرض.** (الأعراف:۱۵۸)

آیت نمبر۵:- **تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبده لیکون للعٰلمین نذیراً.** (الفرقان:۱)

آیت نمبر۶:- **وأرسلناک للناس رسولا.** (النساء:۷۹)

آیت نمبر۷:-وأوحی إلی هٰذا القران لأنذرکم به ومن بلغ. (الانعام:۱۹)

آیت نمبر۸:-یاأیها الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فاٰمنوا خیرا لکم. (النساء:۱۷۰)

آیت نمبر۹:-وما أرسلناک إلا رحمة للعٰلمین .(الأنبیاء:۱۰۷)

آیت نمبر۱۰:-ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولّی ونصله جهنم وساء ت مصیرا. (النساء:۱۱۰)

آیت نمبر۱۱:-ثلة من الأولین وقلیل من الأخرین. (الواقعہ:۱۳-۱۴)

آیت نمبر۱۲:-ثلة من الأولین وثلة من الاٰخرین. (الواقعہ:۳۹-۴۰)

آیت نمبر۱۳:-ألم نهلک الأولین ثم نتبعهم الاٰخرین.
(المرسلٰت:۱۶-۱۷)

آیت نمبر۱۴:-وإن تسألوا عنها حین ینزل القران تبدلکم. (المائدہ:۱۰۱)

آیت نمبر۱۵:-هو الذی أرسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفٰی بالله شهیدا. (الفتح:۲۸)

آیت نمبر۱۶:-یاأیها الذین اٰمنوا أطیعوا الله وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم. (النساء:۵۹)

آیت نمبر۱۷:-ومن یطع الله ورسوله یدخله جنّٰت تجری من تحتها الأنهٰر ومن یتول یعذبه عذابا ألیما. (الفتح:۱۷)

آیت نمبر۱۸:-من یطع الرسول فقد أطاع الله ومن تول فما أرسلنک علیهم حفیظا. (النساء:۸۰)

آیت نمبر۱۹:-ألم تر إلی الذین یزعمون أنهم اٰمنوا بما أنزل إلیک وما أنزل من قبلک. (النساء:۶۰)

آیت نمبر۲۰:-والذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت واٰمنوا بما نزل علٰی

محمد وهو الحق من ربهم كفر عنهم سيئاتهم وأصلح بالهم. (محمد:۲)

ختم النبوة فی الحديث:

حدیث نمبر۱:-عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: إن مثلی ومثل الأنبياء من قبلی كمثل رجل بنٰی بيتا فاحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوف به يعجبون له ويقولون هلا وضعت هٰذه اللبنة وأنا خاتم النبيين.

(بخاری: کتاب الانبیاء، مسلم: ج۲،ص۲۴۸)

حدیث نمبر۲:عن أبی سعيد رضی الخدری رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مثلی ومثل النبيين كمثل رجل بنیٰ داراً فأتمها إلا لبنة واحدة فجئت أنا فأتممت تلك اللبنة. (رواہ مسلم واحمد)

حدیث نمبر۳:عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مثلی ومثل الأنبياء من قبلی كمثل رجل بنیٰ داراً فأكملها وأحسنها إلا موضع لبنة فكان من دخلها فنظر إليها وقال ما أحسنها إلا موضع اللبنة فختم بی الأنبياء. (رواہ الشیخان والترمذی وابن ابی حاتم)

حدیث نمبر۴:عن أبی حازم رضی الله تعالیٰ عنه قال قاعدت أبا هريرة خمس سنين فسمعته يحدث عن النبی صلی الله عليه وسلم قال كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وأنه لانبی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا، قال فوابيعة الأول فالأول، أعطوهم حقهم فإن الله سائلهم عما استرعاهم. (بخاری: ج۱،ص۴۹۱، مسلم: کتاب الإمارة، مسند احمد: ج۲،ص۲۹۷، ابن ماجه، ابن جریر، ابن ابی شیبه)

حدیث نمبر۵: عن جبير بن مطعم رضی الله تعالیٰ عنه أن النبی صلی

الله عليه وسلم قال أنا محمد أنا أحمد وأنا الماحى الذى محى الله بى الكفر و أنا حاشر الذى يحشر الناس علىٰ عقبى وأنا العاقب والعاقب الذى ليس بعده نبى. (بخاری: ج ا ص ۵۲۱)

حدیث نمبر ۶:-عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما قبلكم من الأمم محدثون فإن يكن فى أمتى أحد فإنه عمر، زاد زكريا بن أبى زائدة عن سعدأبى سلمة عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما كان قبلكم من بنى إسرائيل رجال يكلمون من غير أن يكونوا أنبياء فإن يكن فى أمتى منهم أحد فعمر . (رواہ البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فی صحیحہ ص ۵۲۱ ج ا فی مناقب عمر وکذلک رواہ مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث نمبر ۷:-عن سعد بن أبى وقاص رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى أنت منى بمنزلة هارون من موسىٰ إلا أنه لا نبى بعدى .(رواه البخارى ومسلم فى غزوه تبوک) وفى لفظ المسلم خلفه عليه السلام فى بعض مغازيه فقال له على يارسول الله صلى الله عليه وسلم خلفتنى مع النساء والصبيات فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أما ترضىٰ أن تكون بمنزلة هارون من موسىٰ إلا أنه لانبوة بعدى وفى لفظ اخر عنده إلاأنک لست نبياً.

حدیث نمبر ۸:-عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لاتقوم الساعة حتىٰ يقتتل فئتان فيكون بينهما مقتله عظيمة دعوهما واحدة ولا تقوم الساعة حتىٰ يبعث دجالون كذابون قريبا من ثلاثين كلهم يزعم أنه رسول الله. (رواہ البخاری ومسلم واحمد)

حدیث شریف۱۵:عن أبی موسی الأشعری رضی الله تعالیٰ عنه كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسمی لنا نفسه أسماء فقال أنا محمد وأحمد والمقفی. الحدیث (مسلم: ج۲،ص۲۶۱)

حدیث شریف۱۶:عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث الشفاعة فیقول لهم عیسیٰ اذهبوا إلی غیری اذهبوا إلی محمد صلی الله علیه وسلم فیأتون محمداً صلی الله علیه وسلم فیقولون یا محمد، أنت رسول الله (صلی الله علیه وسلم) وخاتم النبیین الخ

(بخاری: ج۲،ص۶۸۵، مسلم: ج۱،ص۱۱۱)

حدیث شریف۱۷:عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بعثت أنا والساعة كهاتین.

(بخاری، مشکوٰۃ المصابیح باب قرب القیامۃ)

حدیث شریف۱۸:عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله قد كان فی الامم قبلكم محدثون فإن یكن فی أمتی منهم أحد فعمر بن الخطاب. (مسلم، نسائی وابویعلیٰ واحمد)

حدیث شریف۱۹:عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نحن الأخرون السابقون یوم القیامة بید أنهم اوتوا الكتاب من قبلنا واوتینا من بعدهم.

الحدیث (بخاری ومسلم والنسائی من الکنز: ج۲،ص۲۳۰)

حدیث نمبر۲۰:عن حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه مثله ولفظه نحن الأخرون من أهل الدنیا والأولون یوم القیامة. (مسلم ج۲ص۲۸۲)

حدیث نمبر۹:-عن جابر بن سمرة رضی الله تعالیٰ عنه مثله عند مسلم . (فتح الباری مطبوعہ ہند ص۲۴۳، باب۱۴)

حدیث نمبر۱۰:-عن ثوبان رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه سیکون فی أمتی کذابون ثلٰثون کلهم یزعم أنه نبی وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی. (رواہ مسلم)

حدیث نمبر۱۱:- عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فضلت علی الأنبیاء بست أعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب أحلت لی الغنائم وجعلت لی الأرض مسجداً وطهورا وأرسلت إلی الخلق کافة وختم بی النبیون. (رواہ مسلم فی الفضائل)

حدیث نمبر۱۲:- عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا أیها الناس إنه لم یبق من النبوة إلا المبشرات.

(بخاری فی کتاب التعبیر : ج ۱۲، ص ۳۳۱)

حدیث نمبر۱۳:-عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهم أن النبی صلی الله علیه وسلم کشف الستارة ورأسه معصوب فی مرضه الذی مات فیه والناس صفوف خلف أبی بکر فقال یا أیها الناس إنه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرؤیاء الصالحة یراها المسلم أو تریٰ له.

(مسلم والنسائی وغیرہ)

حدیث شریف۱۴:-عن عبدالله بن إبراهیم بن قارظ أشهد أنی سمعت أباهریرة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فإنی اٰخر الأنبیاء ومسجدی اٰخر المساجد.

(مسلم: ج ۱، ص ۴۴۶، نسائی ولفظہ خاتم الانبیاء وخاتم المساجد)

اہم اعلان

پندرہ روزہ کورس برائے ردقادیانیت

ا- اسکول، کالج، دینی مدارس کے طلبہ، وکلاء اور پروفیسر حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کاپی (جو آپ کے ہاتھ میں ہے) کے ذریعہ سے مناظرِ اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی تقریباً چالیس سال سے مسلسل اپنے مرکزی ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ میں ''پندرہ روزہ کورس برائے رد قادیانیت'' ماہِ شعبان میں خود بہت اہتمام کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ کورس کے اختتام پر باقاعدہ امتحان ہوتا ہے جس میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ کے لیے ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے اور شرکاءِ دورہ کو اسناد وانعامات سے نوازا جاتا ہے۔

یہ کورس ۶ رشعبان سے ۲۰ رشعبان تک ہر سال باقاعدہ منعقد کیا جاتا ہے۔ خواہش مند حضرات درج ذیل پتہ پر رجوع کریں۔

دوسالہ تخصص فی ردالقادیانیہ

دورہ حدیث شریف کے فضلاء کے لیے دوسالہ ''تخص فی ردالقادیانیہ'' کا انتظام بھی کیا گیا ہے جس میں ذی استعداد طلبہ کو داخلہ دیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ انگلش اور کمپیوٹر بھی سکھانے کا اہتمام ہے۔ قیام وطعام کے علاوہ شرکاء کو ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ خواہش مند حضرات، فضلاء کرام دورۂ حدیث کی اصل سند کے ہمراہ داخلہ لے سکتے ہیں۔ یہ داخلہ شوال کی ابتداء میں ہوتا ہے۔

''وفاق'' کے تحت درسِ نظامی کی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے۔

المعلن: محمد ثناء الله چنیوٹی ناظم شعبه نشرواشاعت، جامعه عربیه، اداره مرکزیه دعوت وارشاد نزد تهانه صدر کچهری چنیوٹ ضلع جهنگ (پنجاب)

فون: 0466-332820 موبائل: 0320-4892512 فیکس: 0466-331330